



OUP-8804-5-8-74-10,000.

**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. ۸۹۱۵ ۴۳۴

Accession No. 24. 20

Author آ ک

Title

آتش  
کلمات آتشی

This book should be returned on or before the date last marked below.

---





ان من لشعر حکمتہ وان من البیان سحر

کہ کلام معجز نظام حضرت خواجہ حیدر علی آتش

الموسوم بہ

# گلیات آتش

نہایت صحت سے

بہ اہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور و آفیس لکھنؤین طبع ہوا

حقوق طبع محفوظ ہیں  
۱۰-۱



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِذَلِكَ نَفْخُ نَارَ الْقُلُوبِ وَنُفِيقُ الْقُلُوبِ وَنُفِيقُ الْقُلُوبِ وَنُفِيقُ الْقُلُوبِ



کتابت



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَبِذَلِكَ نَفْخُ نَارَ الْقُلُوبِ وَنُفِيقُ الْقُلُوبِ وَنُفِيقُ الْقُلُوبِ وَنُفِيقُ الْقُلُوبِ

PG



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم ۱۹۱

۵

جباب آسائیں دم بھرتا ہوں تیر کی شنائی کا  
اسیر اے دوست تیرے عاشق و متوق و متوین  
تعلق روح سے ٹھکڑو جب کا ناگوارا ہے  
فراق یا زمین مرم کے آخر زندگانی کی  
ہوئی منظور محتاجی نہ ٹھکڑو اپنے مسائل کی  
نظر آتی ہیں ہر سو صورتیں ہی صورتیں ٹھکڑو  
نکل سے جان تن سے تا وصال یا راصل ہو  
وصال یا رکاوعدہ ہے فرائے قیامت پر  
بھروسہ آہ پر ہرگز نہیں اسے یا عاشق کو  
دکھا یا حسن سے اعجاز موسیٰ کلک تہ رستے  
نہیں یعنی ہے پتھر کی لکیر احباب ہیں  
شکست خاطر احباب ہونی جو دہشت ہے

نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا  
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طمانی کا  
زمانے میں چلن ہے چارون کی آشنائی کا  
رہا صد مہمبشہ روح و قالب کی جدائی کا  
بنایا کا سہ سہ راز گون کا سہ گدائی کا  
کوئی آئینہ خانہ کار خانہ ہے خدائی کا  
چمن کی سیر ہے انجام بیل کو رہائی کا  
یقین ٹھکڑو نہیں ہے گور تک اپنی رسائی کا  
شکار اتک کہیں دیکھا نہیں تیر ہوائی کا  
یہ بیضیا بنا باجوہ انگشتِ خانی کا  
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جہت سائی کا  
تو چمن تری اسے بارا فر ہے مویائی کا

<p>دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک کھتا ہو کھٹا دیکھتا ہے صن اس میں خود نمائی کا نچا کر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا</p>	<p>دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک کھتا ہو کھٹا دیکھتا ہے صن اس میں خود نمائی کا نچا کر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا</p>
<p>بہنیں دیکھا ہے لیکن بھگو بچا ناہو آتش نے بچا ہے اسے صنم جو بھگو دعویٰ ہے خدائی کا</p>	<p>بہنیں دیکھا ہے لیکن بھگو بچا ناہو آتش نے بچا ہے اسے صنم جو بھگو دعویٰ ہے خدائی کا</p>
<p>ہنسار ہی ہو کہ جو دیوانہ ہے اس کا مبل کا یہ نالہ نہیں افسانہ ہو اس کا معلوم ہوا شونختہ پروانہ ہے اس کا عمودہ عالم جو ہے دیوانہ ہے اس کا جو سینہ کہ صد چاک ہو اشانہ ہو اس کا عرضہ یہ دو عالم کا جلو خانہ ہو اس کا حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہو اس کا حقیت جو دو عالم کی ہو بجانہ ہو اس کا مشاق ہر ایک گوہر کیانہ ہے اس کا جامہ سے جو باہر ہے وہ دیوانہ ہو اس کا آلودہ دنیا جو ہے بگیا نہ ہے اس کا</p>	<p>صن پر ہی اک جلوہ مستانہ ہے اس کا اگل آتے ہیں تیری من عدم سے ہنس گش گربان ہو اگر مجمع تو سر و ہفتا ہے غلہ وہ شمع نہان گنج کے مانند ہو اس میں جو چشم کہ حیران ہوئی آئینہ ہو اس کی دل نہر شیشہ ہو وہ شمع ہیں شیشہ وہ یاد ہے اس کی کہ بھلا دے دو جان یوسف نہیں جو ہاتھ لگے حیدر دم سے اندر سے صفائے دوبنا گوش کا عالم آوارگی نکمت گل ہے یہ اشار یہ حال ہوا اس کے فغرون سے ہو یا</p>
<p>شکرانہ ساقی ازل کرتا ہو آتش بر بزمے شوق سے پیمانہ ہو اس کا</p>	<p>شکرانہ ساقی ازل کرتا ہو آتش بر بزمے شوق سے پیمانہ ہو اس کا</p>
<p>برابر گردن شاہ دگد او دون کو خم پایا نو اس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا بہی عوالب دیر و کعبہ میں بھی تنہا پایا اٹھا کون داغ میں تو آسمان سجھے درم پایا شرادہ برق سے بھی عرصہ ہستی کو کلم پایا ضمیت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا</p>	<p>محبت کا تری بندہ ہر اک کو اسے صنم پایا رنگ شمع جس نے دل جلایا تیری دہلیز میں بجا کرتے ہیں عاشق طاق ابرو کی پرستاری نشانہ نیست محبت کا ہے میرا اختر طالع ہزار دن حشر میں جاوین کی میرے ساتھ دنیا سوائے نیک کچھ حاصل نہیں ہے اس خرابی میں</p>

نظر آیا تماشا ہے جہان جب بند کین آنکھیں جلایا اور مارا سُخن کی نیزنگ سازی نے فراق انجام کم کا مر آغا ز و صلت کا بلا شک ہے ہر اک جو ہر مین الگ کائنات ہے زینگان سمجھا ہمارا کتبہ مقصود تیرا طاق ابرو سے ہے	صفائے قلب سے پہلو میں پہنے جامِ جم یا یا کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم یا یا بہت رویا میں روح و تن کو جنتاں ہم یا یا دمِ شیر قاتل جادہ راہِ عدم یا یا تری چشمِ سیر کو ہم نے آہوئے حرم یا یا
---	--

ہوا ہرگز نہ خطِ شوق کا سامان درست آتش

سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہم نے قلم یا یا

کیا داد خواہ ہو کوئی اُس کے نقیل کا طے سطح سے ہو دے رہِ عشق دیکھیے راہِ عدم کو جاتے ہیں خاموش قافلے آوارہ ہوں مین گور کی منزل کے شوق مین لے جائے خطِ شوق کو تیرے غریب کیا تخلیجِ خضر راہِ مہین تیری راہ مین شب کو چراغ کی مہین رہو کو چراغ یوسف کی جستجو مین روانہ ہیں قافلے عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہیں باغ و بہار آتشِ نرد کو کیا موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی طوفان مین ناخدا کی کشتی نوح کی مندہ ہے کس کا پوچھیں گے جب نکلویں سائل ہوں مجھ کو قید کم و بیش کی نہیں آوازہ بان کند ہے قاصر ہے نزدیکان آوازہ تیرے عدل کا ہے سب کو زرد	عاشق کے خون کو حکم ہے آبِ سبیل کا سنگ نشان کا دخل ہے مین نہ سبیل کا بہر جس ہے سُرہِ عیار اس سبیل کا رہزنِ سلوک مجھے کریگا دلیل کا دان جس جگہ مقامِ مہین جبریل کا کہتا ہے کامِ شوق ہمارا دلیل کا ہر ذرہ آفتاب ہے تیری سبیل کا نالان جس مین خور ہے کو سبیل کا رکھو کا امیس ہے ہم علیل کا مشکل کے وقت مائی ہوا تو خلیل کا فرعون کو تو نے غرق کیا تو دلیل کا حقا جو اب ہی مہین مجھے کفیل کا عاشق ہوں مین کہوں گا کہ بندہ سبیل کا نمٹا ہے کریمِ کثیر و قلیل کا بامِ مراد عرش ہے ربِ جلیل کا پیشہ سے زور چل مہین سکتا ہو قلیل کا
--	---

<p>دل نورِ ماسنین تو عزیز و ذلیل کہ کوثر کا پانی ایسا ہے نے سلسبیل کا منظر تجھ کو جلوہ تھا چشمِ جمیل کا</p>	<p>دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے دی ہے جو نو نے تشنہ عزت کو اکبر و سُرمہ کیا جو برقِ تجلی نے طور کو</p>
<p>آتش بھی دھلے خدا کے کریم سے محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا</p>	
<p>جہرہ شاہِ مقصود عیان ہو کہ جو تھا یہ تو مہ سے وہی حال کتمان ہو کہ جو تھا ناز و اندازِ بلا سے دل و جان ہو کہ جو تھا وہی میل اور وہی سنگِ نشان ہو کہ جو تھا اپنی آنکھوں میں سب کا لبِ لبان ہو کہ جو تھا نامِ بچار سے تلو خفقان ہو کہ جو تھا دلِ غم زخمِ جگر و نشان ہو کہ جو تھا عارضی حُسن کا عالم وہ کمان ہو کہ جو تھا بے یقینی کا تری جگہ گمان ہو کہ جو تھا راہِ مین فانی ریگ روان ہو کہ جو تھا اسمِ اعظم وہی قرآنِ مین نہان ہو کہ جو تھا کوہِ بے جانان کی طرفِ بلِ نگران ہو کہ جو تھا ستلاشی وہ ترا آبِ روان ہے کہ جو تھا عود کے جلنے سے مہرِ مین دھوان ہو کہ جو تھا شعِ مفضل صغیرِ چربِ زبان ہے کہ جو تھا سُرمہِ ہر وہی داعظ کا بیان ہے کہ جو تھا یہ خواہ وہی عبرت کا مکان ہو کہ جو تھا افادہ اشکِ شبِ دروِ روان ہو کہ جو تھا</p>	<p>آئینہ سینہ صاحبِ نظران ہو کہ جو تھا عشقِ گلِ مین وہی بلبلِ کفان ہو کہ جو تھا عالمِ حُسنِ خدا وادِ تباں ہو کہ جو تھا راہِ مین تیری شبِ دروِ سہرِ کرنا ہو روز کرتے ہیں شبِ جگر کو بیداری مین ایک عالمِ مین ہو ہر خیزِ سیاہِ شہو دولتِ عشق کا کچنہ وہی سینہ ہے ناز و اندازِ داد سے تھین شرم آنے کی جان کی تسکین کے لئے حالتِ کتبِ ناز از منزلِ مقصود مہینِ دنیا مین وہن اُس روئے کسا بی مین ہو پناہ کعبہِ نظرِ قبلہ نما ہے تا حال کوہِ صحرا و گلستانِ مین پھر اکرتا ہے سوزِ دل سے تسلسلِ ہر وہی آہوں کا رات کٹ جاتی ہو باتینِ دہی سنتے سنتے پائے خمِ ستون کے ہو حق کا جو عالمِ سو ہو کون سے دن ہی قبرینِ مینِ آسمینِ مین بیخیر شوق سے میرے مین وہ نورِ نگاہ</p>



اس کا احسانہ بیان رمضان چہ کہ جو تھا	العیلۃ القدر کنا یہ نہ شب وصل سو ہو
دین و دنیا کا طلبگار سنو ز آتش ہے یہ گداسائل نقد و جہان ہے کہ جو تھا	
حسب کے جانے کو میں نے چاک تار امان کیا بیخ گردان کی طرح برسوں ہی سرگردان کیا عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا میرغ و ماہی کو دل بیتیاب نے گریان کیا دامن دل سا لہا آؤ دہ عصیان کیا آگ نالوں نے لگائی اشک نے طوفان کیا شکر و مہک جو خدا نے بے سہر و سامان کیا لفظی نے جہان سے مشت خاک کو انسان کیا	اے جنوں دشتِ عدم کے کوچ کا سامان کیا مٹھ چھپا آب تو نہ شتاؤن سے اے خوشہ درو مرگین تیری جدائی میں ہزاروں حشرین نالہ ہانچا ہ نے تپھر کو پانی کر دیا جلد نہلا مہک جو میرے خون سے اسے شہ پار شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھے بغیر لے فلک مرہون احسان تو نہ تیرا میں ہو آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سین کی قدر کو
آتش دلختہ تیرا یا الہی کچھ نہ تھا قطرہ ناجیز کو دریاے بے پایاں کیا	
رات بھر اختر شمار سے مجھے حیران کیا جہنم کی گردش نے کارِ فتنہ دوران کیا ذکر آورہ تھا جو آہ و نالہ دافغان کیا صبح تک میں نے خیال گیسوئے بیچان کیا ایلیخ حسرت نے لبِ خیرین کی کامجھان کیا اگہ کنواں جہان کا کبھی تلوار کو غریان کیا آگوش و بینی پر گمان آٹھ سوزان کیا زانوؤں کے آئینوں نے رات بھر حیران کیا نات نے جام شرابِ تند سے طوفان کیا	چاندنی میں جب مجھے یاد اے مہ تابان کیا قامت موزوں تصور میں قیامت ہو گیا پھر گئی آنکھوں میں وہ شرکان برگشتہ تو بھر شام سے دھونڈھا کیا ز بغیر بھانسی کے لئے سبک وندان سے دل بیتیاب پر بلی گدی یادِ ابرو و ذقن میں آٹھ گئی آنکھوں سے نیند چہرہ کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے دھیان میں سا تو مٹی شمعوں کے جلا پوانہ وار کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے
بست و بازو کے تصور میں ہوا آتش میں گل	

	پائے بوسی کی موس نے خاک سے یکساں کیا	
<p>نہاں خاکسار سی کو ٹھکا کر ہم نے بھل پایا زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا عمل پایا دل بیتاب کو بیلو میں اک ٹگر گنبل پایا سپاہ رنگ نے شہر بخشان میں عمل پایا کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ آکے کھلایا تری امداد سے آرام ہم نے اے ہل پایا موا فرزند اگر تو داغ دل غم البدل پایا دل عاشق کے توڑے سے ٹھکا کیا تھے بھل پایا حصیر کہنہ دیکھا دست خشک پائے شل پایا ہجوم خواب سے رہو نے جو آخر خللی پایا زیادہ تر مزاج بار سے زلفون میں بل پایا</p>	<p>غبار راہ ہو کر چشم مردم میں محل پایا برنگ شمع ہم دل سوختوں نے بزم عالم میں کشا کش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے نظر آتے ہیں خال عنبرین گرد لب لعلین گھڑی بھرو کے کوئے یار میں یوں رنگ لکے غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بفراری میں شکستہ دل نہ ہو انسان عوض ہر شے کا دست نہ جانا تھا چین کی سیر کو ہرہ رقیبوں کے رعوت کون سی شے پر ہے ان عولت گریہ کو غضب ہر منزل ہستی میں آسائش طلب ہونا حرارت ہونی جو سردار سے افزودن سپاہی میں</p>	
	ہمیشہ جوشش گریہ سے رہا پانی میں آتش	کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا
<p>ہمیشہ صورت ساحل ہو یاں آغوش میں دیا سنین قطرہ بھی یاں ہیگام نوشاوش میں دیا خدا جانے کہ کیا تجھ کے صدق کے گوش میں سکونت میں یہ قطرہ جو گھر تو جوش میں دریا نہ دیکھا کو کسی نے ایسا اپنے ہوش میں دریا کبھی دل کھول کر رویا تو آیا جوش میں دریا</p>	<p>مری آنکھوں کے آگے آٹھکا کیا جوش میں دیا وہ حد کم ظرف ہیں جو ایک ساغر میں بہکتے ہیں نکا لاجا ہے اے غرض تو عذاب نکال اس کو خوشی اور گویائی مری اک اک سے بہت ہے سُرک جانے جو دوسے چشم تر سے گوشہ دامن کا کیا جو ضبط گریہ تو کہا دریا کو کوزے میں</p>	
<p>اگر مونی نہ بیٹے قطرہ ہائے ابر مسیان سے تو حلقہ ڈالتا آتش صدق کے گوش میں دریا</p>	<p>کیا رفیق ساتھ سے شکل میں رہ گیا</p>	<p>دل جھٹ کے جان سے گور کی منزل میں گیا</p>

<p>مین جا ہی دھونڈھتا نری مغل میں رہ گیا دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا تسمہ لگا جو گردن بسمل میں رہ گیا دل مرغ رنج کا قفس گل میں رہ گیا اے خضر تھیجے مرگ کی منزل میں رہ گیا لیلے کا پردہ پردہ محل میں رہ گیا وہ داغ ہے جو دامن ساحل میں رہ گیا خالی پیالہ کب کف ساحل میں رہ گیا</p>	<p>آئے بھی لوگ بھیجے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے ناقص جو دستداری میں کامل بنیں جو تو قاتل سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہے آزادی سے زیادہ اسیری میں لطف ہے سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے پار اُترا جو کہ غرق ہوا جسے عشق میں کاڑے ٹنگرا سکی کریم کی شان کا</p>
<p>بچارہ مرے حسرت قاتل میں رہ گیا کہتی ہو تھک جو خلق خدا غائبانہ کیا بغیب طلب ہو سنیہ صد جاگ خانہ کیا قارون نے راسے میں گنایا خزانہ کیا مہمیز کہتے ہیں گے کسے تازیانہ کیا بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا وکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام دوانہ کیا سے خلاف ہو گئے کرے گا زمانہ کیا دیکھوں تو موت دھونڈھ رہی ہو سنانہ کیا رستم کی داستان ہے ہمارا فساد کیا مطلب ہمیں سنانا ہے اپنا خزانہ کیا بلبل قفس میں یاد کرے آشیانہ کیا جب تیر کج پڑے گا اویگا نشانہ کیا مہمان مرا ہے جسم کا ہو گا روانہ کیا</p>	<p>اکش کو دست و تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم سُن تو سہی جہان میں ہے ہزار فساد کیا کیا کیا الجھتا ہے تری زلفوں کے تار سے زیر زین سے آتا ہے جو گل سُو زربخت اُڑتا ہے شوق راحت منزل سے اب عمر زینہ صبا کا دھونڈھتی ہے اپنی مشت فدا کیا چاروں طرف سے صدمت جانان ہو طوبہ صیاد اسیر دامِ رگ گل ہو عندلیب مبل و علم نہ پاس ہے اپنے نہ ملک مال آتی ہو کس طرح سے مری تبض روح کو ہوتا ہے دردِ سن کے جو نامرد مدعی بے یار ساز دار نہ ہو گئے گا گوش کو صیاد و گنہگار دکھاتا ہے سیر باغ ترجمی نگہ سے طائر دل ہو چکا شکار بتیاب ہے کمال ہمارا دل حنین</p>

	<p>یون مری حسد سے ندے داد تو نہ سے آتش غزل یہ تو نے کسی عاشقا نہ کیا</p>	
<p>بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا صیاد ہاتھ ملے حمرین سے نکل گیا بجکر اگر بہ چاہ ذوق سے نکل گیا موت سے تھا یہ اپنے وطن سے نکل گیا کیا اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا سیردن سو ہمارے بدن سے نکل گیا کیا کیا عقیق کان میں سے نکل گیا دیوانہ قید خانہ تن سے نکل گیا دیوانہ ہو کے دشت فتن سے نکل گیا</p>		<p>بیمار عشق رنج و دھن سے نکل گیا مرغان بارغ آتش گل نے جلادے بیک بنگاہ چشمہ جوان دہن میں دیکھا جو مجھ غریب کو بولے عدم کے کو عالم جو تھا طمع ہمارے کلام کا جوش جنون نے فصدون سے مطلق کئی کیا آویزہ ترے گوش کا ہوا اس اُمید پر زنجیر کا وہ غل سین زندان میں جنون مرتبه کو تیرے سر سے شکست کے ہر زل</p>
	<p>پھر طفل حیلہ جو کا بہانہ نہ مانیو آتش وہ ابھی بار تو فن سے نکل گیا</p>	
<p>لبالب اپنے لو کا پیالہ کیا کرتا کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا جس سے قافلہ میں محبت نالہ کیا کرتا چکر طوق گلوسہ کا لالہ کیا کرتا حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا بھینے جو حلق میں مین وہ نوالہ کیا کرتا سلوک نیک ذراعت سے زوالہ کیا کرتا خدا کے گھر کا جھلار میں تبالہ کیا کرتا کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا ترے برہنہ سے گرمی دوشالہ کیا کرتا</p>		<p>جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا ملانہ سرو کو کچھ اپنی راستی میں بھل جربہ مین رہ پر خون عشق سے گذرا جنون عشق میں رہتا تھا اعتبار نہ کیا بچا کیا اسے توڑا جو سے دریا کے نہ کھایا غصہ کبھی فوج سے قسمت کے بلا سے بد ہوئی داغون سے سردی کا فو دیا فوشہ نہ اس بت کو دل کے تو مین صفا ہوانہ ریاضت سے نفس تارہ مکی جاگ جو کبل کبھی اڑا یا ہے</p>

<p>نہ کرتی عقل اگر سفت آسمانی سیر مری طرف جو اُھین کھینچی کشش دہی کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا عروس دہر سے بولے وفا نہیں آتی</p>	<p>کوئی یہ ساتھ درق کا رسالہ کیا کرتا بتوں کو بہنوں کا حوالہ کیا کرتا کوئی حسرید کے ٹوٹا ہوا کیا کرتا جھلایں بچو کا اس کے اذالہ کیا کرتا</p>
<p>ایک دن فرصت جو مین برگشتہ نشت مانگتا تشنگی کر لی جو شتاق دم خنجر بھجے تیر باران بلا سے ہر گئی کشت اپنی سبز دعائے گشتا تھا جنوں کو کیا وطن میں مر کے مین وہ نکلتا ہی نہیں اسے حسرت دیدار یار دوسرا مجھ سا زمانے میں نہیں برگشتہ نخت ہمچ عالم فروز یار غمراہ نیل بھی آ کے میری خاک پر روتے حسیناں شبت روز و شب رکھتا ہوں آغوش نصوین ہنن حسن کا امون دکھاتا معجز روح الہی یار کے دلیں کدورت آئی ہے ملتی تو مین رہ گئی عورت خموشی کے سببے شکر ہے</p>	<p>دیرہ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا آب آہن شیر واپہ کی جلالت مانگتا رہ گیا دیہقان دعائے بھر رحمت مانگتا چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا گور میں جوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا شمع بالین کیا مین سہبار محبت مانگتا مین انگوٹھ سے باران رحمت مانگتا سیم تن محبوب پہننے میں جو دولت مانگتا نقش پا تیرا بد بھیا سے بعیت مانگتا دو گھڑی دل کھو بکھورنے کی نصرت مانگتا زہر دینا آسان بھکے جو شربت مانگتا</p>
<p>کیا کہوں آتش اثر اپنی زبان کجنت کا سنگ ملتی کو تیرے گھر فراغت مانگتا</p>	
<p>دشت آگین ہر سانسہ مری رسوائی کا پائون زندان سے نہ نکلا ترے رسوائی کا وصیان رہتا ہے فدیار کی رعنائی کا</p>	<p>عاشق زار ہوں اک آہوئے صحرائی کا دراغ دل ہی مین رہا لالہ صحرائی کا ہسا سنا روز ہے یاں آفت بالائی کا</p>

<p>کوہِ غمِ مثلِ پرکاشہ اٹھالیتا ہوں          کدیرِ سہ میں مجھ پر جو لگا ہوئے غدا          کو نسا دل ہے نہیں جس میں خدا کی ہنر          مردِ دوشیزا ہوں تیجہ ہو تو کل میرا          بوسہ چشمِ غزالان مجھے یاد آئے ہیں          زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے          مصرعِ مہرِ زمین لاکھوں ہی نکالوں ہیں          جب کہ شیطان کا احوال سنا ہو میں نے          سوئی حجت مجھے پیچھے کے چلنے کی صدا          وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب و زور          کس طرح سے دلِ وحشی کا میں کہنا ہوں          یہی زنجیر کے نالے سے صدا آتی ہو          اک بری کو بھی نہ شیشے میں اُٹا رہیں گے          بعد شاعر کے ہوشِ سہور کلامِ شاعر</p>	<p>یا تو اُمی میں بھی عالم ہے تو اُمائی کا          پھر گیا آنکھوں میں عالم شبِ تنہائی کا          شکوہ کس کُھ سے کروں میں بتِ رعنائی کا          حجبِ پر روز ہے یاں اہمِ بالائی کا          نہیں جھولا میں مزامیہِ صحرائی کا          ملک الموت سے سائل ہوں سبجائی کا          باندھوں ہضون جو قیدار کی رعنائی کا          پائے بت پر بھی ارادہ ہو جبینِ سائی کا          سنک پڑا تھا دہنِ یار میں گویائی کا          آنکھوں کی راہ سے دم نکلے تما شائی کا          کوئی قائل نہیں دیوانے کی دانائی کا          قید خانے میں بڑا حال ہے سودائی کا          یاد کیا آئے گا اس گندِ مینائی کا          شہرہ البتہ کہ ہومردہ کی گویائی کا</p>
---	---

شہر میں قافیہ پیمائی بہت کی ہے  
 اب ارادہ ہو مرا باد یہ پیمائی کا

<p>اے ملک کچھ تو انرجنِ عمل میں ہوتا          وعدہ وصل کہانِ عاشق بے صبر کہان          بل نہ نکلا تری زلفوں کا صنمِ شانے سے          عیدِ نور و زول اپنا بھی کبھی خوش کرتے          عرش کی سیرِ ریاضت نے مجھے دکھلائی          سخنِ سخت میں سُنتا ہوں لبِ شیریں          داغِ مینِ یون دلِ نازک میں چراغِ روشن</p>	<p>شیشہ اک رات تو قاضی کی بنطین ہوتا          کامِ علاج کا ہے لبیت و لعل میں ہوتا          واقعی زورِ سننِ نیچہ نسلِ مین ہوتا          یارِ آغوش میں نورِ شیدِ محل میں ہوتا          دخلِ مزدور ہے سلطان کے محل میں ہوتا          عہدِ مین اپنے نہیں مومِ غسل میں ہوتا          جلوہ گر جیسے ہو شیشے کے کنول میں ہوتا</p>
--	---

<p>استخوان مرد کا سر جنگ نے جبل میں ہوتا</p>	<p>اچھے عاشق سے لڑانے میں گریز اچھی نہیں</p>
<p>عزل نصیب سکوت ہے روزِ منظورِ آتش لطف کیا چرخ کو سر پھر بدل میں ہوتا</p>	
<p>خاک میں مل کے بھی میں اُس کو نہ دیکھ سبھا چوت جہول کو لگی اُس کے سہی سے بے یار چھوڑتا میرے کر بیان کو نہیں دستِ جنون سبک تھی اُس سے عیان سینہ عارف کی صفا زلفینِ سفید ہیں تو پھر نہ کس سہلا نکھین کیا جگہ کو حبِ محبوب ہے سجانِ اشد یاد آئی جو تجھے اپنی بیابانِ مرگی سنگ در جان کے تیرا نہ کیا سچا بھین سینے سے مثلِ مہن میں نے لگا یا جو اُسے مہم و دونوں کو کیا نالہ آتشِ خوں نے مہو لگی یار کے ہاتھوں میں جو ہندی کالی سنبھل تر مجھے بے زلف صنم دودھو مخمل یار میں دیکھا جو سر اسکا کھینٹے</p>	<p>گردشِ چرخ کو اک گردشِ دامن سبھا خندہ کبک کو میں سنگِ فلاخن سبھا کیا یہ اس کو کسی محبوب کا دامن سبھا حیرہ یار کو میں نے دلِ روشن سبھا جس نے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سبھا کوئی کہہ کوئی حبت کوئی گلشن سبھا گنبدِ قصہ زندگ گنبدِ مدفن سبھا کچھ حقیقت کو تبون کی نہ برہمن سبھا داغِ سودا کو مرادِ گلِ سوسن سبھا سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آسن سبھا انگلیوں کو میں زبانِ گلِ سوسن سبھا بے رنج یار میں گلزار کو گلشن سبھا گردنِ شمع کو عاشق کی میں گردن سبھا</p>
<p>کیون نہ معراج محمد کا ہو قافلِ آتش مسرہ خورشید کو لفتقِ سہم تو سن سبھا</p>	
<p>رات بھر طالع بیدار نے سوئے ندیا دھوپ میں مسائیہ دیوار نے سوئے ندیا شادی دولت دیدار نے سوئے ندیا مہلوے گل میں بھی خار نے سوئے ندیا نیند بھر کر دل بیا رنے سوئے ندیا</p>	<p>رات کو میں نے مجھے یار نے سوئے ندیا خاک پر سنگ دیدار نے سوئے ندیا شام سے وصل کی شب آجھ جھکی باجھ ایک غیبِ بلبل بتیا ہے جاگے نہ نصیب جب گئی آنکھ کراہا یہ کہ بد خواب کیا</p>

<p>صبح تک بھگو شب تار نے سونے دیا          بچ و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا          حکو بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا          گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا          تادوم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا</p>	<p>درویش مرے اُس زلف کے سولہاں ہا          رات بھر کس دل بتیا بنے باتیں تجھے          سیل گرید سے مرے نیند اڑی مردم کی          بانغا عالم میں رہیں خواب کی شائق کھین          بچ ہو غمخواری پیار عذاب جان ہے</p>
<p>مجھ تک پہلو میں اُس محل نشہ رکھا آتش          بغیر کو ساتھ کبھی بار نے سونے نہ دیا</p>	
<p>کیا ہے نور کے بچوں کو جس نے خاک سے پیدا          یہ آئینہ ہوا ہے جو ہر اور اک سے پیدا          قضائے کی ہر یہ نہیج خاک پاک سے پیدا          عریضے ہوئے ہیں چاروں طرف کی گک سے پیدا          دماغ دکھتی ہو دے الف سی تاک سے پیدا          حلاوت ہوتی ہر تھبہ کو ہوا ساک سے پیدا          نہ کی دلستگی کس صبد نے فزاک سے پیدا          نہ ہوگا کشتنی مجھ سامرے سفاک سے پیدا          یہ دورا پھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا          ہوئی ہے بوئے یوسف یار کی پوشاک سے پیدا          نشانہ تیر کا ہو راہ کرفزاک سے پیدا          قرابت کی ہر مارشانہ صفاک سے پیدا          یہ کیا ہوں سات سو ظالم جو صفت فلک سے پیدا          کہان ہو سکتے ہیں ایسے یگن حکاک سے پیدا          یہ کیفیت نوگی نشہ ستراک سے پیدا          ملے گا خاک میں وہ جو ہوا ہو خاک سے پیدا</p>	<p>ہوا ہے عشق بگو اُس کے حسن پاک سے پیدا          کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اُس کو حیرت ہو          ہمارے خلق میں دن رات ذکر ذات اقدس ہو          ہر اک جانب سے اُس کو بکے فطانتے ہیں عاشق          اسیر کزاد ہوں او جان جان تیری محبت سے          بنجیادوں سے موافق ہو طبیعت کیوں نہ دنیا کی          تری تیرنگہ پر دم نہ کس پنجر کا بھڑکا          غم اپنے قتل ہوئے کا سین غم ہے تو یہ غم ہو          غنیمت ہو تجھے حلقہ احباب گرد اپنے          دماغ حضرت لعقوب عاشق اسکو کہتے ہیں          صدا یہ صبد گاہ عشق میں آتی ہو برسوں سے          ملائے جان عالم ہو گئیں ہیں تیری زلفوں نے          یقین ہو صبر کرنے کرنے عاجز اُن کو کردون میں          دل صد بارہ کے ہر بارہ پر نقش جنت ہے          ترے انعی گسیو سو گھ کرکتے ہیں انبونی          پیام مرگ سے ہوتی ہے نکلین روح کس خاطر</p>



<p>مے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ  سبھا سے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت  یہ کس غمخیز نادک خوردہ کی صورت ہوگا  قدم سے تیرے دیوانوں کی آبادی کا عالم  سہرے نیارہوں کے حال یہ ظاہر ہوا ہوگا  سحرنگ شام سے چلتی ہیں تین وصل کی تین  کہا ہے اپنے بچے سے دہن میں تونے جو اسکو  عزیز از جان نہ ٹھہرن داغ عشق رن خط کیو  کنارہ جڑستی سے نہیں بے جان سے گذرے</p>	<p>ہزار دن مودین کے صبح گریبان چاک سے پیدا  شفا موتی ہو کس کے آستانگی خاک سے پیدا  رم آہو ہے تیرے تو سن جلاک سے پیدا  ہوا ہے شہراک صحرائے وحشت خاک سے پیدا  مقدورین جو دولت ہو تو زہر ہو خاک سے پیدا  محبت کی ہر کس گستاخ کس بدیاک سے پیدا  شہم گل موٹی ہر ریشہ مسواک سے پیدا  بہ گل سمے کہے ہیں کس خس و خاشاک سے پیدا  کنارہ گور ہے اس کا جو ہو پیراک سے پیدا</p>
---	--

دعاے آتش ختمہ یہی ہر روز مشرکو

یہشت خاک ہوئے کر بلا کی خاک سے پیدا

<p>کلام کرتی رہی وہ چشم منون ساز اپنا  سرگرد ماہیں گے گل خاک میں بجاؤں گے  خندہ زن میں کبھی گریان میں کبھی تالان میں  مہی اللہ سے خواہش ہو ہاری اوست  سودش دل سے زبان کو نہوئی آگاہی  خوف ہوتا ہو جگو دہرہ منکر بے یار  نہ سنی یار نے اک بات سخن ساز اپنا  پر کرنے سے توصیاد چھری ہی پھر سے  بہین کھوئے سی کا بکندہ کا دروازہ  یاد آئی ہیں ادھن جوتری اے محبوب  مخ غ دل صید گر عشق چلا ہے دیکھیں  رو ٹھکر ملے جو جاتا ہوں تو کتنا پردہ سوخ</p>	<p>لب جان بخش دکھا با کجے اجماز اپنا  یاؤں رکھے تو میں من و سرفراز اپنا  ماز خبان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا  گور بد میں موز انگنگ ہو غار اپنا  اُٹ کیا منہ سے نہ سمجھ نہ کھلا راز اپنا  دل دکھاتی ہے معنی تری آواز اپنا  رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پر راز اپنا  قصہ کوتاہ کرے حسرت پر داز اپنا  نیدر نہیے کا نہیں کار خد اساز اپنا  محول جاتے ہیں حسدیان جہان ناز اپنا  طعمہ کرنا ہے اسے کو نسا شہباز اپنا  کل خاتم ہے مزاج آج ہے ساز اپنا</p>
--	--

<p>خبر اول و آخر میں سلق آتش          نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اسنا</p>		<p>غم نہیں گواے فلک تہہ پر چھکے خار کا          زلف کے حلقہ میں الجھا سبزہ گوشن مار کا          ناخدا ہے موت جو دم پر سوہو باد مراد          خانہ زنجیر سے مثل صدا ڈرنا ہون بپ          جہنم گریہ نے کیا ہے ناتوان آنا مجھے          کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سُر مگین          سعی لا حاصل مداوے بعض عشق ہو          ہاتھ قائل کا گریبان تک پہنچ سکتا نہیں          چول ہو جو اپنے کلتن کا سپر کا پھول ہو          خطا روئے بار سے ابدا اٹھائی جو زبس          گرچہ پیش طاق ابرو نے صنم گیسو نہیں          او صنم تیری کرخی آنکھ سے ثابت ہوا          یاد میں تیری رقیب رو سیہ جا کا تو کیا          اس پر سی رو کے جو کوجہ کا گذر تا چہا          اٹھکے دیوار کد سے مردے ٹکراتے ہیں ہر          خیم مذمت سے کیا محراب میں کعبہ کے سر          زندگی میں بجا ادب ہونے ندے تو رعب جن          اے صنم عاشق سے روپوشی نہیں لازم تھے</p>	
<p>آفتاب تک زرد پتیا ہو مرے گلزار کا          ہو گیا سنگ زمر و خال چشم مار کا          عزم ہو کشتی تن کو بحر سستی یار کا          یاد آتا ہے کعب یا میں کھٹکنا خار کا          ٹوٹنا ممکن نہیں ہو آنسو دن کے تار کا          ذرق قسمت نے کیا رنگی اوم خودا کا          عقلمنا ممکن نہیں گرتی ہوئی دیوار کا          اور فرط شوق ہو بان زخم دامن دار کا          ہر شجر اس باغ میں لانا ہو چل تلوار کا          سبزہ سے ہوتا ہو صدمہ میرے دل کھڈ کا          کعبہ پر نزع ہوا ہے لشکر کفار کا          رنگ طبعانا ہو روئے مردم بیمار کا          مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا          بن کے جن سایہ لپٹا ہے مجھے دیوار کا          اک قیامت ہو صنم عالم تری قنار کا          گردن زاہد سے بوجھ اٹھانہ جب زنا رکا          خاک ہو میری پس از مرگ در دہن یار کا          پروہ موسیٰ سے نہیں اللہ کو دیدار کا</p>		<p>بوئے گل آتش کہیں ہوتی ہے محسوس نظر          افزا ہے روزِ محشر یار کے دیدار کا</p>	
<p>شہر کو نالوں نے مجھ مجنون کے صحرَا کر دیا</p>		<p>جوشِ سیلِ اشک نے چمن کو دیریا کر دیا</p>	

گور کہتے ہیں کسے نام کفن ہے کس کا  
کریار ہے معدوم یہ ظن ہے کس کا  
فتنہ پروازی ہے کتے ہیں فن ہے کس کا  
صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کس کا  
پھر یہ عذاب و سبب و ذوق ہے کس کا  
سنبل اسطرح کا پر پیچ و شکن ہے کس کا  
باغبان کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا  
جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کس کا  
گل سائخ کس کا ہے غنچہ سادہن جو کس کا  
قدرت اللہ کی ہے ساختہ بن ہے کس کا  
ہم غریبوں کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کس کا

شادی مرگ سے بھولا میں سمانے کا ہنسن  
وہن تنگ ہو ہو ہم یقین ہے کس کو  
مفسدے جو کہ ہوں اس جہنم سے کم ہیں  
ایک عالم کو ترے عشق میں سکتا ہو گا  
حسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو  
گلشنِ حسن سے بہتر کوئی گلزار نہیں  
باغِ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت  
خاک میں اُس کو ملاؤں اُسے برباد کروں  
سروِ ساقی ہے نہیں بد نظر کا میرے  
کیون نہ بے ساختہ بندے ہوں دلِ جان سے  
کج ہی چھوٹے جو چھپتا یہ خرابہ کل ہو

یار کو تم سے محبت نہیں تو اسے آتش  
خطمین القاب یہ پھر مشفق من ہے کس کا

لالہ سان داغ اٹھائے کو ہوئے ہم پیدا  
ہوں میں وہ شاخ کہ ہوں برگِ تبرہم پیدا  
شادی و غم سے کیا ہو مجھے تو ام پیدا  
خطنے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا  
واسطے میرے ہوا جو غم عالم پیدا  
شادمانی میں جریانِ حالتِ ماکم پیدا  
مہ نو نے تر سے ارد کا کیا خم پیدا  
گیسو کے یار ہوئے درہم و برہم پیدا  
کہیں مونی نکوین قطرہ ششم پیدا  
غافل و غم زبان کا نہیں مرہم پیدا

روز و مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا  
ہوں میں وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرد ہو  
میں جو رونا ہوں مرے زخم جو گہنستے ہیں  
چاہنے والے ہزاروں نئے موجود ہوئے  
دردِ سر میں ہو کسی کے تو مر و لیں ہو  
زخمِ خندان ہیں بعینہ لبِ خندان آئے  
آسمان شوق سے تلواروں کا منہ برسا  
کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے  
شبہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر  
چپ رمود و کر و منہ مرا کھلوا و

فکرِ مضمون کوئی یاروں سے ہوا کم پیدا	قلزمِ فکرِ مین ہر چند لگا کسے غوطے
دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش	نوش داروں نے کیا بان ان ترسم پیدا
خاک ڈال آنکھوں میں میری فافلا جاتا رہا کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا پاکون کا مجبوز کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا	توڑ کر تار نگہ کا سلسلہ جاتا رہا کون سے دن ہاتھ میں آبارے دانا رہا خارجہ پر کسی نے نہمت دزدی نہ کی دوستوں سے ہمدردی ہوئے مین جانہ رہا
جب ٹھٹھا یاؤں آتشِ شعلہ دارِ جبرس	کوسوں پیچھے چھوڑ کر مین قافلہ جاتا رہا
دن ہوا پر آفتاب آنکھوں سے پھان رہ گیا توبہ کی دلیکن داغ دامان رہ گیا جسمِ خاک کی طرح سے میرا زندان رہ گیا طوقِ بنکر میری گردن میں گریبان رہ گیا باغ میں جا کر تو اے سروِ خزان رہ گیا روحِ حبت کو گئی جسمِ گلی بان رہ گیا موت سے اب تیر کے بچے کامیدان رہ گیا پارِ ثابتِ وقت بد میں اک گریبان رہ گیا گل کو پیرا ہن لانا شعلہِ عربان رہ گیا سکڑونِ نرسنگِ محزون سے بیابان رہ گیا اڑ گئے مرغِ مین خالی گلستان رہ گیا ہر قدم پر ہے یقین بان رہ گیا دن رہ گیا سندِ آنکھیں ہو گئیں آئینہ حیران رہ گیا اگر کے کب بوسف میان جاہ کنگان رہ گیا	حشر کو بھی دیکھنے کا اس کے ارمان رہ گیا بندگی حق میں بھی بھولانہ مین بادِ صم جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانندِ نوح پاسِ الفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے چٹکنے اے صبا جاوے مین تو تو کھو بیار سے دوستی بھئی نہیں ہرگز فر و ماہ کے ساتھ سامنے ہوتے ہی مڑگان کے ہوا دل کو تنہا پہلے ہی پرزے اڑا ہونے نہ پاپا سینہ چاک حسن مین بھی عرشت و زلّت خدا کے ہاتھ ہی بستیاں ہی بستیاں مین گنبدِ افلاک مین عبادت ساتھ اس ٹکڑو کے جو دیکھا تجھے چال ہے مجھ نا تو ان کی مرغِ سبل کی تڑپ اگر کے آرایش جو دیکھی اس صنم نے اپنی شکل راہِ الفت مین نہیں اندیشہِ سبت و بلند

<p>مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو جان رہ گیا          آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا          ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا          ہنر ہے گردن تک آتے آنے احسان رہ گیا          روشنی جاتی رہی سہو چو اغان رہ گیا          صورت نقش قدم گزرا حیران رہ گیا</p>	<p>جان شیرین ہو فراق بار سے کیونکو عزیز          میری وحشت نے چراغ راہ جو بھٹا اُسے          لاش اٹھو اگر نیکو اس کو بھی اسے قاتل اُجاڑ          کھینچ کر تلوار قاتل نے کیا کچھ کو نہ قاتل          کیا بیان عالم زوالِ حسنِ خوبان کا کروں          کاروانِ نکمہ گل کر گیا گلشن سے سمجھ</p>
--	---

شامِ ہر صبح بھی کھڑے نہ دیکھا روزِ وصل  
 سانپ کو کچلا پر آتش گنجِ پنهان رہ گیا

<p>کوئی عشقِ مین مجھے افروز نہ نکلا          بڑا شور مٹتے تھے پہلو مین دل کا          اُجا کینے آکے مین بیچ اس کو شاعر          ہوا کون روزِ روشن نہ کالا          پہنچا اُسے صبحِ تازہ و تر</p>	<p>ابھی سامنے ہو کے مجھوں نہ نکلا          جو حیران تو اک قطرہ خون نہ نکلا          کس کا کوئی ہے مضمون نہ نکلا          کب افسانہ زلفِ شگون نہ نکلا          قدِ بارِ ساسِ درِ موزوں نہ نکلا</p>
--	---

رہا سالِ بھگتِ مین آتش  
 مرے سامنے بیدِ مجنون نہ نکلا

<p>تیری کاکل مین بھنسا ہر دلِ جوانِ پیر کا          وصفِ چشمِ یارِ مین بارِ انہینِ نفرِ پیر کا          کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کہلتے مین          جانبِ جنتِ مقوس آہِ ہوتی ہے روان          اس قدر بیتاب ہوں تیرے بغیر اُمیرِ حسن          دولتِ دنیا سے ستغنی طبعیت ہو گئی          باغِ مین شبِ بزمِ ہو کر لالہ رُوِ جلوانہ شمع          جو کہ نکھا خوب سیکھا دستِ رس ہونا کر</p>	<p>سیکڑوں آزاد ہے پابند اک زنجیر کا          حائے خاموشی ہر عالمِ سرِ سر کی خبر کا          نقشِ جہاں ترک جو ہر ہے تری شمشیر کا          یہ کمانِ اکدن نشانہ ہے ہمارے تیر کا          پیرِ یون دیتا ہر دھوکہ دامِ ماہی گیر کا          خاکساری نے اثرِ بیدار کیا اکسیر کا          داغِ بلبل کو ندے دکھلا کے منہ کلیر کا          چو متا مین ہاتھ اپنے کا تب تھیر کا</p>
---	--

<p>کام لیتا ہوں تصور سے سین آہو گھر کا سر زلفت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا بارغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا دیدہ برج جو ہر ہے تری شمشیر کا اے جس شاہد ہوں تیرے نالہ کی تاثیر کا سیل ارادہ کر رہا ہے کس کس تعمیر کا</p>	<p>روز و شب پیش نظر چشم سیاہ بار ہے عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بڑھتے رہے حیف کی جا ہر ہودے غم چرب اسکی زبان گوش گل رخسار لالہ چشم زکس سر و قدس عاشقوں کے خون سے تہی ہر بس سبز اکاروان تک روز و نامزدوں کو ہونچا کیا فکر قہر چرخ میں کیا موجزن ہوتے ہیں شک</p>
<p>اُس پر ہی رُو طفل کا دیوانہ ہون آتش ہے کھیل جو اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا</p>	
<p>منہ کنابی قطبی خط حاشیہ جو میر کا جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گئی تصویر کا سکھ کھٹنا جانتے ہیں بھوٹنا اکسیر کا دعوت فحی کردن بھر کر پیالہ شیر کا عشق پیچے پر فنجے ہوتا ہے شک زنجیر کا زخم کی اندازے جو ہر کھل گیا شمشیر کا سامنا ہوتا ہے کس کے عفو سے نقیر کا روشنائی میں ہو دو وہ روغن اکسیر کا اپنا تو بڈلج بھی نقش ہے تیغ کا بھیل سے رنگین ہے بھلا یہ تری شمشیر کا حلق سہل جو ہر اک حلقہ مری زنجیر کا تند کے کوزے سے جاری ہو دے دیا شہر کا جیسے مہلٹ کے سر زخم ہو شمشیر کا مالدار بے کرم بھی ابر ہے تصویر کا</p>	<p>عالم منطق مصویر ہو تری تصویر کا رتبہ ہونچا جو خموشی سے یہ مجھ دگیر کا زندہ جاوید بین قربانیاں تیغ عشق مثل شانہ و سترس اس زلف پر ہوئے اگر جس کو دیا سو کھا مخون کی طرح سے وہ دہشت ہجر کے صد سے خوبی عشق کی ظاہر بھی شیرخ با صفت سیہ کاری جو رنگ روم کا خط کھون گایا ریم اندام کو میں اس قلم ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شیخ رُو نوش بے صرفہ کرے خون گنگار ان عشق غش کر نیگے کو دکان دشت سو مجھ دیوانہ خود بیان رُخ کی صباحت کا لڑا شیریں دہن رُو بہ دشمن کا یوں با پوش سے کچھ نگار دیسکا بوسہ مذاک وہ برق دشن خرات سن</p>

<p>راکھ بھی نقل ہے پشانی کی تحریر کا کس قلم کا قطعہ ہے یہ کا تب تغیر کا پنبہ بھی ہر سہرہ سہرہ آتش گیر کا پانچ وقت اللہ سے موع رہا تفریک کا اس موع میں بھی ہو گیا بدق تصویر کا اسے شکار انداز ہو جو رنگ اس پنجر کا مرد کے چہرے کا زور زخم ہے ہنسی کا کھینچے دامن سر سبدان گریبان گیر کا</p>	<p>حال سقیم نبوی اس سے کہنے میں بیان چار اردو میں ترے حیران میں سلسلہ خوشنویں زنی ظاہر سنجھ لے سخت گیری کی دلیل آرتہ ہوئی غار پنجگانہ نے دیا کیسی کیسی صورتوں کے اپنے دلمین داغین کشتہ تیر خرو پر تیغ ابرو بھی چلے روک بھر در قافل کا سپر کی طرح سے سو کے میں ہاتھ قافل کی کمر میں ڈالے</p>
--	---

	<p>چاک ہوتا ہے کتان میرے گریبان کی طرح یہ بھی دیوانہ ہے آتش چاندی تصویر کا</p>	
--	--	--

<p>نہ سرو باغ کو اتنا کشیدہ ہونا تھا ہمارے پاس بھی دست بردہ ہونا تھا اسی کا پردہ عصمت دریدہ ہونا تھا روانہ ملک عدم کو جریدہ ہونا تھا کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہونا تھا کھجی کو سانے آفت رسیدہ ہونا تھا ملبد سر سے مرے آب دیدہ ہونا تھا غبار راہ غوال رمیدہ ہونا تھا</p>	<p>قدہ صنم سا اگر آفسہ بدہ ہونا تھا ہو اسے زلف سے گستاخ کس قدر شامہ نہ کھینچنا تھا زلیخا کو دامن یوسف دیانہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا شائے سے کوئی مشتہا ہے باطلوں کے حق نجانا تھا غضب پنہ گنگے کا تیراے دل روانا شام و سحر کس طرح نہ طلع لببت گر زریار نے برباد کر دیا ہم کو</p>
--	--

	<p>نہ آئی دامن دابہ میں نیند اے آتش دردن دامن خاک آرمیدہ ہونا تھا</p>	
--	---	--

<p>دہن کو جو ہر کھلا زبان کا زبا کو عقدہ کھلا دہن کا جو زخم گل میرے باغ کا ہو تو داغ پتہ میرے حن کا جو بھون بھون تیشہ نو سر کو چوڑون خیال بند جائے کوہن کا</p>	<p>دکھا یا آئینہ فکر کے جب صفائے آب و دھن کا ہر ایک گلبن و نخل ماتم ہر ایک جو جو پر آب دیدہ نظر جو آجائے بید بخون تو روون بخون بخون بخون</p>
--	--

نہ بوئے کافور میں نے سونگھی نہ داغ بھگا لگا کھن کا  
لیا جو چشم سیر کا بوسہ شکار میں نے کہا ہرن کا  
وہ حال ہووے جو دقتِ آخرتِ بخاروں کی آہن کا  
جدا ہوا شاخ سے جو پتا عبا خاطر ہو اچمن کا  
وہ شمعِ فانوس کا کھشتہ یہ سونختہ نور پیرہن کا  
عجیب غریب حبیب کا ہو عبا خاطر نہ بوطن کا

برہنہ آبا تھا بان عدم سے برہنہ یان سے جلاہم کو  
بھو جو گیسوئے عنبرین کو تو سانس کیا مفتوح گویا  
نگاہِ اول میں چشمِ میگوں یہ رنگِ نخل گرے درگون  
خراب مٹی نو کسی کی کوئی نہ مردود درستان ہو  
جو حال پر دانہ عشق میں ہر وہی محبت میں عالمِ دل  
جو پچھہ صحران قبر و بکھی تو میں نے کندہ کیا یہ آہن

یہ یہ نزاکت پری میں ہوگی نہ حرمین یہ نزاکت آہن  
جو بار بھولوں کا اُس نے بہنا تو بوجھ اٹھایا نہ اڑن کا

قری کا طوق سرو کی گردن میں بڑ گیا  
تصویر کا ہے عجب جو چہرہ بگ گیا  
سُن بھو باؤن کبک دی کا گھر گیا  
سکر ترپ کے چار قدم آگے دھ گیا  
جاڑے کے مارے سرو چمن میں اڑ گیا  
شاعر ہون میں بہ کتنا ہوں معنون بڑ گیا  
اُس بُت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا  
مرہم سے داغ سینہ میں ناسور بڑ گیا  
کوڑا جو اُس فقیر کے عجب سے جھڑ گیا  
منزل میں رنگِ نافر سے اپنے بچھڑ گیا  
بہ جان لے کہ راستے میں پھیر بڑ گیا  
قبل بحرِ چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا  
حسن و جمالِ یار میں کچھ فرق بڑ گیا  
بے کا پھر یہ گاؤں نہیں جب اڑ گیا  
تُرک فلکِ زمین میں خجالت سے گڑ گیا

بلبل گلوں سے دھیکے کچھ کو بچ گیا  
چمن جو چمن نہ اے بُت چمن رہ عود سے  
آئی تو ہے سپدا سے جالِ بار کی  
بچھے پھانہ کو چہ فانیل سے اپنا پاؤں  
بھینجی جو میری طرح سے قری لے آہ سرد  
شیرین کے شیفٹہ ہوئے پرورد کو کہن  
اُتارے شوقِ اپنی جبین کو قبرِ بنین  
درمان سے اور درد ہمارا ہو اود جند  
گلدرستہ شیکے رونقِ بزمِ شہان ہوا  
کھلا نہ جسم سے دل ناہانِ شریکِ رنج  
بہ چکا مجاز سے جو حقیقت کی کہتہ کو  
فرقت کی شب میں نہایت اپنی فغان کی  
پانا ہوں شوقِ وصل میں احباب کی کمی  
لاشوں کو عاشقوں کے نہ اٹھو گلی سے بار  
دیکھا تجھے جو خونِ ہنیدان سے سُرخ پوش



<p>افسوس کاروان سے من اپنے کچھ دیا گیا          جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان میں گر گیا          دیو فراق کشتی میں مجھے بچھڑ گیا</p>	<p>برسون کی راہ آگے عزیزان بکھل گئے          آیا جو شمعِ لعلِ بربار کا خیال ہو          میں نے یہاں بقیل میں بری نود وصال</p>
<p>عشق نبو چھ حال تو مجھ درمند کا          سینہ میں داغ داغ میں ناسور پڑ گیا</p>	<p></p>
<p>شب فراق میں من نے خدا کو یاد کیا          مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا          ملا نہ دوست تو دشمن سے اتھا دیا          تو میں نے چہرہ برائے کو یقین صا دیا          ہوائے تند نے کیا حال قوم عا دیا          وگرنہ دل نے ہنسن کو نسا فساد کیا          جو کچھ کہ تو نے کہا میں نے اعما دیا          ہمارے نالوں نے جب کارِ برق دبا دیا          سلوک تو نے جو اسے جرجخ کج بنا دیا          فراق یار نے نا شاد نامراد کیا</p>	<p>حکوم کیا جو صنم نے ستم دیا دیا          کریم میں تری شک ہو جے وہ کافر دیا          یہ دل لگانے میں من نے نرا اٹھا دیا          بہا جو زکس فغان یار سے سر دیا          ہماری آہ سے اسے منکر و خدا مانگو          بچا میں جان کو کر کے لصدق عزت دیا          کھون جو حالت دل یار سے تو کستا دیا          حسد سے جل کے دے پاؤں اڑ گئے غبار دیا          عوض ہی ہر زمانے میں راست بازی کا          یہی کھون کا خدا سے میں روزِ محشر کو</p>
<p>کھول میں شکر الہی کہاں تک عشق          درونِ صاف دیا پاک اعتقاد کیا</p>	<p></p>
<p>کہ میرا کاسہ سر کا سہ جباب ہوا          ہوائے سرد سے کیا کیا جگ کباب ہوا          نہ سمجھ بصر کے جلنے کا پازراب ہوا          فشارِ گور کا راحت مجھے عذاب ہوا          بچا جو باز سے میں طعمہ عقاب ہوا          پھرا جو مجھے زمانے میں وہ خراب ہوا</p>	<p>یہ افعال گنہ سے میں آہ آہ ہوا          دل اپنا خون جو بے سانی و شراب ہوا          گنہ گنہ میں یوسف کفان کھینکا خون          گرہ تھی دل میں نہ بس حسرت ہم آغوش          خمارِ گاہِ جہان میں عزیز ہر دل تھا          بنایا جادہ رہ جھکھو خاکساری تے</p>

یہ سر پہ اس کے جویدِ عجب جوم خواب ہمیشہ میرے نمانے کو گرم آب ہوا ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا	ہمارا طالعِ حقہ کھین نہ پس جاوے کیا دام مجھے اشکِ تشنیں نے تر علامہ صورتِ دو لب غیر کو زہ آب
دعاے وصل صنم مانگ دل شکستہ ہو درکرم سے آتش کسے جواب ہوا	

سبزہ بالا کے ذوقِ دشمن ہے خلقِ اللہ کا  
تسلی ٹھانا ہے فلکِ منظور کس دل خواہ کا  
بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھوں میں اُس دُخواد کا  
صفحہ دل سے اٹھاؤں کس طرح نقشِ صنم  
کم بضاعت سے خیالِ خام ہر کثرت کو فیض  
راہِ ہستی میں ہر خسارِ صنم سے زندگی  
لاش بھی گمبہاں میں کھینو اگر گیا ہے قتلِ یار  
پستِ فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہیں  
چھوڑ کر عشقِ صنم زاہد نہ ہو مفتونِ حور  
دل کو ابروئے صنم کا شیفہ کرتی ہر آنکھ  
اے صنم بندہ نوازی ہے صفتِ اللہ کی  
مائلِ معنویہ خسرو نہ ہوا اے کوہِ مہن  
جوشِ اشکِ آتشین کا باعثِ آہِ سرور  
ذوقِ مینِ آیاتِ بالینِ بر مرے بار اس لئے  
ہوں وہ آبِ طفل جس کو جان کھو نا کھیل چاہ  
آسمانِ روئے زمین ہے یارِ ماہِ چارہ  
وہ دہن ہر چشمہ شیرین تبسمِ موج ہے  
ماں توانِ سبیری طبع سے ہو جوشِ عشقِ حسن

رہروں کی موت ہر خس پوش ہونا چاہ کا  
برجِ میزان میں نہیں ہے وجہِ آنا ماہ کا  
زنگِ رو کے اُڑنے میں عالمِ ہر گردِ راہ کا  
ملکِ مین ہونا کسی کے کھر نہیں اللہ کا  
تو تھا کرتا نہیں لشکر کو پانی چاہ کا  
تازہ دم کرتا مسافر کو سہ تیکہ راہ کا  
طول ہی دنیا مرا ہے قصہ کو تاہ کا  
پا بگلِ کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا  
کب یقین لانا ہر دانا دور کی افواہ کا  
درسِ دنیا ہے علمِ پہلے بسمِ اللہ کا  
حقیقت ہر خالی پھرے ساکلِ تری درگاہ کا  
شیر کے جھوٹے کو کھانا کام ہے زوہاہ کا  
گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا  
آخر ہر ماہ ہے معمولِ چھپنا ماہ کا  
کنجِ مرقہ ہے گھر دند اسبیری بازِ نگاہ کا  
حلقہ احباب گردِ اُس کے ہے ہارِ ماہ کا  
وہ ذوقِ ہر چاہِ خال اُس میں تو ہر چاہ کا  
کوہ سے بھاری تر از دین ہو پلہ کاہ کا

<p>شکرگستاہوں میں اک آتشِ خدا کی حمد میں میری ہر اک میت پر عالم ہے بیت اللہ کا</p>	
<p>ہم گریبانِ بھادین گے آیا جو دامنِ زیرِ پا لاکھی اے سدا قامتِ اپنا مدفنِ زیرِ پا نقشِ پا سے چھوڑنا جاتا ہے گلشنِ زیرِ پا مومِ مہوا جو اے اگر آجائے آہنِ زیرِ پا ہر قدم پر آتی ہے آوازِ شیونِ زیرِ پا سنگِ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمنِ زیرِ پا اپنی آنکھوں کو بچھا دین دوستِ دشمنِ زیرِ پا خمِ موٹی ہے سیکڑوں کا نٹوں کی گولنِ زیرِ پا شاید آجائے کسی کے سیرا مدفنِ زیرِ پا گوشتِ زرد ہوئے ہمارے مانہ دشمنِ زیرِ پا نقش سے رکھتے ہیں مردمِ نعلِ آسنِ زیرِ پا</p>	<p>فرشِ ہر اے یار خاکِ دوست و دشمنِ زیرِ پا منکرِ رودِ قیامت ہیں بہت بے اعتقاد رنگِ گل سے خونِ ہمارے آہوں کا شمعِ ہر خار کا کھٹکا نہیں رکھتے ہیں ہم آتشِ قدم انگلیاں کا لون میں دیتا ہے دمِ رفتارِ یار بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو بھر شاہِ راہِ سہی سو ہوم میں وہ چالِ سیل سکشی زیبا ہے ہم دیوانگانِ عشق کو رگِ دینِ دفنِ گزرا اے عزیزانِ تم تجھے پا بس نہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لئے اُس قدر تو ناگوارا ہے کوڑا بنِ خلق کو</p>
<p>سہرِ فداں تک تو آتشِ خاکساری نے کیا صورتِ نقشِ قدم ہے اپنا مدفنِ زیرِ پا</p>	
<p>بزرگِ شمعِ خوشی میں حالِ روشن تھا یقینِ خضر تھا جس پر مجھے وہ بہن تھا خطانِ عراروں کے ادبِ کجائے جو شمع تھا چہنِ اُدس مری جانِ غیرِ سوکھن تھا جو شمعِ کعبہ میں تو دیر میں برہمن تھا اُسے کدورتِ خاطرِ عنابرِ دامن تھا جوانِ کو بیڑیاں رکھوں کو طوقِ گلن تھا مدعائے حذر پے چشمِ دہمِ سوزن تھا</p>	<p>اگرچہ پاسِ محبت سے ترکِ نبون تھا جسے سن نیک سمجھتا تھا مجھے بدلتن تھا پناہِ چشمِ رقیبان میں بد نگاہ ہوا خفانہ ہو جو ہوئے کالِ لیلِ بون سے کہانِ کہان تجھے ڈھونڈنا ہوا بے خبر ہر ایک کو میں زبسِ خاکِ عاشقِ اُلتی تھی زبس تھے اس کے صغیر و کبیر وائے ہزار جانِ نقدِ ہر زخمِ کاری پر</p>

<p>دل و جگر ہوئے قوت فراق یار آخر نہ کھایا من نے کڑے سچ زخمِ کرم</p>	<p>برائے شمعِ حاکم ہمارا خس من تھا مین اپنے جو ہر ذاتی سے غرقا ہن تھا</p>
<p>نقین مرگ جو عشقِ تباہ میں تھا ہر اک صدمہ مری آنکھوں میں سنگِ فتن تھا</p>	<p>شکرِ خجستہ لعل کا نقاضا اُترا ساربان آج ہر کیون چہرہ لیل اُترا</p>
<p>حال مجنون تو مبین نفع و گدیز کھا کچھ اس قدر اپنے ہم اشک نے کی موجِ فنی کسطحِ مرے نہ کچھ پرندک جاوے سے دردِ سرِ عشق کا سر سے نہ مرے دور وصل کے بعد نہ کسطح سے ہو رنجِ فزا چشمہ حُسن کی موجوں سے شاد ہوی دردِ سر میں جو ہوا وان تو بدنِ پاں خونِ بار میں کی خطا نے رسائی پیدا کیا عجب روئے جو ماتم میں ہارِ جود باع سے بادِ بہار کی کج آواز دہن یار کا رہتا ہر تصور اس میں سیر رکھتا ہر طبیعت کو کلامِ شیریں</p>	<p>آخر کار نظر سے مرے دریا اُترا تیرے کشتہ کی زیارت کو مسیحا اُترا محل کے جن مجھے نہ اے آتشِ ہوا اُترا دردِ سر ہوتا ہر جب نشہ صبا اُترا روتے روتے جو ہوا عشق کا دیا اُترا تب چڑھی مھکوا اگر یار کا ہوا اُترا چاہِ یوسف میں خضر ہر تاشا اُترا میشر کوہ کے اوپر سے ہر دیا اُترا طاقِ بخیانہ سے ہر ساغرِ مینا اُترا شبِ دل میں پری نیلے ہر فغا اُترا من دسلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اُترا</p>
<p>شہنشاہِ محفل کو بھی نہ آتش نے چھو اُترا خونِ تری آنکھوں میں اے بلبلیں شیدا اُترا</p>	<p>اے صنم لطفِ ہر پردے کی ملاقات میں کیا فرق ہوتا نہیں انسان سے دہرات میں کیا</p>
<p>حب کے رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات میں کیا کوئی اندھا ہی تجھے ماہِ کسے اے خورشید یار نے وعدہ فرمایا قیامت تو کیا کوئی مت خانہ کو جاتا ہے کوئی گنبد کو</p>	<p>بھروسہ گنبدِ مسلمان میں تری گھات میں کیا اے صنم لطفِ ہر پردے کی ملاقات میں کیا</p>

<p>ایک مدت سے ہوں سائل ترے دروازہ پر ایسی یادیں بھی تو دیوارِ سنین گھر کی ترے دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف پڑھ کے خط اور بھی مایوس ہوئے دل سے ہم</p>	<p>بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات میں کیا رات اندھیری کوئی آؤ گی نہ برسات میں کیا ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات میں کیا یار نے بھی سفر سے ہمیں سوغات میں کیا</p>
---	---

آتشِ ست جو مل جائے تو پتھریوں اُس سے  
تو نے کیفیت اُٹھائی ہے خرابات میں کیا

<p>دلِ شید رہ داماں نہ ہوا تھا سو ہوا برقِ بے نور ہے اُس رخی چمک کے آگے روئے پر میرے ہوا نہیں کے وہ گل شرمندہ میں نے رنگین نہ کیا اُس کا تڑپ کو ان موگیا دیکھ کے قاضی بھی طغیاءِ اکس کا ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے عرقِ آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اُس نے یار کے روئے کتابی کی کردن کیا تلویف آئسو آنکھوں سے نکلتا ہوا سوچھکاری ہے آتشِ عشق سو ہے داغِ سراپا میرا گردہ بن کے ہوا حندلِ پیشانی یار</p>	<p>ٹھوڑے ٹھوڑے جو گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا عالمِ نور کا انسان نہ ہوا تھا سو ہوا غنیہِ سنان سرِ بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا سہرِ عابدِ احسان نہ ہوا تھا سو ہوا بلکینہ خونِ مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا سنتِ عشق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا شبنمِ باغ سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا خونِ ناحق سے پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا عبدِ قرآن کے جو قرآن نہ ہوا تھا سو ہوا بردہ دل سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا آؤمی سرِ چراغان نہ ہوا تھا سو ہوا دہِ خورشید درخشان نہ ہوا تھا سو ہوا</p>
---	--

پیردن ہی صبحِ سودا ہے دلاتا آتش  
مجھے اے دیدہ گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

<p>آگ پر رشک سے من چاک گریبان لوٹا دل کو از سبکہ جو لاگ ابروئے خوار سے تھی حقِ مجاہب ہے جو موسیٰ کو نہ ہوتا چال</p>	<p>خاک پر وقتِ خرام اُس کا جو داماں لوٹا دمِ شمشیر کو من دیکھ کے عریان لوٹا تھکوتا دیدہ دل گبرِ مسلمان لوٹا</p>
---	---

<p>پاؤں پر آگے مرے حاجبِ زندان لوٹا منبتے منبتے جو کبھی وہ گلِ خندان لوٹا</p>	<p>عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دلمین سمجھ مخِ بسمل کی طرح تو پے ہزاروں دین اور</p>
<p>مین نے آتش جو کیا نالہ در جانان پر دونوں ہاتھوں سے جگر تھام کے در مان لوٹا</p>	<p>خیال آیا جو عشق زلفِ مین دلی تباہی کا موا ہے بیشتر دھوکہ دل پر داغ پر میرے</p>
<p>نہ بھاؤ فکر رسا سے کیا قلمِ مضمون سیاہی کا نیکار اکثر کیا ہے باز نے خاکِ اوس ماہی کا یقین ہے کوئی دم میں کشتی تنگی تباہی کا گمان تھا شام سے چھپر چراغ صبح کا ہی کا نہ ہنخہ دکھانے کی جا ہے نہ موقعِ غرضی کا تری زلفوں کو شانہ چاہیے زندانِ ماہی کا عجب کیا زعفرانی رنگ ہر جگہ طلائی کا ارادہ کون سے درپر گردن میں داد خواہی کا بڑی معراجِ ہر لموار سے مرنا سپاہی کا نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا منو ناخوت جو طلّ جاے بادشاہی کا رقیبوں نے محلِ باقی نہ رکھا عذراہی کا گھار و نر ازل سے کیوں کٹا رہتا رہی ماہی کا سین گھٹتا ہے بے میدان کے جوہر سپاہی کا شہادتِ نامہ بڑے دین چار مون کی گہاہی کا خیال خام و انسان کو درغویٰ بلیناہی کا</p>	<p>سندِ چشمِ تر با و مخالف آہ و نالہ ہے شبِ ہجران میں جو دم تھا وہ گویا دسپنم لحد پر یار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو سے سرشت کا عالم میں برکت میں پانچ ناہ کروں بخرِ گر میں اپنے رنگِ نزدیکی تھات خدا ہی خوبصورت کو نہایت دوست لکھتا غنیمت جان اسے دلِ جنشِ ابرو سے قاتل کو مسافر کو عدم کے روکنے والا سین کوئی دیادہ زخم سے انسان کو احسان اٹھانا دم آخو بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے تری شمشیر ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی حنون کا لطف اٹھا صحر کو چل زندانِ دیوتا فرشتوں سے لحد میں گفتگو یاں کون کرتا ہے مرکب ہو یہ ستر پا خطا سے اور نسیان سے</p>
<p>تباہ سنگدل کی صورت آتش کا لے کھاتی ہو ارادہ کنجِ عزت میں جواب یاد آ لہی کا</p>	<p>کشتہ اسے یار ہون میں تیری جفا کا نقش ہر دل میں تری میری وفا کا</p>

کون دارفتہ نہیں تیرے طرح داری کا تار اس زلف معجز کا نہ توڑے شانے لب جان بخش کے اعجاز کا عیسیٰ جنتیں نخل امید کو ہونچے نہ کہین اس سے گزند سرخ پر اس زلف کے چھپنے سے ہوا دل کھین آنکھ کو بونو میں سُرخ بار سے پیر و ناصح سبز رنگوں سے بہت تنگ ہوں تبارتے دل میں آتا ہے گلا کاٹھے در پر اس کے	حوصلہ سب کو ہر یوسف سی خریداری کا سلسلہ ہر میرے دل کی گرفتاری کا سامری کشتہ ہے آنکھوں کی فنوکاری کا کام کرتی ہے مری آہ سحر آری کا چاندنی سے ہر بڑا مرتبہ اندھیاری کا کچھ ملو ابھی نہیں چشم کی بیماری کا مچھلو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا بوا بوس حوصلہ ہر کرے سکین یا ری کا
---	---

اُس نے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت  
میں تو آتش ہوں غلام اپنی سیہ کاری کا

دستی دشمن کی خردہ ہر اہل کے خواب کا لنگ بچا اس قدر اس قاتل احباب کا روئے خرگان ہر جا اس طاق ابرو کی طرف حسرت آب دم شیر قاتل میں ہوا فرصت اکدم عہد غلی میں نہ رونے سے ملی عاشقوں سے اپنے وہ جی بھون بڑھی ہوئی سوئے ان ہونٹوں کی سستی دیکھ کر نیلی ہوئی سیر کر کے دو گھر دی دل اس میں بہلائی جامہ تن ہو گیا راہ دم میں نذر گور جان آنکھوں میں ہر صورت دیکھنے کی دیر ہر سند شاہی کی حسرت ہم فقروں کو سنیں سائل معصود دیکھا میں نے جا کر گور میں بے تکلف آستان یار پر مارا قدم	برہن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا سند آخسر کو ٹھکنا ہو گیا مہتاب کا چاہیے دست دعا کو سامنا حراب کا پانی بھی میں نے نہ پایا خانہ قصاب کا پرورش پایا ہوا ہوں دہن سیلاب کا اہل قبلہ سے پھر امنہ کعبہ کی محراب کا رنگ چھینکا فندق پانے کیا عذاب کا دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا بو بھراٹھا یا تھا مگر ٹھک کے لئے اسباب کا یار کا آنا ہے یا ان اہل کے خواب کا فرش ہر گھر میں ہمارے چادر مہتاب کا ڈونیا کشتی تن کو مزوہ تھا پایاب کا دور کو سون رہ گیا ہم سے محل آداب کا
--	--

چشم ترسے کا بیتی ہے قالب خالی کی لوح	کس طرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا
سنبھل زلف تباں کا ہو نہ آتش شیفتم بھولنا ہی دل سے ہر شے پریشان خوابکا	
زلف زیبا ہے قریب گنج جانان ہونا نہ رولا ٹھکڑو تو اسے دوری کوئے مقصود عشق نے حال کیا مردہ بے وارث کا آفت جان ہوئی اس روئے کتابی کی یاد داغ چھیک کے ہین زیبا و قن بار کے گرد بے طرح ٹھکڑو لاتا ہے غم دوری یار	گنج کا سانس کو لازم ہے نگہبان ہونا راہ میں ظلم سافر کو ہے باران ہونا مرے اوپر ہے یقین قبضہ سلطان ہونا راس کیا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا ہو مبارک دہن گور کو خندان ہونا
آتش اس رشک پر سی سے تجھے اٹھلائے ساکجا دوری بقیس و سلیمان ہونا	
عشق میں ممکن سنیں ہونا بخیر انجام کا سر اٹھا بائیں سے بے خورشید بحر کبریا زلف نے شانے کو پہنچایا نچ محبوب تک ایک حاشل در غلطان کہیں ٹھہرنا پاؤں دل کو اٹھایا گرہ پڑے سے زلف یار میں گوشہ گیری سے ہر سدوی تجھے مقصود دل ماتم دریا دلان شادی تنک ظرف بھی ہے نشہ سے ہوا مہوش میں برگشتہ وقت شہر ہے مدعی روسیہ میں آفتاب بے کمال عشق ہو دل پر نہ نقش روئے دوست چشم گریان سے گناہ عشق ثابت ہو گیا عرش سے آگے ارادہ میری خاکستر کا	بد مزاکرنا ہے سہ نگہ کباب خام کا اسے فردس صبح حاصل شور بے ہنگام کا زینہ رکھتا قہر پر بیرون باغ نام کا انتر اقبال ہوں میں گردش ایام کا دانے کا دھوکہ مجھے دیتا ہے عقدہ دام کا ٹوٹ جاتا ہے نگین کھدے ہی یہ نام کا گریہ مینا ہے باعث خندا ہے جام کا ترداعی نے خلل پیدا کیا سلام کا مجھ میں اور اس میں ہے فرق اسے با صبح کا سکہ نگہا غیب ممکن ہے طلئے خام کا واقعی کرتا ہے ترداسن بھیکنا جام کا دل ہے پروانہ الہی کس چراغ نام کا



<p>ماہی بے آب کو تا چند صدہ دام کا ہے کفن پر سیکر عالم جامہ احرام کا</p>	<p>جلد سینہ سے نکل اے جان ہجر یار میں مر گیا ہوں جستجوئے کعبہ معقود میں</p>
<p>جان جاوے پر رضاے دور سے آتش نہ بجے ہے محل بندے کو مولے پر بنین الزام کا</p>	<p>کشتہ اک عالم ہے چشمِ اجست خود کام کا اے تپِ غم گور میں نے چل جوائی میں مجھے تختِ نیست فراق یار میں معراج ہے بادشاہی ہو گدائی کو چپے ولد ار کی اے صنم عاشق سے ملتی ہیں بنین آنکھیں نری خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے بیان گیمہ یوں نے کر دیا وہ چند حسنِ روئے یار طوقِ زوین گردنوں میں قمر یوں کی چاہیے عرصہ روئے زمین ہو جائے دشتِ کربلا حبتِ عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہونی داخل کعبہ ہو اکہتمِ عدم سے برہنہ سیکھوں ہی دل ہر مثلِ ماہی بے آب ہر ہے یہ سستی میں اپنے عالمِ دیوانگی سکشی آخر فر و ماہ کو دیتی ہر شکست</p>
<p>استخوانوں میں مزا پاتے ہیں سگِ بادام کا دو سپہ ہر موسم گرما میں وقتِ آرام کا وحی آنا جانتا ہوں موت کے پیغام کا زیرِ پاہر اک قدم ہے یاں محلِ آرام کا نشہ آتشِ رے شہرِ آبِ حُسن کے دو جام کا بوجِ محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا غورِ مینا ہے زیادہ تر چراغِ شام کا سیرِ حُسن کو ہے عزم اس سرِ دیمِ لزام کا یار کو میرے ارادہ ہو جو قبلِ عام کا گر ہو سبزہ بھی میں تو سبزہ پشتِ بام کا پر وہ عاشق نے نہ رکھا جامہ احرام کا یار کا چاہِ زرخندان بھی ہے چشمہ دام کا حلقہ چشمِ برسی خطے ہمارے جام کا ٹوٹنا ہے نخلِ برانجامِ خشتِ خام کا</p>	<p>یاد جو آیا طواف کعبہ میں آتش وہ ماہ حال بدتر تھا کتان سے جامہ احرام کا لطمِ کاری کے چکھانیکو مراد دلِ دوڑا نا توانی نے یہ حالت مری پہنچائی ہر نہ نبونی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات</p>
<p>سرِ کعبہ میں طرف کو چہ قاتلِ دوڑا دو قدم میں جرجیلوں سیکھوں منزلِ دوڑا پھاڑ کھانے کو سگ کو چہ قاتلِ دوڑا</p>	<p>یاد جو آیا طواف کعبہ میں آتش وہ ماہ حال بدتر تھا کتان سے جامہ احرام کا لطمِ کاری کے چکھانیکو مراد دلِ دوڑا نا توانی نے یہ حالت مری پہنچائی ہر نہ نبونی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات</p>

<p>تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دڑا بس زیادہ نہ اب اے دوری منزل دڑا تا درخانہ ہر اک صاحب محفل دڑا دوڑ جیسے کسی دپر کوئی غافل دڑا نکلے قزاق ہر اک حور شامل دڑا</p>	<p>اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا دشت پر خار میں تاجدر ہوں سرگرداں رونی بزم تھے گئے ترے لینے کو بے خبر دل کو کیا یوں صفِ شرکان منزل عشق کی وہ راہ ہر کتے ہی قدم</p>	
	<p>ملک الموت نے پیری میں کرم فرمایا کرت پختہ ہوئی آتش کہ محفل دودھا</p>	
<p>جان شتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا داغ دیتی ہے مجھے گردش دور ان کیا کیا ورنہ گردون سے ہوئے کار نمایان کیا کیا دور کھینچتا ہے ہمارا سہ تابان کیا کیا سانے ہوئے ہوا آئینہ حیران کیا کیا لطف دکھاتا ہے یہ خواب پریشان کیا کیا میری تدبیر میں بھرتا ہے یہ دوران کیا کیا سیرے اللہ نے مجھ پر کئے احسان کیا کیا سیرے دشمن ہوئے سنسن سنسن کے بنان کیا کیا دیکھو جھنکوائے کنوئیں چاہ زخاں کیا کیا پیتے رہ گئے دانت ازہ و سواں کیا کیا کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا یاد آوے گی مجھے فضل زمستان کیا کیا</p>	<p>دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا آفتین ڈھاتی ہو وہ زگس فتان کیا کیا پھر کی میرے گلے پر نہ تھپری ہے ظالم حسن میں پہلوئے خورشید مگر دا بے گلا روئے دلسر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعویٰ آکھین گیسو کے تصور میں رہا کرتی میں بند گردش چشم دکھاتا ہے کبھی گردش جام چشم بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا دوست نے جب نہ دم فوج سکنا چھوڑا گردش زگس فتان نے تو دیوانہ کیا حکما آگ میں آپ اپنے من مانند خیار کچھ گئے کوئی من سمجھ دیکھکے رہ جاتا ہوں گرم برگزہ ہوا پہلوئے خالی بے یار</p>	
	<p>کوئی مرد و ظالم نہیں تھپا آتش کیا کمون کہتے ہیں سند و مسلمان کیا کیا</p>	
<p>باد آبا نہیں پھر دھیان سے جو خواب آتا</p>		<p>چشم باریان میں مرے بعد نہ خوناب آتا</p>

<p>دو با فرعون و مین موسیٰ دین پایاب اتر سان پر چڑھ کے اگر دستہ قصاب اتر بام پر مے جوہ خورشید جہان تاب اتر مین نے سمجھا کہ بحر مین دل بیتاب اتر دشمن جان سے مری نشہ احباب اتر چہرہ ماہ ہے کچھ اے شب بیتاب اتر دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اتر آج کھا کھا کھائے ہر قالم ہی پایاب اتر خلق سے میرے ہے جب شربت عناب اتر چشم انصاف سے چرا برسیہ تاب اتر</p>	<p>شرطِ محو رتبہ مردانِ خدا کا انصاف مہو گیا شوقِ شہادت سے حلال اپنا دل روزِ روشن شبِ تاریک ہوا آنکھوں مین عشق اُس جاہِ زغدان کا ہوا جسدن سے قتل سنی مین کیا دوست جو مجھسا اُس نے سانسار وئے سحر سے ہوا ہے کس کے وقتِ شکل مین مین سب اہل کرم کے محتاج آتشِ عشق مین ثابت دل بیتاب رہا بوسہ لب کا مزلے کے پیاسے مین نے برقِ دھچکے گہوئے سہ کو تیرے</p>
---	--

بھولنا بحرِ محبت کے غریقوں کو نہ بار  
بارِ سیڑیا یہ تیرا آتشِ بیتاب اتر

<p>گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا قیمت مین مشکِ غبرِ تجھے گران نہ ٹھہرا میخِ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا تو صید گاہ مین اے ابرو کمان نہ ٹھہرا خوش تیرے گھر مین دو دوں اک کمان نہ ٹھہرا لبیل کا آشیانہ برگِ خزان نہ ٹھہرا کنجِ لمحہ سے سبتر کوئی کمان نہ ٹھہرا رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا</p>	<p>اک جا کہ مین مین مثلِ رنگے دان نہ ٹھہرا الند رے جذبِ الفت یوسف کو چاہ مین اے زلفِ با زیری تعریف کیا کردن مین پوشاکِ سرخِ سہنی جس روز سے کہ تو نے تیرنگہ سے طائر کیا کیا شکار مہو تے اے چرخِ بے مروت بل بے تک نے اجی بر باد کر نہ ناحق اے بادِ صحر اس کو عزالتِ گزنی کا جو مین نے کیا ارادہ بھونک آشیان ہمارا اے برقِ آتش گل</p>
---	--

میری ہر خاک پر کی سند زوری اسنے آتش  
ہر دن مسندِ قاتل در نہ کمان نہ ٹھہرا

<p>دردِ بار در میں باز ہوتا ہے باغبان کھٹکا          یقین ہو نیند اڑ جاتی ہے ہوتا ہے جہان کھٹکا          محبت کا در کیا ہے جب آیا در میان کھٹکا          ستارے کیسے کیسے بھڑکے کیا کیا آسمان کھٹکا          مری آنکھوں سے اُسکو میں نہایت پاسبان کھٹکا          سنو زآنکھوں میں دشمن کے سین کا تماشہ کہاں کھٹکا          مسافر کو جو اس ویران مرا کے دریاں کھٹکا          نہ دان کھٹکا ہے کچھ بکو کچھ بکو ہے بال کھٹکا          قدم رکھتے ہوئے جس راستے میں کاروان کھٹکا</p>	<p>خزینوں ہوتا ہے محبوبیت سے زیر آسمان کھٹکا          بجایا دلتی تیکھے سب بیداری زاہد          نہ تو میرا ہوا ہم سے نہ ہم بزار ہوں تھے          زمین کو زلزلہ آیا جو میری پیغمبراری سے          درد و دیوار کو دیکھا جو وز و بدہ نگاہوں سے          پدی کس روز اُس لکڑی نے شرط دوستی تجھے          دے انسان شب بیدار دنیا کے خواستہ میں          خدا حامی ہے اپنے بندہ عابد کا شکل میں          غل میں لے کے یوسف کو اکیلا دلے گذر میں</p>
<p>محبت دل نے لی کس بے یقین علیہ سواش          جو کچھ نکی بھی کی تھے کبھی وہ بدگمان کھٹکا</p>	
<p>مشک بو زلف نے اماں روغن دکھلایا          نہ کرتو نے دکھائی نہ دھن دکھلایا          عالم ہیچ و خم و چین دشمن دکھلایا          جاسمہ زیون کو رنج درد کفن دکھلایا          کہک دلاؤس نے بھی اپنا وطن دکھلایا          ہم عزیزوں کو خدا ہی نے وطن دکھلایا          گوش گل نے مجھے غنیمت نے دین دکھلایا          اک نظر تو نے جسے سبب ذوق دکھلایا          جسے بیل کو تماشائے چمن دکھلایا          ایسا اک ماہ نہ اسے چراغ کمن دکھلایا          آسمان کو بھی نہ جس نے بدن دکھلایا          سیکو بدن ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا</p>	<p>لب اعلین نے بدخشان و دمن دکھلایا          راز سے حُسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے          اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفوں نے          آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے          تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے          پاؤں شل ہو گئے تھے ٹھوکر میں کھائے کھائے          یا دولوئی حُسن نے وہ تری گفت و شنید          مادمِ مرگ نہ بجا ہوا بھر وہ مریض          کو چہ بار بھی ٹھکرو وہی دکھلا دے گا          نوجوان مسرتا یار کے لب سے لیتے          تاسحر میں نے شب وصل اُسے عریان رکھا          دل کو ان آنکھوں کا دیوانہ مجھ صحرانے</p>

	<p>دہی جا ہے گا تو اس سے یہ چھٹکی آتش حکم اللہ نے ہے روح کو تن دکھلا یا</p>	
	<p>ابا برق نالہ سے قفس آہنیں جلا تلقین کا ہاتھ آتش گل سے بنیں جلا تیری بلا سے میں اگر اے نازین جلا اُس در کا پردہ اے نفس آتشین جلا کیا کیا بجا دل سے بخار ز میں جلا مشعل کی طرح سے تو مری آستین جلا جن کو نہا فتیلہ سے اپنے ہنیں جلا دیکھا جو اپنا حال دل نشانہ میں جلا محزون کے نالے سے کوئی تھک لکھیں جلا وہ ناز کی کہان نہ مجھے باسین جلا جس پر ہمارا نام کھد اوہ بھگین جلا لاکھوں مکان اس سے ہزاروں کہیں جلا نایاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا</p>	<p>اپنی زبان کو بلبل اند دہکین جلا بھڑکایا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے تو تو بنا کے سرو چرخان نظاہر میرا جگر جلانے سے کیا ہاتھ آکے کا غبت آسمان ٹھٹھکے جو مرے دوداہ سے میں بھی تو دیکھوں گرمی تری شاکل میں کیا کیا پری اُمار میں شیشے میں آہ کے دینا میں مہاسوختہ قسمت کوئی نہیں لیلا کے زلف سا ہے دھواں کچھ بلند روئے صبح یار کا دھوکہ نہ دل کوڑے کس نعل آتشین کا ہو دل بیاہیتہ آہ شہر نشان کا براہِ شہر آق لالہ رنوں کے عشق میں گل کھلنے پر</p>
	<p>اندھیر ہے بنو سے اگر دہکین روشنی آتش چراغ کو نئے گھر میں بنیں جلا</p>	
	<p>گزر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا اگر وہ یوسف گل پیر بن نظر آیا سفید رنگ نیچ باسن نظر آیا آتش کے چاکون سے بھکھو چمن نظر آیا</p>	<p>لطیف جان سے ہر اک عضو نظر آیا ہزار بوسے ہر اک دیکے لنگے لنگا میں خضر سے راہ وطن کیا سمجھ کے لچھو میں جس کی طرح سے نالے کر نیلے بلبل باغ ہوا جو ذکر چمن میں تری نزاکت کا دکھا کی آنکھوں نے سیر جان تھکا رنگ</p>

<p>وہ ملوثی اگر اے انجن نظر آیا سب وصال میں وہ دہن نظر آیا کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا دلوں کا جگہ وہ چاہ دہن نظر آیا</p>	<p>کریں برق مہال اسکی بندھن کو یقین ہوا کہ ہے غفلت میں چشمہ بھون اڑھائی جا در آب اسکو میں نے دور کر سیالہ پانی کے دکھائی دیکھے کا سہ چشم</p>
<p>کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے ترش کمال بکھو تو شکل یہ فن نظر آیا</p>	
<p>چاندنی میں یاں اتر ہے مہم کا نور کا خشتِ بالین کو سمجھتا ہوں میں زانو نور کا عشق بازی کام ہے بیکار کی مزدور کا آب ہو جاتا ہے شیرہ دانہ انگور کا گرم بازار اندون ہے مہم کا نور کا گوشتِ دہن سے اچھا بھار کب بلور کا ٹھہرنا اچھا نہیں جب ہو ارادہ دور کا موسم سرا گذرنا ہے تکلف عور کا اگر نہ نہان بھرا جاتا ہے بے مقدور کا بدیچون سے کہاں پیوند نخل طور کا روز اک غور شد کو ملتا ہے خلوت نور کا بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا دغل ہمارا میں ہونے دغل ہے مزدور کا سوچ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زہور کا دفع کوئی ہے نصیحتی دروسر بخور کا</p>	<p>زخمِ دل بھرتا ہے جلوہ ہیرہ پر نور کا سختی آیام ہے ہیرے لئے سامانِ پیش کچھ نہ حاصل ہوئے کیسی ہی مشقت کیجئے میں وہ سکیش ہوں جن میں جسکی صورت دیکھ داغ سینے ہونے میں گل کھاتے ہیں عاشق تر وین نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج آکے سینے سے لبوں پر دم اچھٹتا ہے عبت بھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہوں یاد آتا ہے جب تشنہ خون ہی گیا مجھ نا تو ان کا تیر یار میر نہ اس پیلے وحشی کا دل دیوانہ محو کس کے داغ دل سے شرمین ملایا جابجا رنج سے راحت نصیب طبع شیرین کا رہے دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصرِ تن مالِ موزی سے تغیر آدمی کو چاہیے ، عہدِ یری میں کروں کیونکہ میں ترکِ جام نے</p>
<p>صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہو آتشِ شکستہ یاں سفیدی پز سیاہی سے ہے عالم نور کا</p>	

<p>فکر سے نزدیک ہو جانا ہے مصنونِ دور کا      رنگ اڑ جائے گا روئے مرہم کا نور کا      کہنے ہیں فریادیں اللہ ہے مجبور کا      نیش کھلوا یا طبع نے سہد کے زنبور کا      رو دن دیوارِ نجات ہے ہن منہ ناسور کا      دورِ بینِ نزدیک دکھائی ہے انسانِ دور کا      آنکھوں نے پیدا کیا انسانِ حسنِ حور کا      تاک میں خوشہ نہ دیجا زخم کے انگور کا      نعمتوں میں خواب کے حصّہ نہیں مزدور کا      مشک سے سوداگران ہو آجکل کا نور کا      ناف ساقی پر ہوا شک ساغرِ بلور کا      چاندنی میں رزق ہوتا ہے غسلِ زنبور کا      دست سائل میں پالہ جا بیٹے لبور کا      شام کو ملنا ہے روزِ نہ ہر اک مزدور کا      خاک کا پتہ ہے یوسف یا ربکا نور کا      آہ میں میری ہے عالم گردنِ مزدور کا      نام اک عالم میں چینی نے کیا غفور کا      توڑنا اچھا معین ہے خاطرِ رنجور کا      بادہ وحدت کا شیشہ سینہ ہے سفور کا</p>	<p>دھیان رہنا شرط ہے اس دلبرِ مفور کا      منہ بہنیں دیکھا ہارے سینے کے ناسور کا      نرم ہو کچھ تو دل سخت اس بُتِ مفور کا      بوسہ لب میں دو چار ترنِ رنگانِ دل ہوا      دردِ زخمِ فرقت انا خونِ مولا ہے مجھے      سانسے اپنے تصور سے سمجھتا ہوں مجھے      حوصلہ دل کو ہوا جو دردِ سر کا عشق کے      محفلِ عشرت میں خستہ خاطر دن کو جاہن      رنج اٹھا دے گورِ قریب بتدلِ محروم ہے      کون سے دن سیکر دن عاشق ترے رہے ہیں      بادہ کا دھوکہ دیا اس میں پسینے نے بجھے      حق تلفِ حقدار کا مودے نہ دورِ نیک میں      فی سبیل اللہ سے ساقی نے کی ہو خیرِ خم      آمدِ خطِ برتو بوسہ کا نگو انکارِ یار ہے      میرے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے      یار کے دل میں کب اس سے راہ پیدا ہو سکے      ظرف پیدا کر چو چاہے شہرہ آفاق ہو      بوسہ عتاب لب کیجئے نہ عاشق سے عزیز      غفلتِ حرفِ انا الحق کا ہے قفل کی صدا</p>
--	--

اڑ کے آتش سے کمانِ مصنونِ عالی جاسکے  
 شاہ تیر انداز کب چو کا نشانہ دور کا

<p>بر خدا کا ہے نبایا تو وہ اسکندر کا      غفلت انجام ہے جب دور چلے سار کا</p>	<p>صاف آئینہ سے رضا ہے اس دلبر کا      چشمِ ستارہ کی گردش میں تصور ہے ہل</p>
--	--

<p>پہل سے مدد ہو چکا ہے مجھے بچھر کا سگ دیوانہ کو باج نہ دیکھا در کا عدم آب سے ازان ہر ہاگو ہر کا مور سے ہونہ سکے ترک کبھی شکر کا چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا سقف کو توڑتا ہے دود مرے عمر کا بھڑکے خوب آگ جہاں دھیرے خاکستر کا زخم ششیر سے ہے زخم غضب جگر کا علقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوب ترکا سج ششیر خورشید سے بھی عنبر کا مدد کھینچے نہ رگ سنگ کبھی نشتر کا موسکا ضبط نہ آدم سے مے کوڑ کا</p>	<p>دل پہ چوٹ اس سچ رنگین کے نظارے لگی جوش و مشت ہے پے قطع تعلق مقرر قلب ماہیت ارباب معاف کھوتی ہے قدر عاشقوں سے طلب ہونہ کہاں جاتی ہے آفت جان ہر فرد مایہ کو طاقت ہوتا جینے کے بارگند جاتی ہے آہ عاشق نالہ عاشق دل سوختہ ہے آفت جان دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مرہ عبد ظلی ہی سے ہے مشق تواضع لازم خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا کیا اثر ہو مری آہوں سے تون کے دل میں آخر کار کیا ہے اُسے سستی نے حساب</p>
--	--

جانیدے آتش اگر اہل جہان تجھے جہرے  
مرد پھیلا نہ کرین بھاگے ہوئے لشکر کا

<p>جو پہنی پھولوں کی بدھی تو در دشا نہ ہوا اڑایا ہندی نے دل چور کا سہا نہ ہوا ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا برا کیٹل میں کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا قدم سے پار کے روشن غریبانہ ہوا جھکا یا سہ تو ادافرض نیچکا نہ ہوا اُدھر تو آنکھ بھری دم ادھر دیوانہ ہوا جہاں حود کا حایہ سوا فسانہ ہوا خدا کا گھر تھا جہاں دان شرانجا نہ ہوا</p>	<p>وہ نازنین یہ نزاکت میں کچھ گمانہ ہوا سہید ناز ادا کا ترے زمانہ ہوا شب کے افی گئیو کا جو فسانہ ہوا نہ زلف یا رکافا کبھی کر سکا مانی تو نگرون کو سہارک ہو تیغ کا فوری گنا گنا پہن محراب تیغ کے ساجد غور بستی زیادہ غور حسن سے ہے دکھا دے زاہد مفرد کو بھی اُسے تم آنکھ بھرا ہے شیشہ دل کوئے محبت سے</p>
---	--



<p>ہوا سے تندنہ تھوڑے مرے عیار کا سا خدا کے واسطے گریا رہیں ابرو دور ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی نہ پوچھ حال مرا جو بے شک صحرا ہوں نگاہ نازن بان سے نہ چشم زخم بھی رکھ اتر کیا طیش دل نے آخر اس کو بھی ہوا سے تند سے تیا اگر کوئی کھڑکا زبان یا رخوشی نے میری کھلوائی کیا جو بار نے کچھ شعل برق اندازی رہا ہے جاہ و فتن میں مراد دل وحشی خدا دراز کرے عمر پنج نیلی کو سین ہر مثل عدت محبہ دوسر کجست حنائی ہاتھوں سے چوٹی کو کھولتا ہر بار دکھائی چشم غزالان نے حلقہ ذخیر</p>	<p>یہ گود راہ کمان خاک آستانہ ہوا بڑا ہی عیب لگا جس کمان میں خانہ ہوا جورات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا کسی کا یا رہنم فتنہ زمانہ ہوا رفیق سے بھی مراد کر غائبانہ ہوا سیند باد ہاری کا تازیانہ ہوا میں فعل غلجہ کید درخشاں ہوا چراغ زندگی حضرت تک نشانہ ہوا کنوئیں میں جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا یہ بیکسوں کے مزادن کا شامیانہ ہوا نصیب غیر مرے منہ کا آب و دانہ ہوا کمان سے پنجہ مرجان حریف شایہ ہوا میں تو گوشہ روضہ بھی قید خانہ ہوا</p>
<p>ہمیشہ شام سے ہمالے مر رہے آتش سارا مالہ دل گوش کو فنا نہ ہوا</p>	
<p>درد و دل سے اسقدر کا بیدہ میں نکلین ہوا دل کو اپنے کردیا نازک مزاجی لے جباب اپنے ڈوٹی بوہن آتی ہے جتنے اے نسیم دم بھی اس دھان سر لے دہر میں لینے نہ پائے مر گیا سنتے ہی اسکے نالہ مرنے سحر بل بے بے تاثیر کردی تالب تیشہ کو بند عاشقوں کے مرغ دل کے خون نافع کے لئے</p>	<p>حسب زار آخر کو مار سبتر د بالین ہوا کاہ کا سایہ بھی ہم پر کوہ سے سنگین ہوا ہاتھ منہ دی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا آتے ہی یان تو سن عمر روان پر زین ہوا وصل کی شب میرے حق میں سورہ سین ہوا خون ہی ہونا ترا اے کو کہن شیرین ہوا پنجہ خرگان جانان پنجہ شاہین ہوا</p>

دردِ اول سے دل بتیاب میرے ساتھ ہو خردنیک انسان عاقل ہو بزرگ بد نہ ہو ماز کیا کیا کچھ کہئے اُس پادشاہِ حُسن نے عطر سناڑا لے جو اُس گل پیر میں کود کھینے قول دیکھا ہے میزانِ خرد میں بار بار آسمان تک اُڑ کے ہوئے تھے ہارِ شکر طاٹ بھی ملنے کا مرقمِ ہنیں کل بہرِ فرس	صورت سیاب میں پیدا ہی بے تسکین ہوا نورِ دریا سے ہے بہتر چشمِ حب شیرین ہوا عاشقوں کے واسطے روزِ اکِ نیا آئین ہوا غیرِ سارا وہ گیسوِ خالِ مشکِ عین ہوا کوہ سے اے نازنین بھاری ترا مکین ہوا کہکشانِ اک نصف اک نصفِ ہن سے پردہ کی خوش نہو گو آج بندہ صاحبِ قالمین ہوا
---	---

منہ دکھا اتوا سے اندر سے تسکین جان  
دل کی بتیابی سے عاجز آتشِ مسکین ہوا

خوشی ہونے میں نادان ہینکر کمناب کا جوڑا شعلِ حُسن سے پوشاک کا عالمِ دگرگون ہو ہنیں کچھ قدر اسکی صاحبِ اکیر کے آگے سبِ فرقت ہوا عفا آلمی روزِ محشر تک بھٹے کڑے گزریے اُس سے ہم بہتر سمجھتے ہیں نوشہ کوئی ان سطرِ بچوں سے کیا فردن ہو خنا کا رنگ بھی سہو بارِ حسنِ نازکِ طبعیت پر سبِ فرقت میں کافر ہوں جو میری آنکھ جھکی ہو	کفن ہے عاقبت اس عالمِ اسباب کا جوڑا تامی کا ہین اُس فتنہِ احباب کا جوڑا موس سے بنے ہر چند آبِ و تاب کا جوڑا جدا ہووے بد جفتک کی طرحِ سرفاب کا جوڑا اگر اُترا ہوا ہوئے تنِ نواب کا جوڑا سبِ مجلسِ آزدانے میں شیعِ دشباب کا جوڑا بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤں میں جراب کا جوڑا عشرتِ بہتانِ عشق نے آکے بچیرِ خواب کا جوڑا
---	--

گواہنِ ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے جو آتش

ستارہن کا وہ پائے ہر عالمِ تاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو اسے گلِ رعنا دکھلا بار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے آسمان اور زمین کا ہے تفاوتِ سرِ چہرہ اے بہنوں کھینے مری آنکھ جھپکنے کی ہنیں	تیلیوں کا کسی نادان کو نہ سنا دکھلا گردِ شِشِ ہم بھی اے زکسِ شہلا دکھلا اے صنمِ دردمی سے چاند سا نگہ دکھلا قید خانہ تو دکھایا مجھے نصیرِ اد دکھلا
---	--

<p>لب دریا جو سینن قوتہ دریا دکھلا صبح غنیمت بھی بھراب اے شب ملیہ دکھلا الکب تو ٹھکرو قند پار کا ٹوٹا دکھلا کوئی مشوق مجھے آگ بجولا دکھلا آہ کا المیہ ایام کو کھڑا دکھلا رودے غریب قیامت کو کھٹ پا دکھلا کتنی ہے فکر سا باندھ کے جوڑا دکھلا لب بام آن کے تو بھی کھٹ پا دکھلا</p>	<p>فلزم عشق من کتبک پہون اے حسن تباہ جوئی اُس عورت کی ایڑی سے بھی بڑھ چلے گی باغبان کون سی صورت مرے جی گئے گی ایک مدت سے ہوں آفت طلب اگر کوئی نہ کالے کوسوں نظر آتی ہے دلا منزل گور عاشقوں سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی دھیان آتا ہے جو چوئی کا کسی کافر کے چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازاں</p>
--	--

بندہ شاہ محبت آتش دل خستہ ہے

یا الہی اسے اب مرقہ مولا دکھلا

<p>شیشہ ہارے طاق سے اے آسمان گرا سیلاب کی رسائی ہوئی جب مکان گرا شاہد بان سگ سے مرا استخوان گرا سکرس کا تیرے پاؤں پر اے نوجوان الزام رکھو تو نہ مرا آسٹیان گرا اکسہ سے لپٹ کے نہ میں نانوان گرا جو خشک ہو کے شاخ سے برگ خزان گرا پیردن ہی ٹھکرو ہوش نہ آبا جہان گرا</p>	<p>آکھوں سے اُس پری کے دل ناوان گرا چشم پر آب نے تنِ خاکی کو ڈھسا دیا سند لاری میں کیوں یہ ہاجیل کی طرح جلیا کر گیا اٹھو کے ابھی سے دم خام کھجین کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی نخلی نہ جان زار فراق تباہ میں بھی جلی دھڑن میں مرغِ مسین سبا حسرت میں خواب وصل کی نیچو دی رہی</p>
---	---

دیکھا تھا کیوں ان آکھوں نے آتش نکالا

لے کر مجھے کنوئیں میں دل خستہ جان گرا

<p>شقیقہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا چاہل اس آئینہ خانہ میں فقط نظارہ تھا تبدیوں کا اپنی بھی تارہ کوئی رخسارہ تھا</p>	<p>منظر تھا وہ تو حبت و جو میں یہ آوارہ تھا ہے جو حسرت تو سراپا چشم بونکی میں جب شبِ نہ میں چکورا آتا ہے رجانے میں ہم</p>
---	---

<p>             کھول کر دل جب میں روتا تھا فراقِ یار میں              سبیلِ گریہ نے یہ کس کے دی سمندر کو شکست              ایک شب تو وصلِ جانان کی کو اوضاع اور فلک              روز و شب کے حال کا کھٹکا تھا پر بعدِ شب              پٹینا سہرا پہ ماتم میں عزیزِ دیار کا              وعدہ طفلی سے جنوں عشقِ کامل ہے شفیق              جانِ شیریں مزدجے شیر میں تیشہ کو دی              حالتِ دل کو بیان کرتا کسی سے میں تو کیا              یہ ہوا ظاہرِ انالیلیٰ بخون سے ہمیں              حالِ انیا اے صنم اپنی جدائی میں نہ یو بھ              کو چہ قاتل میں جب شوقِ شہادت لے گیا              لوثا تھا اس میں بدخونی سے میں مانندِ شک              نشانِ عشقِ ادلیٰ ہر بخونِ دردِ مانِ عشق سے           </p>	<p>             چشمِ قریبِ معنی ہر موئے مرہِ قرارہ تھا              حجابِ آبا نظرِ اک داڑگونِ تقارہ تھا              چاروں گمان تیرے گھر میں میں بچارہ تھا              کاتبِ اعمال میری ڈیوڑھی کا ہر کارہ تھا              قلعہ گنجِ محل کی تسخیر کا نفا رہ تھا              شاخِ نخلِ بیدِ بخون سے مرا گوارہ تھا              حوصلہ سے اپنے باہر کو کہیں بچارہ تھا              عشقِ میں اک مصحفِ رخسار کے پیارہ تھا              اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا              سینہ دس رہا ہمارا اور سنگِ خارہ تھا              سر نہ تھا گردن پر اپنے بارِ صدِ پیارہ تھا              شوخیِ طفلان سے جنباں مرا گوارہ تھا              باخلفِ ناقابلِ ونا لایقِ دنا کارہ تھا           </p>
--	--

اہلِ عالم سے ہمیشہ آتشِ ایذا میں ہو میں  
 مروجِ دنیا تک تھے میں دلِ صدیاریہ تھا

<p>             محل سے خوشترنگِ ہر اک داغِ بدنِ بھکودیا              عاشقِ مردہ ہے شاید کہ سپرِ داغِ مردہ              زخمِ کاری نے کیا بند زبان کو مسیری              گزشتہِ جن نے غربت میں بھی پہچان لیا              بوسہ لے کرے وصل کی شبِ محبوب              زلفِ دانِ انہی ہر بانِ داغِ جگرِ مرہ              جا کے اس ننگدہ سے یادِ گردنِ گامین بھی              مہوہِ خورون میں ترے میں بھی ہوں انور           </p>	<p>             آتشِ عشق نے بچارِ حرمِ بھکودیا              نہ تو رُدا کوئی بھکود نہ کفنِ بھکودیا              زخم نے پنبہ پئے زخمِ دہنِ بھکودیا              جائے نانِ داغِ عزیزانِ وطنِ بھکودیا              حاصلِ ملکِ بدخشان و میں بھکودیا              حسن نے سائبِ اُسے عشق نے من بھکودیا              سات دن رہنے کو تھا قصرِ کُن بھکودیا              تو نے عذابِ لب و سببِ فتن بھکودیا           </p>
---	--

دوسے کے اک بوسہ خال لب شیریں اور دست دم نکل جائے گا اس زلف کے سودیمین مرا حسن نے تشنہ دیدار بہت جھکایا	تو نے سونا قہر آہوئے ختن ٹھکڑیا سو گھنے کو جو کبھی مشک ختن بھکڑیا ڈوب مرنے کے لئے جاہِ ذقن ٹھکڑیا
--	---

تعب بازی کی بھی حسرت نہ رہی اور آتش میرے اندر نے بازیِ تن ٹھکڑیا	
---	--

آئینہ رخ کا دکھام دم کو آنکھ ادھر اٹھا سکہ دل چلتا تھا زیر خاک میری قبر سے سانسے ہوتی سنین اس شمعِ رو کے اپنی بجلی یار نے منہ دیکھ کر آئینہ توڑا وقتِ صبح مثل عقہ نام تو مشہور عالم میں رہا اے دل دیوانہ صابر کو خدا رکھتا ہے بہت انہی آنکھوں میں وہی گونا گونا ہیں اے صنم جبر کرے اختیار دل پر نہ اے برقِ سہدر میو گیا دنیا ہی میں گردن کشی کا انتقام تشتہ دیدار تجسا دوسرا کوئی سنین دل میں قاتل کے مرے شوقِ شہادت کا نقش چار پائی لے کے آئے بار بیگمابہ ہوا	مسکے ٹھکڑیا بار اپنا نقشِ اسکندر اٹھا شب کو شکہ بیشتر دن کو دھوان اکثر اٹھا اے ہوسا محل سے بردانہ کی خاکستر اٹھا بدمزاج انسان ہوتا ہے جہاں ہو کر اٹھا گو کہ اس میلے سے مجھ آزاد کا لہر اٹھا اُون نگر داغِ مسدیان بدی پیکر اٹھا نعل اٹھا اب زور پیدا کر کے یا مگدرا اٹھا سبزہ کی گورِ غریبان سے نہ تو جاہر اٹھا پائے قاتل پر سے جھک کر پھر نہ اپنا سر اٹھا سب سے پہلے ٹھکڑیا اے سنگاٹہ محشر اٹھا سرنگون پایا تجھے جب کھینچ کر خنجر اٹھا کیا کون نین بٹھکرا اس کو چہ سے کیونکر اٹھا
---	--

شیشہ و ساغر برائے ساقی کو تراٹھا	صدہ رنجِ حمار آتش کما تک بیٹھ
----------------------------------	-------------------------------

مین نے عیان تجھے اے رشک تو دیکھ لیا نزعِ مین یار نے صورت نہ دکھائی ٹھکڑیا لے گئی وحشتِ دل گورِ غریبان کی طرف خون کیا غیر کے دل کو مری جان بازی نے	دیرہ دل کو جو تھا منظرِ دیکھ لیا دش در دست کو ہنگامِ سفر دیکھ لیا منہ یارانِ گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا یار نے چہرے پہلو کو جسکر دیکھ لیا
--	---

مہن یار سے اک شکر سی دن نہ سنا	بھریا دامن نگارہ گل ز کس سے
بھریا دامن نگارہ گل ز کس سے	بھریا دامن نگارہ گل ز کس سے

روبرو رہنے لگا آئینہ آتش شب دروز	یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا
----------------------------------	--------------------------------------

برقِ خمن تھا کبھی نالہ دل ناسا د کا	شوق دیدار نے کھلوایا اُن آنکھوں کا فرب
عمرِ عشرت میں جانے ہی جہنم میں بڑا	موت کھڑکھکوا کر دے میں بہت بالا بلند
قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو نابز	دلِ سنین چلتے ہیں کچھ طبعوں سے ہرگز بہت
زال دنیا تنگ کرتی ہر نہایت ہی مجھے	موتی بختی نظر آتی سنین محبوب سے
اسقدر اید اہمین دی ہے بتوں کے عشق نے	قامت موزوں سے قصہ آگے نکل چلتے کا ہی
دامِ مین لا کر کیا جب بن چھر جی اُسے حلال	ضبطِ جوش گریہ سے کرتا مومن تنگ کھنڈین

یاد دور افتادگان ہے آتش اُس جسے بعید	دھیان کب مولا کو آیا بندہ آزاد کا
--------------------------------------	-----------------------------------

آشیانہ ہو گیا اپنا قفسِ فولاد کا	حوصلہ کیا عند لیبِ خانمان برباد کا
مخروشِ چشمِ تباہ سے ملیکا میں خاک میں	وصفِ چشمِ حور کرتا ہے خدا قرآن میں
رہ گیا تسمہ جو گردن میں لگا تو رہ گیا	آبِ ودانہ نے دکھایا گھر میں صیاد کا
روئے گل بھونے چوٹھ دیکھ مرے صیاد کا	آسمان کو شوقِ باقی رہ گیا بیدار کا
گلشنِ فردوس میں بھی دخل ہے صیاد کا	کھینچ کر دامن میں کیا دل توڑنا جلا د کا

<p>بار عشق آگئے اٹھا باوریلی کی نہ آنکھ          سخی مندی سے گنگاروں کے خونگ رنگ ہو          بے نوا یاں محبت پر گمان بد نہ کر          گرد رہ سے گو سنبھلے نہیں مجھے آدم ذلیل          تھکشی کو باغ میں جاتا ہے وہ بالابند          خاک میں ملو ادبایسے کڑے سین نے مجھے          چوڑا ناس کرو باحت کمال عشق پر          اے پری رد کوں ہے تیرا جو دیوانہ نہیں          قبر پر شیرینی لے جاوے اگر انصاف ہو</p>	<p>موصلہ تو دیکھو مشتب خاک بے بنیاد کا          ہاتھ ملوانا یمن منظور ہے علاج کا          چار ابرو سے بھی یاں دل صاف ہو آؤ لو کا          آنکھوں میں گھرے مری خاکسریا د کا          کاٹنا منظور ہے اس سترخ کو سٹا د کا          شکر ہے کشتہ ہی ہوا خوب تھا فولاد کا          تیشہ فولاد سے جو ہر کھلا فرما د کا          شہر پر عالم ہے صحرا ہے جنوں آباد کا          لٹو چڑا اٹھا گرد ہو دے کو کہن استاد کا</p>
--	--

اب بھی ادب آج آتا ہے غلامی واسطے  
 غم کلچر کھار رہا ہے آتش ناشاد کا

<p>ہنیں کچھ امتیاز اس عشق کو کم نام دنامی کا          لو کا اپنے مثل کو کہن میں اب پیاسا ہوں          بلا سے ٹھکوا ایدا ہو پراسے جوش جنوں ہو بچے          گیا گو جان سے میں ناؤ سوز غم پر فکر کر اہوں          کھوئے مالہ کو کرنا ہوں وقف تیغ خاموشی          تعاقب کچھ سمجھ کر بھی کسی کا کوئی کرتا ہے          طاعت کچھ تو ہے جو دیکھے اپنی جان شیریں کو          شکار اپنے پائے حسن کا شاید کہ کھیلے گا          سیر ہو جائے کی مکمل کے سایہ میں فیر لگی</p>	<p>یہ کھو آتا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا          مزا پڑتا نہ ٹھکوا کاش اس شیریں کلامی کا          زبان خار صحر اکو نہ صدمہ تشنہ کامی کا          کباب دل میں تو نے نقص تو رکھنا خامی کا          مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا          نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسیٰ کو حامی کا          مزا کھیتے ہیں مردم جاگنی کی تلخ کامی کا          ہنستا ہے مرا صیاد پیرا ہن دو دامی کا          مبارک اہل دولت کو ہو نیکرہ تمامی کا</p>
---	--

ابھی سیف زبان سے لون میں کا زور بھارتش  
 کوئی کافر جو منکر موری معجز کلامی کا

<p>مذہب دل سے کمال کر رہا ہو جائے گا</p>	<p>مہذب بچا نہ اپنا آسنا ہو جائے گا</p>
--	---

بھیک کا کاسہ اُسے دست دعا ہو جائیگا  
 زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائے گا  
 شمع کا فوری کا پروانہ ہسا ہو جائے گا  
 کیا سمجھتا تھا میں دانہ آسیا ہو جائے گا  
 بس کیا پارس سے جب آبِ ہنِ طلا ہو جائے گا  
 بادبانِ ابر اور سانیِ نا خدا ہو جائے گا  
 دل سے کافر کے یہ رنگ مٹا ہو جائے گا  
 نشہ میں اُس کے چارہ دعا ہو جائے گا  
 اطلسِ غمتِ آسمان صرف تبا ہو جائے گا  
 سوزِ دل سے جسمِ خاکی تو تبا ہو جائے گا  
 بندگی کرنے سے تو شاہِ خدا ہو جائے گا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا  
 تیرے کشتوں سے جو صورت آشنا ہو جائیگا  
 حالتِ اُسکی اور میرے امتحان کی ایک  
 میں ڈالال کو غالبِ غنیمتِ یار نے  
 کیا ہے مہربانی صاحبِ افسر کی  
 بحرِ غم سے پار اُنارے گی جن کشتی نے  
 خونِ مسلمانوں کے کرتے ہو بہت لکڑا سے  
 میکشی سے یار کے کیونکہ نہ ہو دل کو سرد  
 عیبِ عربانی چھپا کر کیا قیامت کبھے  
 ضد دلاتا ہے غمٹ آنکھیں جھپا کر جھکوار  
 استدرِ نازان نہ ہولے شیخ اپنے زہد پر

یار نے وعدہ فراموشی جو سب کی تو کی  
 موت کا وعدہ تو اسے آتشِ دفا ہو جائیگا

سیکڑوں کو کس سنینِ صدمتِ انسان پیدا  
 صلبِ کافرِ منہ سے ہوتا ہے مسلمان پیدا  
 دردِ دیوار سے جو صورتِ جانان پیدا  
 چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا  
 یہ کلائی تو کرے خنجرِ مرہبان پیدا  
 آبِ انگور نے کی آتشِ نہبان پیدا  
 بعدِ مدت ہوئے ہیں مرغِ خوشِ امان پیدا  
 جھک کر وحشت نے کیا سلسلہِ جنبان پیدا  
 کرکچے ابرِ مرہ بھی کہیں باران پیدا  
 آبِ آسن نے کہا ہر پہ گشتان پیدا

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا  
 سحرِ وصلِ کرکچی شبِ جبران پیدا  
 دل کے آئینہ میں کر جو صبرِ نہبان پیدا  
 خارِ دامن سے اُلجھتے ہیں بہارِ آئی ہے  
 نسبتِ اُس دستِ بخارین سے ہین کچھ ابرو  
 نشہ نے میں کھلی دشمنی دوستِ خجے  
 باغِ سنانِ نگران کو پکڑ کر صیاد  
 اب قدم سے ہے مرے خانہِ زنجیرِ آباو  
 لوگ آنکھوں سے نکالوں میں بخارِ دل کو  
 نہ زن کچھ شہیدان میں ہو بلبل کی طح



<p>آتش ان کا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا خون نافھی مردم سے مجھ آتا ہے روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے بیجا بون کا گھر نہر ہے اعلیم عدم اک گل ایسا مہین ہو دئے خزان جبکی بہار</p>	<p>سیرے منہ میں ہوئے تھے کس لئے دندان پیدا گاد خر ہوئے لگے صورت انسان پیدا حسم خاک کی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا دیکھتا ہوں جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا کون سے دنت پر اتھا یہ گلستان پیدا</p>
---	---

موجود اسکی کہ سیر روزی چارسی آتش  
ہم نہ ہونے تو نہ ہونی مشبہ جہان پیدا

<p>اُس کے کوچے میں سجا ہر سحر جاتا رہا کوئے جامان میں بھی اب لکنا تہ لکنا مہین جانب کسار جاکھلا جو میں تو کو کہن نئے کشمش معشوق میں باتا ہوں نے عاشق میں غزل دواہ رے اندھ سر بردوشنی شہر مصر نشہ ہی میں با آلمی سبکدوش کو موت دے اک نہ اک بوس کی فرقت کا نکلنے غم دیا سن کھو کر آشنا ہے ہوادہ نو نسال نچ دنیا سے فراغ ایذا دسندون کو مہین</p>	<p>بے اعلیٰ دان اکب در ہرات مر جانا رہا دل در اگھر کے کیا جانے کدھر جاتا رہا ہنیا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا کیا بلا آئی نسبت کا اثر جاتا رہا دیدہ بقرب سے نور نظر سر جاتا رہا کیا گھر کی قدر جب اب گھر جاتا رہا درد دل پیدا ہوا درد و جگر جاتا رہا ہو بچے تب زیرِ شبہ ہم جب غم جاتا رہا کب شب شیر اتری کس دن درد سر جاتا رہا</p>
---	--

ماتحت پڑھنے کو آئے قبرا آتش پر نہ یار  
دوی دن میں باس الفت اسقدر جاتا رہا

<p>فریب سن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا قبائے گل کو بھاڑا جب مرا گل پیر سن بگڑا نہیں ہو جہر مہنا اسقدر زخم شہیدان کا تحائف کیا جو کھوئی جان تیر بن چھوڑ کر سر کو کسی چشم سہ کا جب ہوا تابست میں دیوانہ</p>	<p>خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہن بگڑا بن آئی کچھ نہ غنیمت سے جو وہ غنیمت دین بگڑا ترجمی تموار کا منہ کچھ نہ کچھ اے تیغ زن بگڑا جو غیرت تھی تو پھر خرد سے ہونا کو کس بگڑا تو مجھے مست مباحی کی طرح جنگلی برن بگڑا</p>
---	--

اثر اکیر کا مین قدم سے تیرے پاتا ہے  
 تری تقلید سے کلب درسی نے ٹھوکر کھائیں  
 زوال حسن کھلاتا ہے میوے کی قسم تجھے  
 منج سادہ سین اس شوح کا نقش عدوت ہو  
 جو بد فعل اشک سے چشم تر مین دیکھنا اکدن  
 صفت نرگان کی جنبش کا کیا اقبال نے کشتہ  
 کیسی جب کوئی تقلید کرتا ہے مین تو ماہرین  
 کہاں دوستی اندیشہ دشمن مین رکھتا  
 رہی نفرت ہمیشہ داغ عربانی کو پھلے سے  
 رگڑا دامن یہ تجھے ایڑیاں غرت مین دھرتے  
 کہا بلبل نے جب توڑا گل سوسن کو گلچین نہ  
 ارادہ میرے کھانیکا نہ اسے زراغ و زغن لیجو  
 امانت کی طرح رکھا زمین نے روز خستہ تک  
 جہان خالی سین رہتا کبھی ایزد سہدون سے  
 تو تو تعانی تھی حبیبک اس محبوب عالم سے  
 لگے منہ بھی چڑانے دیتے دینے کا دیان حنا

ابناوٹ کیف سے کھل گئی اس سوچ کی آتش

لگا کر منہ سے پانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

خون جگر دول سے پانہ لبالب تھا  
 اندھنی گا ہے کہ نفرہ سبارب تھا  
 درگاہ آئی مین شیطان مقرب تھا  
 ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا  
 نہراپنے لیے عشق مشوق شکر لب تھا

کسکوئے گلگون سے بے یار کے مطلب تھا  
 کیا کیے کئی کونو اسے بت شب تنہائی  
 غماز سے خط پر اس بت کو کیا غم ہے  
 سوز غم و زنت سے یالین شمع کی حالت ہے  
 کیا تلخ کیا اس نے اس عمر دروزہ کو

اندا جو ہوا اس خال لاگیو سے نصیب ہو نوں ہندا سے تھی مہس پر جو شفق پھولی اُس قد کشیدہ کی جو شمع کر دین کم ہے موتی تھا ہی قاتل نسل جو کیا تو نے ہیلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو	وہ اخی بے دندان بے نیش بر عترت سودش کو جو جرخ اس ترک کا کہ کب تھا اک مصحح موزون میں سو بیت کا مطلقا ادنی تھا ہی میرے حق میں ہی اسب تھا تھا داغ سفید اپنی اکھوں میں جو کہ کب تھا
---	---

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اُسے مارا  
میں اور رقیب آتش کی جان و دو قالب تھا

بجز بڑے کا چھڑا کر اس کو اسے قاتل نہیں لڑکا شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر زوال حسن پر عاشق کنارہ کرتے جاتے ہیں عجب محبوب باشوکت ہے اے باد بہاری تو جو چاہے سینہ روشن تو سوز عشق پیدا کر زیغا کو دکھا اے آسمان تصویر یوسف کی لمند و لبت عالم کا بیان تحریر کرتا ہے سب سمجھ نہ آہ عاشق شیدا کو سید و دو روا رکھ کلفت ایام میں بھی قدر نیکون کی خزان کے جوڑ سے امین مبارک تر گین ہے گل دیبل کی حالت پر بجا ہے گریہ شبنم دکھانیکو نہ زور اپنا اکھڑن خاک کے پتلے چھپے ہیں حلقہ گیمو جو اس رخسار روشن پر ہمار عالم نیرنگ دکھتا ہے مزاج اپنا نگاہ خستہ آگے کمان ہتی دل جلانے کو دل وحشی کی بنیابی کرنگی چاک سینے کو	یونہی دادوں کے خون کا داغ کیا دھتیا ہو چکا شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا رطل کا ہزار باغ موتی پر خزان موسم ہے پت جھوٹ کا صدائے خندہ گل ہے سواری کا زری کر کا شعاع ہر ہر اک تار ہے شعل کے گودڑ کا یہ دل دیوانہ ہے حس کا پری پکیر ہے دہلا کا قلم ہے شاعر دن کا یا کوئی ہے رہ رہے بیٹھ کا اگر کی بود حوان دینا ہے اس تلیانے لکھ کا پچھے کپڑوں میں بھی انکو سمجھ لے لعل گوڑ کا حمن کا اپنے صرصر سے کبھی تباہ نہیں کھڑ کا اسے گلچین کا اندیشہ اسے میاں کا دھڑ کا رگ جان زمین ریشہ ہے ہر اک پیر کی جہا کا نیل میں غلٹ رتب نے لیا ہو نور کا رتھ کا جو انو میں جوان بڑھو میں بڑھا لو کو میں لڑ کا سمجھ کر عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ رو بھڑ کا نفس کی تیلیاں ڈھینگی یہ طار اگر پڑ کا
--	---

ترے نبل فلکِ رغبت سے تھا وہ لبیکر دہشت لئے رہتا ہے زرخیزی میں میرے مول لینے کو ہماری قبر سے شاید کہ بونے شیر آتی ہے	گمیتِ خاتمہ مصنون سواری سے سب بھڑکا وہ بلبلِ ہون کہ طفلِ غنیمت کا چھیرے دم بھڑکا وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہیں چڑکا
---	---

سمجھ لیتے ہیں مطلب اپنے اپنے طور پر سماع  
اثر رکھتی جو آتش کی غزلِ مخدوب کی ڈھک

جو جب سے دستِ بارِ مین ساغرِ شرب کا صیفا دنے تسلی بلبل کے واسطے دریائے خون کیا ہے تری تیغ تے دوا جو سطر ہے وہ گیسوے جو رہنت ہے نوا آسمان میں صفحہ اول کے نو لخت اے صبح بے لحاظ سمجھ کر شایمو بھوپائیے نہ چاندنی میں بام پر بانیگ اک ترکِ سہوار کی دہوائی رُوح ہے حسنِ دجال سے زمانے میں روشنی انداز سے ہمارا تکلفِ شبِ جمال مسجد سے میکدے میں مجھے نشہ لیگیا انصاف سے وہ زفر میرا اگر تھے الغت جو زلف سے چول داغدار کو مسموم جو عرقِ سُرخ سے وہ ذوق پاناہون نان کا کر بار میں مقام	کوڑے کا بد گیا ہے کٹور اگلاب کا کنجِ نفس میں جو خض بھرا اگلاب کا حاصل ہوا ہے رتبہ سرون کو جواب کا خال پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا کونین اک دو درقہ ہر اپنی کتاب کا دریا بھی ہے اسیر طلسمِ عباب کا منجوس ہے قرآنِ مہ آفتاب کا رجز میں ہمارے ہولو ہار کا ب کا شبِ مانتاب کی کو تو رو آفتاب کا روغن کے بدلے عطر چلایا گلاب کا موجِ شرابِ جادہ تھی راہِ صواب کا دم بند ہووے طوطی حاضر جواب کا طاؤس کو بد عشق نہ ہو گا سحاب کا مصنون ملگیا مجھے چاہ گلاب کا حشمتہ مگر عدم میں ہو گوہر کی آب کا
--	---

آتشِ شبِ فراق میں بوجھون گا آہ  
یہ داغ ہو دیا ہوا کس آفتاب کا

اے ترکِ دردِ پوری تھی شراب کا	کتنے ہیں عطر جس کو چھوڑ گلاب کا
-------------------------------	---------------------------------

<p>پہلے سوال کججو خا کے جواب کا          آئینہ برج بگلیا ہے آفتاب کا          لوسہ لیا جہنم نے تو پیکر کا ب کا          حجر کا دُور با ہے زمین پر گلاب کا          انجور سے خوش آنا ہر کھینچنا شراب کا          مطلب کو فوت کرتا ہے کپڑا کتاب کا          باہر نکالا سلی نے خیمہ حباب کا          خلیج موسیٰ صبی نہ دیکھا خضاب کا          کعبے نام ایک کنشیت خراب کا          یوسف کے منہ سے لطف و تعبیر خواب کا          آباد ہوا سیر سے زندان حباب کا          ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا          کھینچے گا صدر دھام مرے اضطراب کا</p>	<p>خط و کججو چھ بار کے ہاتھوں میں نارنگ          دیکھا سو تو نے سامنے رکھ کر جو آئین          کیا کیا زارے تو سن حلاوت نے کئے          مشق خواہ میں عرق افتاب سے رو کیا          ساتھی کی دور کھینچنے سے رکتا جو دم مرا          حرص و ہوا کو سینہ میں غافل جگر بندے          عاتق خرابی پر کرمج بندہ چکی          زینت پسند وہ نہیں جو بہن شکستہ دل          ہوتے ہیں سجدہ انکی طرف کیا کھلے لوگ          رویا کا حال یار کے آگے کہوں گا میں          دریا میں ڈال دو مرے رویہ کو دوستو          غنچے کا عقد اس کو بھیو نہ اے صبا          اڑنے دکھائی دینگے روئی طرح سے تار</p>
<p>آتش کی آرزو ہی اسے شہسوار ہے          اسکا غبار ہے ہو چشم رکاب کا</p>	
<p>دستِ منج میں ہر قریح آفتاب کا          شبنم پسند ہو دیگا سخن آفتاب کا          اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا          رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا          واسطہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا          اُسیر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا          تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا          شتون کو عطر یار نے مل کر گلاب کا</p>	<p>ہاتھوں میں یار کے سین ساغر شراب کا          آنکھوں میں ترے چاہنے والو کچھ دلغ ہو          دوستیں یہ میری بہن میں ہوں فقیر          اندیشہ گفتگو نے نیکرین کا حسین          چاہے شکست جہل تو تفصیل علم کو          بے معنی شعر میں نے کسی کا اگر سنا          اس ترک تک ہو بچنے کی تدبیر ہو ہی          پردانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر</p>

<p>کس ترک نوجوان نے کیا ہے بیوقوف تر مد سے نکل چلا ہے بہت سرمہ پونچھئے خوشید حشر کا جو کیا ہو کسی نے ذکر کو کچھ جو تیرے دست جنائی کے رنگ کے دریا میں غسل کے لئے اتر اچودہ منہم جو چاہیں کچھ لہیں کا تب اعال چاؤن بخود ہونگے مدعی شور و شہر پسند</p>	<p>چھپتا ہے بازون سے ہر گئی عتاب کا لگتا ہے دلغ ہوئے مڑے کو خضاب کا دکھا دیا ہے پار نے جہرہ عتاب کا شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا ما قوس پھیلیوں نے بجا یا حباب کا دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا</p>
---	---

آتش کی التجا ہے یہی تھسے یا علی  
صدہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

<p>حسین میں شب کو جو دہ شمع ہے تعاب یا اُن انکھیلوں میں اگر نشہ شراب یا میں موج ہوں البسامل میں آسمان پر ایسر ہونے کا اندر سے شوق بلب کو سیر ہوئی مری اوقات آئینہ کی طرح صدائے رعد سے ظاہر ہے رقی نزاری خیال صبح میں ہو یا تو آنکھ پھر کھلی شب فراق میں کار حال مجھے ہوا کسی کی محرم آب رواں کی یا د آئی ہمیشہ بلب قمری سے حبشہ نالہ رہی شب فراق میں مجھ کو سلائے آیا تھا لبا ذہین و ذکی ہر وہ طفل اکبر خوان جو علم چاہے تو ہوا اہل علم کا پیر وہ کوہ آتش بت سیدین کا کوہ کلین ہے</p>	<p>یقین ہو گیا تنہم کو آفتاب آ یا سلام ٹھک کے کروں گا جو حجاب یا کبھی جو جوش میں دیا ہے منظر آ یا جگا یا نالوں سے صیاد کو جو خواب آ یا ملا نہ راہ جو مجھ کو مسٹر آ ب آ یا شکار پھیلنے طاؤس کا حساب آ یا دکھانے آئینہ جب تک نہ آفتاب آ یا اڑی یہ پند مری قدس کو خواب یا حباب کے جو برابر کوئی حباب آ یا کسی کمان سے چھپا تیر میں جواب یا جگایا میں نے جو افسانہ گو کو خواب یا گیا جو سانے ملا سر حساب آ یا کر سے زلف کو انداز بیج قباب آ یا ہزار بچے پکارا نہ کچھ جواب آ یا</p>
---	--

کمان سانی پہ صیاد کا ہوا مھکھو چوڑ حُسن سے چار دہ کو جھول گیا اصول دین جوئے گوشن زبان کما ہماری قبر سے آدھی یہ صدناشر گال مل کے ڈرامین سنج سنور پر مقام خشک ہوا الفت بین طالع ملاوس عدم سے سخی مین جا کر ہی کوٹکا مین	حضور یار جوئے کر لیا شراب آیا مراد پر جو ترا عالم شباب آیا مجھے سوال نکین کا جواب آیا یہ مردہ آیا کہ ٹھہر کوئی عذاب آیا یقین ہوا یہ مجھے یار کو عتاب آیا حُسن مین قلعہ کسار سے سحاب آیا ہزار دن حسرت زندہ کو گھاڑا ب آیا
---	--

محبت سے دوشوق ترک کر آتش

سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

سج راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا گم ہوں ساند کوئی رہزن بیان ہوگا زنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مھکھو مجھ جو خوشہ کی خاک ہر سر سے سیا عود کرنے کی مینیں رُوح نکھر تن سے نالہ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر ہوئے سے رہتی ہو اس سیکدہ مین کیفیت تیری فریاد کا تسلیج مین دامادہ مین سایہ مین اس کے مری گور کھلکی لکڑی آتش عشق سے ہوتا ہو سر اپن داغ خطا کا آغاز قیامت جو رخ رنگین پر دست گسلاخ مین قزاق کا بابا مین حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہوگا عبد میر سے نہ گرفتار طے گا مھسا	سجل بادہ عدم داغ عزیزان ہوگا خال سند سے ترے خون سلمان ہوگا گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا گوشتہ چشم کوئی گوشہ دامان ہوگا بھرنہ آباد یہ گھر ہوگا جو ویران ہوگا دست صباد مین گلچین کا گریبان ہوگا محب نود کے شیشے کو پتیاں ہوگا اے جس میرے لئے نافلہ مالان ہوگا ای پدی روتری دیوار کا احسان ہوگا وہ گنہگار ہوں جو سر چرخان ہوگا خامہ دگل ویدہ انصاف مین بجان ہوگا ایک دن بار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا نکدہ مھسا نہ مھسا کوئی سلطان ہوگا زلف خوبان کا سبب حالی نشان ہوگا
---	--

ہم نہ مانیں کہ خدا صورتِ انسان ہوگا	بے نیازی سے فریبِ بہت عبارتِ
اس کے عاشق ہیں بربخِ دوزخ و بزرگِ کائنات	رشتک ہوگا مجھے گرفتار ہی گریان ہوگا
<p>شفاقِ ہونِ فرشتہ صاحبِ جمال کا  منا سنینِ جن میں مزاجِ اکِ نساں کا  ما فہمون کو گمان ہو شفق میں ہلال کا  عقدہ کھلے گا گیسو دن کے بالِ لال کا  قطبِ شمالِ حسنِ جو تل تیرے گال کا  کیا کیا جو ان مرید ہو اس پر زلال کا  پانیِ حبابِ نفس کا جو دانہ ہو جمال کا  ہر نو نساںِ رشک ہو یاںِ خردِ مال کا  کیا عرصہ ہو زمانہ ماضی سے حال کا  دہ جسمِ نازنین ہو عبید و گلال کا  گولی کا سانسنا ہو یہ نظارہِ خال کا  مہربا سنینِ زکوۃ سے نقصانِ مال کا  ہر ترک کو ہے شوقِ تمکارِ غزال کا  دیوانہ ہوں میں بادِ سیاری کی طالع کا  پردہ اون کو نصیب ہوا دنِ جمال کا  پردہ ہوا نہ فاشِ چارے ہلال کا  دہ روئے سادہ نقشِ ہو صاحبِ جمال کا  معدوم ہے جوابِ چارے سوال کا</p>	<p>انہکا مہرِ معجھ ہوں تیرے خیال کا  پیرا میں اس جو ان نے جو سنا ہو جمال کا  آلودہ بیگنا ہوں کے خون سے چہرہ چرخ  شائہ نین کے بعد فنا اپنے استخوان  مینی سہیلِ شتری دزہرہ گوشِ ہین  کس کس شہر کو لائی ہو دنیا فریبِ مین  لائی ہو دانِ قضا و قدرِ معراج کو  امرو پرست ہو تو گلستان کی سیر کر  اکدم میں جا ملوں گا عزیزانِ رفتہ سے  سُرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہو آشکار  اے دلِ فضا نہ آئے اُدھڑکی نہ بانہ  بوسہ دے سے حسنِ مین ہوگی کمی بار  دہ چشمِ ہی سنینِ دل و حشی کی نکلوتین  زنجیرِ طوقِ ہر برس آ کر نہ چا گسٹی  رو بہ سیاح ہو میں میرے جلے چراغ  رونے کی بدلے حال پر اپنے ہنسائے  دکھلا با بے نقاب جسے بندہ ہو گیا  کرتی ہے یاں زبانِ کمرِ بار میں کلام</p>
آتشِ لحد سے اُٹھوں گا کتنا یہ دردِ حشر	شفاقِ ہونِ مینِ یار کے حسنِ جمال کا



اس ترک کی شامین جو صفت رقم ہوا  
گستلخ باغ گردن دلبر میں غم ہوا  
بے یار باغ خانہ بمبار ہو گیا  
بیدار کی رفتہ رفتہ رسانی کر ملک  
آئینہ قمر سارہ نے اسکے کیا خراب  
یاد آیا طوف کعبہ میں سندوستان مجھے  
نیر امار سے قتل کا کیونکر اٹھاؤ گے  
دوریت اخیر جذبہ دل پہنچانے کا  
ٹوٹے ہیں لاکھ شبیہ تیزاب ہر قدم  
دنیا میں نیک ہے فردن بد کا امتیاز  
شغل تصرف آج کس اہل نظر کو ہو  
نقش روئی شا کے بنا گھر خدا کا دل  
جینج وئی نے داغ کیا نذر دل مدام  
معنوں میں زامنی کی قلم ہے بند  
وارستہ خاطر نے کیا داغ شست  
مہر بچ تیسری کا مگر چاند یار ہے  
ماہ نقی ہے حال بہار و خزان باغ  
رکھی تھی اکدن اسکی چھڑی تو نے ہاتھ  
نخلی نیام سے تو گلے لپی اپنے تیغ  
چرکے سے بھی کیا تہ بھی بکوسر فراز  
نورانی چہرہ پر ترے ابرو کے نقش سے  
رکھا تھا پاؤں ایک دن اس مزاج نے  
اتھکدہ ہے اپنا آہی کہ بت کدہ

خنجر زبان نگہی نیزہ قلم ہوا  
جداد بے شوق کا باہر قدم ہوا  
بھولا جو غنچہ میں نے یہ سمجھا درم ہوا  
کسیوں نے بار جادہ راہ عدم ہوا  
منوس چند سے بھی ہما کا قدم ہوا  
کوئے تہان کا سایہ لباس حرم ہوا  
کسکر کمر بندھی ہو نور در شکم ہوا  
دیکھیں گے روئے یار جو آکھون دم ہوا  
کا نٹوں پر ابلوں سے ہمارے تم ہوا  
کیا کیا گران نہ شہد سے محبت میں ہم ہوا  
ہر آئینہ سکندر و ہر جام جم ہوا  
کعبہ ہوا خراب جو بیت اضم ہوا  
دست تحمل سے مجھے حاصل درم ہوا  
زیر نگین فکر عراق عجم ہوا  
صحرائے بے تعلقی باغ ارم ہوا  
حسب کو نظر پڑا اُسے اندوہ و غم ہوا  
اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور غم ہوا  
ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا  
ہجو ٹا کمان سے تیر تو ہمیں کرم ہوا  
غافل کی تیغ میں نہ تواضع کا خم ہوا  
محراب بیت کعبہ کا طغرا قلم ہوا  
عین جین جادہ نشان قلم ہوا  
ہر سنگ سینہ کوب ترش کرم ہوا

آہ ناز عشق آنکھوں سے ہونے لگے عیان  
راحت سے ایکن نہ ہوا عشق میں بسر  
بیداری کی ترنی ہوئی خواب کم ہوا  
غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا

دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہیں قرار  
یہ آج کل وہ صاحبِ طبل و علم ہوا

ایوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا  
اگر مراد ہو شفق آسمان ہوا  
ابریساہ آہوں کا میرے دھوان ہوا  
بار و گر کیا دے میں زور کمان ہوا  
کس روز بچ ماہ میں فرش کتان ہوا  
انوس بے چلغ ہمارا مکان ہوا  
گرداب بچ تیغ کو سنگ فسان ہوا  
گزار آگ ہو گئی سنبھل دھوان ہوا  
کچھ ان دنوں میں مشک کا سودا گران ہوا  
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا  
جوش جنوں مرے لئے تخت روان ہوا  
کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا  
تجہ ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا  
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا  
اسادہ تھک دیکھ کے آب روان ہوا  
سجھے سبک اُسے جو کسی پر گران ہوا  
کانٹے پڑے زبان میں جو سیل بیان ہوا  
زیر نگین فکر و سندھوستان ہوا  
بنوائی جائذنی جو میسر کتان ہوا

انصاف کی ترازو میں تولا عیان ہوا  
روئے زمین پہ ایسا میں سبل تپان ہوا  
اُس ہنق دیش کا عشق نہانی عیان ہوا  
پیری میں بھکھو عشق حسین جوان ہوا  
اہل زمین سے صاف کمان آسمان ہوا  
مردوم دایع عشق کا دل سے نشان ہوا  
دو ٹھکڑے ایک دار میں خود جہاب ہے  
بوچھا جو میں نے اُس کو سمندر کی آنکھ سے  
مٹا نہیں دماغ ہی گیسو سے بار کا  
خوش چشمیوں کے فراق میں کھائے یہ چچ قاب  
سنجھی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤں  
ابوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور  
پویند خاک ہو گئے اک بت کی راہ میں  
بھینچ گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح  
تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی  
انسان کو جا ہیے کہ نہ ہونا گوار طبع  
اُس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہی  
اللہ کے کرم سے تون کو کیا مطیع  
انصاف میں نے عالم اسباب میں کیا

<p>چلتی ہمارے پینے کو آسمان ہوا آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا</p>	<p>گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے اتخوان قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی</p>
<p>فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند آتش زمین شہر سے لپٹ آسمان ہوا</p>	
<p>سبزہ خط یار کا تنکے مجھے چنوائے گا نافہ کش سوزن نہ اس رغبت سے طوا کھائیگا روزِ محشر شاعر دن کا پوست کھینچا جائے گا شیر کے نیچے کے رنجی کی طرح چلائے گا ہاتھ کو جو چھیچھے گا پاؤں کو پھیلانے گا اینٹ کی خاطر کوئی کا فر ہی سہی ڈھائیگا پاشکستہ ذرہ ہو مشرق سے مغرب آئیگا گوہر معصود اس دریا سے باہر جائے گا بارغ عالم میں مجھے شفا لب بھائے گا دامن رکھ دیکھ اہنین زندہ ہا ہاتھ آئے گا ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائے گا</p>	<p>جوہر اپنے آئینہ رخسار کا دکھلائے گا بوسے لیتا ہوں لب شیریں کے میں جس شوق سے لالہ رو کمر لگاتے ہیں گل اندامونے داغ کشتہ مرگان خوش چٹان مردم کش نہ ہو سے سزوار اہل دولت سے فقیر دن کا غور کون تھپینے بت کو توڑے بہن کے دلو کوں رہا سن وقفہ کرے گا جو نہ نفل آفتاب یہ صد آتی ہے شوہر بکھرستی سے مجھے طفل کے مانند اس پر رال پیکیے گی مری گوشت کھا کر اتخوان میری نہ اچھا دھنیک گرمی خورشید محشر کیا جلا دے گی مہین</p>
<p>پوست اس کا صرغ نقش اریار ہوگا بعد مرگ آتش اپنے ہاتھ تیرے پاؤں تک پھیلائیگا</p>	
<p>سبزہ پر اس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا نقش اپنا خانہ درمیں نگین بھلائے گا پاؤں میں موج آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا چشمِ مہموی سے جو دیکھے گا جسے غش آئے گا سیکڑوں دل کوہ مکین سے ترے پس چائیگا میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئے گا</p>	<p>رنگ کے مارے زمرہ خاک میں لمبا لے گا دسترس انگشت تک اس بیم تن کے پائیگا چل نہیں سکے گا ہرگز تیری انکھیلی کی چال حسن کا جلوہ بھی کم برق بجلی سے نہیں اسیالی گردش اور اس کی سکونت ایک جز ایک عالم سے راسخنا ہوں میں مجنون آ</p>

آتش گل دامن باد صبا بھڑکائے گا  
ششِ حبت کو تنگ کر دے گا جو دل گھڑنگا  
وہ صہم کو تل کبودِ جنج کو دوڑائے گا  
گورِ مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا  
مجھے دریا نوش تک کیا کشتی لے لائے گا  
حسن نے سیدھی بات کی اُٹا اسے لٹکائیگا  
اک نہ اک دن ابر آبِ آتشین برسائے گا  
اسن چاہے تو دیارِ یخو دی میں پائے گا

سردی دے کا یہ بھگامہ نہیں رہنے کا گرم  
چار دیوارِ عناصر کی ہے وسعت کس قدر  
عرش ہے اس بادشاہِ حسن کا تختِ روان  
بعدِ مردن بھی رہے کا زلفِ مشکین کا خیال  
خُم لگا دے تُو سے ساتی لب تو رہو دینِ مر  
اپنی زلفوں کے اُچھنے سے خفا وہ سُخ ہے  
مجھ فدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہوشِ نیک  
یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے

آستانِ یار سے اُٹھنے کا قصد آتشِ مگر  
چھوڑ کر اس در کو سردیوار سے ٹکرائیگا

دگر درونِ خانہ بیرونِ در نہ کرتا  
دیوارِ بھاند جاتا مین در گذر نہ کرتا  
اسمِ مبارک اُس کا جو نامو نہ کرتا  
قابلِ ادھر کی دنیا کوئی اُدھر نہ کرتا  
خطِ عاشقوں کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا  
مجھ پھر تاجِ ہر سے پھر مجھ اُدھر نہ کرتا  
مین در دس کی خاطر یہ در دس نہ کرتا  
یہ وہ منون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا  
کیونکہ کھلی محبت تیسے لشہر نہ کرتا  
پانی سے بجھ کو تپلا اے نیشکر نہ کرتا  
دورِ زہفۃ اک گلِ ہنسک لہر نہ کرتا  
صنعت کے لکھن میں تو شامِ وحش نہ کرتا  
زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا

عیسیٰ سے نالہ درو دل کی خبر نہ کرتا  
دربانِ یارِ مجھ پر شفقت اگر نہ کرتا  
زرگرِ رنگین سے ہرگز پیوندِ زر نہ کرتا  
تلوار کو اگر تو زیب کر نہ کرتا  
حسن اُس کو پیشِ خدمت اپنا اگر نہ کرتا  
اے آفتابِ محشر آنکھوں سے گر گیا تو  
صنڈ کو مول لے کر کس کی ہمار گرتی  
آنکھیں دکھائیں تو نے دیوانے ہو گئے ہم  
آئینہ مین پر ہی سے چہرے کو دیکھئے تو  
شیرِ نری اُن لبوں کی رکھتا جو تو ہرگز  
بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران  
اے آسمانِ کفن کے دینے مین دیر کیا ہو  
ملجائے خاک مین گو سودا دے بلا سے

<p>گرد اپنے یہ حصارِ ہالہ قمر نہ کرتا تقلیدِ آدمی کی یہ جانور نہ کرتا کالا بھی کاٹتا تو مجھ کو اثر نہ کرتا کس کس کو غرق دریا شوق کمر نہ کرتا سیرے جو اس جمنہ کو منتشر نہ کرتا جو خانہ کمان سے باہر گذر نہ کرتا سعد دم اپنی ہستی عشق کمر نہ کرتا مین ذکرِ ارہ زیرِ شاخِ سحر نہ کرتا</p>	<p>جاو کس کا اس پر چلتا مجھے چلے گا بلبل کا عشقِ حسن گل سے بنیں خوش آتما تزیاق کا ہے جو ہر اس جسمِ سخت جان میں اُن دانوں کی صفا کا عالم جو اس میں ہوتا عالم دکھا کے اپنا وہ خجہ خانی وہ تیر آہ اپنے سینہ میں ضمف سے ہو نبت رسا جو زلفِ مشکین کی طرح رکھتی مرد فقیر ایدادیتے بنیں کسی کو</p>
--	---

اکھتا جو نامہ شوق اس سیر کو آتش  
تحریر اُس کو خامہ بے آب زرنہ کرتا

<p>بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا زلفینِ دانِ منڈ گئیں بانِ حالِ پریشان نہ گیا تجِ ابرو نہ گئی خجہ مرگان نہ گیا ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ نڈان نہ گیا رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا پاؤں سے اپنے مین دیوانہ بیا بان نہ گیا ذکرِ صبحِ وطن و شامِ غریبان نہ گیا چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا کس قلم و مین شہِ حسن کا فرمان نہ گیا شیشہ سے عہد تو پچانہ سے بچان نہ گیا کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا باغبانِ زرگس گلزار کا یرقان نہ گیا کون سی مجلسِ ماقم مین مین ہمان نہ گیا</p>	<p>کو یہ یاد مین کس روز مین نا لان نہ گیا حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین نہ گیا واہ سے لو ہے کبھی سالن کے اوپر چڑھنے مہر ہی صبحِ روان کی تن خاکی نے نہ کی صبح کی شامِ نظارہ مین تیجِ روشن کے اُٹکے پہونچا مردِ جوشِ جنون سے دان تک روز و شب زلفِ تیجِ یار کا افسانہ رہا مرغِ سبل کی طرح رقص کرین گے ملاؤں کون سے دلمین بنیں یاد سے عشق کا نقش صادقِ القول بنیں دوسرا مجھ سبک کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے جاک خاک کیا تو نے نہ اُس عیسیٰ نفس کی پھر کی مجھ سا غمِ دوست نہ ہو دے گا کوئی دُشمن</p>
--	--

اے شہزہوں مقرر آتش قدمی کا تیری  
بھوٹ کر آبلوں نے خشک بنائیں حرکتیں  
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا  
تم سے شرمندہ میں اے خارغیلان نہ گیا

عاشق اس غیرت بقیس کا ہون اور آتش  
بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا  
مردہ سے بدتر زلس احوال مجھ بخون کا تھا  
میلے کپڑے یار کے سونگے تھے بن نے بکون  
آشیان ببل و فمری ہوا وزن ہر ایک  
باغ عالم میں ہوا حسن یہ سے بھگو عشق  
صورت عاشق سے درپردہ اُسے بھی عشق ہو  
شع سان رو رو کے باد کو میں بٹ بٹ زکی  
اسکو یہ قان یہ تو اُس کو یہ پیر قان زرد  
چہرہ کو اپنے سواروں میں بھی ہم بھگو اچکے  
گردہ نے میری اڑا کر اسکی آنکھیں نکالیں  
چند روزہ عمر زنجیر تعلق میں کٹی  
دم میں دم جب تک رہا تیری جلو میں اوجھون  
سختی دور ان تب خار جھون نے سہل کی  
دیکھ کر اُس ماہر کو غش رہے دودھ بہر

باغ عالم کی ہوا آتش نہ اس آئی بجے  
دوست جس گل کار با میں وہ مرادشن رہا

ظہور آدم خالی ہے یہ ہم کو یقین آیا  
گیا باقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا  
تاما شاہجن کا دیکھنے خلوت نشین آیا  
قرآن شہتری دماہ کا دورہ تہن آیا  
مبارک ہووے حکو ابر بار ان آفرین آیا  
ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق اسقانی

پری شیشہ میں آتری کہیے یا قالب بن روحانی  
 محسنہ نقشِ حُب کا مشترقی کے روز گھٹا ہوں  
 حنا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے  
 مبارک کشتیاں نے کی تباہ منہ کو ہوں  
 نہ گھر چادروں کے واسطے اے روحِ غالبین  
 نہایت کشتہ دیدار میں خوب اُسکو جو سین گئے  
 یہ جنسِ دل مقرر اُن نظر اس کو دکھا دیں گے  
 شفقت سی شفقت کی ہے راہِ عشق میں نہیں  
 پھونڈ بیگا کسی کو آسمان بے گور میں بھیجے  
 سب کو سے شکار اُس کا تباہ خوش گم کرے  
 گریبان تک بھی دھن سے جنوں ہو رہا اس کا  
 مری آنکھوں سے اُس آئینہ کی صورت نہ بیکھ گیا  
 مصوٰر کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو

عجب انداز سے آغوش میں وہ نازنین آیا  
 ستارہ نیک ہے میرا تو وہ ذرہ جبین آیا  
 تری انگشتی یاد آئی جب نامِ نگین آیا  
 ہزاروں میں درگستان سے آہِ آتشین آیا  
 گیا جب اس مکان سے پھر نہیں اس کا مکین آیا  
 اگر اپنے لبوں تک کوئی نعل آتشین آیا  
 جو کوئی مشترقی بازدارِ عالم میں حسین آیا  
 پسینا پاؤں کا کس روز یاں ترک نہیں آیا  
 سمجھ زبرِ زمین اُس کو جو بالائے زمین آیا  
 نہ شہرِ ہند تک زندہ کوئی آہوے جین آیا  
 نعل سے ہو کے دامن تک جو چاکِ آستین آیا  
 کھلے کی اُن کی قلعی جو کوئی نیچ بین آیا  
 مقامِ گسبے نشین و خالِ عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کہ آتش جو مضطر  
 گیا خرم جب اُس درگاہ میں اندوہ گین آیا

دھم سے جانبِ سستی جو ان تجھسا نہیں آیا  
 کیا شکرانہ آبِ بقا پی کر اُسے ہم نے  
 غنیمت جان اے دلِ نقشِ عشقِ بارِ جانی کو  
 کبھی قسمت کے رکھے سے زیادہ بھ نہیں سکتا  
 اثر اُٹا کیا آخر ہمارے عشقِ کامل نے  
 جگہ بدین نے کی سلوے یا رنگِ طہیت میں  
 بجائے عرش کے اور دماغ اُس شاہِ خوابان کا  
 دکھائے جو ہر اپنے آئینہ نے فکرِ نگین کے

یہ پشتِ اسب تک تیری سواری کو ہوس گیا  
 جو اس طلتِ سحر میں رنگِ آبِ آتشین آیا  
 شرف ہو اُس مکان کا جسمینِ جانِ حسین آیا  
 وہ نادان ہے جسے خوف کرنا کا تہین آیا  
 فرشتہ بھی جو مقضِ روح کو آ یا حسین آیا  
 الہی خیر کجیو گرکِ پوسٹ کے فرس آیا  
 دل اپنا نذر لے کر سب بدون کر سی نقین آیا  
 مقررِ منکر ہوئے باطل گمانوں کو یقین آیا

<p>نیا ز اُس سے کیا پیدا نظر جو نادمن آ یا  زبان پر میرے صد تھے ہوئے مار یا سین آ یا  عنایت جان جو پیش نگاہ دل سین آ یا  خدا کے فضل سے خائن کیا آتش امین آ یا</p>	<p>ہنو گا سن کا جیسا بھی عاشق کوئی دنیا میں  صباحت سے تری شبیہ دی جو شعر میں اُس کو  نہ کھینگی کبھی جسکو پھر آنکھیں دہ تاشا ہے  کیا دجال کو بیوز خاک اقبال ہدیٰ نے</p>
<p>گنہ عشق کب صاف ہوا  در داس میں ہوا کہ صاف ہوا  نخل سُرخ کا غلاف ہوا  در درِ در مان سے المضاف ہوا  سینہ اپنا زمین صاف ہوا  مردم دیدہ خالِ ناف ہوا  قول سے فعل حب خلاف ہوا  سنگ قبر اپنا کوہِ قاف ہوا  فکر کر کر کے مونث گاف ہوا  مذہبون میں جو اختلاف ہوا  وہ زبان ہوں نہ جس سے لاف ہوا</p>	<p>حسن کس روز ہم سے صاف ہوا  لے لیا شکر کر کے ساتی ہے  تیغِ قاتل پر اپنا خون جسم کر  زہرِ پیہن ہو گیا نخبِ ک  خاکساری کی ہو چکی معراج  کسے یار نے دکھائی آنکھ  دعوتِ محبوبِ مکر وہ مرد نہیں  فاتحہ کو جو وہ پری آ یا  اُس کر کے ثبوت میں عاجز  رند مشرب ہوں ٹھکڑا کیا ہوئے  وہ دہن ہوں نہ نکلا حرفِ غور</p>
<p>محرابِ مقبرین کا ہا سے ستون کیا  اب کی بہار میں اسے نذرِ جنون کیا  شبِ شہ میں جس نے ٹھکڑا اُتار امون کیا  مطرب نے مکر دے سر سے مرے ارغنون کیا  کیا کیا نہ چشمِ یار نے مجھ پر فسون کیا  یوسف سے بھی عزیز اُسے چنے فردون کیا</p>	<p>پیری نے قدرِ راست کو اپنے نگوں کیا  جامہ سے جسم کے بھی میں دیوانہ گناہ کیا  دیوانے تیرے یوں تو ہزاروں ہیں پر کیا  بچھوئی کے جو نصیرے حال اُس کو آ گیا  کس کس نگاہِ ناز سے دیکھا مری طرف  گر گِ نعل کو پہلو میں دل کی طرح رکھا</p>



<p>بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا عالم نے سال حال کا اپنے شگون کیا شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا مثل حباب کا سہ مے داؤ گون کیا بیرون لب زبان سے ہوز درون کیا دے کر خدا نے عقل اسے ذنون کیا اکھٹ شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا</p>	<p>آر اس اہل حسن کو جادو سے کم نہیں آئی بہار کپڑے لگا بھاڑ نے جنون فرما د سر کو چوڑ کے نمیشہ سے مر گیا دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر مضمون بند جانے ہم سے کبھی دگے داغ کا جو ہر وہ کو نسا ہے جو انسان میں نہیں کیا کیا نہ داغ ٹھکروے شوق بوسہ نے</p>
--	--

آکھون سے جائے شک ٹپکنے لگا لہو  
آتش جگو کو دل کی مصیبت نے خون کیا

<p>کعبہ مقصود تک ٹھکرو خدا لے جائے گا نانواں ہون باد کا جھو کا اڑ لے جائیگا اشک کا دریا مراد وہ بہا لے جائیگا چھین کر اکدن اسے دزدو خنالے جائیگا دست انخوان سے ٹھٹھا تو بھیڑا لے جائیگا سبزہ بگناہ شوق آشنالے جائے گا اس سراسے ٹھکرو کتبک اس سراسے جائیگا کون غچہ کی کاہ گل کی تبا لے جائے گا عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہا لے جائیگا پار اسے اکدم میں اس کا ناخدا ایجا لے گا تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائے گا</p>	<p>فرط شوق اس بت کے کو چہ میں لگا لیجائے گا کاٹ کر پچھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ روتے روتے جان جادوے گی فراق یارین دل مرا سٹی میں رکھتے ہو تھکے ہاتھ سے مصر تک پہنچے نہ جو کنعان سے وہ یمن نہیں ایک گل اس باغ کا بوئے ذفا رکھتا نہیں وعدہ صادق تو عذر ایل سے ہے دیکھئے باغبان گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہو بند استخوان اجرت میں دینگے ہم فقیر ایشاہ حسن کشتی تن بکریستی میں رہی برسوں تباہ حسن دکھلا دیگا اے بت تجھ میں شان اندکی</p>
--	--

ہوسے لیکادست تیغ قاتل بیباک کے  
آتش مقبول اپنا خون بہا لے جائے گا

<p>لاچکا حسن جہاں سوز حرار اپنا</p>	<p>کچھ برق بجلی کو اشارا اپنا</p>
-------------------------------------	-----------------------------------

<p>تنگ کو ہونہ فراموش اشارا اپنا حق تو یہ ہے نہیں تقدیر سے چارا اپنا گنہ عشق میں ہم ہے یہ کفارا اپنا ہم بھی دو چھوٹے ہوں دل بھی ہو دھارا اپنا خود پسندوں کو مبارک ہو نظارا اپنا کشتی دہل سے نہو دے گا گذارا اپنا ہم زمین پر مہین فلک پر ہر ستارا اپنا غوطے کھلوتا ہے ساحل سے کنار اپنا منہ نہ دکھلائے عین عمر دوبارا اپنا</p>	<p>یاد خاطر ہی جنبش تری مژگان کو منم کسی تو میر سے لہجہ آئے نہ پائے بت شوخ تنگ نذر دلب جزا مژہ خون آلود تجھ ابرو بھی چلے تیج کیساتھ اوقائل آئینہ صاف ہوا دور سکندر آیا راہ لے صورت موسیٰ مہین بحر ہستی نذیر دیوار مہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ بحر ہستی میں یہ طوفان پر علم چھینے سے صبح محشر بھی نہ ہوں خواب لوح سے بیدار</p>
---	--

سالہا سال سے تحصیل سخن ہو آتش

اس قلم زمین پر مدت سے اجارا اپنا

<p>صورت پر بن تنگ مگل جاؤن گلا آج ہاتا تھا تو صند سے تری گل جاؤنگلا نئے چھپا کر مین اندھیرے مین مگل جاؤنگلا نام معشوق نہیں ہوں جو مین مل جاؤنگلا کچھ مین لڑکا تو نہیں ہوں کہ دل جاؤنگلا پاؤن تھک تھک کے ہوں ہر چند کہ شل جاؤنگلا کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہے مل جاؤنگلا تیری حسرت ہی مین اے حسن عمل جاؤنگلا حال دل پر کھٹا انوس مین مل جاؤنگلا موم سے نرم مراد مل ہے پچھل جاؤنگلا گر مہمان مین جو بھی آپ کی مل جاؤنگلا کیا سمجھتا تھا مین دودن مین بل جاؤنگلا</p>	<p>ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سبھل جاؤنگلا وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے چٹل جاؤنگلا شام ہجر ان کسی صورت سے نہیں ہوتی صبح کھینچ کر تیج کمر سے کسے دکھلاتے ہو شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے کوچہ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ ضبط بتابی دل کی نہیں طاقت باقی طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو چار دن زسیت کے گزرنیکے ناسف میں مجھے شغلہ رویوں کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آنکھو چلے گل کھانے کو ہوتے مین عنایت بھکو حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا</p>
---	---

وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو	دیکھ کر رد کون کی صورت کو ہل جاؤنگا
مٹوڑھلے مین مری فکر سے آج امراض مر کے کل گور کے سانچے مین مٹوڑھل جاؤنگا	
<p>سب خورشید رو نوروز کے دن میمان ہوگا          کہیں جھپٹ بھی سکے آتش تن روح سے یارب          دہن مین تیرے وقت ہووگی وقت پسند ہوگا          پیغمبر کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے          حواس حسد دوری مین کسی کے منتشر ہوئے          عذاب گور سے واعظ نہایت ہی ڈراتا ہے          عداوت کی تو کیا حاصل نہ تھا معلوم خوان کو          ہوائے دھر اگر انصاف پر آئے تو سن لینا          نہیں معشوق سا عاشق کا کوئی دوست نیا مین          فضیلت خانہ کعبہ کو ہے سارے مکانوں سے          فروغ غصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اُس نے          قدم بھاری ہمارا ہوگا سمہ باغ عالم مین</p>	<p>خدا کے فضل سے بیچ شرف اپنا مکان ہوگا          کہان تک اس خرابے مین یہ گنجینہ نہان ہوگا          نامل ہوشگافون کو کمر کے درمیان ہوگا          گذارا بام تک کسطرح سے بے زرد بان ہوگا          فراق دوستان سبھے نصیب شمنان ہوگا          ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا          کلک چاہ سے یوسف عزیز کاروان ہوگا          گل و بلبل حسن مین ہون گے باہر باغبان ہوگا          خدا سے کون بندے پر زیادہ مہربان ہوگا          کسی محبوب عالم کا یہ سنگ آستان ہوگا          اُسے رستم کہیں گے ہم جو ایسا سہلوان ہوگا          وہ ٹہنی بھٹ پڑے گی جس پر اپنا آستان ہوگا</p>
نہیں اسرار سے آتش یہ تپا خاک کا خالی یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیان ہوگا	
<p>کر بار سے کھینچ کر مہوئی تلوار جدا          عرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا          مول لے کر ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹیں          نہیں گفتار ہے عالم سے نرالی اُس کی          ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہر وہ گل          حق تعالیٰ نے جو چاہا تو دکھا دے گی صنم</p>	<p>بگینا ہون سے کھڑے ہو دین گنگار جدا          رُوٹھ کر عیسیٰ سے ہوتا ہونین بجار جدا          کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جدا          طرہ رفتار الگ بندشیں دستار جدا          یارب انسان کے گلے سے رہے یہاں جدا          زلف سے بیچ تری ٹیپٹی دستار جدا</p>

چار عنصر کو کرے گی یہ تپ حار جدا  
نہ بند اس کا کرے گا یہ گنہگار جدا  
معنی نوہن ہر اک فقرہ مین دو چار جدا  
لب سے لب کیچو اس بزم مین زہار جدا  
تیرے سایہ سے کھڑی ہو دچی دیوار جدا  
ساری سرکار دن سے ہی عشق کی سرکار جدا  
میرے یوسف سے کھڑے ہو دین خریدار جدا  
کس کے ہر بیچ مین اک دل ہے گرفتار جدا  
بام سے در ہے جدا در سے ہر دیوار جدا

سوزش عشق سے ہو دے گی نفاق انگیزی  
تنگ کرتی ہے قہا تھک نہایت اے گل  
شش جہت مین مین اس سے کتابی کا نظیر  
جال دل کہنے سے گنتی ہے زبان شمع کی طرح  
خانہ بار کا سن رکھ یہ نشان احوال  
پیشگی دل کو جو دے لے وہ اُسے تحصیل  
بے بہا سن کا اس کے نہ بنے گا سودا  
ہو نہ مہر تری زلفون سے نبشتہ سنبھل  
ہی کو نام ہے جو ان خانہ خرابہ کھون کا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش  
فتنہ حشر سے ہر یار کی رفتار جدا

کھینٹے گا تجھے کا نون مین سبزہ اس گلستان کا  
شفق آلودہ رستا ہے لالہ پنہ گریبان کا  
حلاوت کے مردہ کی طح زندہ مسلمان کا  
روا رکھتے مین خون یہ لوگ بے وقوف نہان کا  
ہمارا محضر خون ہر اک پاٹا سکے دامان کا  
نہ وہ ہنسک چوب کا نہ وہ ہم پلہ دھان کا  
دہان بار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا  
تماشہ قتل گہ کا ہر مطالع میرے دیوان کا  
یقین ہر سیر خری تہ کو دیتی ہے ہمان کا  
نباتے محل نام ہر خبر میرے گلستان کا  
ارادہ بندہ رہا ہر مصر سے یوسف کو کھان کا  
اشارہ ابرو سے پیوستہ سے برکتہ مرگان کا

لجھاتا ہے نہایت دلو خط رخسار جانان کا  
روان رکھتا ہر خون آنکھوں سے ہر اک ہر تاباں کا  
سہی جو آتش سن تباں کی گرم جوشی ہے  
حسین کو دیا دل جس نے اپنی جان پر کھیدا  
گریبان گیر قاتل ہوئے ہم فرماے محشر کو  
لب دندان سے تیرے لعل دگوہر کو ہر کیا بہت  
خط شبنگ محبت ہو گیا جو اس کی طلت پر  
کچھ مین سرگزشت دل کے مضرین کا قلعہ مین  
ہمت سے ہوسے لینے سے کیا کم ارتباط اس  
چھری صیاد نے علقوم لبیل پر جو پھیری ہے  
ہدم کو باز گشت روح ہے اکرو زستی سے  
وہ جانے گا جاری حالت دل جس نے دیکھا

<p>ہنہیں کچھ دفتر گل ہی میں بھی سرگزشت اسکی          اٹھادے زکس ٹھکانہ آکھ ادھر اگر دیکھ          کیا ہے خانہ زنجیر میں جو یاد صحر کو          چنہیں میں بسکد دل سودا زدہ کے تیری نفوس میں          عظیم انسان کوئی کوئی بفع القدر رکھتا ہے          ہوا ہے قیری خوش حشی کا شہر اے صنم ہر سو          قلم حسن عالمگیر کی یہ ربیع مسکون ہے</p>	<p>شہادت نامہ بلبل ہے ہر شیا گلستان کا          مرے مرزائش کی آکھ میں سرسہ مغلان کا          ہوا ہے دور میں ہر ایک زن میرزا ان کا          ہر اک موئے رسا پر اے عالم پر گب جان کا          بلند اقبال ہو تو آستانہ تیرے اوان کا          عجب کیا اڈ کے پہونچے منڈنگ سرسہ مغلان کا          کہ وہ ہفت کسور میں پر تاج تیرے فرمان کا</p>
---	--

خط لوز نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے  
 دکھایا خضر نے آتش کو شمیم آب حیوان کا

<p>خدا سر دے تو سودا دے تری نفع پریشان کا          جگر خون پاں کھا کر چکے محل بد نشان کا          دل صد پارہ کو سودا ہر اک نموئے بچان کا          خدا و بخت کے عشق نے آہن جگہ کی ہے          دل اس کا ہر خیال یار اگر تشریف فرما ہو          فیکہ اس کا اسکی ناک میں دنیا ہو میں بخون          خیال تن پرستی چھوڑ نکد حق پرستی کر          سب متاب میں تھکھو مکدہ سوخ سوتا ہے          کمان جاتی ہے یہ ہر جذبہ جگے شوق منزل          خوشحال اس کا امداد جنوں سے جو رہنہ ہے          جال یار نے جو نقش اپنا آئینہ بٹھایا          سطل میں الماس کے بجا راچھے بہتے ہیں          جبین پر اپنے نشان کو جو اس صوبے چھو کا          چہرے رہتے ہیں مشاقون سے اپنے اچھل چلی</p>	<p>جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہوا ایسے سبیلستان کا          لمو مندی جو پھیرا جاتے ہو چہ مرجان کا          مہجبان نفی سکین ہے اس عین شہیدان کا          لگیں دل پر ہے اپنے نقش ہر مسلمان کا          قدم آنکھوں کے ادھر سر کے ادھر ایسے مہمان کا          مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خواہکا          نشان رہتا نہیں ہر نام رہتا ہے انسان کا          ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے ماہ تابان کا          میدی گے میں جب چھپا کیا عمر گر یزان کا          گریبان گیر ہے کوئی نہ دامگیر عریان کا          دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا          فسانہ تیرے غناب لب سیب زخندان کا          کتابی چہرے نے نقشہ دکھایا لوح قرآن کا          ان آنکھوں پر بھی سایہ بڑ گیا برستہ مڑگان کا</p>
---	---

<p>ملاں آیا ادھر اُسکو فنا تھا دم ادھر اپنا          رُخ روشن تر اچو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے          زبان سے اُسکے افسانہ زبان یار کا محنتی          اسی سے عاشق اُس محبوب کی فریاد کرتے ہیں          نشان تیرا اُن آنکھوں کی محبت نے بتایا جو          کونہیں لبریز ہیں نے کر دیے ہیں ایسا رویا ہوں          کچک جانے سے اس کے بندہ جو پہنچاتی ہیں آنکھیں          سنا کرتا ہوں اس کو بھیج کر پاؤں سے سین مجھوں          کتابی چہرہ کے نظارے سے آنکھیں ہنور ہوں          وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پر طالا</p>	<p>بلایے جان تھا ہونا ہے خوش اسلوب انسان کا          سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہربان کا          پیغمبر سا کوئی ہوتا جو واقف رازِ مہیاں کا          شکوہ حسن عالمگیر سے ہے رتبہ سلطان کا          ادھر بھی جاتے ہیں ہم رُخ جد بھیڑتا ہر مڑگان کا          خیال آیا جو جو بے آبی چاہ زخندان کا          یہ دھوکا برق دیتی جو تھارے ردِ خندان کا          مری زنجیر کا نالہ جو افسانہ بیابان کا          دل حباب کو کھینچے شگفتہ تیرے حسان کا          لیا تھا صبح میں نے نام کس کجوشِ نسا کا</p>
--	--

سہارا آئی ہے سائل سا غم نے کا ہو سائی سے  
 چمن سرسبز ہیں آتش کرم ہے ابر باران کا

<p>رخ و زلف پر جان کھو یا کیا          ہمیشہ کچھ وصف دندان یار          کہوں کیا ہوئی عمر کیونکر بسر          رہی سبز بے فکر کشت سخن          برین کو باتوں کی حسرت رہی          مزا غم کے کھانے کا جس کو بڑا</p>	<p>اندھیرے اُجالے میں رو یا کیا          قلم اپنا موتی پرو یا کیا          میں جاٹا کیا بخت سو یا کیا          نہ جوتا کیا میں نہ بو یا کیا          خدا نے بتوں کو نہ گو یا کیا          وہ اشکوں سے ہاتھ اپنے دھو یا کیا</p>
---	--

زخندان سے آتش محبت رہی  
 کونہیں میں مجھے دل ڈبو یا کیا

<p>گوش زد جس کے تھارے شہم کا افسانہ تھا          مشب جو آنکھوں کو خیال کیسے جاننا تھا          خواب میں ٹھک جیال ز کس مستانہ تھا</p>	<p>آہوئے سست مسکلی آنکھوں میں سگ بولتا          چنچہ مڑگان کو حکم دستِ خشک شانه تھا          آکھ کھولی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا</p>
--	---

یہ جو روشن ہو چراغِ حسن بے پروا نہ تھا  
پردہ میں تو کو جو بازار میں افسانہ تھا  
جام خالی میکدے میں سنگ ماتم غامد تھا  
جان یاں جاتی رہی دان ناز مشوقانہ تھا  
عالم ادراج میں میرے ترے یارانہ تھا  
خواب شیریں تلخ کر دیتا یہ وہ ہسانہ تھا  
کو کہن بے مغر تھا بخون جو تھا دیوانہ تھا  
کس قدر دلچسپ حسنِ بار کا افسانہ تھا  
آفتابِ زرہ پر در جلوہ جانا نہ تھا  
بادِ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا  
دانت تھا جو ننھ میں تیرے گوہر کیانہ تھا  
سیکڑوں ہی تودہ خاکستر پروا نہ تھا  
عشقِ مشوقِ مجازی اکبہ طفلانہ تھا  
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا  
جو ہر دن سے خنجرِ قاتل جو ہر خانہ تھا  
محبوبت آنکھیں بھین دل اللہ کا دیوانہ تھا  
بادشاہِ وقت زلفِ نین تمہارے شانہ تھا  
آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بگناہ تھا  
گنج کی دولت سے مالا مال یہ دیوانہ تھا

اے پری پکیر نہ حب تک میں تر دیوانہ تھا  
حسنِ عالمگیر چھپ سکتا چھپاے سے نہیں  
اٹھتے ہی تیرے دگرگون ہو گیا رنگِ نشاط  
واہ رے اندازِ نازِ اندر سے کبر و غرور  
آجکل سے سلسلہِ مہر و محبت کا نہیں  
نہیں اڑ جاتی جو سنتا یا میرِ محال دل  
محبت علمِ عشق کے قابل نہ تھا دونوں ایک  
پروا بے گوش تک سننے کو آ جاتی ہو جان  
حال پر اپنے توجہ کی نظر تھی جن دونوں  
جو ہر جامِ حباب میں حسن کے یہ روشن ہو  
لعل لبِ دونوں تھے اے محبوبِ لعلِ شجرِ غ  
مشنِ نازِ انگلی کرتا تھا جب وہ شمعِ رو  
صحفِ روئے حقیقت کی تلاوت کھلا  
ساقیا نہ صرف تیرے سیکدے کی کیا کرنا  
لبکہ رکھتا تھا ہر اک انہیں سے میری جگہ  
واہ رہی نیرنگ سازیِ طلسمِ زندگی  
سایہِ بالِ ہما سے سرفرازی تھی حصول  
ٹھول کر بھگو کسی شکل میں کرتے یاد ہم  
روشنی دل میں تصور سے تھی حسنِ یار کی

حسنِ دیکھو عاشقِ شہید اے بے اللہ نے  
ان بتوں کو لازم آتشِ سجدہ شکرانہ تھا

صورتِ رحم ہو نامِ آخرِ محو کا  
آتشِ بے سے لگاتا ہے کیا رب آہو کا

عشقِ کئے ہیں اسے بچہ ابرو کا  
نشہ میں کرتا ہے کارِ دلِ وحشی دہ ترک

سبغی عامل کا اشارہ ہے تری ابرو کا  
 ڈھونڈھئے سرمہ اُن آنکھوں کے لئے جادو کا  
 سلسلہ دور پہنچنا ہے ترے گیسو کا  
 خال کا فرنے لہو خشک کیا سہد کا  
 تیلیان آنکھوں کی تپلا ہوئی ہیں جادو کا  
 نام کو دخل نہیں سارے بدن میں مٹو کا  
 ڈر چھاوے گا بھی لکھتا ہے شکار آہو کا  
 دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنارہ جو کا  
 اک لطیف ہے یہ اُس میں کہ ہے دو پہلو کا  
 مل گیا سر کو جو تیکہ ہے کسی زانو کا  
 خار اس خاک نہ دیکھنا تو گل اس بو کا  
 سر و شجرہ ہے مرے گل کے قد و بلو کا  
 توے گل پر جو پڑے سایہ بھاری خو کا  
 ماہ نو دیکھ کے منہ دیکھنے اُس خوش رو کا  
 چاہئے خلوت اسے وقت نہیں قابو کا

دم فدا دیکھنے والوں کے کیا کرتا ہے  
 نگہِ لطف کی حسرت یہ سبھاتی ہے عین  
 کہتے ہیں سنبھل فردوس بھی شاعر اس کو  
 تیغ پر پور کے سودے میں مسلمان ہوئے زرد  
 اُس پر یوں نے کھلایا ہے جو سرمہ اُن میں  
 کیا کہوں اُس بت حبیبی کی صفا کا عالم  
 جان لے گا مرے اُس چشمہ سید کا سودا  
 خطِ پشت لب یار آنکھوں میں بھر جاتا ہے  
 مصرع قد میں ترے یوں تو میں معنی ملند  
 کیا کہوں آگئی ہے نیند کس آسائش سے  
 سیر گلزارِ بہت کی نہ لگا دل بے یار  
 سارے نخلوں سے شرافت میں ہو بلا دستی  
 مادہ ہو بادِ بہاری سے نہ بلبل کا دماغ  
 یہی شوق آنکھوں کو ہے سارے مینے رہتا  
 شمعِ محفل بجو اُس شوخ سے گستاخِ امی شوق

فکر کے زور سے باندھا نہیں جانا آتش

ماٹھ آیا جو معنوں بھی کسی بازو کا

اے جذبِ دل جو کچھ تری ابرو سے ہوا  
 کافر جو پر عشق کے ارشاد سے ہوا  
 قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا  
 بلبل کا سامنا نہیں صیاد سے ہوا  
 مرشد وہی ہے فرقہ آزاد سے ہوا  
 خندان جو ختم تیغ کی بیدا سے ہوا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا  
 مومن سے بہتر اُس کو سمجھتے ہیں اہل دل  
 گل پر شرف تراغ خوش رنگ لگیا  
 دلفون کے دام دیکھ کے گل چھل جائیگا  
 تیرے الف سے قد نے کیا ہے جب فقیر  
 رونا بھلا دیا مجھے ابرو کے عشق میں



<p>کس کس طرح کتنا زکے جب ظہور عشق تیغِ قضا سے جبکہ نہ بچا کہیں حباؤ اے موت روزِ حشر کرے گا نہ پھر نمود فریاد رس جو داد نہ دے اس کی جو فضا سیر اپنے باغ کی بھی نہ کرنے دی کفر نے عیسیٰ نفس سے میرے یہ کیوں پیام بر تیرے ہی گنجِ حسن کے سود میں پھر کو عاشق کو چپکے قتل نہ کیونکر کرے وہ شوخ تا کوئے یار اشک بہا کر نہ لے گئے کیا کیا گناہگارِ محبت کئے ہیں قتل</p>	<p>حسنِ دجال یار کی احباب سے ہوا باہر کھڑا میں قلعةِ فولاد سے ہوا نخلِ حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا حسن نے سنا وہ عشق مری فریاد سے ہوا کارِ بہشت کوئی نہ سزا دے ہوا نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا شوقِ خرابہ کشورِ آباد سے ہوا خونِ بگیاہ کا نہیں حلاوت سے ہوا نیکلی کا اک عمل نہ بد اولاد سے ہوا کس کس کا سرنگون مرے حلاوت سے ہوا</p>
---	---

آتش جو بے ستون کو بنایا تو کیا کیا  
شیرین کے دل میں گھر تو نہ فریاد سے ہوا

<p>لشتہ پر گرم جوشی ہر جانی یار کا نافہمی کی دلیل یہ حکمہ ہے دار کا بلبل کو سازوار ہو موسمِ بہار کا دنگِ طلانی رکھتا ہے اندامِ یار کا ہونچا دیا عدمِ شبِ تارِ فراق نے کرتا ہے مجھے اہلِ قلمِ ایامِ شوخیان خاموشی میں بھی باقی ہے گویائی کا نشان جلوے سے روئے یار کے پلوں میں نشی اند سے دعا ہے یہی عندلیب کی عاشق نگاہِ ناز کے رہتا ہے سامنے لشتہ تنکِ مزاجی محبوب کا ہون میں</p>	<p>مارا ہوا دل اپنا ہے فضلی بخار کا مصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا عہدِ شباب مجھ کو مبارک ہو یار کا سوے کر کو رتبہ ہے سونے کے تار کا دکھلا دیا سودا ہمارے دیار کا پچانتا نہیں مگر آسن سوار کا طوطے کا پر ہے سبز ہمارے مزار کا ماہِ چارہ وہ ہے جہانِ اس دیار کا گلِ حین کے ہاتھ کے لئے کھٹکا ہو خار کا پھرتا نہیں ہے تیرے منہ اس شکار کا نازک ہے سنگِ شیشہ سے میرے مزار کا</p>
---	--

اہل صفا کی قدر نہیں کرتے تیرہ روز چلنا پڑے گا ملک عدم کو پیادہ پا مطلب نہیں ہر عاشق یوسف سے یار کو	روشن ہر حال آئینہ سے زنگ بار کا اس راہ میں نہیں ہے گزرا سوار کا وہ ترک آشنا نہیں زخمی شکار کا
--	---

آتش بہ کس کی چاہ کا دم مارتے ہو تم وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا	
---	--

باغِ طلسم حیرہ رنگین ہے یار کا دماں زین بھجوا ہے جو اُس شہسوار کا سودا ہوا ہے مرغِ جنون کے شکار کا اُس بادشاہِ حسن کے در کا فقیروں پیری میں داغِ عشق نہ کیونکر عزیز ہو وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر آتی ہے جھلک بٹہر حوضِ شان سے یہ صدا نصل بہار آئی کہیں قطع ہو چکے دستِ عالی کی ضرب کا جنبش میں ہوا اثر بعد فنا ہے کوچہ کیسو کی جستجو چلتی رہی پھری تری اے ترکِ صید پر کیونے قربِ آئینہ روئے یار سے پہچے نہ پاؤں معرکہ عشق سے بچے باز آؤں گے نہ مر کے بھی صورتِ عشق سے بھندے میں زلفِ یار کے جسے بھنایا بے یار داغِ موتا ہے لالہ کو دیکھ کر بیکہ شرابِ موسم گل میں ہوا میں سست اُس شمعِ رو کی بعد فنا بھی ہے جستجو	رہتا ہے چار فصل میں موسم بہار کا ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا بھندا بنارہا ہوں گریبان کے تار کا ظلم ہما سودا ہے جس کے دیار کا بے فصل کا شتر ہے یہ گل بے بہار کا آنکھوں کو روگ دیکھے ہوا نظار کا تاریکی کد ہے سودا اس دیار کا داسن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا اُن ابروؤں میں معجزہ ہے ذوقِ نقار کا سودا تو دیکھو مرے سشتِ غبار کا خوارہ چھوٹا ہے خونِ شکار کا ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے ستار کا تلوار کھا کے بوسہ لیا دستِ یار کا آئینہ ہوگا سنگِ ہمارے مزار کا دیتا ہے صدرِ روح کو سبتہ شکار کا آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا حاصل کیا پیادہ نے رتبہ سوار کا ہر ذرہ اک جبرغ ہے اپنے غبار کا
--	--

آتش نہ پوچھ سحر میں اک نونال کے  
سوز دردوں سے حال ہے کمنہ خیار کا

کر نیلے افرا شاعر تباہے یار پر کیا کیا کیا  
اندھیری رات میں ہوتے ہیں صد تے کبک اڑا کر  
گیا ہون بعدیت کے جوین دیوانہ صحرا میں  
سب فروت میں اس کان ملاحت کے تصور نے  
نہ طاؤسون کو یہ طرز روشنی آئی نہ کبکون کو  
سو گھا کر تو نے جو سبب ذوق اچھا کیا اُس کو  
گیا وہ ماہ جو صبح سب وصل اپنے گھر میں سے  
مواجھتے نہ عشق اور جن کس کس کو زمانے میں  
ہون پرستی و بان کیسے کیسے نگ لائے ہین  
صفا آئینہ کی وہ چہرہ محبوب رکھتا ہے  
کسان سے دی کبھی نقیبہ منہ رخ سے گا ہے  
فنا کی جان مصری کے عوض میں زہر کھا کھا کر  
جمن میں جا کے روبا میں جو باروے رنگین میں  
مٹانے یادگاروں کو تری خجہ کے آیا تھا  
چٹانے کوچوں نگ لے کر لے تو نے گھسیٹا ہو  
رنگی دان بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی

پندھین گئے باندھنوں اُس لٹ چلی سار پر کیا کیا  
تھارے چودھون کے چانے رضا پر کیا کیا  
پڑی ہے آبلوں کی آکھ نوک خار پر کیا کیا  
نک چھو کا ہے زخم دیخ بیدار پر کیا کیا  
قدم مارا نہ کس کس نے تری رفتار پر کیا کیا  
مہوار شک اہل صحت کو ترے پیار پر کیا کیا  
اُداسی برسی جو بام و درو دیوار پر کیا کیا  
ستم تو نے کئے ہین کا فرو دنیار پر کیا کیا  
سپا ہے سرمہ تیری زرخس ہیار پر کیا کیا  
بھسلتی ہیں نگاہیں یار کے رضا پر کیا کیا  
کسی ہین بھتیان اُس ابروئے خمار پر کیا کیا  
موسے طوطی تری شیرازی گفتار پر کیا کیا  
گری ہواؤں اشکوں سے مرے گلزار پر کیا کیا  
مرے زخموں نے تھو کا مرہم رنگار پر کیا کیا  
شہادت خواہ بھر کے ہین تری تلوار پر کیا کیا  
جمن میں گل سے گھٹکا ہونین قربار پر کیا کیا

مہوا جو گوش زد افسانہ حسن یار کا آتش  
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

گلون نے کپڑے بھاڑے میں تباہے یار پر کیا کیا  
کیے ہین غلکے سجدے خفاہے بار پر کیا کیا  
لکے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے  
خنا پس پس گئی جو دست دبانے یار پر کیا کیا  
ارہا ہے دل مارا خنی رضاے یار پر کیا کیا  
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خلاء یار پر کیا کیا

<p>ہوئے ہیں آئینے حیران صفائے بار پر کیا کیا  دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا  ہوا ہے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا  سبز ہے گی لٹکی اپنی تھائے یار پر کیا کیا  اڑے مغلس در دولت سرے یار پر کیا کیا  ملین ہن ہن آ نکھیں لپٹ پائے یار پر کیا کیا  گر بیان چاک ہوتے ہیں قبائے یار پر کیا کیا  ہا رہی جان نکلی ہوا دے یار پر کیا کیا  چڑھایے چن مری مند سے جیلے یار پر کیا کیا</p>	<p>خیال آتا ہے اس خوش رو کو جو صورت غالی کا  جوانے خبرے خالق اھنن بان اور مستی نے  کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پیش رہم نے  سمجھا رکھا ہے احوال قیامت ہے آنکھوں کو  رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے محنت کا  کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھا کر  کیا ہے اک جہان دیوانہ اس کی جان نہی نے  قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے  اٹھانے دی نہ آئے اور شب وصل اس پر ہی</p>
--	--

ہنن آئینا میرے بعد شانہ کا خیال ہنس  
پڑ نیلے پیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

<p>گناہ مجھے گا اللہ ہے غفور ہمارا  زبان جو ہو کہین آنکھیں تو ہی نور ہمارا  کہو تو شب ہمیں رہ جائیں گھر ہو دور ہمارا  چل غ خانہ ہے وہ رشک شمع طور ہمارا  ہزار شیشہ دل ہوئے چور ہمارا  نشاط و عیش ہمارا ہے تو سرور ہمارا  گزر ہو جو کبھی جانب قبور ہمارا  سند کس کو کیا واہ رے شعور ہمارا  حنائی ہاتھوں سے غن ہو گا بے تصور ہمارا  بہت ہی مرتبہ اتنا ترے حضور ہمارا  تھارے لطف و کرم سے ہے یہ غرور ہمارا  مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا</p>	<p>معاف ہو دیا جو کچھ کہ ہے قصور ہمارا  ترے جلال کے نظارے ہوئے ہیں یہ روشن  عدم سے شوق تمہارا کشان کشان ہے آیا  اندھیری رات میں نکلے تو نور و زہر شب میں  شراب عشق نہ اک قطرہ بھی ٹپکے بے گی  قرار کرتے ہیں صورت سے ترے دیکھی جو غم میں  مال کار کا دھیان آگیا کمال ہی ٹپکے  سما یا دیدہ مشتاق میں وہ غیرت پوسف  کھلا یہ آپ کی آرائش جلال سے صاحب  گئے جو درون میں اسے رشک آفتاب تو اپنے  تمہارے تکیہ سے یہ عرش پر دماغ ہوا اپنا  ہشت میں بھی نہ بے یار کے لگے گی طبیعت</p>
--	---

<p>یہ حسن و عشق سے رسوائے ہر گروہ ہے تم بہ گناہ اس میں بھڑانہ کچھ مقصور ہمارا</p>	<p>جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھے کمرانی</p>
<p>نشین جو قفسِ ہر آشیانِ ہر مرغِ مضمون کا نہ ایسا طاق کسریٰ تھا نہ قصر ایسا فریون کا رہا جو سرد پر چھاوان ہے تیرے قد و وزن کا جو دھیان آتا ہو خوش ابتالی بختِ بایون کا لبِ معجز بیان سے سنتے ہیں فسانہ انسون کا وہی عشق آج تک ہر جھکوں حسنِ روزافزون کا ہمارا آخر ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا تھارے اور اپنے فرق ہو عجائبِ انسون کا وہ شاعر ہون نہیں جو آشنا بگیا مضمون کا زمانہ آئینہ ہے اپنے احوالِ دیگرگون کا خسپا پید کرے گی رنگ بھجے سودائی کے خون کا ہنگامہ شاعر بھی جو یا تازہ مضمون کا ہلا سے اس میں سودائی ہو کوئی لعلِ شگون کا زمین میں ساتھ قارون کے گرما ہو کنجِ قارون کا صدائے چنگ کی تیرے آوازہ قانون کا نسیمِ صبح سے آگے قدم ہوا سکے گلگون کا قضا و کھلا چکی منہ جھکے میرے تشنہ خون کا سگ لیلیٰ کا خلق ہے استخوان ہو جو کہ عینِ ک وہ مرغِ جوشِ صفا سے رشکِ ہر قلبِ غلامون کا کیا ہے تنگِ محبت نے ہماری عرصہ ہامون کا</p>	<p>مزا صیادِ نوین گے ہمارے شعر و وزن کا رفعِ القدر ہر مصرع ہے اپنی بیتِ موزون کا حمین آئینہ ہے گلِ عکس جو رخسارِ گلگون کا تری دیوار کے سایہ کو سین سر پر سمجھتا ہوں زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھوں کی وہ کرتے ہیں ان سال میں بھی الفت وہی ہو فوجِ انون کی زوالِ حسن میں تو لوٹ لینے دیجئے کیفیت لبِ جان بخش کی جنبش پہ ایسا جو ان آنکھوں سے نگہِ میری نہیں مد نظر پر غیر کے پڑتی قرار اس کو نہیں آتا ہماری ببقاری سے سیہ شونہ سے اپنی ہو کے معذرتِ اس پر برو کی نکاش اے نوگلِ خندان ہو تیری حسرتِ جھکے بنایا صبح سے تاشام ان کو آئینہ رکھ کر محبت ہوئی ہو معشوق کو بھی عشقِ کامل سے نشا و عیش کا سامان ہو چھ بن مرگِ سامان چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آئے نہایتِ دل مرادِ ادا کا قاتل کے جھوکا ہے گھلا دے ڈیان سوزِ فراق یا جب چاہے بنایا ہے زبسِ حکمت سے اپنی دستِ قدرت جنون لے چلِ عدم کو یاں بھی گھبراتا ہو دمِ نیا</p>

مزملتا نہیں نعمت سے انہی نصیبوں کو	نہ دیکھا لالہ داعی کو اکدن نشہ افیون کا
صفا کے واسطے سخن وہ بت داتون میں ملنا ہو خدا حافظ ہے آتش آبروئے درمکنوں کا	
ترسی زلفون نے بل کھایا تو ہوتا مُخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا چلے گا کبک کیا رفتار تیری نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم بجالاتے اُسے آنکھوں سے ایسوت ترسی صورت سے سہنا تھا نہ لازم اکڑنا بھول جاتے سر و شمشاد کہے جاتے وہ سُنتے یا نہ سُنتے صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو	ذرا سنبھل کو لہرایا تو ہوتا گل لالہ کو شرمایا تو ہوتا یہ انداز قدم پایا تو ہوتا قیامت قدر لایا تو ہوتا کبھی کچھ ہم سے فرمایا تو ہوتا گلون نے مُنھ کو بنوایا تو ہوتا یہ قد بوتا سا رکھلایا تو ہوتا زبان تک حال دل آیا تو ہوتا نہ گڑھا تا تو پتہ پایا تو ہوتا
سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا	
سامنا تھبے جو اے نادک فلن ہو جائیگا مام تیرا حس کو درد اے گلبدن ہو جائیگا موم گل من بدن کو کپڑے بچائے کھائیں گے تیرے آنے کی حس من ہوگی ہر گل کو خوشی حسن کا عالم دکھا دے گی مجھے سیر جہن عشق شیرین من عبرت دونوں کو جو ایسے ہیں خلعت شاہی نہیں اے بواہوں تشریف عشق بعد مردن بھی رہے گا خوق عریانی مجھے کھنار اکدن مری تمثال ہو کے بار سے	جو کڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا غنیہ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائے گا دھیان لینے کے قابل ہیر ہن ہو جائیگا سُرخ تر لالہ سے رنگ یا سمن ہو جائیگا چشم زگس گوش گل غنیہ دہن ہو جائیگا کو کہن خسرو نہ خسرو کو کہن ہو جائے گا جسے ہینا اس کو یہ جامہ کفن ہو جائیگا روح کو جسم مثالی پیر ہن ہو جائیگا آئینہ جوش صفا سے وہ بن ہو جائیگا

بھاڑ کر یونہی محبوبوں کو دنگا ہر برس  
چشم کے چشموں میں اٹکا اتفاق چنانہیں  
موت کے آنے کی ہوگی اس قدر شادی مجھے  
روئے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی ٹھال  
سکے داغ و فدا کو دن مرے کام آئیں گے  
مدعی کیا تشنہ دیدار ہو دین گے ترے  
چار دن جو گرم بازار شباب اور نونال  
شاعروں کے کہنے پر اترانہ اے گدیوے یار  
خط کے آنے کی خبر تھی روئے رنگین پر کسے  
دختر رز ہوگی حلقے میں ہمارے بے نقاب  
دم فنا اپنا کرے گا کو کہن سر چھوڑ کر  
ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے حال یار کو  
وجد ہو گا ہر شجر کو دیکھ کر اسکی ہمار  
دم میں دم حبیب جو جھپٹنے کا نہیں میں ہمار  
تفضل بے منتاح کا عالم کرے گی خاموشی  
منزل مقصود دکھائی تو فنیق ازل

پیر بن درویش کا دل نہ کہن ہو جائے گا  
اشک کے قطروں سے دریا بہن ہو جائیگا  
بھٹ کے اتر گیا شگنہ سپہیں ہو جائیگا  
سامنا مصاب کا اے برہمن ہو جائے گا  
عشق کے بازار میں ان کا چلن ہو جائے گا  
آب زہرہ دیکھ کر چاہہ ذوق ہو جائیگا  
کوڑیوں کے مول یہ سب ذوق ہو جائیگا  
عین سارا نہ تو مشک خشن ہو جائیگا  
کیا سمجھتا تھا میں خارستان میں ہو جائیگا  
خلوتی کو اشتیاق اکہن ہو جائیگا  
غزہ شیریں فریب پیر زن ہو جائیگا  
روح سے بہتر لطافت میں بدن ہو جائیگا  
لالہ غربت مرا داغ وطن ہو جائے گا  
میرے اُص کے اتفاق روح تن ہو جائیگا  
مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا  
دوست دشمن ہوں گے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار دہان ہو گا آتش وصل کی شب آئینی  
خانہ شادی مرا بیت اکہن ہو جائے گا

نہیں ہے غرہ سوال عشرہ ہے محرم کا  
خدا نے کر دیا حاکم مجھے اکمیر اعظم کا  
ہمارے دیکھ کا حلقہ جو ہے حلقہ ہے خاتم کا  
مسیحا سا ہے شاید پاکہر امانی مریم کا  
کھلونا جو ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

ہلال عید ہے بے یار جانی فعل ماتم کا  
نہ رکھی دولت دنیا کی خواہش خاکساری نے  
بصورت یار کے دندان کا ہیرے کا گیند ہے  
جینے جس کی عفت کو صل یار سے پوچھو  
شگستون پر شکستیں چوٹ پر کھائی جو چوٹ

نصو سے اسے ایوانِ دل میں لگاؤں گا  
 خباہت ہو چکا تیار اسے سرورِ روانِ دنیا  
 ہوائے فضل گلِ ٹھہر کار ہی ہو آتشِ گلِ کو  
 خوشی قتل کرتی ہو صنمِ بلند گویا ہو  
 ہوا ہون ہو سے لاغر میں پڑے ہیں گھوٹیلے  
 چرانے سے ہونگی دیو کے زیرِ نگینِ کشتِ ر  
 حنین میں جان نکلتا ہون جو بے اس جو حبت  
 عتابِ بار سے رنگِ رخِ مرتجح ہوتا ہے  
 بلائے جان ہوا تیرا گناہ اسے مایہِ شادی  
 وہ بت بھی راہِ مولادے اگر بوسے تو بہتری  
 تری ابرو کا دل اسے ترک کشتہ ہونے پر طالع  
 فقری نے دیا ہے رتبہِ علی بادشاہی سے  
 بھرا آیا زخمِ دل مجھ چومنے سے یار جانی کے  
 نگاہِ زہر آلودہ سے اٹھایا اشارہ ہے  
 ترے در کی فقری کو شرف ہے بادشاہی پر  
 کفِ افسوس مل ل کر گریبان چاک کرنا ہون  
 لہو یانی کیا ہے شوق نے اس کعبہ کو کے

صفا سے پکیر یاد آئینہ سے قد آدم کا  
 شگوفہ بھولنا باقی رہا ہے نخلِ ماتم کا  
 حنین میں کر رہا کارِ روغنِ آبِ شبنم کا  
 لبِ جانِ بخش پر ہوتا ہے شکِ عسلی ہیدم کا  
 پریشان کر رہا ہے حالِ سودا زلفِ پر خم کا  
 نکلتے ہو تو انگشتِ سلیمان میں غافلہ کا  
 حرارہ آتشِ گل لاتی ہے نارِ جنس کا  
 بچاہِ خشکین کرتی ہے زہرہ آبِ رستم کا  
 بنایا کامشون نے ہجر کی تپکا مجھے غم کا  
 سخاوت سے زمانے میں ذکرِ خیرِ حالتِ م کا  
 خوشا حال اس کا جو رنگ ہوا اس نغمہِ خوش کا  
 دو عالم میں مردل ہے جہان میں جامِ تھا جم کا  
 نہ تھا معلوم شد لبِ اثر رکھتا ہے سرم کا  
 کہاں تریاق سے نصیفہ ہو سکتا ہے اس سم کا  
 گواہ اس قول کا جو حالِ ابراہیمِ اوسم کا  
 خیال آتا ہے اسے رشکِ پری جب پری محرم کا  
 ہمارے دیدہ تربہ ہے عالم چاہِ زمزم کا

نصرت

زبانِ پاک اگر پیدا کرے انسان کو آتش  
 ہر اک نامِ اسی میں اثر ہے اہمِ عظم کا

درد مندوں نے ترے سخنہ دوا کا دیکھا  
 رنگِ بزمِ گلستان کی ہوا کا دیکھا  
 لوحِ سمین پہ اگر کامِ طلا کا دیکھا  
 تنے اندازِ نہیں اپنی ادا کا دیکھا

مرگئے پر نہ اثرِ حُبِ شفا کا دیکھا  
 تیرے پھرتے ہی اسی سہمی حنین بھجائی  
 گوئے سخن کی ترے یاد آئی سنہری نشان  
 سامنے آئینہ رکھتے تو غش آج بامنا



دست دپا یار کے چومون گا یہ تحفہ دیکر  
ناز معشوق سے غمزہ میں زیادہ کھلی  
جامہ زیبی ترے اندام کے اندر ہوئی ختم  
تیری درگاہ کا اللہ زے جلال سے شہ حسن  
پھانسی دینے میں اجا کے نہ کوتاہی کی  
اے شہ حسن کبھی دھوپ میں نکلا ہے جو تو  
پھر گنیمت آنکھیں ہماری طرف کو چہ یار  
ہر تار سے لڑائی لکھ ہر اک گل کو گھٹا  
ذرہ کی طرح سے ہم نے بھی لڑائیں گئیں  
جو ہر لوح کیے نشہ نے نے روشن  
سیرت خانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے  
سر و شمشادو صنوبر کو نہیں کچھ نسبت  
البتہ کرتا ہوں اللہ سے وصل بت کی  
روئے گل دیدہ بلبل سے گرا اور محبوب  
چھلکے یا قوتی لب کو ترے بچو دم ہوئے ہم

نوحہ ہون جو کہیں پڑخنا کا دیکھا  
آئی جب راستہ برسوں ہی قضا کا دیکھا  
تھکوا پہنا کے جو اندازِ قرب کا دیکھا  
عرش پر ہم نے دماغ اُس کے گد کا دیکھا  
حوصلہ ہم نے تری زلف رسا کا دیکھا  
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہوا کا دیکھا  
جانبِ کعبہ جو رخِ قبلہ نما کا دیکھا  
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا  
رخِ حب اپنی طرف اُس نہر تھا کا دیکھا  
ٹوٹے غنچے غلام اُن کی حیا کا دیکھا  
کارخانہ ہی نہ تھا شانِ خدا کا دیکھا  
قربِ بلا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا  
ہاتھ اٹھائے جو محل میں آنے کا دیکھا  
زنگِ مندی سے جو تیرے کعبہ پا کا دیکھا  
نشہ معجون میں بے ہوش رہا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا آتش

گرم جس نے نہ ہو بازِ فنا کا دیکھا

سو دے میں ترے دھیان میں سود و زیاں کا  
دل سے یہ دم فکر ہے قول اپنی زبان کا  
معدون سے تو سود انگیا حسنِ بیان کا  
عقدہ گھلے اس گل کے جو غنچہ سے وہاں کا  
شک ہے کمر یار کے اوپر زنگِ جان کا  
سجھ تینے شرب وصل میں لُس واسطے دھاکا

مطلق جو بس و پیش ہو ارزاں و گران کا  
بے خون جگر گھائے نہیں لطفِ بیان کا  
دانوں سے مگر کا ثنا باقی ہے زبان کا  
موسمِ سہتا ہوں تصور اپنے گمان کا  
کیسی رگِ گلِ رشہ بار یک کمان کا  
بیجا نہ کرو نازیہ غمزہ ہے کمان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوے رسا کو  
 لہرا کے نہ اُچھے مژدہ یار سے گیسو  
 اک ترک کے ابرو کے اشار کیا ہوں بندہ  
 فرقت میں تری صبر میں ہونے کا مجھے  
 قدس و ہن رضا ہے ہن گل آنکھیں ہن رخس  
 نفیض جو کرتے ہن مرے حالت دل کی  
 سودا زدوں کی طرح کیا کرتے ہن باتیں  
 پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے تجھے  
 اک آبلہ کپ کپ کے خوشی ہی ہوئی ہے  
 زمینہ سخن گویوں میں ہر خواجگی ہم کو  
 غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل وہ کمر ہے  
 پیری میں بھی دل سے نہ مٹے دلغ محبت  
 رخ پھر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے  
 کھودی گئی کوچہ میں ترے قبر ستاری  
 طوفان نہ کراے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ بولا  
 بے مثل ہی بیکتا ہے جو تصویر ہے اس کی  
 دنیا کے خرابے میں نہ گھر جس نے بنایا  
 لطف دو جہاں حسن سے ہی یار میں میرے  
 جان بربہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر  
 بنیا و فسادوں کی ہے آغاز سے اس کے

اُترا ہوا چلہ کمون ابرو کی کمان کا  
 سوزن ہنیں دے سکتی ہے دبیر کا ٹانگا  
 درکار مرے گوش میں ہے حلقہ کمان کا  
 بچھ اٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا  
 رفتار میں عالم ہے تری بارغ روان کا  
 درپردہ تہہ پوچھتے ہن تیرے مکان کا  
 بے فصد گذار اسنیں اب اپنی زبان کا  
 مشاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا  
 کیا شعر کمون قافیہ ہے تنگ زبان کا  
 ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا  
 اندیشہ باطل ہر ترے وہم و گمان کا  
 گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنی مکان کا  
 کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ وہان کا  
 دروازہ کھلا اپنے لئے بارغ حستان کا  
 بھاری ہو تم پر قدم پر اس آب روان کا  
 کھینچا ہوا کس کا یہ مرقع ہے جہان کا  
 جنت میں نہ نکلے گا جواب اس کے مکان کا  
 چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا  
 آخرین وق اول میں مرض پر خفقان کا  
 انجام قیامت ہے جہان گذران کا

پیری میں جوانی کے کمان چھپے آتش

اب اپنی غزل خوانی پر غل برغل خزان کا

مدح حیدر سے کمیت خامہ و لزل ہو گیا

سر سے حاضر نقبت میں بے تامل ہو گیا

<p>کل ترے آگے چراغِ لالہ دگل ہو گیا مجلسِ حبیبِ برہم ہو چکی قل ہو گیا ابتدائے عشق میں جن سے تحمل ہو گیا رزقِ اپنا مہوہ باغ تو کل ہو گیا حسن کی دولت سے وہ بت مرجل ہو گیا گاہ پروانہ بنا میں گاہ لبس ہو گیا نیچہ مرگان اُسے شاہین کا چکل ہو گیا طرہ شمشاد باغ حسن سنبل ہو گیا عشق بازوں سے سواری کا تحس ہو گیا مؤمنین کا مصحفِ رو سے ترے قل ہو گیا ٹھیک لبیل کے بدن پر جامہ گل ہو گیا جامہ سے باہر جو شوق بے تامل ہو گیا لالہ بیدار چھلے کا ترے گل ہو گیا رفتہ رفتہ مغز سر سودائے لاکل ہو گیا تہ ہوا سطح زمین کا آسمان بل ہو گیا</p>	<p>زلفِ بچان سے پریشان حال سنبل ہو گیا جام بھرتے بھرتے خالی شیشہ مل ہو گیا انتہائے شوق ہو اب صبر کی طاقت کہاں لے لیا جس نو نہال حسن نے بوسہ دیا کون ہے جو اس کی جانب کو کھنچا جاتا ہیں نورِ سنج و رنگ گل دیکھا جو معے یار میں مربعِ دل مارا پڑا چشمِ سیاہ یار سے تو نے رکھوائی جو کا کل اے بت بالا بلند جب وہ شاہ حسن نکلا گردِ پیش لے سکے ہو کافروں کو زلف کے زنا سے بھانسنی ملی تیرے آنے کی خوشی نے کر دیا یہ نگِ سرخ بے تکلف بند کھوون کا قبائے یار کے لسبکہ انگشتِ حنائی میں رہا تھا مدتوں بڑھتے بڑھتے تاکم ہو چکے وہ موئے مشک جوشِ پیر آج ہجر یار میں دریائے شک</p>
---	--

خطِ بکھنے پر صفا چاہے جو یارِ محسوس کہاں

صاف ہونے میں ہمارے اب تامل ہو گیا

<p>زندگی سے تنگ ہیں ہم بھی ضعیف بالِ نقصا میری قبضِ روح کو آئی ہے لا حاصلِ قضا جو تک ہوتی ہے غافلِ صبح اے غافلِ قضا جانِ حاضر ہے جو مجھے ہوتی سائلِ قضا اگر چکی تیرے شہدِ دن میں عینِ داخلِ قضا عالمِ ارواح کی دکھلائے گی محفلِ قضا</p>	<p>لہجہ سے تیرے ہی کھی ہو چکا و فانی قضا زندگی میں کر دیا ہے ٹھکڑا مردہ عشق نے خوابِ غفلت میں نہ کھو نہ کامِ بیرونی انگن دل نہ دون کا پیشتر سے چکا ہوں یار کو بیگینہ جلا سے پھر دانی گردن پر چھری بزمِ دنیا سے اٹھاتی ہے تو غم اس کا سنیں</p>
---	---

<p>پہلے معنوں سے کرے گی لیلی محل قضا دق کرے گی خون تھکوا کر بنے گی سل قضا سہل کر دے گا خدا ہر چند ہو مشکل قضا مین تو غافل ہوں مگر مجھے نہیں غافل قضا دور ہو ہر چند مجھے سیکڑا دن منزل قضا مثل پروانہ کھیتا ہوں سر نخل قضا کھیلتی جو شمع سان سر پر ترے ایدل قضا</p>	<p>عشق کا صدرہ نہیں اٹھ سکے کا معشوق سے عاشق حسن زبان سنتی ہے بھون سے مجھے نزع کی ایذا سے ہو جاو گی اکدم میں بجا مین اُسے بھولا ہوا ہوں دھجے بھولی نہیں پاس اپنے وعدے کے اوپر کھیتا ہوں آ حسن سے اک شمع رو محبو کے دل کو عشق آج کل ہونا ہے سوز عشق سے جل جلے خاک</p>
--	--

مہر فیض روح آتش جو نیکر آئے گی  
عشق بازی میں اگر کبھی نہیں کامل قضا

<p>اندھیر گیسوے سبہ بار نے کیا مڑگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا غمرہ نیا یہ ترک ستکار نے کیا جو ہر سے کام بار کی تلوار نے کیا کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا رخسہ یہ قصر بار کی دیوار نے کیا مشاق روشنی کا شب تار نے کیا میٹھا نہ منہ کو تیرے نمک خواہ نے کیا پانی مرے ہو کو اسرار نے کیا اکسیر مجھ کو میرے خیر دہار نے کیا محبوب سر کو نری رفتار نے کیا دیوار ہم کو بار کی دیوار نے کیا کافر تجھے ترے بت سپرد لے کیا پائے نگاہ سے بھی خلش خار نے کیا</p>	<p>طرہ اُسے جو حسن دل آزار نے کیا گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا مازاد اکو ترک مرے بار نے کیا افشان سے کشتہ ابرو رخسار نے کیا قامت تری دلیل قیامت کی ہو گئی میری نگاہ کے رشک سے روزن کو جامی سودائے زلف میں مجھے آبا خیال رخ حسرت ہی بوسہ لب شیرین کی رہ گئی فرصت ملی نہ گریہ سے اک لمحہ عشق میں سیلاب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج قد میں تو کر چکا تھا وہ حق برابری حیرت سے پاگل ہوے روزن کو بھیک پتھر کے آگے سجدہ کیا تو نے برہمن کاوش مزہ نے کی رخ دلبر کی دید میں</p>
--	---

<p>عاشق کی طرح مین جو لگا کر نے بندگی          اعجاز کا عجب لب جان بخش سے مین          طرہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ مین          آنکھوں کو بند کر کے تصور مین باغ کے          نالان ہو مین اُس رنج رنگین کو دیکھ کر          ہکا کے مجھے بات جو اُس دلربا نے کی          اٹھا اُدھر نقاب تو پر وے پڑے ادھر          لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دور          ناصاف آنکھیں ہو تو بدتر ہے سنگ سے          حلقہ کی ناف بار کے تعریف کیا کروں</p>	<p>آزاد داغ دے کے خریدار نے کیا          پیغمبر اُس کو مصحف رخسار نے کیا          کس کس لب پیٹ سے تری دستار نے کیا          گلشنِ نفس کو مرغ گرفتار نے کیا          بلبل مجھے نظارہ گلزار نے کیا          کس حسن سے ادا اُسے تکرار نے کیا          آنکھوں کو بند جلوہ دیدار نے کیا          پرہیز بھی ددا ہے جو بیمار نے کیا          روشن یہ حال ہم کو حلاکار نے کیا          گول ایسا دائرہ نہیں پرکار نے کیا</p>
---	---

دیوانِ حسنِ بار کی آتشِ جو سیر کی  
 دیوانہ بیتِ ابر و خمدار نے کیا

<p>سہار سی رنج دیتی ہے قیدِ فرنگ کا          سودا سی ہے جو تیرے خطِ سبزنگ کا          اندرے دماغِ بتِ شوخ و شنگ کا          دریا سے حسنِ چہرہ ہے اُس شوخ و شنگ کا          کلمہ پڑھین کے دونوں مرے خانہ جنگ کا          همان بہارِ باغ ہے دو چار روز کی          غیرت کا کوئے عشق و جنون میں گزرنین          صوفی مین دورِ جام ہے جو شہار ہے          اے بتِ خدا کے واسطے دل کو نہخت کر          سجون آب و گل ہی سے رہتے مین سست ہم          سستا ہوں تختہ بھولا ہونگس کا بلغمین</p>	<p>دیوانی نشانہ نبائی ہے سنگ کا          رستا ہے اُس کو آٹھ پہر نشہ نگ کا          نازک مزاجِ شیشہ سے تپلا ہونگ کا          مرگاہنِ مہین جو آرہ ہے پشتِ سنگ کا          زاع کمان ہو اس مین کہ طوطہ تفنگ کا          حید ہے دور دور شرابِ فرنگ کا          ہوتا ہے تنگ حوصلہ یاں عار و تنگ کا          خرفے مین اور داغ بے لالہ رنگ کا          اس کو مین ضرور مین فرسنگ کا          کس کو دماغ ہے نے یا قوت رنگ کا          آنکھیں بڑا بیٹے جوارادہ ہو جنگ کا</p>
--	---

قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا  
 پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا  
 ایک رنگ آشنائیں ہوتا دورنگ کا  
 رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا  
 طاؤس آسمان چشکار اس تنگ کا  
 موئے مزہ مین توڑ ہے تیر خدنگ کا  
 آئینہ ہو حلب کا دیا ہو فرنگ کا  
 آہو کو ہے ارادہ شکار پلنگ کا  
 تربت سے میری پٹرا کے گاپنگ کا  
 مالہ سردو کا ہے آئینہ شور رنگ کا  
 مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا  
 دھبہ لگانہ آئینہ رخ کو رنگ کا  
 گھلٹنا نہیں سبب کچھ اجل کے درنگ کا

فرخ چمن کے نالون سے ہے یہ صد بلند  
 رتبہ ہے نسبت تخت سلیمان کا اوپر کی  
 وحدت پسند ہے تو زمانے سے کر گریز  
 تیار رہتی ہیں صفِ مرگان کی پلٹنیں  
 پھر دن سے کم نہیں شرر آہ آئینیں  
 دور کمان ہے ابرو خمدار یار مین  
 رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لئے  
 وہ حتم گھات مین دل پر دلغ کے نہیں  
 بعد فنا بھی رنگِ طبیعت بجائے گا  
 یوسف کے جن کے ہیں وہ چکاروان ہنسٹ  
 ساقی نہ قطع سلسلہ دورِ حجام ہو  
 جو مصلحتی دوا برو خمدار یار تھے  
 میری طرح ہوئی ہو نہ بجا حشیم یار

اس گنبدِ سہر کو من کیا کردن کا یار  
 آتشِ ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

کم ہے جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا  
 کیا حسن اتفاق یہ تدبیر سے ہوا  
 سودا گیل کے خانہ زنجیر سے ہوا  
 کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا  
 شیر دن کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا  
 یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا  
 دوزخ مین گھر ہشت کی تعمیر سے ہوا  
 خورشید سر و قرص تباشیر سے ہوا

س کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا  
 قابو مین بار عشق کی تابشیر سے ہوا  
 دل تنگ جھٹکے زلف گرہ گیر سے ہوا  
 بے یار غم غمی کی تحریر سے ہوا  
 مردان عشق زلف کے پھیرے مین پس  
 دکھائی شان طالع بیدار حسن نے  
 شداد کو خدا سے نہ کرنی مٹی ہمہری  
 اگر مٹی جو کی مقابلہ مین رو سے یار نے

<p>دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا اکیر کا جو کام تھا اکیر سے ہوا استادہ جو کہ فاصلہ تیر سے ہوا حب سامنا موافقی تصویر سے ہوا دیوانہ آفتاب کی شجر سے ہوا طفلی من محبو نشہ سے شبر سے ہوا بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا رتبہ شہید کا نری شہر سے ہوا کھار تنگ حلقہ زنجیر سے ہوا ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا انبوہ داندہ زنجیر سے ہوا وہ ظلم جو فلک کے بنو پیر سے ہوا کار سبب داندہ زنجیر سے ہوا انسان عفو عشق کی نقص پیر سے ہوا</p>	<p>بھرنے لگے جو منہ سے اُس رام جان کے چول دنیا سے بے نیاز قیامت لے کر دیا مارا نگاہ ناز سے اُس ترک نے اُسے آئینہ خیال کو منظور تو رہا ۶ وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے تختانہ حدود میں مست قدیم ہون بھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل مارا بڑھین جنبش ابد سے بے گناہ یا دآنی زلف یار جو سنبل کو دیکھ کر بھڑکا کیا مرغ عالم کے حسن پر آغاز خط کا زلف سلسل سبب ہوئی اُس فوجان کا ناز بہ کتنا ہے کیجئے زند ان میں اُس پری کا جو آبا کھی خیال حسن آٹے آ گیا مرے غمنا کیم نے</p>
--	---

اے پیر عقل بھرنین آتش ترا مرید  
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

<p>سرسنوریدہ کو پا سے غرا ان پر بھی دیکھا ترا دیدار آنکھوں کو جو تھا مد نظر دیکھا نے گل رنگ سے سو سو طرح پیانہ بھر دیکھا وہ نان بے نمک پایا بہ شیر بے شکر دیکھا بیاض گردن محبوب میں نور سحر دیکھا اُسی کو بنے چاہا جو حسین بیداگر دیکھا بے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا</p>	<p>بیابان کو بھی بھیجا جنون میں سیر کر دیکھا تجھے موجود پایا بار تحلو جلوہ گرد دیکھا تری ستانہ آنکھوں کی نگروش کا اثر دیکھا تمہارے روبرو چپکا رُج شمشیر نہ دیکھا سود گیسوے مشکین میں ظلت شام کی پائی محبت میں مزا ملتا ہے ابد میں اٹھانے سے مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا میں</p>
---	--

دل سوزان کی حالت سینہ سوز نہیں یاد آئی  
خیر ارجحیت آئے بھی بازار عالم میں  
نیا غم نہ کیا میا د نے اپنے ہیرون سے  
ملاوت سے نہیں اکثرتہ موجودات کا خالی  
موتے ہیں کیا سمجھ کر پڑن فانوس باہر  
بھری نیت نہ ہرگز لاکھ کھا یا ٹھکڑے صرفہ  
خدا کی شان اسے بت جلوہ گر چرخ تیرے  
جگر خون ہو گیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے  
خبر اکدن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے ہیرون کا  
یہ مستغرق مقصود میں ہوئیں اس طاق بڑکی  
تو تپے دیکھ کر محکوم کہا نہیں کر یہ اس سے  
فراق یارین جب عشق نے محکوم ٹولا ہے

کسی مجرمین نے عود کو جلتے اگر دیکھا  
وہی سودا گیا بننے کہ حس میں در بدر دیکھا  
گیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال پر دیکھا  
اگر ہیز قند کو باز سے ہوئے ہر شیکو دیکھا  
اگر ستموں نے پردا نوں کو بھی بے بال پر دیکھا  
فراق یار سا کوئی نہیں جوع البقرہ دیکھا  
تجلی طور پر دیکھی جو ٹھکڑو بام پر دیکھا  
خوشی میں بھی غلاموں کے نالے کا اثر دیکھا  
وہ شاہ حسن نے بادشاہ بے خبر دیکھا  
بھیرن اپنی نگاہیں حطرت کعبہ اُدھر دیکھا  
خدا کے دھرم کو رنج و الم میں بیشتر دیکھا  
جو دل فولاد کا پایا تو تھپسہ کا جگر دیکھا

بدخشان دین چھانا لگاٹے غوطہ دریا میں

نہ لب ساحل ہشت نہ دندان سا گھر دیکھا

کھینچے چورنگ عاشق کو نگاہ ناز کا  
صوفیوں کو وجد میں لاتا ہے نعمت ساز کا  
یہ اشارہ ہے ان کی نگاہ ناز کا  
گفتگو بڑھ جائے گی تقریر عسی نے جو کی  
پڑائے سوراخ دل میں گفتگو سے یار سے  
دندہ ان آنکھوں کے کشتے کو نہ دہ لے سکے  
مصح قالب سے جد کر تا ہوا قالب روح سے  
سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتش سودا سے یار  
بہر بابائی عاشق ہوتی ہے شوق خسار

دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا  
شبہ ہو جاتا ہر پردے سے تری آواز کا  
دیکھ تو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا  
وہ لہجہ انکس محب دم بھرتے ہیں اعجاز کا  
بے کنایہ کے نہیں اک قول اس طناز کا  
اس منون پر زور حلیکتا نہیں اعجاز کا  
ایک دنیا سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا  
دیکھنے والا تری چشم منون پر داز کا  
سور ہے غلخال پائے یار کی آواز کا



<p>مثل نے محتاج ہے اپنا دین و مساد کا یہ نہیں کھلتا کہ دل گشتہ ہے کس انداز کا کام مُنہ چڑھنا ہے اس تلوار کے جانباز کا منکشف ہونا نہیں بہتر ہے مخفی راز کا نبد ہو جاتا ہے پیش یار دم غماز کا روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرداز کا فکر رنگین کام اس پر کرتی ہے پرداز کا</p>	<p>منہ سے بیدل کے اشارے کھلتا کچھ نہیں حیرت آنکھوں کو ہے نظارہ میں اس محبوب کے یہ اشارہ کر رہی ہے ابر و خمدار یار اسے زبان کیجیو نہ شرح حالت دلی خیال غیبت عاشق کے سننے کا دماغ شکونین کاٹ کر پرمٹھن صیاد بے پروا نہ ہو کھینچ دیتا ہے شبیہ شعر کا خاک خیال</p>
--	--

نبد شل الفاظ جڑ سے سے نگوں کے کم نہیں  
شاغری بھی کام ہے آتشِ مرصع ساز کا

<p>جھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا دلِ غریب مرا مفلسوں کا مال ہوا وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا وہ آفتاب نہیں ہے جسے زوال ہوا مجھے ملال ہوا تو مجھے ملال ہوا خیال یار مرا شعور کا خیال ہوا گلاں سے بھی ہو رنگِ عبیر لال ہوا عروجِ نجھکو ہوا جب کہ پامال ہوا بنایا سرور چراغان جسے نہال ہوا ہمارے وجد کے عالم میں ہو چال ہوا غمِ فراق کے دانتوں میں مینِ خلل ہوا پڑا جو عکس مرا آئینہ میں بال ہوا نکاح ناز سے دشتِ زدہ غزال ہوا خیال خام کیا طالبِ محال ہوا</p>	<p>بلائے جان مجھے ہر ایک خوش حال ہوا گرد ہوا تو اُسے چھوٹنا محال ہوا کمی نہیں تری درگاہ میں کسی شے کی دکھا کے چہرہ روشن وہ کہتے ہیں ہر شام دکھانہ دل کو صنم اتحاد رکھتا ہوں سجھایا آنکھوں نے وہ رخ تلاشِ مضمونین ترے شہید کے حبیبِ کفن میں ای قاتل لبندِ خاک نشینی نے قدر کی سیسری غضب میں یار کے شانِ کرم نظر آئی یقین ہو دیکھتے صوفی تو دم نکل جاتا وہ ناتوان تھا ارادہ کیا جو کھانے کا کیا ہے زار یہ تیری کمر کے سودے نے دکھائی تھی نہ بھینچیں چشمِ سرگمین انہی دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی</p>
---	--

بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا  
کھلونا آنکھوں میں اپنی ہر اک غزال ہوا  
ہزار جان سے دل بندہ جمال ہوا  
پھر اس کا ہر دم ہنیں عمر بھر جمال ہوا  
عرق عرق ہوئے ہم جس کو نفع مال ہوا  
گمان و دم کو کیا کیا نہ اختال ہوا  
ہزار ستار کہ مھکونہ کچھ کمال ہوا  
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا  
فراق تلخ تو شیریں تھے جصال ہوا

رہا سبار و خزان میں یہ حال سو دے کا  
جنوں میں عالم طفلی کی بادشاہت کی  
سنا جمیل بھی تیرا جو نام اے محبوب  
لکھا ہے عاشقوں میں اپنے تو نے حکما نام  
گھنہ کسی نے کیا تھر تھرا یا دل اپنا  
ترے وہاں و کمر کا جو ذکر آیا یا ر  
کمال کو نسا سو دہ جسے زوال نہیں  
تھاری ابد و کج کا تھا دوج کا دھوکا  
دیا جو بیچ ترے عشق نے تو دہمتی

وہی ہے لوحِ شکستِ طلسمِ جسمِ آتش  
جب اعتدالِ عناصر میں اختلال ہوا

غیرت نے قدم پھر نہ بیا بان سے نکالا  
سُرمہ کو ان آنکھوں نے صفا ہاں سے نکالا  
یہ رنگ نیا بیخبرہ مرجان سے نکالا  
گو یا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا  
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا  
کھنچوا کے مجھے گنجِ شہیدان سے نکالا  
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا  
طغی کو کسی نے ہنیں فرمان سے نکالا  
صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا  
ظلمت نے مجھے حشرِ مہ حیوان سے نکالا  
وحشت نے مجھے ملکِ سلیمان سے نکالا  
الغت کا مزا گھر و مسلمان سے نکالا

وحشت نے جہنمِ گلستان سے نکالا  
ہاتھوں نے جو مندی کو گلستان سے نکالا  
کالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مندی  
سو رنج کیا خار کھٹ پا سے جو باہر  
باتیں سنیں اللہ کی مشتاق تھے جس کے  
جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ  
گردن مری اے دستِ جنوں تو نے بھکائی  
کیونکہ وہ شہِ حسن کرے چینِ جہین دُور  
وحشت نے کیا خانہ زنجیر سے باہر  
مستی کا نہیں رنگ لبِ یار کے اوپر  
دیوانہ ہوا دیکھ کے پر یون کی ادائیں  
اے حسن محلِ دونوں کو سمجھا جو ترانہ

ہر چیز کہ کاوش رہی مضمون میں اُس کے لکھا یا ہے زلفوں کو اُنھوں نے بھی تری طرح	پانی نہ ترے چاہ زخدان سے نکالا یہ یوں نے بھی ہے سلسلہ انسان سے نکالا
--	---

نالان رہے ہم کو چہ محبوب میں افسوس بلبل نے بخار اپنا گلستان سے نکالا	
---	--

وصل کی شب نگہزدون فرغ دیگر ہو گیا عسی مریم وہ محل روح پرور ہو گیا ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا اُس شبہ خوابان کو جب کھاحر ضیہ شوق کا تختہ زرد عشق دل کھیا جو حسن یار سے منتخب تو نے کیا لے کر قلم کو ہاتھ میں روح کو تفریح ان دانتوں کے دلچسپ سے ہوئی کو چہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم جنش ان مرگان نے کی ٹھہر جی جلی عشق کا قصہ کہیں گے ہم حضور شاہ حسن کو بچو بھرتا ہون میں خانہ خرابوں کی طرح رتبہ سنبھل کو ہم ہو چا خس و خاشاک کا صورت قاتل کے دلچسپ سے ہوئی ایسی خوشی قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر پھوٹ کر مرج سے اپنے پریشان حال روح بوجھ ہے حال کا قاتل سے اٹھنے کا نہیں محل و گوہر اس لب و دندان سے کھوئے گئے فکر نگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے گوش عارف میں یہ گورتان سے آتی ہر صدا	شام سے یار اور میں جامے سے باہر ہو گیا روے زیبا حسن یوسف سے پیمبر ہو گیا دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا اُس قدر لوٹا ہا اُس پر کبوتر ہو گیا اڑ گئے ایسے مرے چھلکے کہ شہر ہو گیا صاد تیرا شعر کے جہر کا زیور ہو گیا آب گوہر سے ہراول کا صنوبر ہو گیا بوئے سنبھل سے دماغ جان معطر ہو گیا مرغ سبھل کی طرح آخر تپ کر ہو گیا وقت شب دوبار اگر اپنا مقرر ہو گیا جسے سودیکارے سر میں مرے گھر ہو گیا پیش زلف یا مٹی مشک و عنبر ہو گیا اپنی آنکھوں میں ہلال عید خنجر ہو گیا نقش جان بازی کا اپنی اُس کے دلیر ہو گیا بھول کر گھر کو تباہی میں کبوتر ہو گیا طول شرح شوق سے مکتوب دفتر ہو گیا پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہو گیا برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا آسمان ہے وہ زمین کے جو برابر ہو گیا
---	--

<p>تیری گردن میں صراحی وار گوہر ہو گیا          تیغ ہے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا          گرد لشکر میں جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا          استخوان جو تھا مرے ہلو میں خنجر ہو گیا          نام گلبن سننے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا          آئینہ شمال سے تیرے سکندر ہو گیا          حام چشم یار مہوشی کا ساغر ہو گیا</p>	<p>اُمّیچے سے دیکھا سا کرتے تھے صحبت کا اثر          قتل عاشق کا اشاہہ تو مے ابرو سے کرو          کشور دل کو کیا غارت خط شہر نگ نے          تیرے ہلو سے جدا ہوئے ہی ادا آدم جا          عجبہ بلبل نے پڑھا تیرے بہار حسن کا          شوق خود بینی ہوا تجھ کو جو اسے سلطان حسن          سامنا جو پڑ گیا مہوش اُن گئے بخود ہوا</p>
--	---

ایک الف سے قد کے سودین بڑا آتش فیر  
 چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

<p>بادہ گل رنگ سے سمجھا اگر دل خون ہوا          سروے سر سبز انپا مصرعہ موزون ہوا          سانپ نے کاٹا تو مٹھکے نشہ انیون ہوا          زائل اعجاز جنون سے عقل کا انون ہوا          کاسہ سر پر دہ پوشی کے لئے واژون ہوا          بیچہ کر دیا گھڑی بھر میں جہان جچون ہوا          بار کا شا کر تو میں حباب کا ممنون ہوا          شہر میں آئے تو داغ لالہ بامون ہوا          گل ترے آگے چراغ عقل افلاطون ہوا          سرو ناموزون ہوا قد یار کا موزون ہوا          عشق کے نیرنگ سے حال انپا گوناگون ہوا          بگینہ جب تیغ سے تیری ہمارا خون ہوا          سامنے دزد حنا کا جب کوئی صنون ہوا          رنگ رو میرا مرے محبوب کا گلگون ہوا</p>	<p>شادمانی میں نے کی غم حسن قدر افزون          گل سے رنگین تر ہمارے شعر کا صنون ہوا          کا کل مشکین کے سودیسے ہوا میں سر جیب          موسم گل کی ہوا نے دور کی قید لباس          مغز کے بدلے بھرا سودا جو عشق یار کا          بھرتے بھرتے جستجوے گوہر مہمودین          حکم سے اُس کے کیا جو قتل بھکے گناہ          خون کیا غربت میں دل نیا وطن کی بامین          اے جنون عشق کا لے کا اثر رکھتا ہو تو          تول دیکھا ہے میزان خروین یار ہا          گاہ گریان گاہ خندان گاہ نالان کہ خوش          آرد منہ شہادت مر گئے حسرت سے یار          فکر رنگین نے اُسے بازہا عس کی طرح          یار جب آیا وہ ترک اُڑنے لگا بے اختیار</p>
---	---

دخاں حبت تھائے کو چہ کاموں ہوا نازل لیلیٰ جب کیا تھے تو میں مجنون ہوا	نگلی گور اسکی راحت کے لئے آغوش حور دیدہ فرہاد سے شیریں ادا دیکھا کیسا
غائب آنکھوں سے خیال یار اور آتش نہ ہو جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا	
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام انوس کا دل نہیں بگھنا کسی صورت ترے مانوس کا سر میں سوداے چلے ہیں یار کے پلوں کا توڑنا اچھا نہیں ہے شیشہ ناموس کا رض دکھا دیتا ہے اگر کرم طاووس کا کرنے بگھنا ہر دل اپنا ذکر یا قدوس کا اپنی آنکھوں پر قدم پڑتا ہے اُس طاووس کا دینی ہے دھوکا تباہے گل ترسی طہوس کا منزل دل پر ہے عالم گنبد فافوس کا دم خموشی سے ہماری نبد ہے جاسوس کا پر ہے اے شمع رو پر وہ ترافافوس کا عید ہے حسن روز چھپکا ہوا محبوس کا دیکھ کر سب تھکنا لاکرتے ہیں ناتوس کا سینہ کو بی میں جا رہے غلط ہے کوس کا چاہتا ہے دل شرف حاصل کرے پابوس کا صوبت اسی جو سخی کی دل مگر محبوس کا	دوست تھا لازم ہے ماتم کلو بچہ مایوس کا خار آنکھوں میں ہیں گل باغ جہانکے بچہ شیر مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ سے سر بازار پیکر ہو نہ رسوا اے صنم موسم گل کی ہوا پلو اتنے بے ہمتی ہے دست پاکدامانی کا تیری جب گذرتا ہے خیال عالم سستی میں چلتا ہے جو تیری چال یار سرو پر ہوتا ہے آنکھوں کو قہ بالا کا شک روشنی شمع رکھتا ہے خیال رو سے یار کچھ نہیں سننا خبر جا کر کہے کیا یار سے چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی حسن میں تیرے خدا کی شان چلے ناؤں اکب شاہ حسن کی فردت میں دل بتیا ہے لصوص ہستی میں آنکھیں اُس محبوب کا نقش قدم بوسہ جب مانگوں تو بندھ کو پھر لیتے ہیں بیت
موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف شراب پر ہے کھلتا ہے آتش زہا پابوس کا	
خاک میں میں مل گیا جو سر کسی کا خم ہوا	آگیا مجھ کو پسینا جب کوئی ملزم ہوا

یا در فضل گل میں آنکھوں کا عجب عالم ہوا  
 مرے بھی دیکھے سے تیرے یا زندہ ہو گئے  
 نغمہ بیل کی خاطر کان تو رکھتا ہے گل  
 نزع کی حالت پر سن رکھتے وصیت مہربان  
 اس پر رونے کے منہ ڈاکے زلف آزاد ہر  
 جب نظر آیا کوئی رخسار آئینہ سے صاف  
 کر دیا صاف آئینہ سے مصقلی نے عشق کے  
 بوئے گل سے بد دماغ اسنا زمین کو جب سنا  
 چشم وحدت میں سے سیر عالم کثر ہے جو کی  
 کالے کے کانٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار  
 ہاتھ میں رکھنے سے تیرے قدر انشتر تھلی  
 دوسرا سمبھانہ پایا جب کوئی عجز دوست  
 ایک بوسہ مانگے پروے کے داکھوں کا بیان  
 چپ رہا عقدہ کھلا جس کو دہان یار کا  
 مر گیا سودائے گیسوے مسلسل میں جو میں  
 جلوہ یوسف دکھایا حسن روئے یار نے  
 پھر گئے آنکھوں میں شائق گذشتہ نشہ میں  
 نذر مردانہ اکھاڑا ہوا اکھاڑا عشق کا  
 عاشقوں سے حبک کے کب بتا ہوا ہوا بلند  
 صبح عیاشی عجیب بے قصیدہ کو گیسو کے یار

اشک جو مرزاگان سے ٹپکا قطرہ شبنم ہوا  
 جان میں جان آگئی دم میں جاوے دم ہوا  
 گوش صوفی سے سنا تو وجد کا عالم ہوا  
 روح ہوگی شاد اگر تھکونہ اپنا غم ہوا  
 سلسلہ سودا زودن کا درہم و برہم ہوا  
 دم بخود میں رہ گیا سکتے کا سا عالم ہوا  
 دل مر آسن جال بار کا محرم ہوا  
 اس قدر چھپنے کے تھنوں میں ہارے دم ہوا  
 ذرہ بھی اپنی نظر میں نیر اعظم ہوا  
 سو گھٹنا اس گیسوے مشکین کا ٹھکوسم ہوا  
 نام اقدس سے یگین تاج ہر خاستم ہوا  
 زخم پر اپنے نمک کا نور کا مرہم ہوا  
 غل میں قارون سخاوت میں وہ بت عالم ہوا  
 ہو گیا وہ گنگ جو اس راز کا محرم ہوا  
 خانہ زنجیر میں چالیں دن ماتم ہوا  
 وہ لب جان بخش نور دیدہ مریم ہوا  
 دور جامے میں اکثر ذکر خیر جسم ہوا  
 چار دن سختی لڑا جو اس میں وہ دم ہوا  
 قریبوں سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا  
 اگر دن اہل ندامت کی طرح سے غم ہوا

شعر یگین میرے بلبل نے جو اس طرح

حیرہ گل پر لہینا قطرہ شبنم ہوا

کام برو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا

قبضہ ہر اس پر بخارے حسن سے طوئیکام

سہر کو سودا ہے تری زلف ہلا انگیز کا  
 ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آسنہر کا  
 عشق ہے روز ازل سے حسنِ ثور انگیز کا  
 دل میں شیریں کے ہوا ہے وہ جو گھر پرہیز کا  
 دل کو لہراتا ہے جو بن سبزہ نوشہر کا  
 رنگ گلگون کر دیا اس ماہ کے شہدیز کا  
 کام کرتی ہے شراب تند تیغ تینہر کا  
 یا دبیری دل سے رکھتی ہے خلش ہمہر کا  
 نشہ رستا ہے مہن اک ساغر لبسیر کا  
 توڑیے دکھلا کے آکھ انہر غضب جنگیز کا  
 درد سر ہو گا نہ مجھ بجا رہے پرہیز کا  
 ہاتھ سے قاصد کی آنا اسکی دستاویز کا  
 کشتہ ہے جو تیرے بالائے قیامت خیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نہ کس غوریز کا  
 جب لب شیریں سے گالی دی ہو کھو یا نہ  
 تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی  
 بے ستون چھپے بنا کھو داس کو پہلے کو کہن  
 چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے  
 عاشقوں کے خون میں منلا کے تیغ مار نے  
 نشہ میں دکھلا کے آنکھیں قتل کرنا ہو وہ ترک  
 عہد اتنی آنکھیں نہیں اکدم کھجے اس شہسوار  
 حب سے دکھلایا ہے آنکھوں نے ترا حسنِ ثنا  
 کم نہیں عباسیوں سے معندہ پر داغیر  
 نہرانی حال پر میرے نغمہ میں طبیب  
 خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار  
 صورت اسرافیل کا ٹھکانا اسے انسانہ ہے

من کنایہ کی کسی سے گفتگو کرتا نہیں،  
 ناگوار آتش جو سننا حرف طعن آسنہر کا

ذکر کرتا ہے ہرک مرغ خوش الحان تیرا  
 حق نویہ کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا  
 طرہ سنبل سے ہو گیسوے پریشان تیرا  
 ہاتھ ہندی سے ہوا نیچہ مرحبان تیرا  
 دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمان تیرا  
 سر و آزاد بھی ہے بندہ احسان تیرا  
 آب شیریں کے عوض چاہہ زخدان تیرا  
 بنین حکمت کہ وہ جو کچھ کہ ہے فرمان تیرا

باغ عالم میں نہیں کون ثنا خوان تیرا  
 کوئی تجھ سنا نہیں لاثانی کہ تو اور محبوب  
 گل کو خوش رنگی میں نسبت رخ روں سچ نہیں  
 جلوہ حسن نے دریا کی دکھائیں لہریں  
 تو اور محبوب سے ادنی ہو کہ اعلیٰ اس میں  
 لالہ ہی اک بنین اکو یار غلام داعی  
 جان شیریں سے بھرے دل کو تنہا ہو یہی  
 بات بے مصالحت وقت نہیں تو نے کی

کون عالم میں ہو اسیا جو نہیں سربسود باغ عالم میں ترسوم سے ہو اپنی ہستی خوش بیان لائے ہیں ایمان کلام اقدس جسم خلکی سے ہو دشوار رسائی تجھ تک بانٹے چاہی جیسے دولت دو جہان کی اودوست عشق نے آنکھوں کو دیدار دکھایا نیت اہل توکل ہو کرم نے جبر دی چھوڑنا عاشق شیدائین بے قتل کیے	کسکی گردن کو چھکا تا نہیں احسان تیرا چلتے ہیں سوکھ کے ہم سید زرخزان تیرا کلمہ پڑھتے ہیں وہ سنتے ہیں جو قرآن تیرا گرداؤ کر نہیں چھو سکتی ہر دامن تیرا چاہتا تیرے سوا کچھ نہیں خواہاں تیرا پرہیز پوشی سے ہوا حسن نہ پیمان تیرا سیرت سے دو عالم کی ہر مہمان تیرا تخ عریان کی طرح حسن ہر عریان تیرا
---	--

کس پر ہی رشک کا دیوانہ ہو تو اسے لہشت  
چاک رہتا ہے مرے یار گر بیان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آکر رہ گیا باغ میں مین بلبلوں کو جو اڑا کر رہ گیا ہو چکی تھی میرے نابوں سے قیامت آگیا کاروان یار دن کا ہونچا منزل مقصود پڑ چکے تھے دست گستاخ اس کمر کے دیان سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اُن کی کمر کی تھی موسم گل کی ہوا شتر طلب جب کسی لیلیٰ ٹھائل کا اُٹسا کا نون سے ذکر ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو بھر باغین شہر خوبان میں رہا کرتا ہوں میں خانہ بدوش چپ نہ رہتا تھا دلاکردمان یار میں ٹھوکر دن سے راہ کی از سبک حالت غیر کی سانسا شوق شہادت نے کیا چھوڑا جو تیرا	کھینچون تک آستینوں کو بٹھا کر رہ گیا خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہ گیا خواب سے سرفتنہ محبت بٹھا کر رہ گیا میں بچنے کی طرح سے خاک اڑا کر رہ گیا شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہ گیا صورت تجالہ دل ہونٹوں پر آ کر رہ گیا خون جنتا تھا بدن میں جوش کھا کر رہ گیا بید مجنون کی طرح میں پھر پھر کر رہ گیا پانی پانی ہو گیا آنسو سہا کر رہ گیا سب مہوئی حب کو بچہ میں بستر گدا کر رہ گیا دول اٹھنا تھا جگہ محبت کی پا کر رہ گیا پاؤں اپنا یار کے کوچے میں جا کر رہ گیا جب کھینچی شمشیر میں گردن چھکا کر رہ گیا
--	--



تو نے منہ پھیرا سوال بوسہ پر مجھے جو بار	بوٹھ کیا کیا اپنے دانتوں سے چبا کر رہ گیا
سمسمان اٹھار کا یار نہ شش کو ہوا	سرگردشت اپنی زبان تک اپنی لاکر گیا
سرب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین کی مکالے تھے دو چاند اُس نے مقابل عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل مشاہد جالِ پری کی تھیں آنکھیں حنوری نگاہوں کو دیدار سے تھی کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا حقیقت دکھاتا تھا عشقِ محبازی	نعل میں صنم تھا خدا مہربان تھا سحر تک سہ و شتر کی قُزبان تھا زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا وہ شب صبحِ حبت کا جس پر گمان تھا فرحناک تھی روحِ دل شادمان تھا مکان وصال اک طلسمی مکان تھا اُٹھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا کمر کی طرح سے جو غائب دہان تھا نہان جس کو سمجھے ہوئے تھے عیان تھا
بیانِ خواب کی طرح جو کر رہا ہے	یہ نقشہ ہے جب کا کہ آتشِ جہان تھا
دلِ شبِ وقت میں ہوا سبکہ خواہان چاہیچ خال پری بہر سپند چشمِ غول سوم گل کی ہوا کرتی جو تکلیفِ جنون کیا بیان درِ دل پیشِ اطبا سمجھے جب کہا مر جاوے گا اپنے گلے کو کاٹ کر حسرتِ تازہ تنائے جل نے تھک دی اس قدر گردون مری تیر گریاں تیر رنگ دانتِ لبتے بہن ہوئے بہن ہوئے سرِ سجدہ سفید شام ہوئے ہی شبِ وقت میں آنکھ لے اگر	اشتباہِ یاس سے افزودنِ ہرمان مرگ کا یہ چراغِ گور ہے مجھے سیا بان مرگ کا دیتی ہے پیغامِ تنگی گریبان مرگ کا کچھ کسی سے ہونہیں سکتا ہر زمان مرگ کا منش کے فرمایا نہین نختار انسان مرگ کا جب کہین دکھیا دیتا میں نے سامان مرگ کا بھیر کھنڈن ہاتھ اگر آجائے دامن مرگ کا آؤ نہشتی ہے سمجھ کر کھجک شایان مرگ کا صبحِ محشر تک رہے گا کچھ پر احسان مرگ کا

<p>کیوں نہ اے آتش جو انون کی طرح باندھوں کر پیر یوں دیش جڑے کر نامیدان مرگ کا</p>	<p>روے مزہ ان آنکھوں نے دل کو دکھایا تشیہ دی جو چہرہ قاتل کی خال سے کا فر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے دل دے کے ہوئے لب لعلین کیا خرید بھڑا حضور یار نہ ماہ چسارہ قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم آل کیا بنا یا یار نے روئے صبح پر ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا سوداے زلف یار کی سر میں جگہ ہوئی بے داغ ہونے نے رخ پر نور یار کے احسان مانو حسن خدا داد کا بتو خط سے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ پوچھا ہے عارفوں سے جو ہے مکان یار مغرور ہو نہ حسن جوانی پر آدمی خلخال پائے یار سے جو یہ صدا بلند اندھے شوق دل کو زخماں یار کا</p>
<p>آتش خرام یار بھی ہے دولت کشمیر اکسیر تھا وہ خاک میں خس کو ملا دیا</p>	<p>کام اول میں قدم کعبہ کے اندر ہوتا از جو ہوتا تو حسینوں ہی کا نہ پور ہوتا دل عالم میں بہنیں تیری طرح گھر ہوتا</p>
<p>شوق اگر کو چہ محبوب کا رہے ہوتا گوش خوابان میں لٹکتا جو میں گویا ہوتا حق ہوائے جان کہ تجھسا نہیں دلبر ہوتا</p>	

کہ ثواب اس کا ہے سوچ کے برابر ہوتا  
بیٹ میں مارنے سونے کا جو خنجر ہوتا  
تاج ہڈ کے سزاوار کبوتر ہوتا  
شامل عطر ہے فی الواقعہ غنبر ہوتا  
کاٹنا سر کو اگر مالِ نافر ہوتا  
آئینہ تھا جو مروت کا بھی جو ہر ہوتا  
خالی اک لٹھ ہوا سے جو ترسہ ہوتا  
بیشتر لبتہ ہے آلودہ شکر ہوتا  
نکمت کل کی طرح جانے سے باہر ہوتا  
آئینہ تھکوک دکھاتا جو سکندر ہوتا  
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا  
چیرتا پہلو سے خالی کو جو خنجر ہوتا  
دوست اند کا کیسا ہی پیسہ ہوتا  
دونوں آنکھوں سے تری ست و ساعہ ہوتا  
حتمہ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا  
لالہ تھا دارغ محبت جو میسر ہوتا

نہیں معلوم اٹھیں دلجوئی سنیں جو کرتے  
اس قدر اہل جہان کو ہے محبت دے  
اُس پر ہی تک جو خطا شوق مرا لے جاتا  
خال کی بو بھی ہے اُس رخ کے پسینے کا  
نودتا پاؤں کو جو سخت کی خواہش کرتے  
قابل دید ہے ہر چند صفا سے دھڑکتے  
بھرستی من نظر آتے نہ مانند حباب  
میٹھی باتوں کا عجب کیا ہر دین سے اُن  
میرے زندان میں کرم بادبازی کرتی  
مام بھر بھر کے نئے ناب سے تیا جیشد  
گر دیکھتا بھی آغوش میں لیتا گا ہے  
تیری فرقت میں شبِ ترک یہ تنگ یا تھا  
عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر  
ساغر نے کا طلبگار بہنیں اسی سانی  
باغ بے بار جو جاتا تو پے غارت دل  
باغ عالم کے ماننے کا سہی حاصل ہو

سوزِ عشق میں یہ دل ہی جو قائم عشق  
پانی ہو ہو کے ہبا کرتا جو پھیر ہوتا

روایتِ تازی

روبرے یار ہے اک قرصِ کافور آفتاب  
دیدہ خفاش کو کرنی ہے بے نور آفتاب  
ای صنم جب پوجتے ہیں گبر مغرور آفتاب

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب  
یار کو دیکھے تو اندھا ہو قریب رو سیام  
منہ نہ دیکھا ہو ترا اس شکستِ حلقہ بون

<p>سبز کرد تیار کیو نکرتاک انگور آفتاب آسمان نیلگون چھتا ہے زنبور آفتاب چشم حرامین پری بن جائے یا تو آفتاب نابہ کم سن پر پیش روئے پر نور آفتاب پردہ شیب سے نہ نکلے نابہ مقدور آفتاب</p>	<p>ہر طینت میں تباہ مہر طاعت کی نین نیش سے لگتے ہیں سحر بار میں تار شاعر داغ سیلو ہے جو سیلو میں وہ مہ پیکر نہ ہو حسن غارنگر سے نسبت کون دیتا ہے اسے بلم پردہ مہروش آتا ہے صبح عید ہے</p>
---	---

<p>سرمہ بندون کے لئے ہے غیب بھی آتش مہر آسمان کا داغ پیشانی ہے مشہور آفتاب</p>
--

<p>تیری قسمت میں نہیں اویدہ بیدار خواب کوچ کر جاتا ہے پیش از مردن بجار خواب آنکھوں میں ہے پر نظر آتا نہیں زہنار خواب اڑ گیا پانی ہی بوئے انتظار یار خواب جلتے ہی آیا میان دامن کس خواب کچھ تاحند ز پر سایہ دیوار خواب صبح تک ٹکھلاتی ہے یہ چشم بیدار خواب میری آنکھوں سے بہت کھٹا ہے ٹنگار خواب گور میں آنے نہ نیگا وعدہ دیدار خواب کس کو دکھلاتا ہے ایسا طالع بیدار خواب</p>	<p>بھین سکتا ہے کوئی جائے خیال بیدار خواب حالت بد میں نہیں کوئی کسی کا آشنا پر توہ ہے یہ مگر حسن لطیف یار بیکار دیکھ خانہ خراب اب روتے روتے چوت جا دامن دایہ اسے شاید کہ سمجھا کو کہن سایہ طوبی میں لے چل بھگو اے خواب جل خٹکان بھگو نظر آتے ہیں مولیٰ سے بڑے عبد مردن بھی نہون گے بند روزن کی طرح زیست میں راحت کو کیا رو میں بیدار بھی وقت سب ہو بادہ ہونما مکان یار ہو</p>
---	---

<p>نہیں آتی ہے مرے جائے ہی آتش یار کو ہو گیا ہے جان کو میری عزیز آزار خواب</p>
--

<p>کیا دیجئے گا عاشق دگر کا جواب آئینہ لے کے صفت اسکندری کو دیکھ مژگان یار تیر ہیں ابد کمان ہے خط دیکھ کیو اب کی زبانی یہ نامہ بڑ</p>	<p>خاموشی کے سوا نہیں تقصیر کا جواب تصویر ہے کھنچی ہوئی تصویر کا جواب لے اس کمان کا شیل اس تر کا جواب کھری کا جواب نہ تقصیر کا جواب</p>
---	---

میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب میں نے دیا ہے نالہ و نجس کا جواب شمشیر کھینچتا ہوں میں شمشیر کا جواب تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب	اللہ جانتا ہے اسے خوب کیا کہوں زندہان میں شب کو ڈر کے جوئے کیا بولوں کھٹکتا ہوں بیت ابرو محبوب کی جو شرح گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ سنج
--	--

آتش کمان تک اپنے نوشتہ کو روؤں میں  
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

شرح سے متن کا کھلا مطلب کافر و زندہ پارا مطلب گوشہ میں چھپ کے ہو گیا مطلب گوش سے ہو نہ آشنا مطلب صو جھتا ہے نیا نیا مطلب میرے قاتل کو مر جا مطلب کیا ہے اے بندہ خدا مطلب ہم نے جب کھول کر کھا مطلب ہے زبان سے تری عا مطلب کبھی اُلجھا کبھی رُکا مطلب کس کو ہے درد بے دوا مطلب مگر منظور ہے دغا مطلب خطا پیشانی کا پڑھا مطلب	خط سے اُس رخ کا حل ہو مطلب تو وہ مرج ہے جس سے رکھتے ہیں منزل گور میں وصال ہوا اتجا ہے سی زبان سے مجھے بیت ابرو کی کیا کردن موعین دین زخم کشکان سے ہے برہن سے نہ پوچھا اک بت نے سند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا اے شہ حسن ہم فقیر و ن کو دین و زلف کا میں مانل تھا حسن سے عشق کون کرتا ہے فتنہ برداز چشم کو اُس کی جو کہ سنا کر ہوا مقتدر یہ
---	--

شاعر حال گو تھا میں آتش  
میرے ہر شعر میں بندھا مطلب

مقرض ہو جیسے تو قابل ایراد ہیں سب خانہ بربادی احباب کی بنیاد ہیں سب	زعم میں اپنے یہ نا فہم جو استاد ہیں سب صورت سیلی پہ خوش و ستم یکا دین سب
--	---

کونئی شاگرد کسی کا نہیں استاد ہن سب  
مستحقان کرم موردِ بیداد ہن سب  
بچ و داندہ ملاں اپنے یہ ہمزا دہن سب  
بھر گرفتار نہیں ہر کوئی آزاد ہن سب  
نظریٰ فرد نہیں اس ہن کوئی صا دہن سب  
واسطے تیرے گنگاروں کے جلا دہن سب  
خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہن سب  
نہ لیں حاوہ محبوب کی آباد ہن سب  
ان حسدوں میں غرض جو ہر فواد ہن سب  
خوگر آہ و فغان نالہ و فریاد ہن سب  
قد کشی کرنے کو استاد ہن سب  
نامرادان میں سے ہر ایک ہر ناشاد ہن سب  
انشوہ کی ہے صدا سائل ادا دہن سب  
دام میں اپنے اسیر آپ یہ صبا دہن سب  
تو جو شیریں ہو عاشق ترے فراد ہن سب  
خواب لکھے ہیں جو یوسف نے مرے یاد ہن سب  
راکھان محنتیں ہیں گوشتیں برباد ہن سب  
غیرت جو دہن سب رشک پر یزاد ہن سب  
فتنہ پردادیاں اس چشم کی اجا دہن سب

اکتب عشق میں جو ہن وہ فلاطون حکمت  
آج کل چاہئے دایوں سے خفا پر وہ شوخ  
روز اول سے ہن سایہ کی طرح سے ہمراہ  
قطع ہو جائے اگر سلسلہ ہر دونا  
دو فتر عشق بھی کیا دفت خوش طالع ہے  
عشوہ و غمرہ و بد مذہب و ناداندا  
آفت جان نہیں ہو کونسا اُن شرکان کا  
شوق ہے دل میں تو آنکھوں میں تصویر اس کا  
صاف آئینہ سے ہن تیغ سے خونریز نگ  
کونسا دل جو نہیں جبین غم عشق احسن  
کیا تماشا جو وہ سرور و ان آنکھ  
جگو و دیدہ و دل کا میں کہوں کہا چوں  
عاشق خستہ ترے ہجر سے تنگ آئے ہن  
آئینہ لے کے حسدوں نے نہ یقین بھین  
تو جو لیلے ہے تو مجنون میں ترے دیوانے  
صوتیں کشتوں کی اپنے نہیں عہدِ قاتل  
اس حجاج کو نہیں قدر و فاداری کی  
دل نہ کیونکہ ہو حسدیانِ حبان برائے  
قامت یار جو بانی قیامت آتش

## روایف بائے فارسی

بھین جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ  
اپنے دہن کو صاف کریں نیٹھک سے آپ

بہتر دکھائی دین کمین تنش دتر سے آپ  
موتے ہن گوش زد لب شیریں سے حرف تلخ

کانون کو بند کرتے ہیں میری خبر سے آپ  
واقف نہیں ہیں آہ و فغان کے اثر سے آپ  
دیکھیں گے راہِ شام کی صاحبِ سیر سے آپ  
جب جو رہو گئے ہیں قضا و قدر سے آپ  
کچھ ناز کی مین کم نہیں اپنی کمر سے آپ  
زلفوں میں شانہ کرتے ہیں کس درویشِ آپ  
آگاہ ہیں غلام کے عیب و خیر سے آپ  
کس دن شکار کھیلنے نکلنے کے گھر سے آپ  
آئے ہیں کس طرف سے گئے ہیں کس گھر سے آپ  
ہے خیر اسی میں باز ہیں اب بھی سیر سے آپ  
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہم کو نہ زور سے آپ  
کھرکے ہیں اپنے سر کو مرے سنگ سے آپ  
کرتے درخت خشک ہرے چشم سے آپ

دربانِ غریب خاک کرے عرضِ بارِ باب  
نریا و عاشقوں کی گوارا نہ کیجئے  
آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا  
خط نے غورِ حسن کو کھو یا ہے مہربان  
اُس نازِ مین کو دیکھ کے کہتے ہیں غیبِ بان  
آئینہ دیکھنے کا کمان ہے تھکین دماغ  
اچھا ہوں یا بُرا ہوں تمھارا ہوں جو کہ ہوں  
کیا کیا ہمارا طائر دل ہے ٹھٹھک رہا  
ہوش ایسے اڑ گئے ہیں خبر کچھ نہیں رہی  
بدنام ہو گئے تم بھی جو رسوا کیا ہمیں  
زاری بھی کر کے اپنے نصیبوں کو کچھ نہیں  
خانیہ خرابِ عشق جو میری طرح کرے  
اُش تمھارے گریہ میں ہوتا جو کچھ اثر

## رہیت تائے مَنانہ

نوجوانِ چلین مرے سر پر تمام رات  
وعدہ ہے میرے آپ کے دنِ حکم رات  
شانہ تھا اور زلفِ معنبر تمام رات  
رویا مین زیرِ پا سے صنوبر تمام رات  
اب بیٹھے ہاتھ ملنے ہیں کھوکھو تمام رات  
رستی ہے جان آنکھوں کے اندکام رات  
کیا کیا حکم کے نکلے ہیں آخر تمام رات  
باقی بڑی سحر اے دلِ مضطرب تمام رات

تاجِ نیند آئی نہ دم بھر تمام رات  
سوئے نہ جاؤ فتنہ جگا کر تمام رات  
اندھری صبحِ عید کی اُس حور کو خوشی  
گلشنِ مین آگیا جو قد یار مجھ کو یاد  
غفلت مین بنے عہدِ جوانی کو کھو دیا  
کیا انتظارِ یار کی حالت بیان کردن  
بے یار دل کسی سے نہ میرا بھل سکا  
کرنے دے کرتے ہیں جو ہوسناں گرمیان

مارا ہے بھانسی دے کے مجھے زلفِ یار  
اے ماہِ چارہ یہ گریزِ ابنِ نبینِ خوب  
گویا زبانِ شمع جو ہوئی تو پوچھتا  
بھولے نفلِ کمینِ لحدِ تیسرہ روزگار  
کنکڑی چڑھا کے شام سے وہ شوخِ سورا  
تا صبح گفتگو بھی ننگا ہون میں یار سے  
بے یارِ فرشِ گل مری آنکھوں میں غار تھا  
دیوانہ کو نئے صنمِ بادِ فنا کا ہون  
دن کو تو چین لینے دے اے گردشِ فلک

موج کا مذابِ قبرِ مقرر تمام رات  
بہلے کیا تھا کس لئے شوگر تمام رات  
کشتی سے جہرِ یار میں کوئی نہ تمام رات  
سویا نہیں کبھی میں لبتِ کرتام رات  
ہچکا کیا میں سر کو پسِ در تمام رات  
آنکھوں میں دشمنوں کی کیا گھٹھم رات  
لوٹا کیا میں کانٹوں کے اوپر تمام رات  
زندہ ان میں میرے آتے ہیں پھر تمام رات  
کانفی جو جھکو گردشِ ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتشِ بغیرِ یار  
بالین میں خشتِ خاک ہے لبتِ تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میانِ کئے دوست  
حور کی تعریف گو یا یا کی تعریف تھی  
تشنہٴ خونِ جہان ہے یہ تو وہ قتالِ خلق  
قاصدِ کشتہٴ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے  
ہمنشین کہتے ہیں افسانہ سے آجانی یہ نیند  
ریشک سے کہتے ہیں میں نے صاف سمجھا قریب  
نقشِ پائے غیر پاتا ہوں پسِ دیوار میں  
قاصدِ دن کے پاؤں توڑے بدگمانیِ نحری  
چاہ رہ نقشِ قدمِ خارِ رہِ فراقِ ہی

ہڑبون پر میری لڑنے میں سگانِ کئے دوست  
ذکر کو حبت کے میں سمجھا بیانِ کئے دوست  
آفتِ جان میں زمینِ دہمانِ کئے دوست  
تھکے گورستان کے اوپر گمانِ کئے دوست  
ہجر کی شب میں سنون کا دھانِ کئے دوست  
صورتِ دیوار اگر دیکھی میانِ کئے دوست  
آشنائے دزدِ نکلا پاسبانِ کئے دوست  
خط و یا لیکن نہ تیار یا نشانِ کئے دوست  
موجِ چپکے دشمن ہمارے ہر دانِ کئے دوست

آتشِ دل کر بلا سے جلے اب کہتا ہوں  
اے خوشا طالع تمہارے سائنمانِ کئے دوست

نارِ تارِ پیر میں ہجر گئی ہے بولے دوست  
مثلِ تصویرِ نہالی میں ہوں یا پہلو کی دوست



<p>حسن مطلع ہن سین مطلع ہر صبا دہرے دوست دوش سے نیچے نہیں اترے ابھی کپڑے دوست آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا دوست پنچہ شل سے تھکین گے عقدہ ہائے دوست دش جان ہن جو آنکھیں دیکھی ہیں دوست چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازو دوست خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانو دوست جب اڑانی ہو اے تنہا ک کسے دوست</p>	<p>حیرہ رنگین کوئی دیوانہ رنگین ہے مگر ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے و راز دور گردل کی کدورت محو ہو دیدار کا واہ ری شانہ کی سمت کس کو یہ معلوم تھا داغ دل پر خیر گداری تو غنیمت جانے دومرین گئے زخم کاری سے تو حسرت سے نہا فرش گل لستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب یا دکر کے انہی بربادی کو دودیتے ہیں ہم</p>
---	---

اُس بلائے جان سے عشق دیکھے کیونکہ بونے  
دل ہوا شیشے سے نازک دل سے نازک ہے دوست

<p>نہض حل بسنے کی رچی ہر خبر آج کی رات جمع ہیں گھر میں مرے سمس قمر آج کی رات یاد آوے گی کل اے دردِ حجاز کی رات خواب میں ٹھکبو دکھا دیگی سحر آج کی رات بعد مدت کے تم آئے ہو ادھر آج کی رات اے قلم چھوٹے نہ مصنونِ کمر آج کی رات</p>	<p>نظر آتا ہے مجھے اپنا سفر آج کی رات جلوہ گرامہ ہے خورشید تھا دلبر ہے عبوتنا ہے کوئی بنیابی دل کا عالم شام سے دل کو خیالِ نوح نورانی ہے دو گھڑی بیٹھے تکلیف جو کی ہر صاحب روشنائی میں میں پاتا ہوں عدم کی ظلمت</p>
--	---

صبح ہوتی نظر آتی نہیں ہرگز نہ شمس  
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آج کی رات

<p>سند کر کھول کے آنکھوں کو نہ درہائے بہشت دیکھئے آتے ہیں مشتاقِ ماشائے بہشت ہائے حبت کبھی کتنا ہوں کبھی اے بہشت سر زاد کو مبارک رہے سودا اے بہشت حور کے ہاتھ سے کھاؤں گا میں مارے بہشت</p>	<p>سرخ رنگین کا تصور ہے ماشائے بہشت گل ترے چھلے کے اے حور میں گلے بہشت کوچہ حور تھا بار چھپا ہے جب سے رند ہوں ٹھکوار باتِ منانِ حبت ہے نہیں مانتا لب شیرین کا جو بوسہ نہ ملے</p>
---	--

<p>وصلتِ حور کی ہر صبح دعا سے مجھ کو عشقِ مین تیرے ذہن اشکوں سے آنکھیں لہریں سائل کوئے حسنین ہوں خدا سے اپنے گلِ جنت سے ہر خوش رنگ دہ روڑ رنگین حکم سے اپنے جہنم میں جھے تو بھیجے داورِ حشر سے عشرتِ مین کیون گامین بھی نخلِ حور و شان کو یہی میری ہو دعا تیرے کوچہ کی ہوا اُس مین نہ حلیتی ہوگی حور کی آنکھوں سے شرمائی ہوئی ہوں آنکھیں دیکھے رضوان جو تری چشمِ سیہ کو تو سمجھے</p>	<p>روزِ اللہ سے کرتا ہوں تقاضا سے بہشت یہی دو چشمے مین دنیا میں دو دریا سے بہشت کافرِ عشق ہوں مجھ کو نہیں پروا مئے بہشت سبتِ بالا کی بلندی سے ہر طوبائے بہشت بھردہ کافر ہے جو اُس کو ہر پڑائے بہشت یہ گنگار بھی رکھتا ہے تمنا سے بہشت مجھ کو آباد رکھے انجمنِ آرا سے بہشت مر کے بھی دیکھ لیں مشتاقِ تماشائے بہشت صورتِ بار کے دیوانے مین شیدا سے بہشت اسکی تحشیم نہیں زکس شہدائے بہشت</p>
--	---

عاشقِ سانی کو تر ہوں مین رندا کی آتش  
مئے کوثر کے لئے ہے مجھے سودا سے بہشت

<p>آئے بہار جاے خزان ہو چینِ درست نیشہ سے جب کرے گی تجھے پیرِ نِ درست منصور بھی جو ہوں تو ناخنِ کمین نہ ہم سجے کرین تجھے ست و زنا ر توڑ کر رنگین خیالِ میری طرح ہو جو باغبان حالِ شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا رکھتے ہیں آپ پاؤں کمین پڑتے ہیں مین جو پہنچے اُس کو جامہ عریانیِ خشک ہو عشاقِ دیوانہ کو س کو وہ پہچان جائیں گے صورتِ کاتیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ آرٹشِ جال کو مشاطہ چاہیے ۔</p>	<p>بیار سال بھر کے نظرِ آئین تندرست صورتِ دکھائی دے گی تجھے کو کہنِ درست اپنے طریقِ مین نہیں یہ مادنِ درست چاہن حقیقتِ اپنی اگر برہمنِ درست ہر ایک فصلِ مین رہے رنگِ چینِ درست نکلا نہ اکب اپنی زبان سے سخنِ درست زقار کا تمھاری نہیں ہے چلنِ درست اندام پر ہر اک کے ہر یہ پیرِ مینِ درست چھٹی نہیں ہے صورتِ بیار و تندرست نقشہِ درست مینی و گوشِ دہنِ درست بے باغبان کے رہ نہیں سلیمانِ درست</p>
---	---

<p>جہان پہ اس کے قطع ہوئی ہر قبائے ناز آئینہ سے بنے گایج یار کا سبب و کم شاعری بھی نسخہ اکسیر سے نہیں آئینہ رکھکے سجدہ میں اپنے جھکائے سر بھاری نہ ہو دین گئی مجھے مجنون کی بڑیاں پر بچاوان ان کا عاشق و معشوق پر پڑے غربت زدوں کے حال کا افسانہ چھڑنے طنز و کنایہ کی نہ رہے ہم سے گفتگو مستون کے حلقہ سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا مشق سخن نے بندش الفاظ حسرت کی دنیا سی خانگی کوئی ہوگی نہ مبیہوا قتال کے اشتیاق میں خود کا طعنے کھلا وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ میں پانی نہ نکلے جس میں سے ناقص ہر کھنواں</p>	<p>ٹھیک اس کو جانے مجھے اُسے دھین در شانہ سے ہوگی زلف شکن در شکن در مستغنی ہو گیا حبیب آبا یہ فن درست بت کی طرح ترش کے جو ہو بہن درست ہر امام امام کا ہے پیر بہن درست برسون رہا معاملہ روح و دن درست ہوئی اگر طبیعت اہل وطن درست اپنے شکستہ حال سے کیجئے سخن درست انہا مزاج رکھتی جو یہ انجن درست سچ جو یہ بات کرتی ہو ورزش بدن درست شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست آراستہ ہے گورہاری کفن درست کمد و کمہ ہو بہن گل و سوسن درست نزدیک اپنے تو نہیں چاہ و ذوق درست</p>
---	---

ہست و ہی بہار کا عالم ہے باغ میں  
نا حال ہو دماغ ہوا سے سخن درست

<p>کوئی جاہ و جہان تیرے نہیں ای بارست کہہ کے یہ ساتی سے رکھتے ہیں گروتارست حسن کے نظارے سے ہوتی ہو کیفیت بھول نصل گل و ساتی یوسف تھا بہن ساتھ ساتھ کون پوجے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا حسن کی نیرنگ سازی سے عجیب گاہن سیکھہ میں نشہ کی عینک دکھائی ہو مجھے</p>	<p>دلچسپی جس کو چہ میں بڑا کرتے ہیں چارست سر بہنہ ہو جو مستون میں وہ ہرگز درست عشق دکھتا ہو بہن بے بادہ گلنا درست لالہ گونے پیٹے پھرتے ہیں سہرا باز درست اپنے اپنے حال میں بہن کا فرد و نیند درست مست ہو پیشاں بھکھو دیکھ کر مشہا درست آسمان مست و زمین مست و در و دیوار درست</p>
--	---

<p>نشہ کے عالم میں کرتے ہیں جو ہنسا ہر          دیکھ لیتے ہیں ترسی صورت ترے ہر          محاسب پر کھینچتے ہیں آہنجل تلوار مست          میرے آگے کھینچتے ہیں میخانہ کے ہمار مست          روز زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں ہمار مست          ساغر گل سے ہوئے کس دن چین میں غارت          بھول جاتے ہیں جو راہ خانہ غار مست          باغبان مست و صبا مست و گل گلزار مست          دردے کو جانتے ہیں غارہ خسار مست          نے ندی تو نے تو اے ساتی ہوئے ہمار مست</p>	<p>زاہد دل کی ہچکانہ سے فضیلت ہو اے          ساقی و پیر بخان سے ملتی ہو تے نہیں          دختر در کے لئے ہونا ہو اکو ن کشت دنوں          سنگشت ہو ٹھکرا احوال خرابات منان          عام ہو سودا اتھارے گیسوے پہنچ کا          زاہدان خشک کو کیفیت دنیا نہیں          آگے آگے ہو کے یاد ان کو دلا دیا ہوں میں          حار خار دل کے کس سے نئے بل کی کون          روشنی دل سمجھتے ہیں زلال بان کو          ترک عادت ہو عداوت آدمی کی واسطے</p>
---	---

<p>وہ انش کی زبان رکھتا ہر کیفیت کے ساتھ          سامعین ہوتے ہیں سن سن کر ترے ہمار مست</p>
---

<p>قربان شان حسن عدیم المثال دوست          یان تو یہ حال نہیں معلوم حال دوست          صورت دکھاتے ہر ہر فرخندہ فال دوست          ظاہر نہیں ہوا ابھی ہم کو کمال دوست          کرتا ہر چشم یار کو روشن جمال دوست          ماہ چاروں سے ہیں بہتر ہلال دوست          شب کو رہ تصور روز وصال دوست          وحشی سے اپنے ہو نہ گزیران غزال دوست          جان عزیز کو میں سمجھتا ہوں مال دوست          اندیشہ خزان نہیں رکھتا نہال دوست          بوئے لطیف مشک سے رکھتے ہر مال دوست</p>	<p>آئینہ کی طرف نہیں آتا خیال دوست          چلی ہوا ہے آنکھ کی اپنے خیال دوست          الطاف نامہ یار کالے کر کرم کرے          حسن شہاب تک نہیں طفلی گئی ہنوز          سن کر نہانہ یوسف و یعقوب کا کہا          ان ابرودن کے حسن کی تعریف کیا کروں          یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی          معشوق آنکھ پھرے نہ عاشق سے اکو کریم          دل پر یقین ہوتا ہے ٹھکرا امین کا          وہ حمد ہو مثل سرد ہیشہ ہزار پر          رخسار سے صباحت کا نور ہے عیان</p>
--	---

<p>ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست          پہنے لباسِ سُرخ تو ہے حربِ مال دوست          گردن کشون کے سر پہ گئے ہیں بالِ دوست          اک ایک سے ہر خوب جالِ محالِ دوست          مار نگہ سے اپنے بندھا ہے خیالِ دوست          آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثالِ دوست          اسے یار دوست زمین کرتے سوالِ دوست          ہو رُوسِ بامِ اُس کا جو چاہے زوالِ دوست          دشمن پر اپنے بھیکو ہوا احتمالِ دوست          خوشتر زگوں ستوارہ بود گوشتِ دوست</p>	<p>حسینِ جہین یار سے بنتی ہے جان پر          میج کی طرح سے ہے خوریز عاشقان          گزرا گئے ہیں سر و چین قد کو دیکھ کر          اندازِ جہے یار کا ہے نصیحت دہی          رہتی ہیں آنکھیں بند تصور میں یار کے          دل کو خیالِ یار کا ہر آن چاہیے          مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجئے          رخسارِ یار پر جو کسے آرزو کے خط          خوابانِ جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح          آتشِ بیوہ زمین ہر کہہ مانیے ہر کہا</p>
--	--

## رولیف تائے ہندی

<p>مار سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ          صورت دکھا کے رنگِ سحِ ہر ماہ کاٹ          سونے میں سونگے جا گئے میں خواہ خواہ کاٹ          روزینہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ          کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ          توروشنی کے شغل میں روز سیاہ کاٹ          چُن چُن کے شوق سے تو سر بگیاہ کاٹ          بدین ملائین آنکھ تو تیر بگیاہ کاٹ          بچرم و بے مقور نہ حق سیاہ کاٹ          سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ</p>	<p>گل کو قبا میں کے تو اسے کج کلارہ کاٹ          شوخی حسن کا ہے اشارہ ہی اُس سے          خنار کر دیا بچھے اے مارِ زلفِ یار          عاشق ہوں بوسہ آج کا کل پر نہ تالِ یار          اس ترک سا ہے کونسا غورِ نزدیکِ دوسرا          کہتا ہے جہر میں ہی اُس شمعِ رُکاوِ حیان          اے ترک تیرے قبضہ میں ابھی تیغ ہے          مونسِ مزہ ہر ایک چھری ہے بکیت کی          بدیہہ عاشقوں سے نہ منہ اے صنم چھپا          قاضی کو عاشقوں کی عدالت میں حکم ہو</p>
<p>آتشِ خوش دل نہ پسینا بگیاہ کا</p>	<p>آتشِ خوش دل نہ پسینا بگیاہ کا</p>

بے معنی ہے یہ مصرع موزون آہ کاٹ

سہ کو بھکا کہ چل چلی قاتل کمر کی چوٹ  
پتھر کی چوٹ ہے مجھے گاہرگ ترکی چوٹ  
سہرے ہمارا اور ترے سنگ در کی چوٹ  
حسن دل نے کھائی ہو دیگی تجھی نظر کی چوٹ  
کھاؤں کدھر کی چوٹ بچاؤں کدھر کی چوٹ  
پیدا کیا ہے ہم نے بھی شمش زمر کی چوٹ  
تجھ کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ  
پیدا ہوا میں دھستی ہے جیسے بشر کی چوٹ  
رکتی نہیں کسی سے قضا و قدر کی چوٹ  
دنیا تمارخانہ ہے حلوتی ہے زر کی چوٹ  
دل کو نصیب ہوئے اتنی جگر کی چوٹ  
اس کے عوض گئے اسے تیغ و تبر کی چوٹ  
آتش بھائی دیتی ہے انسان کو سر کی چوٹ

دو ٹکڑے کر چکے کمین تیغ دوسری چوٹ  
آوار عشق سے یہ ہوا ہون میں ناتوان  
بجھوایا کرتے ہیں مرثب دروز اسے متصل  
درد اس کو ہو گا سن کے مری آہ دردناک  
مشتاق درد عشق بھگ بھی ہے دل بھی ہے  
اے آسمان دکھائیں گے آیا جو بام پر  
بدین کو اپنی بزم میں اے بت جگہ ندے  
ہوتا ہے آہ سرد سے یوں اپنے پسینہ  
دل کو لگی ہے چشم یہ کی ترسی نظر  
مفلس کا کام بیان نہیں دولت کا کھیل  
بدترین ہے غم غم فرزند سے کوئی  
صدرہ فراق کا ہوئے مشتاق وصل کو  
سودائے عشق ہوئے تھارے دماغ میں

## رویف تائے مثلثہ

ماز و اغاز سے باہر ہوئے جانے ہو عبث  
بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث  
توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث  
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث  
اس خطر گاہ میں تم بچاؤنی بچاتے ہو عبث  
ہکوا برد کے اشاریے ڈراتے ہو عبث  
کس زبان سے میں کہوں تم بچھانے ہو عبث

دل میں گھر کر کے منہ آنکھوں سے چھپاتے ہو عبث  
چوٹی اڑی سے مریجان بڑھاتے ہو عبث  
اے تو تم کو بھی دعوائی الوہیت ہے  
عاشقوں سے نہیں کیا سجدہ ادا ہو سکتا  
غافل و منزل دنیا ہے سر اے فانی  
مردنوار کے آگے سے کوئی ٹپتے ہیں  
صاحب سینہ بخدان دہ غنوب ہو

آکھوں میں دھڑکنے کو پہنچے جاتے ہو عیب گرگ کی طرح سے پچا دے مجھ کھانے ہو عیب سرخشی میں زبان پر انھیں لاتے ہو عیب دشمن دوست کی آنکھوں میں پکاتے ہو عیب	جانبِ شیشہ جو دیکھوں تو غمان کہتے ہیں بو سے لیتا ہوں تو کہتا ہے وہ ٹوٹک صفت شاعر ذکر و بیان کو ہر بار نہو سایہ سان لگ جلاؤ آتشِ سب آریہ تم
---	---

## رہنمائی تازی

بہ جانے پانی ہو کے جو بے ہوا مزاج پڑمردہ غنچہ تھا کوئی اپسار کا مزاج ہنگامی سے اپنا نہیں آشنایا مزاج اُس گلبدن کا پاگئی کہ کیا تھا مزاج کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگِ خضرا مزاج اصلاح پر نہ مجھے کبھی آئے نامزاج حبیب جاتی جو غذا نہیں پانی دوا مزاج افسوس بار کا نہ موافق ہوا مزاج پھیرے مگر تبوں کی طرف سے خود مزاج	نازکِ جناب سے ہے دلِ میزِ امزاج اک دم رہے نہ بلخِ حبان میں غلغلتہ ہم دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئیں ہم اکدن رکا نہ تنگِ نبل میں لیا ہزار پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اُسے شرف مشقِ ستم جو اُس لئے اُس طفلِ شوخ کو صحت نہیں نوشتہِ مہیارِ عشق میں کچھ غم نہ تھا ہزارِ زمانہ خلاف تھا ہنگو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
--	--

دلوایہ دیکھتا ہوں میں دنیا کا خلق کو  
آتشِ پرسی کا رکھتی ہے یہ بیسوا مزاج

دولت ساقی سے مالا مال ہے بیانہ آج دلِ غنچہ سودا ہم کو دیتا ہے جنونِ نذرانہ آج گنجِ اُگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج سیخِ کعبہ چھوڑتا ہے برہنِ تنجیانہ آج عقل کل کیے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج قیمتِ یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیانہ آج	فصلِ گل ہے بوٹیے کیفیتِ میخانہ آج بادشاہِ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج دولتِ دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج تیرے کو پہ کا ہے اے خانہ خرابیانہ آج جلوہِ حسنِ پرسی دکھلا رہی ہے فصلِ گل خوبرو تجھسا کوئی بازارِ عالم میں نہیں
--	--

وصل کی شب ہے اندھیر کا ہر وعدہ یا ہے  
وہ پری پیکر کرے جو ناز زیبا ہے اسے  
نزع کی حالت ہے کوئی آشنا اپنا نہیں  
آمد آمد اس سراپا نور کی ہے بزم میں  
ہمنشین کہتے ہیں نوکر عدیش نصف عیش ہے  
اتیاد خوب و زشت اپنے زمانے میں ہیں  
جان سے بیزار ہوں اک شعر کے عشق میں  
تلوے سہلائی ہیں پر یان خانہ زنجیر میں  
مجھے دریا رنوش کو سانی پلاتا ہر شراب  
نقش آسب پرمی ہر صورت زیبا تری  
زلف کو لٹکاتے ہیں رخسار پر سوسو سطح  
کل ہمارا اور اس کا امتحان ہو جائے گا  
سہے مرنے کی دعا مانگے وہ بہتر حکمران  
وصل کی شب ہے کمان ساقی تکلف بطون  
دیکھوں تو کیونکر پری ہوتی نہیں شیشے میں  
مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار میں  
عرش پر ہے ان دنوں میں اہل دنیا کا دماغ  
چشم وحدت میں اپنی نیلک بد و دنوں میں  
خال مشکین کو ترے اوزان سمجھ کر مول لون

سبح کا ہونا نہیں ممکن کمان پروانہ آج  
شہر آباد اس کے دیوانوں سے ہر دیوان آج  
دیکھیے جس کو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج  
سبح اڑ جاوے جو ہاتھ آدین پر پروانہ آج  
میں کھوں تو سن جہاں یار کا افسانہ آج  
ایکسا ہے آہوے مست و سنگ دیوانہ آج  
ساتھ لے کر جھک کر دے آگ میں پروانہ آج  
وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج  
دیکھتا ہوں میں بھی ظرف شیشہ بچانہ آج  
ہوش میں آتا ہے جھک کر دیکھ کر دیوانہ آج  
آئینہ ان کا مصاحب ہے مغرب شانہ آج  
آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج  
کس طرف جا کر کروں میں سجدہ شکرانہ آج  
میں تھیں بچانہ دون تم جھک کر دیوانہ آج  
جددت ہوش میں آیا ہوں میں دیوانہ آج  
سہے زرقیت کم میں ہاتھ میں بیگانہ آج  
کونسا گھر ہے نہیں جس میں ہر بار خانہ آج  
گرگ دیوسف سے برابر جو میں یارانہ آج  
نیت خرم میں بھی گروے کر طیہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوئی ہے آتش نہ ڈر  
شاہ مردان سے طلب کر بہت مردانہ آج

رکھتی ہے دریا میں حال ماہی بے آب و بحر  
لے چلے کشتی کو اپنی جانب گرداب بحر

عاشق مہر کے مانند ہے بیتاب موج  
غرق ہونا پارا تر جانا ہے بحر عشق سے



<p>دوبے ہین دریا میں تیرے عاشق تیا بھی          اپنا امان طیفلی جانتے ہین ہم اُسے          دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی کا توک          کیا سمجھ کر مجرستی میں کروں راحت طلب          چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حسن          بحرِ الفت کے شاد رہو اگر میری طرح          گنج باداود بہا لاوے جو خسر ہو کوئی</p>	<p>مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیاب موج          آئے گی گھر میں ہمارے ہر سیلاب موج          آب دریا خشک ہو جاوے تو ہونا یا بج          دکھتا ہوں روز و شب دریا میں ہین غوا بج          قدرت اللہ دیکھے گی شبِ منتاب موج          خواب میں بھی پھر نہ دیکھے صوشتاب موج          اب بھی ہر آتش میان عالم اسباب موج</p>
---	--

### ردیفِ حیم فارسی

<p>اک روز اس سر اے سے ہر لکلام کو          حرص و ہوا اتنی نہ دل میں مرے رہے          اک عمر سے روان ہوں رہ کوے یا رہین          اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہیں مجھے          بحرِ جہان میں آبِ روان سے بھلا یہ حال          منزل میں گور کی مین مسافر پہنچ چکوں          مرنا ہے جانِ لبب ہے مسافرِ بے خبر          جب دیکھو رہرو می میں ہوں رگیاں          دن رات روز و شب وطن میں غمخین          آتشِ خدا نے چاہا تو کرتے ہین آجکل</p>	<p>سن تو سہی پکارتا ہے یہ مقام کو          تیرے مقامِ خاص سے کجا بینم کو          دکھلا چکی نہ منزلِ عالی مقام کو          صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کو          استاد کی جانین یان ہر دمام کو          آخر ہو تو شہِ راہ کا ہووے تمام کو          حذرت سے تیرے کرتا ہو اب یہ غلام کو          میرا مقام وہ ہے کہ جس کا ہر نام کو          وہ بچہ منور سمجھے ہین سودائے خام کو          ہندوستان سے جانب بیتِ الحرم کو</p>
---	---

### ردیفِ الحار

<p>شفق صبحِ ندیکھی نہ سنی نوبت صبح          شکو کس مغر سے زلزلے کی دہائی کا کرو</p>	<p>وقت کو ہاتھ سے کھوتی ہر غفلت صبح          رشکِ شب نے لف یہ چاند سا منہ غیرت صبح</p>
---	--

<p>یاد آتی ہے مجھے جھولی ہوئی صحبت صبح ظلمت گورین یاد آئی یہ کیفیت صبح شام سے بھرتی ہے آنکھوں میں مری و صبح یا درکھیو یہ نشان آنکھ پر حالت صبح رات تو کت گئی غفلت میں ٹکھوٹ صبح گورین ساتھ ہی لیجاؤں گا میں جست صبح سجڑہ شکر کروں پڑھکے میں دور کت صبح</p>	<p>دیکھ کر آئینہ یار آنکھوں میں بھر جاتا ہے مئے کلنگ سے بھر جام صبحی ساقی وصل میں ہجر کا دھڑکا جو گھار رہتا ہے بوجھ یار کو کتے ہیں بہشت اے قاصد عہد پیری میں تو کر یا داکھی غافل نور کا نام سیہ خانہ گردون میں نہیں آتش اک رات جو تہنا دہ دل رام ملے</p>
--	--

## رویتِ خام

<p>بڑھ چل نہ سکتی ایک نہالِ حین کی شاخ لازم جبرین کو ہے نسترن کی شاخ آنکھیں ترسی ہر بن ہوں بن ہی شاخ سمجھا میں درم موم سے بھی کر گدی شاخ کس کس نہ پوشیا رکھو دیوانہ پن کی شاخ سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کمن کی شاخ کھل کہہ ہوا ہے اپنا بدن یا سمن کی شاخ ہوئی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ</p>	<p>ہوئی جو اے صنم ترے سبب فن کی شاخ مارا پڑا ہوں دیکھکے اک سیونی سازنگ جو خالِ عنبرن ہے وہ اک مشکِ نافہ جو دیکھا جو سخت روئی انباے دہر کو بوتے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا باغِ جہان میں کیا کمون کیا حال ہو مرا روئے صبح یار کی الفت کے روگ سے تشبیہ دیتے سادہ زیبا ملے یار سے</p>
---	--

## صحراؤ کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی ہاتھ آئی آتش انے نہ بے فن کی شاخ

<p>گنبد کا اور آگ میں ہوتا ہر رنگ سُرخ ہمپلہ برگ گل سے ہو جیسے کہ سنگ سُرخ کانٹوں نے کر دیا ہے یہ تلوون کا رنگ سُرخ چہرہ کو میرے رکھتے ہیں لڑکوں کے رنگ سُرخ</p>	<p>مے لے کئے عذرا بت شوخ و تنگ سُرخ نسبت یہ گل سے ہو ترے جسم لطیف کو روئے نگار ہے جو ہے نقشِ قلم مرا جوشِ جنون لے کو کہ مجھے زرد کر دیا</p>
--	---

<p>ہو جائے چھالے پڑ کے زبان خدنگ سُرخ شجرف سے ہوا ہے سیاہی کا رنگ سُرخ ہوتا ہے جہرہ غازیوں کا وقت جنگ سُرخ قاصد کا مثل رقعہ شادی پر رنگ سُرخ کشتے کی چار پائی ہے اپنا پلنگ سُرخ جتنگ کہ گرم ہو کے نہ ہوئے تنگ سُرخ لالہ کے چول سے ہو شراب رنگ سُرخ جس دن قریب شام اڑا یا تنگ سُرخ پہنے پھرے لباس سپاہ فرنگ سُرخ روئے زمین ہو صورت میدان جنگ سُرخ</p>	<p>گو صید ناتوان ہوں پر اتنا ہو گرم خون عزیز و صف لعل نگارین یار مین ۶ کیفیت شراب ہے جو ہر شجاع کا لکھا جو ہے جواب حظ شوق یار نے کتے ہیں اتنگ خون شب جہر یار مین عاشق نشانہ رہتے ہیں اس ترک سُرخ کے ساقی بہار گل کی رعایت ضرور ہے اُس طفل نے براہ کے شفق سے لاتنگ موگی تری طح سے نہ اے ترک خوشنما قاتل کو اپنی تیغ زنی کا جو شوق ہو</p>
--	---

چھوٹا لحد مین دل کا چھوٹا تو دیکھت  
ہو جائے گا مزار کا آتش کے رنگ سُرخ

<p>خال مشکین دل فرعون یہ بھیا ہو دہ سُرخ یہ اگر حسن کا چہرہ ہے تو دریا ہو دہ سُرخ آہینہ سے دل عارف کے مصفا ہو دہ سُرخ شہر ویران ہو اگر جانب صحرا ہو دہ سُرخ لب جان بخش کے ہو نیسے مسجا ہو دہ سُرخ دولت جن کے پیش آنے سے دنیا ہو دہ سُرخ تیرے رخسار سے دلچپ ہو عفا ہو دہ سُرخ کوئی ثانی نہیں لاتانی ہو بیکتا ہو دہ سُرخ نہ مرصع نہ مذتب نہ مطلق ہو دہ سُرخ تیلیان آنکھوں کی دہشت ہیں کلیسا ہو دہ سُرخ خط شبرنگ سے سرمایہ سودا ہو دہ سُرخ</p>	<p>قدرت حق ہو صباحت سے تماشای دہ سُرخ نور جو اُس مین ہے خورشید مین وہ تو گمان بھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ سے اُسے بزم عالم ہے تو جمع سے اُسی کے آباد سامری پرستم فنون گر کی فنون سازی ہے دم نظارہ لڑے مرتے ہیں عاشق اس سے سایہ کرتے ہیں ہمارے کے پردن سے اپنے گل غلط لالہ غلط مر غلط ماہ غلط گوںسا اُس مین تکلف نہیں پاتے ہر چند خال بند و مین پرستش کے لئے آئے ہیں گوںسا دل سے جو دیوانہ نہیں ہے اُس کا</p>
---	---

اُس کے دیدار کی کیونکہ نہون اکھین شاق  
ما کجا شمع کردن حسن کی اُسکے آتش

دلربا بنے ہر عجب صورت زیبا ہے وہ رخ  
مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا چہ وہ رخ

## روایت ال

قاتل اپنا جو کرے گنج شیدان آباد  
کون ہے جو تری دوری میں نہیں مٹا ہو

عبد فراد کے پھر کوہ کنی میں نے کی  
مدین دل کے خواہ کو ہوئی ہیں دیکھیں

سر دا کرتے ہیں تو غنچہ ہن شلفہ ہوئے  
کو پڑیا میں بھوشنی اپنے دم کی

کثرت داغ محبت سے اکھی بھرے  
وہ شہ حسن پریشان ہیں کیوں رکھتا ہے

کوئی پر یوں کا اکھاڑا جو نظر آتا ہے  
نوبر دیوں کا ہے آنکھوں میں تصور رہتا

حسن طرف دیکھے آتا ہے نظر وہ محبوب  
دین زخم کہیں خانہ احسان آباد

ایک گھر بنے نہ دبی شب ہجران آباد  
عبد محنون کے کیا میں نے بیان آباد

پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ وہ ویران آباد  
یوں ہی رہ جائے اکھی یہ گلستان آباد

کعبہ ودیر کرین گھر و مسلمان آباد  
منزل دل کو کرین آکے یہ دھان آباد

چاہتا اپنی رعیت کو ہے سلطان آباد  
میں سمجھتا ہوں کہ ہے ملک سلیمان آباد

خانہ چشم کو کرتے ہیں یہ انسان آباد  
ملوہ یار سے ہے عالم امکان آباد

ساری رولق ہے دیوانوں کے دم کی آتش

طوق در بخیر سے ہو نا نہیں زندان آباد

سے گل رنگ سے لبریز دین جام سفید  
لہک اُس بت کی طبیعت پر زما شیعہ خان

کوئی شام نہیں صبح ہوئی اے مخور  
قطرہ اشک میں سرخی کا کہیں نام نہیں

دل کی تسکین کو میں پیغام صفا کا کھون  
چاندنی رات میں وہ ماہ جو یاد آتا ہے

چشم بد میں کو کرے گردش ایام سفید  
صبح پوشاک سیہ ہے تو سر شام سفید

ایک دن ہوئی ہے یہ زلف سیہ فام سفید  
لہو تیرا بھی ہوا اے دل نا کام سفید

پرزہ کا غذا جو بھیجے وہ گل انعام سفید  
کاٹنے دوڑتے ہیں غلو وہ و بام سفید

<p>وصل کی سب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا نسبت اُس فتنہ دوران سے کوئی اندھا کسی حالت میں نہیں فکر سے دشمن غافل</p>	<p>میں ادھر زرد ادھر دے دلادام سفید یار کی آنکھ سے دیدہ بادام سفید آفت مرغ سے رنگین ہو بادام سفید</p>
<p>بس ہے اتنی ہی زمانہ کی درو رنگی آتش مئے گل رنگ سے بہرِ زہین جام سفید</p>	
<p>قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد ہو گیا سلسلہ ہمد و محبت برہم پاس و حرم ان و غم و درد یہ بڑھ جائیں گے زنگ و خسار گل و لالہ دگر گون ہو گا زندگی تاک میں قیامت کے یہ سارے دھوا دوستداری کا گنگنا رہوں وہ دشمن جان میں جو نوشہ تو وہ میں جا بیگی آغوش عروس خون ناحق کا مرے کھینچے گا خمیازہ عقبس تن سے چھٹا میں تو چین سے لاکر کلمہ کج نہیں رہنے کی تھارے سر پر ہڈیاں کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی میں نہوں گا تو نہ ہو گا یہ قمار الفت گو رنگ ساخا رہے پڑھکے حجازے کی ناز آئینہ رکھ کے بنانے کے نہیں شانے سے</p>	<p>شرط الفت کی ملی تجھ کو جزا میرے بعد ناز و زین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد بکسی کا نہیں لگنے کا پتا میرے بعد نر ہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد تجھ کو کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد منفعت کی سرے ملنے کا دعا میرے بعد گور سے آبیگی شننا کی صدا میرے بعد ہاتھ ملے گا بہت ملے گا میرے بعد بوئے گل کسکو سگھاوے گی صبا میرے بعد تنگ و حیرت ایسی ہووے گی قبا میرے بعد صدقے ہو گا مرے قاتل کے ہا میرے بعد کوئی بدلے کا نہیں شرط و فاما میرے بعد فرض جو تھا سو کیا تھنے ادا میرے بعد مختصر ہووے گی یہ زلف سرا میرے بعد</p>
<p>قبر پر فاکے کو آئے وہ شوخ اے آتش نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد</p>	
<p>چاندانی رات میں کھو لوں جو تری کو نہیں سنخ سان سوزش دل مٹنے کسی سے نہ سہی</p>	<p>عمر بھر آنکھ نہ ہو بھر شرب متاب میں بند رہ گئی اپنی زبان محفل احباب میں تندر</p>

یار کے واسطے لکھوں جو خط سؤ قلم اپنے بھنس سے شاید کہ پہلے کوئی دم ماز کرتا ہو وہ بت اپنے ہوا خواہوں سے شدیدہ خالی ہوا ساقی کہ مراد م نکلا آستین جوش میں کیا آنسوؤں کو دیکھے گی روز وصل آنے کا آخر شب بحرِ ان ہوگی	سیکھم ہوؤں یہ سیکھوں القاب میں بند دل بکیاب کو کیجئے چہ سیما ب میں بند برہن ہوتے ہیں وان غایۃ قصاب میں بند روح مستانہ ہے میلے منہ ناب میں بند ٹھہر سکتا ہے کمان آمد سیلاب میں بند کام رہنے کا نہیں عالم اسباب میں بند
--	--

زمزے کرتا چہ شاید کہ لگین ہیں آتش  
رگ گل سے قفس بلبیل بکیاب میں بند

ماچند کردن سینه من میں آہ و فغان بند اس تلامذہ سستی میں ہیں وہ گوشہ نشین ہم ہم الفت دین ہے اسے ہم لذت دنیا مٹھ دیکھتا ہوں یار کا کچھ کہ نہیں سکتا گردش چہ قسمت کی وہ موجود ہے وان بھی پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچہ میں شب کو تنگ آ کے سرب وصل میں ہو جائے برہنہ سر بہر گستان ہوں چلے بادِ سباری آواز سہی کو چہ قافل سے ہے آتی سو دے نے تری زلف مسلسل کئے ہیں دکھائے گا اندھ مجھے یار کا کوچہ	کب تک رہے اس گھر میں آئی تھو جان دنزات رہا مثل حباب اپنا مکان بند وہ گنج ہے دل جس میں نقد و جہان بند آنکھیں تو کھلیں میں مری لیکن زبان بند گو شدہ سہ ساعت میں رہے رگِ برغان بند ما صبح نہیں ہوتی ہے آواز گنگان بند اندام کو اس گل کی تبا کے ہوں گران بند لکھو لے! سے ساقی جو چہ مدت سے دکان بند ہوتا ہے جُدا بند سے انسان کا یہاں بند زند ان محبت میں ہزاروں ہی جوان بند مومن ہوں رہے گا نہ دربارِ جہان بند
--	---

قسمت تجھے کیوں گنبد افلاک میں لائی  
آتشِ خفائی کو قیامت ہے مکان بند

منہرِ لبیوں میں تو دم کرے خیال یار بند جنشِ ابرو سے آئینہ نہ ٹکڑے ہو نہ ہر	خواب بد لکھوں جو ہو وین دین بیدار بند بیشتر کرتے ہیں ساحر سحر سے تلوار بند
---	---

<p>لکھوں کرد و دوازے کو کرتا ہوں سو ہزار بند روز رکھتے ہیں کراہ کا تین دو چار بند آجکل کرتا ہوں قحط مشتری بازار بند کرتے ہیں قالب تھی سکرے سے دسار بند بامری ہے اس پر کمر کھو لون تراشلواری بند مصحف رُخ پر قصہ بت کر نی نار بند زادہ ان خشک ہوں نسل زبان غار بند شیشے میں تاجدار رکھے گلے گلزار بند</p>	<p>کہا کہوں وعدہ خلافی سے ترے احوال دل میں آتا ہے کہ اکدن رکے دھوڑا ہون حسن جنس بے بہا اہل زمانہ تنگ چشم تو نے اک سچا سچا ہے ہاتھ سے اپنے جو یا پوچھتا ہے طنز سے کیا باز بھی کس پر کمر دیر میں جاوے الٹ کر گر تو چہرے نقاب گوش زد مونسے اگر تقریر تیرے مست کی موسم گل کی ہوا حلوتی ہے ساتی جام بھر</p>
--	--

مصحح حب قالب میں آنی ٹھکڑا ہوا  
پوچھا کچھ نفس میں بلب گلزار بند

<p>اور خاموشی سے ہم عاشق دلیگر سفید جہاں ہے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید زرد و موہوے گل سوسن تو طبیب شیر سفید کیا مس قلب کو کرتی جویہ اکسیر سفید شع کا فوری سے ہو غامضہ تختہ پر سفید پہنے پو شاک ہر اک عاشق دلیگر سفید پر تو ماہ سے رہتی ہے یہ تعمیر سفید اور ڈھ لے آپ تو چادر فلک پر سفید نہ ہٹے اور نہ منہ پر سے ہو شمشیر سفید چشم بد خواہ ہو مثل قحج شیر سفید فقر منعم کی طرح خانہ زنجیر سفید سرخ تصویر ہے کوئی کوئی تصویر سفید خون کھتا ہوں میں ہر چند کہ ہو شمشیر سفید</p>	<p>خوبو مونسے میں سن کر تری تقریر سفید وہ یہ کار ہوں ظلمت کدہ دہر میں مین لب جانان کی کبودی جو انھیں نگاہوں خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن سرد مری بتان کی جو حکایت لکھوں عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہو گا دل منور ہے خیال رخ نورانی سے کیا جو از درون کو احبابہ دنی رکھے گا سخت مانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ گا وہ شکر لب رہے آسیب نظر سے محفوظ کام فرمائیں تکلف کو جو دیوانے تو ہو شادی و غم سے ہے عالم کا مرقع تو ام عقل نے اہل حقیقت سے کیا پو آگاہ</p>
--	--

مردم رنگ سپہ مردم شمس سفید کیون نہ ہر رنگ بخ کشتش دگر سب سفید	ہر زمین پر ہے نئی آب ہوا کی تاثیر غم حیران پئے لیتا ہے لہو جنک کی طرح
--	--

## دلیف دال ہندی

اُس ترک میغزن کو ہے تلوار پر گھمنڈ گلچین کا یہ دوسفہ ہے گلزار پر گھمنڈ زیبا ہے نگو چاند سے رخسار پر گھمنڈ حسن و جمال ختم کرن یار پر گھمنڈ گفتار پر بہن اُسے رفتار پر گھمنڈ کچے تباہ اور نہ دستار پر گھمنڈ یوسف کو اپنی گری بازار پر گھمنڈ لازم نہیں ہے شربت دیدار پر گھمنڈ سار ہے اس گھر کا خریدار پر گھمنڈ	رکھتا ہے یار ابروے خمدار پر گھمنڈ ہو گا خزان میں رنگ دگرگون بہار کا عاشق میں گرد رہے ستاروں کی طرح سے کبر و عزت کی ہے سزا اور اسی کی شان تقریر اپنی اور روش یار کی ہے خوب دو چار روز لالہ دگل کی بہار سے یوسف نقا سے میرے زیادہ نہ ہو ویکا عیسیٰ مرصع عشق سے اپنے نہ بھر منہ آتش سخن شناس سے قدر سخن سمجھ
---	---

## دلیف ڈال

بس ہے انسان کو تعذیر کا لکھا تو یز لغش حب کا ہے مرے سنگ لڑکا تو یز نہ زرد پہنی کبھی میں نے نہ باندھا تو یز نہ تو گاڑا نہ جلا یا نہ بہا یا تو یز کھکے کس روز کنوین میں نہیں ڈالا تو یز موے سرا پر یہ برقی سنہرا تو یز	زور باد وہی کو بازو کا میں سمجھا تو یز دشمن و دوست پس ادم گم میں آنکھیں دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درپیش عذبہ دل سے پری رویوں کو نسخہ کیا ذوق یار کے ہو سے کی تنہا ہی رہی کے کی تکلیف نہ کہی بھر کرین ان آنکھوں کے جام
---	--

نہیں ملتی کسی صورت سے بلائے مہرم  
ڈھونڈے کسواٹش کوئی گنڈا تو یز



## روایت راز

پھل نہیں پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر  
 قلعہ میں تیسرے قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر  
 ہاتھ پر صبا دے بٹھالیا پر توڑ کر  
 چھینا شیریں کو تھا پرویز کا سر توڑ کر  
 شیشہ کو منہ سے لگایا میں نے ساغر توڑ کر  
 پیچ کا اُن گیسوؤں کے شانہ بکتر توڑ کر  
 خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خضر توڑ کر  
 محاسب رکھ دے تری گردن براہر توڑ کر  
 پھیر دے گا چار دن میں اے سکندر توڑ کر  
 نوڑے دیوار کو زندان کے لنگر توڑ کر  
 توڑتا ہے دل مرا شیشہ کو پتھر توڑ کر  
 چنیکر دگے اے حسینوں تم یہ زبور توڑ کر

شانہ ٹوٹا تار گیسو سے معنبر توڑ کر  
 اُس جگہ سے دل کو سینہ میں نہیں دھکوناد  
 شاخ گل پر سے کیا تھا لبکہ لبلیں کو اسیر  
 چھوڑنا تیشہ سے اپنا سر نہ تھا اکر کوہن  
 باز آیا فعل سے اپنے نہ بدستی میں بھی  
 ایدل صد چاکل بھکر زندگی سے ہونہ تنگ  
 درد بازو میں رہے گا سخت جانی سے مری  
 شیشہ کو توڑا اگر تو نے لگا کر جام سے  
 آئینہ لبیا تو ہے وہ لا پالی دیکھنا  
 قید مستی سے جو تنگ آتا ہوں کتا پر دل  
 یاد آئے ہیں ستم اُس سنگ دل محبوب کے  
 دیکھنے والا جو آتش کا جھبسا اُٹھ گیا

دم فنا کرتا ہے آتش جنبشِ مژگان کا شوق  
 چھیدتے ہیں دل رگ سودا یہ نشتر توڑ کر

ہو چکا ترے لئے مصر میں زندان تیار  
 مری شاخوں سے ہوئے سرو چرچاغان تیار  
 ابر مژگان نے کئے نعلِ مغیلان تیار  
 بر چھپانے والے ہوئے ہن صفِ مژگان تیار  
 دستِ قدرت سے ہوا سیکر انسان تیار  
 خاک اُڑے اپنی تو ہو گئید گردان تیار  
 زخم کے واسطے رکھتا ہوں نگدان تیار

جلد ہو ہر سفر اے مہ کنگان تیار  
 بارغِ عالم میں ہوں میں وہ شجرِ سوختہ بخت  
 آبلہ پانی نے صحرائیں رُلا یا جو مجھے  
 چل ولا وقت ہے سینہ کے سپر کرنے کا  
 لپٹ پا کیوں نہ یہ کوئین کے اوپر اے  
 سر بلندی بھی ہے گشتِ بخت کی کیا تھ  
 سچ اٹھانے میں زسب میں نے مزا پایا جو

تو بھی اے گریہ دکھا چہرہ رنگین حبیب زور بھی خاک کے تلے کو مہین بچتا ہے غم عالم ہے شکار دل شوریدہ مزاج کون سے روز نہ دامن لے مجھے اُٹھایا	بارش ابر سے ہوتا ہے گلستان تیار کشتی رونے کو ہوئے گہر و مسلمان تیار مین نے پہلو مین کیا شیر نستان تیار کب گلا کھوٹنے کو تھا نہ گریبان تیار
---	---

بعد محزون جو گیا مین مرے سر پر ہشت سایہ کرنے کو ہوئے بید بربان تیار
--

بھاگو نہ بھگو دیکھ کے بے اختیار دُور مانند مرغ قبلہ غامض چشم ہے عیسیٰ نے منہ مین ترے یار کے نکھا اے حضور اد منزل مقصود انبیاء گردن نہ خم ہو شیخ صفت گو جہانیاں مضمون باندھ لاتی ہے فکر اپنی عرش سے رو پوش ہے جو ناز سے اُس کا گلہ نہیں کیف شراب مین ہے مزا فکر شجر کا بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے تسکین کے لئے گئے منزل مین گور کے وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے فرقت مین یار کے یہ سخن نیک ہے مرا	اے کو دکان اچھی تو ہے فصل بہار دُور وہ کعبہ مراد ہو ہم سے مزار دُور درد فراق کو کرے پروردگار دُور پھوٹا ہے مجھ غریب کا بھبھے دیار دُور تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دُور وٹھو بڑھا ہے جب تو بکھولا ہے کار دُور تزدیک دل سے ہے رچ آنکھوں یار دُور رکھتا پیار سے ہے ارادہ سوار دُور کرتا ہوں آہ بھنچ کے دل کا بخار دُور ہو بچے تراب تراب کے ترے بقدر دُور وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دُور نخروم سے نہ اپنے ہو خد مسکزار دُور
---	--

پیری مین ترک لے کا ارادہ نہ عجیب آتش صبوحی کرتی ہے سب کا خار دُور
--

فصل سلسلہ زلف نہ کہنا بہت ضبط گریہ سے حلا کرتی ہیں آنکھیں سچ دو لون ہاتھوں کی ترے یار گردن کیا کھینچ	پہچ دیچ ہے خاموش ہی رہنا بہت سند ہونے سے ہر ناسور کا بہنا بہت بایان رہنے سے تو پھر بائین سے دنیا بہت
--	--

یار کو دیکھیں گے پہنا کے شب میں اُسے غصہ مارہ سار رکھتا ہے یہ کس کس دشمن	مل گیا کوئی اگر چہ لون کا گنا بہت آوی کے لئے غافل نہیں وہا بہت
ٹپڑے سیدھے سے غرض رکھتے نہیں دشمن جو کہے یہ دشمن دشمن کے یہ گنا بہت	
خط سے کب جاتے ہیں عاشق کوئے جاں نیک گمبہ سان حلے ادب ہر چار دیو اور حسد کھا لیا دلغ فراق یار نے آخر مجھے مصحفِ روئے صنم سے سحر زابد نہو مست نہ بعد مرگ بھی اے نازغ العفت پر بعد نیک بختوں کو نہ دے رنج انقلاب روگار فرقت تن سے ہر شادان روح اپنی حسد چاند سے رخسار پر لہر کے آلے دیجئے کار مراد نہ کیا چاہے نواے دست جنون ستد لب کا تیرے سن پایا تھا فسانہ بین یاغ میں آکر کھماں جاتا ہے اہر شک ہمار اے کمان کش چو کسش سے دلی امید فوی کا کھو کو چے قدم رکھ سرزمین عشق پر اُن لبوں سے گیسوے مشکین کا قصد میل باغ عالم میں وہ ایسا کونسا محبوب ہے	کشت پختہ کو کبھی بھاگے نہ دقان چھوڑ کر یاں قدم رکھتا ہے تخت انپا سیلمان چھوڑ کر ہو نہ غافل ملک پر عامل کو سلطان چھوڑ کر منہ دکھاوے گا خدا کو کیا تو ایان چھوڑ کر صاحب خانہ کو سوتا جاوے ہمان چھوڑ کر داصل خورشید مو شبنم گلستان چھوڑ کر خوش نہ ہو گا اس قدر دیوانہ زندان چھوڑ کر کھجے اندھیر زلفون کو پریشان چھوڑ کر تھینچ دامان پری میر اگر بیان چھوڑ کر زہر کھا یا مورچوں نے شکرستان چھوڑ کر گل کو خندان چھوڑ کر بلبل کو نالان چھوڑ کر تیر پہلو سے مرے نکلے تو پیکان چھوڑ کر کھیت ہاتھ اُس کے ہر جاکا جو نہ میدان چھوڑ کر تنگ ہو گا اس غتن میں یہ بد نشان چھوڑ کر خاک اڑاتی ہے صبا کس گل کا دامان چھوڑ کر
مستی فانی ہے آتش چار دن میں نیستی فکر عقبی کا کرے دنیا کو انسان چھوڑ کر	
اے جنون رکھو بیابان کو سواری تیار دل تو کتنا تھا نکل چلنے کو پر چلتے دقت	آج کل چلنے کو ہے باد بہاری تیار امپیرِ دل سے ہوئی جان ہاری تیار

گشتی لڑنے کو ہوئی بادبہاری تیار  
 بچا انسی بچے اسے گردن ہر ہماری تیار  
 فتنہ انگیزی کی ترکیبیں مین ساری تیار  
 بدھی زخون کی کرے تیغ تمھاری تیار  
 خون دل لخت جگر کی ہے سناری تیار  
 اے فلک تنگ نہ ہو گور ہماری تیار  
 نہ تو تلوار سچی ہے نہ کناری تیار  
 رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار  
 بیڑیاں ہوئی مین ہر مرتبہ ہماری تیار  
 بھاڑ کھانے کو ہوئے یوز شکاری تیار

جنگو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغریا یا  
 اس قدر تنگ گردیاں نہیں زیبا پیا سے  
 سرمہ اندھیر حنا قہر قیامت سستی  
 ہار پھولوں کے پہنتے ہو تو میری خاطر  
 رزق ہر صبح پہنچتا ہے مجھے بے منت  
 زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہ ہوئی  
 اس زمانے مین سپاہی نہیں بگاری ہیں  
 خد سے دھیان اس کو تکلف کا نہ آیا برگز  
 تیرے دیوانے کی وحشت ہو زیادہ ہر سال  
 کمر بار کا شک ان کی کمر پر جو پڑا

تحت تابوت کہان نیکے غبار اڑھاؤ  
 باد کے گھوڑے کی آتش ہر سواری تیار

نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر  
 راحت نہ گور مین حتی نہ آرام دوش پر  
 لا دے پھرے حباب درو بام دوش پر  
 رہنے نہ دے گی گردش ایام دوش پر  
 صیاد کا مرے ہے ابھی دام دوش پر  
 مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر  
 سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر  
 جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر  
 آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر  
 بجاری ہے جس کو زلف سیہ نام دوش پر  
 رکھتا انگر کمان کو ہرام دوش پر

دیکھی جو صبح زلف سیہ نام دوش پر  
 طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر  
 لچھ سخت جان کا سایہ جو سیاب پر پڑے  
 نادانی کا سبب ہے جو جو طفل کو قرار  
 زلف سیاہ یار کمر تک نہیں گئی  
 بالائے بام ہو جو سیجا نفس مرا  
 چلتے ہیں کیا یہ مار کے معزور بھوکریں  
 طفلی مین بھی مرا یہی عالی دماغ تھا  
 پیوند خاک ہونے کا اللہ رے شتیاق  
 کاندھامرے ہزارہ کو کیا دے دہ نازین  
 عاشق فشاں تیر کے ہوتے تری طرح

اے موت آگہین رہوں تا چند منتظر	ساقی سب کو طح لئے جام دوش پر
لاوے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر	

آتشِ اٹھان کا مین درو بام دوش پر	رہتے ہیں میرے کاتب اعمال رنج مین
----------------------------------	----------------------------------

جھڑنے ہیں بھول منہ سے اس سنگی دہن پر بعد فنا کنوئین کے پانی سے غسل دینا دونوں کلاسیان دو چھو لوں کی ڈلیان ہیں کیونکر نری تبا سے تشبیہ دون مین اُس کو سبے خلاف ناحق صیا دو باغبان ہر گھبراتے ہیں یہ اس مین وہ اس سر کرک باہر دیکھتے جو تل کسی کے نازک کلائیوں کے بھوکوں کو سبب بہ مین راہ خدا کھلاؤں اُس ترک سے جو کی مین صحران چائیں گشتوں کو تیری قبر مین دیکھیں جو دیکھ لینا دوہل ہوئے ہیں پیدا اک نخل حسن مین	عجفہ تار تیری رنگینی سخن پر کھنٹی ہو مین نے جان سسرین چہ ذوق پر گل کھائے ہیں یہ مین نے خواب گہن پر دوبوٹے بھی نہیں ہیں اک گل کے پیر پر نالوں سے اپنے کس دن بجلی گری ہیں پر جادو کیا ہے غم نے کچھ میری لوح دن پر بھونروں کو مین نے سمجھا شاخ گل سن پر دوسرے کو لب جو پہنچیں اُن غنچہ فتن پر مجھ جھلا کے کہا ہی کتے چھوڑاے ہیں کن پر زندگن کو ہو لی حسرت مودعی اکہن پر باد اطمینہ صدمتے اُس چشم اُس دہن پر
--	--

اک دو دج رہیں پر اس بیکو دگر کفن پر	لٹا ہے کیا جو آتش مرتے ہیں اہل دنیا
-------------------------------------	-------------------------------------

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست بار پر شرم سے وہ شرمگین آنکھیں جھکی جاتی نین خوشا ہے چہرہ محبوب پر زلف سیاہ چھینر سکتا ہے کوئی اہم کو شانہ مثل دلف کھینچتا ہے آپ کو درد اس قدر کیوں آفتاب کیا کردن لپٹ دلمند راہ الفت کا بیان	نشہ کا ڈور الجائے جان جو اس تلوار پر رات بھاری ہو گئی ہے مردم ببار پر عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر ماتھ لپھر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر بسا یہ کیا سورج کھی کا ہے کسی بخار پر چاہ مین اک پاؤں جو اکٹاؤں جو دیوار پر
---	--

<p>سرسری بھونہ میری آہ کو اے سرکشو  حسن کے منہ کی نقاب لہنیں گے بیمار ان عشق  کیوں نہ پہانے عاشقوں کے دل وہ طفل بہن  رودیا چہ عاشقوں نے ابر باران کی طرح  رنگ سب اڑتا ہے گیسوئے سیر کو چکر  بٹٹی بگڑی سے قاتل کی مین کیا تیریون  تو جو اے عیسیٰ نفس آبا عبادت کیلئے  تیرے دانوں سا کوئی موتی سمندر میں  دوست کو لے کر بغل میں رات بھر نہاؤں  یار کی فرقت میں رو کر قصرن کو ڈھاؤں  دام من لاکر کرے صیاد بے پردا حلال</p>	<p>ہیونک ہی دے گی گر بی جبکہ کجی خار پر  نہ توڑیں گے جو کی ہے شربت دیدار پر  طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنا پر  تمنے مارا چہ قدم جو برق کی رفتار پر  داغ چہ ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر  داغ کا دھبہ لگا ہے لالہ کی دستار پر  تندرستوں کو بھونے حسرت ترے بہار پر  صل لبہ اک بخشان کے نہیں کسار پر  ریشک چہ دشمن کو میرے طالع بیدار پر  پانی پھر جاو گیا اس گھر کے دروہوار پر  بلبل متیاب صدقے ہو چکی گلزار پر</p>
---	---

خود غلط ناحق نہوں تعلقہ آتش سے ہلاک

جو رکب منصور بن سکتا ہے کھنچ کر دار پر

<p>دکھائی حسن نے قدرت خدا کی گے چون  کریں گے اس سے صید اکدن کے تیغ قاتل کو  دکھائی دختر رز نے یہ میخانہ میں نیرنگی  نادی کو شراب اس نے پلائی جل کے سیر  کوئی بھینکے فلک اپنی طرف منھ اس کا کرتا  بھلا دیکھیں تو گو بازی میں بخت کون کرتا کہ  مری آواز بیاں کرنا ہو جان مودی کی  وہ بگڑی مری کرتا ہی نہیں نیک اسکو کہتا ہوں  نمود غیر مقصود دل آتش مزاجوں کو  تماشا دیکھ گورستان میں نیرنگ زمانہ کا</p>	<p>چراغ طور کا عالم ہے تیرے لئے روشن پر  رگون کا جال یاں پھیلا ہوا ہے اپنی گون پر  دم طاؤس کا عالم ہوا مینا کی گردن پر  کلبہ میں گیا تو ست کو دے پیکار بہن پر  ہمارا نام کندہ ہے مگر سنگ فلاخن پر  ادھر ہے جی ہن تون پر ادھر ہے تم جی تون پر  وہ رہرو ہوں کمر باندھی جسے ہے تون نہن  فرشتے میرے رحمت کرتے ہوں گے میرے دشمن پر  یہ ساری گرمی حمام چہ موقوف گلشن پر  جو گل ہن شدہ زن کو روہی چرخ مدفن پر</p>
--	--

زمین پکڑی تو پھر چھوڑی نہ ہرگز سید مجنون عروج حسن باز آری پسند دل نہیں ہوتا جنون نے چل بیابان کو میں باز یا گشت گان یہ صرف سید کوئی ہے وہ صرف فعل ماتم ہے	نشان داغ مجنون رنگیا صحر کے دامن پر مجر دیون مگر رغبت نہیں تجبہ کے جو بن پر خوش آئی ہے کسے چٹان کی تر گس کی سوسن پر مرے ماتم سے آفت رستی ہے اک سنگ آہن پر
--	--

ہر اک مصرع میں یا ان مضمون پر آتش و ستاری کا  
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

سہارا آئی ہے عالم کی کل و نسیرین و دوسن پر نقاب دہتے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے حذر عالی مقاموں کو ہے لازم خاکساروں سے ادب موزی ہر ایک زرد اپنے وادی کا سیہ چشم اکثر آتے ہیں تماشا دیکھنے اس کا نہایت بلبل شیدا کا اس نے دل چلایا ہے نہ بچا سخت طغیت کو بھی سر سبز دنیا میں ترہ حسدن سے او قاتل گلے میں تو نے ڈالی ہے نہا نیکو خاجا جام میں ہمرہ رقیبوں کے نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب تری زلف سے اک دن سفید اور بار ہو دیگی حرارت طود کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے قنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خونظاہ بازیگی	جو انان حمن نازان ہیں اپنے اپنے جو بن پر پر پروانہ سے آ رہے چلین شمعوں کی گشتن پر چھری چلتی کھجی بھی نہیں شیشہ کی گردن پر پیادے غالب نے ہیں سوار پشت تو سن پر نہیں ممکن کہ گرواد کر پڑے رہو کے دامن پر گھنڈا ہوئے شہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر جو بس ہووے تو رکھ دوں گ میں گلچین دامن پر شکوہ پھولنا ممکن نہیں دیوار آہن پر طلاؤ فقرہ کو اکے شک ہے اقبال آہن پر لٹا دیگا ہیں رشک آتش سوزان گلخن پر مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کو دن پر یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر یقین ہے خاک ہو گئی گرے گرا ہے خمزن پر ہماری خاک کے فدا کرتے تبضہ روزن پر
--	--

جو کامل ہیں نہیں اندیشہ آتش انکو بدین کا  
دبان زخم کاری خندہ زن ہیں چشم سوزن پر

اول سے حسن و عشق کو لایا ہے راہ پر  
عاشق چھو روز ازل سے ہے ماہ پر

<p>ناغموں کا عمل ہے فقط لا الہ پر مستی کا شگ بہا مجھے ابرسیاہ پر بھیجتا ہے تخت شاہ سربادشاہ پر مدت کے بعد آئی ہے خال پی راہ پر مرتبا ہے کیا سمجھ کے یہ انسان گناہ پر دھوکا ہوا فقیر کا تجھ داد خواہ پر سہستا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر جن تو چوہا حاشمین سر دیو سیماہ پر بو سے دیے ہیں دیو مردم گیاہ پر کیجئے ترے فقیر کا ہے شاہراہ پر دیکھا نہ گنج کو سربار سیماہ پر کیجئے نہیں جو ہم کو سپر کی پناہ پر رقص اس کا کیسا لاتا ہے مطرب کوراہ پر باندھا جو شملہ یار نے زرین کلاہ پر رحمت خدا کی اپنی اثر دار ۳۵ پر جانور رکھا ہے سجدہ انھوں نے گیاہ پر لیتے ہیں موتی جو ہری اپنی نگاہ پر یان رسم درے پڑنکی ہے داد خواہ پر ابرسیہ کا لطف نہیں خانقاہ پر</p>	<p>منکرین ذات صانع عالم کے دھریے دکھائی برق نے جو ترے دانتوں کی چمک مدفون ہیں اس زمین میں ہزاروں ہی تاجدار کوچے سے یار کے نہ صبا دو بھنپکا سے اعضا گواہی دینے کو حاضرین روز حشر قسمت کی خوبی دیکھو اس شاہ حسن کی میں کشتی شکستہ دریا سے عشق ہوں سمے خلاف ہے فلک تیرہ روزگار یاد آگیا ہے سبز جو مرگان یار کا اے طفل ترک ادھر بھی گذر گاہ گاہ ہو آذر اہل بھی نہیں موزی کے واسطے دیتے ہیں خالی دار کو دشن کی تیغ کے صاحب کمال صوفی عالی مقام ہے بالہ میں عاشقوں کو ہوا ماہ کا یعتین گوش بتان کے پردے چھٹے اسکے شور سے کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہیں اہل شرع دندان یار جب سے سمانے ہیں آنکھ میں شہر بتان میں حوصلہ فر باد کا نہ کر مشاق اہل مسکدہ ہیں یان کرم کرے</p>
--	---

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہوں آسمان

ہوتا ہے برج و لو کا شگ مجھ کو چاہ پر

عشق پیمان بن گیا طغرائے فرمان بہار  
تیر باران بلا ہے مجھ کو باران بہار

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار  
دخم خندان یار بن ہو روے خندان بہار



<p>مرق کی چٹک سے کم وقفہ ہر دوران بہار نرگس شہلا کو کیسے چشم فغان بہار نے سواران چمن ہین مرو میدان بہار سبز بیگانہ ہوں لیکن ہوں مکان بہار بلغ بے سبیل ہے بے شیرازہ دیوان بہار لکھت ہے تلوار کا یارب کہ میدان بہار لالہ آتش زبان ہے شمع ابوان بہار ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار رزق زبور عسل ہے ریزہ خوان بہار نعتشندان خزان و نقش ندان بہار جاتے ہی تیرے نکل سی جاتی ہر جان بہار سروش سبز ہے سبیل شہستان بہار صدقے ہوتے ہیں تپتے شے مرغان بہار</p>	<p>بے بقائے مستی شبنم سے باران بہار زلف سبیل کو کچھ گوش اگل کو جانے شواج گلبن پر یہ طفل عنچہ سے ظاہر ہوا کیا سمجھا کروندتے ہین تجکو سیار چمن زلف کا ہونا قریب چہرہ رنگین ہے شرط چاک پر ہین ہر اک گل کا عینہ زخم ہر روشنی ہووے جو آنکھوں میں تو سیر باغ کمر آب جو ہین ہین صفا سے سینہ اشراقان پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کیا تھ نیک رنگ میرا اور تیرا کچھ کمر حیران ہوئے جان تازہ آتی ہے آتے ہی تیرے باغ ہین لالہ دگل سے سنوڑ آباد ہر بزم حسن مہر سیر باغ جاتا ہی جو تو اسے شمع رُو</p>
---	---

کل ماتم کی طرح ہوں بوستان دہر میں  
نے سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

<p>کیا زمین پیدا کرے گا آسمان بالائے سر میزبان رکھتا ہے پائے میمان بالائے سر دم چڑھے ہو صد مہ سنگ گران بالائے سر اس نہا کا سایہ ہوئے مہ بان بالائے سر سارے تن سے مچھ کے آرتی جان بالائے سر زیر پاکبے سے کشتی بادبان بالائے سر اٹو کرے پھولوں کے رکھ کر باغبان بالائے سر گنبد و ستارے زاہد مکان بالائے سر</p>	<p>گرد و کلفت جم رہی ہر زبان بالائے سر کیا عجب ہے داغ سودا کا مکان بالائے سر برگ گل کھوں اگر مین ناتوان باہائے سر برق سی جلی تری تیج اے جان بالائے سر کھینچتا ہے نغ حبیبہ و لستان بالائے سر پار اتر جاؤں کرم سے تیرے ای باد داد پھر بہار اے بے نیاز آوے پھر بن پھر کو کج رکھتے ہین ای سبت ترے سر پر چھائے کیلئے</p>
--	---

خون ناحق کو چہ میں اس ترک کے بھتے ہیں  
 کون تجھسا پادشاہ حسن ہے اے ہر دوش  
 کیا کچھ کر ستم سے میں یا رو کو تشبیہ دون  
 بلبل دقہری برابر دون ہوتے ہیں حلال  
 عالم بالا کی نعمت کا اگر صہ کا ہوں میں  
 استعدا تو سعی کرتا ہوں میں راہ عشق میں  
 فکر کی گرمی سے طلبا ہر بس میرا داغ  
 کھلے خطا حسرت میں قاصد کی پھینچن ہوا  
 ایک دن تو بام پر سے روئے تو رانی دکھا  
 صورت بدست ہر وہ طفل حسین ہر دلعزیز  
 کونسا گھر ملے گا مندری اپنے پاؤں میں  
 حسرت شاہی ترے در کے فقیروں کو نہیں  
 کس جگہ زیر زمین قبر بن نہیں آہستہ چل  
 میل آراش بھراغ حسن کو دیگا فرغ  
 یہ بھی دیوانہ کسی گلو کا ہو دے او کریم  
 تاج کے سر میں نہاں رکھوں میں سو دلف کا  
 آرزو ہر پاؤں پر اسکے چار اسر ہو اور  
 کونسا حلقہ ہر جس میں اک دل عاشق نہیں  
 نالے کرتا ہوں تو کہتے ہیں مجھے اہل میں  
 اپنے عریا نوں کا پردہ رکھیکا وہ عیب پوش

لاشتہ تری پے لاشتہ پر سر ہو طیان بالائے سر  
 تاج زرین مہ سے گل کی کمکشان بالائے سر  
 یان دہن میں ہر زبان دان ہر زبان بالائے سر  
 گل کو رکھتا ہے خود سر درد ان بالائے سر  
 آسمان پر سے فرشتے اتریں خوان بالائے سر  
 پاؤں کا میرے پسینا ہے روان بالائے سر  
 جائے مو دکھلائی دیتا ہے دھواں بالائے سر  
 چاہیے بد پر بنا دے آشیان بالائے سر  
 پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالائے سر  
 آنکھوں پر رکھتے ہیں پیر مسکوجان بالائے سر  
 بوئے ہن محل حنا کو باغبان بالائے سر  
 تخت ہر حکو ز میں حیر آسمان بالائے سر  
 پاؤں پڑتے ہیں ترے ایجان جان بالائے سر  
 شمع ختی باندھے گا وہ داستان بالائے سر  
 آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالائے سر  
 موئے سر کے بدے سنبل ہو عیان بالائے سر  
 دست شفقت بھرے وہ شکت نشان بالائے سر  
 طرہ کیسو ہر اس گل کو گراں بالائے سر  
 کیوں اٹھایا جانتا ہر آسمان بالائے سر  
 رودر محشر ہوں گی چشم مردمان بالائے سر

قل جب چاہے کرے عشق وہ ترک جنگجو

نے گلے میں ہر ذرہ نے خود یان بالائے سر

موئے مژگان کو ہر شلخ ہر ستر کا نظار

خون دل کے ساتھ ہر لحوت جگر کا نظار

<p>سرو قد بار کے مضمون کا رہتا ہے خیال تارے گھٹنے گھٹنے شب کو صبح کو دیتا ہو نہیں شب جو تینے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا راہ سے آنکھوں کے نکلے جان مضطر چاہیے کلشکی بندھو اے رکھتا ہے ہمیشہ سوئے در قطع کر رکھو کفن اپنے لیے اے آسمان کو دپڑنے کا زبس عیار کے گھر میں خیال عشق پیدا کر کی کچھ حسن و خوبی کی نہیں خود چلون گایا سے لینے جواب خود شوق نا تو ان ہو جاتا ہو فکر سخن سے آدمی</p>	<p>شک کرتا ہو امو مصراع ترکا انتظار ہند اڑا دیتا ہے اک رشک ترکا انتظار ہر گھڑی دل کو زیادہ تھا گجر کا انتظار شام سے فرقت کی شب میں ہو شکر انتظار مردم دین کو اس نور نظر کا انتظار ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار ہے اندھیری رات میں بچپی پہر کا انتظار سوئے صندل ہو تیری در سر کا انتظار اور میں کرتا ہوں دودن نامہ بر کا انتظار رشتہ کرویتا ہے آنکش اس گسر کا انتظار</p>
--	--

## رویت اے ہندی

<p>حیرت ہے ہونہ زلف و رخ و یار سے بگاڑ مثل نسیم ہوں چمن روزگار میں رخچید جب ملے ہم سے وہ خانہ خراب ہو پاتا ہوں میں مزاج عناصر میں اختلاف بوسہ طلب کروں تو مجھے گالیاں ملیں اس مہ کی مہربانی تک اپنی ہتی زندگی آزادہ ہوں وہ بوسہ لب کے سوال پر تیرے سوا کسی سے علاقہ نہیں مجھے اے بکر حسن لہریہ کیا آئی ہے مجھے</p>	<p>رہتا ہے درنہ کا فرد و نیار سے بگاڑ اگل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ گھر سے بگاڑ ہے درد و دیار سے بگاڑ آپس میں ہو گا ایکن ان چارے بگاڑ میوہ ہونہ عاشق رخسار سے بگاڑ غیرت سے مر گئے جو ہو یار سے بگاڑ شیرینی کے لئے جو نمک خوار سے بگاڑ لازم نہیں ہے خاموم سرکار سے بگاڑ رکھتا ہے اپنے نقشہ و دیار سے بگاڑ</p>
<p>دپوانے آجکل کے کچھ آنکش نہیں ہیں ہم دلت ہوئی کہ ہے سرودنار سے بگاڑ</p>	

## اردیف لے مجھ

دامن زین سے پستی ہر مری خاک ہنوز  
پاؤں تو سست ہوئے ہاتھ مچا لاک ہنوز  
اک گریبان نظر آتا نہیں بے چاک ہنوز  
نہیں آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز  
مین نے جانا کہ زمانے میں ہیں حکاک ہنوز  
نظر آتے ہیں جن میں حسن و خاشاک ہنوز  
دوسند رہیں مرے دیدہ منساک ہنوز  
زیر دیوار چین ایڑتے ہیں تاک ہنوز  
صاف ہوتا نہیں اس پر بھی مساک ہنوز

ساتھ ہر بعد فنا حسرت فتراک ہنوز  
کپڑے چھٹے ہیں مری خانہ زنجیر میں بھی  
کون کہتا ہے سب ہو گئے آیام جنوں  
آنکھ بھر کر نہ بھی چاندی صورت دیکھی  
عشق نے نقش چھایا جو نگین دل پر  
باغبان کسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے  
کیا کروں اس کو جو بھلے نہ بخارا گل کا  
اس قدر فحط ہے کسو اسطے نے کاسانی  
استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش  
وہی گردش میں رہتے روز ہیں افلاک ہنوز

پیتے ہیں نوجوان شراب کہن ہنوز  
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز  
منبتے ہیں مارتوں سے مرے زخم تن ہنوز  
دیکھا نہیں ان آنکھوں نے سورج گہن ہنوز  
غربت میں بھولے بیٹھے ہیں یاد وطن ہنوز  
بل کھا رہی ہے زلف شکن در شکن ہنوز  
اس نے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز  
خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز  
دیکھا نہیں ہے آئینہ نے وہ بدن ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز  
پاتا نہیں میں یار کو میل سخن ہنوز  
برسوں سے رو رہا ہوں شب درو و فصل  
رخسار یار پر نہیں آغاز خط ابھی  
انجام کار کا نہیں آتا خیال کچھ  
عالم ان ابروؤں کی جی کا جو ہے سو ہے  
خلوت کی کیا امید رہیں آسمان سے ہم  
عالم حجاب یار کا تا سال سے وہی  
اپنے اصفائے سینہ کا حیران کار ہے

ہر چند باغ دہر میں مدت سے ہوں انجم

<p>آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذوقِ سنوز</p>	<p>فیض سے ابر بہاری کے ہوئے گلزارِ سبز</p>
<p>ساقی میخانہ کو بندھوا دیے دستارِ سبز زرد ہو جاتا ہوں سو سو بار سو سو بار سبز آئینہ کے آگے ہو جاتا ہے روئے یارِ سبز کیا کرے بارانِ زمین سوزِ مینِ آشجارِ سبز سرخ مثلِ لعلِ گلِ شکرِ زمرِ رخسارِ سبز ہو گیا ہدیت سے رنگِ مہمِ رنگارِ سبز تاک کو کرتی ہے اپنے آہِ آتشبارِ سبز سبزہ خط سے ہوئے ہیں لالہ گونِ خسارِ سبز خشک ہو کر نخل پھر ہوتا نہیں زرمزارِ سبز جامِ ہونِ نیارِ بہرِ بانِ گلزارِ سبز منہدی کی مٹی سے رہتی ہے ہر اک لوارِ سبز سرخ اکسیرِ عجبِ قہرِ شلوارِ سبز چہرہ آتش ہے مثلِ چہرہ بیکارِ سبز</p>	<p>شدتِ دردِ جدائی سے دگرگونِ حال ہے آپ سا دیکھا نہیں جانا غرورِ حسن سے فیضِ نیکون سے ہواں کو وہ جوہنِ بدست ہوں مین وہ بلبلِ جواہرِ خانہ جس کا باغِ ہر زخمِ ہلو مین نے دکھلایا تھا اکدن کھول کر سوزشِ دل مین اثر ہے تالشِ خورشید کا القلابِ دہرے مین نہیں ہے حسن بھی چار دنِ جوشِ جوانی کے غنیمتِ جانیے بیکدہ مین سیرِ نینگِ جہان بکھین گے ہم سیدہ اشکون سے کمی ہو میرے گھر مین روزہ دیکھے کس کس کو وہ زرینِ قبا کرتا ہر قتل کون کتنا ہے نہیں عناب ہے اس کو عشق</p>
<p>رولیف سین حملہ</p>	<p>رولیف سین حملہ</p>
<p>زخمی کو نہیں اس کے دماغِ پڑاؤس جو دم ہے غنیمت ہے فراغِ پڑاؤس دماغِ اپنا ہی ہے شمعِ چراغِ پڑاؤس ہر داغ ہے اک لالہ باغِ پڑاؤس</p>	<p>کرتے مین عبت یارِ سراغِ پڑاؤس صبا دھبی زخمی بھی اسے بانڈھین گے دونوں محتاجِ نہیں روشنیِ عاریتی کا اسے ابر ترے عشق مین یہ رنگ دکھلایا</p>
<p>دھویا کرے بارانِ بہاری اسے آتش چھتے کے پروں سے نہیں دماغِ پڑاؤس</p>	<p>دھویا کرے بارانِ بہاری اسے آتش چھتے کے پروں سے نہیں دماغِ پڑاؤس</p>
<p>نسایہ بن جلے ہالوٹ کے دیوار کے پاس</p>	<p>زورِ خورشید ہو پوچھ جو دربار کے پاس</p>

<p>خوشنما کہتے ہیں گوسر کمر یار کے پاس  در کے نزدیک کبھی ہون بھی دیوار کے پاس  کس کی قسمت کا ہر پانی ترے تلوار کے پاس  سایہ کو آنے نہ دون میں تری دیوار کے پاس  جھونپڑا ڈالا ہے صیاو نے گزار کے پاس  روز ہوتا ہوں ہر کارہ اخبار کے پاس  روین گے بچے کے آزاد گرفتار کے پاس  سنبہ کو کھول کے جاتے تھے جہلول کے پاس  اب تو جلاؤ کو بھجواؤ گنگا کے پاس  اٹھ گیا رو کے جو آیا ترے پیار کے پاس  خندہ زن گل کی طرح بٹھیکے ہجر کے پاس</p>	<p>طرہ زلف سے زیبا نہیں خسار کے پاس  لوچہ یار میں سایہ کی طرح رہتا ہوں  سیکڑوں شہد دیدار میں معلوم نہیں  انجکو درباری کی خدمت ہو تو اسے خانہ یار  انکر مرغان چین کی ہے ہزار آئی ہر  کب جواب آئے خواشوق کا دانے کچھوں  کار زنجیر جو ان گیسوے پچان سے ہوا  پھر گیا منہ تری ابرو کی طرف سے ان کا  ایڑیاں شوق شہادت میں کمان تک گروں  حالت نزع ہے صورت کوئی بچنے کی نہیں  باغ عالم میں جو رکھا ہے قائم او آتش</p>
---	---

## روین شین عجمہ

<p>تمام عمر کئی قصہ مختصر خاموش  زمین گے مجھ کو نیکیرین دیکھ کر خاموش  جو دو پہر ہوں میں نالان لود پہر خاموش  رہا میں عالم وحشت میں ہمیشہ خاموش  اٹھا میں مٹھ کے اکدم ادھر اُدھر خاموش  ہمارا غنچہ دین کیوں ہر اس قد خاموش  خدا کے قمر کا رکھتا ہے مجھ کو خاموش  ہر راع زسیت کو بھی کرتی ہے خاموش  دہان غنچہ کو رکھتا ہے مرثت ز خاموش  پھر آگیا پس دیوار و پیش در خاموش</p>	<p>جلد میں شمع کے مانند عمر بھر خاموش  جبین کے نور سے اسلام بیان ہوید ہر  نہیں قرار زمانہ کو ایک حالت پر  جنون میں بھی ہوئی نائل مجھے دانائی  نہ کتبہ میں نظر آیا نہ تبارے میں تو  بہن ز باغہ نہیں شکستہ ہوا  توکل کے دل رکھاؤں میں ابونکی طرح  ہوئی ہے قاتل عالم صباحت رخ یار  زبان کیلئے کا نقش منہ بھر آئی ہے  نہ راہ ہی مجھے سو بھی نہ بچا ندی گھات</p>
---	---

روانہ ہوتا ہے پہلو سے پھلے ہرے بار لکھنڈ زلف کا ٹوٹے نہ تار آنے پٹانے نہ چھپرے قصہ موے میان یار آتش	چراغ صبح سے کرتا ہوں پیشتر خاموش رہا بہت میں گلا گھونٹ گھونٹ خاموش کسی نے دیکھی ہے معشوق کی کمر خاموش
---	---

## رویت صدا

آفت جان ہے تراے سر و گل اندامِ رقص طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے کس طرح کرتا ہے یہ دولت گوار آدمی چہرہ محبوب پر گیسو نہیں لہرا رہے اسے دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہیں دم فنا ہوتا ہے دامن کی سڑک ٹھوکر کیساتھ حاصل دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب سینہ کوئی کی صدا ہے کہ گنگر کی صدا ایک دن لایا تھا جام نے ترے نوتوں کا پاک چشمِ راحت کا رذلت میں خیال غلام ہے اپنی صورت سلنے اپنے تماشا گاہ ہو سکدے میں چلے سیر عالم نیرنگ کر دل اسی پہلو میں آتش پیش ازین تیا تھا	ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص بام پر گویا کہ میں ہوں اور میرا بام رقص فی الحقیقت کچھ نہیں غیر خیال خام رقص بت کے آنے کرتے ہیں کفارِ نافرمان رقص ہوسکا طاؤس سے کابلِ انعام رقص خرمن امید کو ہے برق کا پیغام رقص بہر زگر کرتے ہیں محبوبان سیم اندام رقص بقرار ہی ہے تری یا ایلِ ناکام رقص آج تک کرتا ہے یہ گردون مینا فام رقص عمرِ عجبِ رفاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص کیا سمجھ کر یہ روار کھتے ہیں خاص عام رقص قلقل مینا ہے نغمہ اور دورِ جام رقص یہ وہی جا ہے جہاں ہوتا ہے صبح و شام رقص
---	---

## رویت صدا و مجرہ

کلام ہے شیشے سے جھکو اور ساعت سے غرض عشق صورت سے خیال آیا ہے معنی کی طرف آشنا ہوتے ہیں غلس کے کمان یہ لاپچی	مست رستے ہیں سترابِ حرج پور سے غرض حربِ صدف سے مدعا تھا اب ہو گویا سے غرض زر کی خواہش ان حسنین کو ہو زیور سے غرض
---	--

<p>اپنے فعلوں سے تعجب ہے ہنود جو فساد          ہنس لب مانگے پر گالیان دیتا ہے یار          آنکھ گل پر والہ رخسار کی پڑتی نہیں          ناز بجا بھی نہ اسے دل ناگوار طبع ہو          صاف نہ ہو کر گلستان حسن کی کوئی بہار          عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجئے          نگوہ اس کا بھی زبان زد مہونہ دل چاہئے          فرش قالین وند کا آشنا ہوتا نہیں</p>	<p>زن سے مطلب ہو زمین سے دعا ہے غرض          نہ ہر ملتا ہے اُسے جس کو ہو شکر سے غرض          عاشق قاتل نہیں رکھتے صنوبر سے غرض          اب تو اُنکی ہے تری اس ماہ پیکر سے غرض          یہ مراد آئینہ کی صحتی یہ سکندر سے غرض          مرنفلس کی نکلتی ہے تو گھگھ سے غرض          اگر اٹھاوی ہے جہان سفالہ پرور سے غرض          آتش درویش کو ہے اپنے ستر سے غرض</p>
--	--

## دلیف طار

<p>کیونکر کہیں نوشہ قمرت کو ہم غلط          حق حق کہو جو مین تو کہے وہ صدم غلط          وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط          تیرنگہ نشانہ کو کرتا ہے کم غلط          کیا بھر مین نہ اب بے سے غم غلط          جاوے سے پڑنے پائے نہ نقش قدم غلط          کرتے ہیں برین رہ بیت الصنم غلط          ہستی کو اس کم کی سچ کہتا عدم غلط          اے دل ہر ابر تیر سے چشم کرم غلط</p>	<p>سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط          ایسے فریب اس نے حرفیوں کے کھائے ہیں          معشوق سے امیر وفا ہے خیال خام          مایوس مہونہ مرغ دل اکدرن شکار ہے          ہوتی ہے وحن مین نشہ کے دہنی چھل          احوشوق راہ یار مین لے تو چلا ہے تو          کعبہ سنا ہے نام جو کوچہ کو یار کے          شاعر نہیں ہے سجدان کہے جو سچ          چھل پائے گانہ عشق سے ابرو سے یار کے</p>
---	--

خبر یار کے لئے کرتا ہوں خط شوق  
 مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

<p>بے خبر ایک دن سفر ہے شرط          بے خبر ایک دن سفر ہے شرط</p>	<p>کب خشک اور خشم تر ہے شرط          کہے رکھتے مہین ہم خبر ہے شرط</p>
---	---



دین و دنیا سے لے خبر ہے شرط  
 عشق بازی کا درد سر ہے شرط  
 شرط پر شرط شرط پر ہے شرط  
 جسم کے واسطے کر ہے شرط  
 خال کوتاہ و مختصر ہے شرط  
 گوش بھی قابل گھر ہے شرط  
 اُس قدر ہو کہ حقدار ہے شرط  
 مثل غنچہ گرہ میں زر ہے شرط  
 ساقی غیرت تھر ہے شرط  
 زہر میں زہر کا اثر ہے شرط  
 جوہری کے لئے نظر ہے شرط  
 دل کے خون کرنے کو جوہر ہے شرط  
 حسن بے پردہ سے خد ہے شرط  
 سیر گلزار کو سحر ہے شرط  
 پاؤں پر تیغ زن کے سر ہے شرط

مست تیرے لئے محبت کا  
 صندلی رنگ سیکڑوں معشوق  
 قول پر قول بھسے یار سے ہے  
 کہوں کیوں کو مکیان یار کو بیچ  
 زلف خوبان دراز لازم ہے  
 قابل گوش سیکڑوں گواہر  
 یہ مٹنا ہے بندگی تیری  
 گلشن عشق کے نظارے کو  
 توبہ مے کے توڑنے کے لئے  
 لب شہین سے میٹھی باتیں کر  
 جھوٹے پتوں کا دیتے ہیں دھوکا  
 عشق میں صبر کا مشکل ہے  
 طور سے کیا کیا تجسلی نے  
 عہد پیری میں روئے رنگین دیکھ  
 معرکہ عشق کا ہے یان آتش

### رولیف ظار مجھ

بات بڑھائی ہو کھوئی ہے تکرار لحاظ  
 توڑنا یاد کا اے چرخ ستمگار لحاظ  
 مجھے رکھتے ہیں بجا کا فرو و نیدار لحاظ  
 نہ ہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ  
 نجاو رہتا نظر آتا نہیں زہنار لحاظ  
 صحبت بد سے ہر انسان کو نزار اور لحاظ

سخت گوئی سے مجھے چاہئے او یار لحاظ  
 جام توڑے سے نافوں کا تجھے زور آور  
 نہ تو مند وہی میں ٹھہرا نہ مسلمان نکلا  
 اٹھ گیا پردہ چھپی لوح سے آتش تن  
 یار ہے باغ ہے سبزہ ہوئے گلگون ہو  
 مثل غنچا ہو مجھے مردم دنیا سے محروم

آہیچنے سے پروناک دل بیا ر آتش  
بد مزاجی سے مرے رکھتے ہیں غمخوار لحاظ

## ردیف عین قہلہ

قدر کیا رکھتی ہے پیش چہرہ پر نور شمع  
صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نور بدن  
اڑ گئے اغیار سستے ہی مری آواز یا  
نیش زن کو اپنی دولت سے نہیں بکن فروغ  
سشب کی سشب اُس شعلہ سے گرم بہت ہو گیا  
اگر فلک اتنا تو محفل میں فروغ اپنا بھی ہو  
بام پر تونے جو جھکوا یا میناںک اے شعلہ رو  
یہ بھی عاشق ہو مگر رخصتی ہے جو میری طرح  
جستجوے یا میں نکاون اندھیرے میں اگر  
دینہ بنیا دل روشن نظر آتا نہیں

نام کو چربی کا پتلہ گو ہوئی مشہور شمع  
پیرن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع  
راہ گئی مجلس میں عذر رنگ سے مجبور شمع  
کب ہوئی روشن میان خانہ زنبور شمع  
صبح کو پیدا کرے گی سردی کا نور شمع  
یار کے نزدیک یثیین ہم کھڑی ہو دور شمع  
رات بھر روشن ہی بالائے کوہ طور شمع  
اشک گرم وسینہ سوزان تن محروم شمع  
راہ تبادا دے پری جگہ دکھا دے جو شمع  
اڑ گئی بزم جہان سے صورت کا نور شمع

صورت پروانہ جلتے ہیں قریب قریب  
سوز غم سے ہو گیا ہے آتش رنجور شمع

خاک ہو جاتی ہے جل کر میرہ پروانہ شمع  
شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہے کوچ  
تیری محفل میں اگر دیکھے مری گستاخیان  
سوزش دل کا بیان کچھ کیا تحارات کو  
گر قیامت نہ کرتے کرتے آخر ہو گئی  
اور کچھ مطلب نہیں پروانہ کا سمجھے رہو  
آشنائے حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہے  
جندش شعلہ بخان اُس کو اشار لیے یہ یار

ہر تو زن رکھتی ہے لیکن غیر مردانہ شمع  
منزل سہتی کو سمجھے ہے مسافر خانہ شمع  
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع  
مہوم ہو کر ہو گئی سن کر مرا افسانہ شمع  
اگر کچی معمور اپنی عمر کا پیمانہ شمع  
آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع  
گور پروانہ کے لاتا نہیں دیوانہ شمع  
اگر تیری ہے محفل میں تیری سجدہ مشکرانہ شمع

<p>روئے روشن سارے کھنسی بوج روشن اگر لائی ہر ایمان یہ کس کا مصحفِ دودِ دیکھ کر دل میں رہتا ہے خیالِ چہرہ پر نور یار چشمِ غول آنکھوں میں پھر جاتی ہر اس کے شعلے عکسِ روئے آنکھیں سے تیرے اگل پرین سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے روشنی دیکھے گا یارب کو نسا رشکِ پری عزتِ مہمان ہر لازم چاہیے پروانہ کو</p>	<p>جانِ قیمت مانگتی گاہک سے دل بجائے شمع رکھتی ہر اشکوں سے اپنے سبکِ صدوانہ شمع ہر تو مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع یا دلو لاتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع زلفِ شبگون میں ہوا ہر ایک خطِ نشانہ شمع ڈال دیتی آہنِ گلگیر میں وندرانہ شمع ڈھالتا ہر اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع درتک لینے کو آوے لیکے صاحبِ خانہ شمع</p>
--	--

حسنِ ناقص ہے کوئی عاشق نہ ہو آتشِ اگر  
ہے یقین بے پرہیزی ہے جو بی پروانہ شمع

<p>روشنی بزم ہے یارِ چہرہ گلرنگِ شمع اُٹھتے ہی اسِ موقوفِ محفل کے سب بیکار تھے کنجِ مرقد میں یہ دلِ غل سے میرِ حال ہر آتشِ فرقت رہی بعد فنا بھی مستعل ساعدمین سے نسبتِ دو کوئی ناقصا سے فکرِ رنگین کو جو ہوا انگشتِ وفذ کو کا خیال راہِ بھولون گر سب تار یک میں تیر موند بزمِ ماتم ہے ہر اک محفلِ فراقِ یار میں</p>	<p>کنجِ مہین پروانہ و مہمانِ خوشی سنگِ شمع جام و مینا ساقی و مطربِ بارِ چنگِ شمع گر میوں کی رات میں جیسے مکانِ تنگِ شمع موم ہو کر بہہ گئے میری کدیرِ سنگِ شمع اپنے آگے ایک سی ہر ساقِ پائے سنگِ شمع دوستِ نسبتِ آئینِ مضمونِ گلِ اورنگِ شمع منزلِ مستی سے عنقا ہو صدا کی ننگِ شمع رات بھر جلتے ہیں آتشِ عاشق بے ننگِ شمع</p>
---	--

## دلیفِ غنیمت

<p>بزمِ میں رنگین خیالوں کے جو ہو سرِ جلیغ چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھیں روشن نہیں روشنی طور ہو بارِ دگر ممکن نہیں</p>	<p>سنبلستانِ ہوشستان لاکھ گلشنِ چراغ ہر تو مہتاب سے بن جاتے ہیں روقِ چراغ تیر سے صدقے کا کمان سے لایا گلشنِ چراغ</p>
--	--

<p>دن کو بیداری میں رہتا ہوں خیال روئے یار سیکڑوں پروانوں کو اس نے کیا خاکستہ دل ہمارا فردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے یار کو بھر کا کے مجھے کوئی پاتا ہر فروغ صبح تک چلتی ہے آہوں سے ہمارے باتند دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا گنج زر رنگ طلائی نے کیا منہ یار کا منزل ہستی میں دشمن کو بھی اپنا دوست کر</p>	<p>رات بھر میں دیکھتا ہوں خواب میں ہنس چرائی موم کر سکتا نہیں اپنا دل آہن چراغ داغ سینہ کا ہر گویا گور پر روشن چراغ آتش افروزی سے ہو نیک نہیں دشمن چراغ شام سے فانوس رکھتی ہے دامن چراغ واسطے تشبیہ کے ہو دین گل مومن چراغ لعل لب کو میں نے بھانا ل پر رٹھ چرائی رات ہو جاوے تو دکھلا دو مجھے رہن چراغ</p>
---	--

داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور میں  
غم نہیں اس کا ہوا نے سرد دفن چراغ

<p>بتیان اس کی بنا کر میں کروں روشن چراغ رات بھر چلتا ہوں یہ چٹھوں سپر چلتا ہوں وہ قلب ہایت گداز عشق سے ہووے اگر تازہ ہو جاتا ہوں یاد رنگان سے داغ دل نیکہ چلتے ہیں حسد سے دیکھ کر میرا فروغ امن میں رکھتی ہے شر سے فتنہ کی موتی ملی تیل کا مقدور تو اس کو نہیں ماتی رہا روز و فرقت کچھ شب و بکور سے بھی نہ سیاہ کون کہتا ہے ستارے اپنی برق آہ سے جانمیں داغ محبت کی دل بے عشق میں دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر</p>	<p>باؤ سے اڑا کر بھجوا دے گھر مراد امن چراغ دل کو دیکھے اور اپنا سینہ آہن چراغ موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ کاروان کرتا ہوں اس دیرانہ میں روشن چراغ روز اڑا یا کرتے ہیں سندوق سے دشمن چراغ چور بھر جاتا ہے گھر میں دیکھ کر روشن چراغ گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ دن کو ہووے گا ہمارے گھر میں ابونٹن چراغ بن گیا ہوں اس سیاہ خانہ کا ہر روز روشن چراغ خانہ خالی میں دیکھا ہے کہیں روشن چراغ اپنی جرنی سے جلاوے راہ میں ٹھن چراغ</p>
---	--

ایک دلی سے دوسرے دیون کے ہو گا گھر گرم  
آتش افروزی کرین باہم ہوں جب غن چراغ

مرد میدان پر تو کھلے دن کو سید انبیا چرخ  
 رکھ دیا ہم نے بجا کرباط نسیان میں چرخ  
 لالہ نے روشن کیا کوہ و سیابان میں چرخ  
 ہو گئے روشن شب نے لعل پریشانی میں چرخ  
 باغبان گل کی کے جلاتا ہو گلستان میں چرخ  
 اس قدر ہون گئے نہ اک سرو چراغ نین چرخ  
 رات بھر رکھتے ہیں روشن فصل بار انبیا چرخ  
 شیر کی چربی سے جلتا ہے نستان میں چرخ  
 دیکھ لے منہ ڈال کر میرے گریبان میں چرخ  
 حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان میں چرخ  
 دینے بے نور ہوئے چشم انسان میں چرخ  
 میری مٹی کے جلیں گے کوئے جانا نین چرخ  
 بزم عالم میں ہو تو گنج شہیدان میں چرخ  
 بھرند بچے گا کوئی گور غریبان میں چرخ  
 شمع روشن بام پر ہوئے تو الی انبیا چرخ

سامنا کرتا ہو گیا اس کا شہستان میں چرخ  
 جب ندی کا شمع روہن کے زخاندان میں چرخ  
 شمع دنیا سے ہوساقی شہر میں بھی روشنی  
 روشنی کی اس کے حلقوں میں جو روئے یار نے  
 کونسا بلبل بھنسا ہے دام میں صیاد کے  
 کیا کہوں کتنے مرے تن پر بہن داغ آئین  
 روئے روشن کا خیال آنکھوں کو روئے میں کر  
 داغ دل کی روشنی ہے بوریائے فقر پر  
 نور شمع طور ہے سینہ کے ہر اک دل خمیں  
 ہو گیا اس پر زلیخا کو یقین فائوس کا  
 جہرہ روشن دکھاؤ تم جو شب کو بے نقاب  
 عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہو گا فروغ  
 کون سا دل ہے نہیں کشتہ جس گم کا  
 خاک کا پیوند ہوں گا جب میں تیرہ روزگار  
 ربیہ اعلیٰ و اسفل میں رہ فرق ای فداک

داسطے اپنے نہیں منظور مجھ کو روشنی

میں چلتا ہوں تو آتش راہ مہمانین چرخ

اس شمع روئے آگے نہو خندہ زن چرخ  
 آنکھوں میں اپنے ہو گیا کالے کان چرخ  
 پیدا تو کر لے پہلے یہ لب یہ دہن چرخ  
 لے بیوں کو اپنا بھٹا پس بن چرخ  
 گل ہوئے تیرے حسن کا اسے گلبدن چرخ  
 دکھتا ہو ناحق آرزوے خار زن چرخ

سن رکھے شام ہوئی ہے میرا سخن چرخ  
 یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار  
 چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان  
 دکھلایا چاہے داغ جنوں کو جو روشنی  
 لیکن خزان نہ ہو دے بہار شباب کو  
 ہو گا نہ روشنی میں لہج یار سے فروغ

ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ  
روشن کردن میں جا کے میان جمین چراغ  
مردے جلایں بیچ کے اپنا کفن چراغ  
غربت زدوں کے نام کے اہل وطن چراغ  
سجد میں تو حملائے گامے برین چراغ  
بھکھڑ میں رہ گئے لب چاہ ذوق چراغ  
چڑھ چاک پر کھار کے نوادر بن چراغ

عالم میں جلوہ گر ہے مریار اس طرح  
لیجائیں گوے یار میں تجھ کو یائے شوق  
مجبور ہیں نہیں تو اندھیرے میں گور کے  
جلتا ہے خود بھی قبر میں روشن کیا کریں  
دیکھا جو بت کے حسن خدا داد کی طرف  
تھڑی کے گرد یار کے خال سیہ نہیں  
اگر خاک آتش اپنا جو منظور ہو فردغ

## روایت فار

گلچین جو بولتا ہے توصیاد کی طرف  
مرت ہوئی گئے نہیں ششاد کی طرف  
تھوکن کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف  
گردن جھکانی کو چہ جلا د کی طرف  
جاتا ہے دھیان حب تری ملا د کی طرف  
دلچکا نہ تم نے جو ہر فواد کی طرف  
آتا تھا کون عالم ایجا د کی طرف  
فریاد رس کے کان میں فریاد کی طرف  
آوازے میں اسیروں کے آواز کی طرف  
مد نظر ہم حسن خدا داد کی طرف  
منہ سوئے قبلہ آنکھیں ہوں جلا د کی طرف  
اس فتنہ و فساد کی مباد کی طرف  
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف  
شادی کا بھی گذر ہو غم آباد کی طرف

اندھو دے بلبل ناشاد کی طرف  
برسون سے قد یار کا مضمون نہیں بد  
مستی سے اُن لبوں کو تعلق جھون کو ہے  
چلے میں کی جو شوق شہادت نے بری  
اے جذب دل نعل میں سمجھتا ہوں یار کو  
آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا  
لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان  
عاشق ہی داد خواہ نہیں در نہ روز و شب  
نکلا ہے تیرسی زلف کا جب کہ سلسلہ  
کچھ یہ بھیت کوئی اپنا بڑن سے عشق  
گردن سے چاہتے ہیں یہی ہم گنا بچار  
طاقت ہے کس کی دیکھ جو غربت کی آگ  
عاشق ہیں جو حسن جو چاہو سہم کر د  
بیت الحزن میں میرے وہ یوسف کرم سے

چو شجنون ہے مہم گل کا ہے درویش نور دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا شیرین بھی چاہتی جو اسے یزین تو کیا	سودا کی کھینچے جاتے ہیں فساد کی طرف بلبل اشارے کرتے ہیں صیاد کی طرف خسر و نیکے سکتا تھا فرما د کی طرف
---	---

آتش تیرے وہ زمین ہے کہ جس میں شفیق من  
سودا ہوا ہے میرے استاد کی طرف

رجوع عہدہ کی ہے اس طرح خدا کی طرف بعید کیا ہر مروت سے تیری اپنی شہ حسن کہان وہ زلف کہان خون نافہ آ ہو الطہ کے شانے سے کھاتا ہر سیکڑوں جھٹکے خدا نے دردِ محبت عطا کیا ہے جسے ملاحوتم نے لہو دست و پا میں عاشق کا کرے گا یار مری جنگ غیر میں امداد فراق یار میں رہتا ہے یوں تصور گور نہو گا مسفر روح پیکر خاکی	پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گد کی طرف جو رشک کچھ ہیں وہ لوگ ہیں خطا کی طرف مقصود سے یہ تیرے گیسوئے رسا کی طرف اسے قویہ حاضر نہیں دوا کی طرف نہو گا میل طبعیت کو پھر حنا کی طرف جو آشنا ہیں وہ ہوتے ہیں آشنا کی طرف خیال جیسے مسافر کا ہو سہرا کی طرف یہ سوئے ارض روان ہو گا وہ سما کی طرف
--	---

سب خراب رہا تنگدے میں اے آتش  
خدا پرست ہے جل خاں خدا کی طرف

ایہ دل ہے جیسے بھارے خیال سے وقف کمال ہو جو ہو اپنے کمال سے واقف خدا کرے نہ تعین میرے حال سے وقف نہیں جو روز و شب ماہ و سال سے وقف نہوں کی آنکھیں بھارے جمال سے وقف زمانہ سے کس کی مہ چار وہ نہیں سنتے خبر ہے کیا تجھے ان گیسو دن کی مشاطہ	اگر چار خطا نہ تھے اعدا ل سے وقف کرے تو دمج جو ہو جائے حال سے وقف نہو مزاج مبارک ملاں سے واقف وہی ہے خوب زمانیکے حال سے واقف جلا کے طور کرے گی جلال سے واقف زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف سہو زنا نہ نہیں بال بال سے واقف
--	---

دعاے خیر ہی ہے مری حسنیوں کو  
مراد پر نہیں آیا سنو حسن شباب  
فسانہ طور تجلی کاسن کے کان کھلے  
وہ کام کرتے ہیں جو دل اشارہ کرتا ہے  
کہا یہ اُس نے تیرا سودا کسی کو زلف کا ہو  
فراق کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ  
سب سے لطف تر ہے چہرے میں ہیں انہیں  
شراب دے مجھے ساقی میں نہ مشرب چون  
کھلے گا ساقی و پیر و فغان کو حال اپنا  
قلم نے چہرے حسنیوں کے لوح پر کھسکا  
بڑا ہے ابرو ساقی کا عکس سا غریب  
چہن کی سیر کو وہ شیخ طبع آئینے  
ہوا سے آئی ہے لہر کے آنکھ پوہ زلف  
ازل سے محرم راز پر ہی ہوں میں مجنون  
بہار آئی ہے لطف و کرم نے ساقی کے  
نہ تو تامل ترے رخ پر نہ ام صنم ہوتا  
بے بے پھر میں دریاے اشک میں لگا  
پری ہے حور ہے یا روج مقرر جسم میں ہے  
در کریم نہیں سیر گاہ معروران  
نہ چند روز جدائی بھی مقتضی ہوں گے  
نہ وہ عہد جوانی نہ وہ دن کہ نہ تھے

نہو کمال تھا راز و مال سے واقف  
گل و ثمر نہیں اس نونہال سے واقف  
نہ تھے کرشمہ حسن و جمال سے واقف  
شگون سے میں نہ تو ہم گوش خال سے واقف  
ہوا جو مجھے پریشان حال سے واقف  
تمام ہو کے ہوئے ہم کمال سے واقف  
نکاح اپنی بھی ہے خال خال سے واقف  
تھیہ ہوں گے حیران و حال سے واقف  
یہ مشت خاک بھی ہوگی کمال سے واقف  
پھر یوں کو کیا خط و خال سے واقف  
پڑھے وہ ہو جو دعاے ہلال سے واقف  
گلون کے کان بھی ہوں گوشال سے واقف  
کندشکی ہوئی ہے غزال سے واقف  
مرے فرشتے نہیں میرے حال سے واقف  
کیا ہے درد کشوں کو زلال سے واقف  
بلال کعبہ سے کعبہ بلال سے واقف  
ہوں کو کبھی کشتی کی چال سے واقف  
شہر ہوں میں نہیں پر دیچے حال سے واقف  
نہ آئے یان وہ نہو جو سوال سے واقف  
کمان فراق ہوئے جب وصال سے واقف  
یہ موصاف سے وندان خلال سے واقف

رقیب متبدل اس گلزار کے ہوں گرد  
یہ خار خس نہیں بہ لاش کے حال و قف



## ردیف قاف

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق  
 نعمت دنیا کو کر دیتا ہے تلخ اس کامرا  
 زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز بھتی  
 حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اس کے خلاف  
 نام دوشہ ہونہرین شہر حسینیان میں مرا  
 ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوت زاید و  
 دل جگر داغوں سے دونوں میں دکان تراوی  
 تولتے ہیں موتوں میں اشک حسن یار کو  
 سیر ہو جاتے ہیں ایسے بھوک پھر لکھی نہیں  
 ایک دن تیری کمر کا طوق ہون گئے ان کے  
 ارغوانی شک میں تو زعفرانی رنگ ہے  
 قطع ہو جاتے ہیں دنیا کے تعلق کا قلم  
 دو جہان میں آتش اس سے کوئی شے نہیں

سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہیں جہان عشق  
 شیرہ جان سے ہے شیرین حلوہ دکان عشق  
 ہو گیا دیوانہ مجنون چھوٹی دیوان عشق  
 مرد میں ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق  
 بندہ احسان عشق و تابع فرمان عشق  
 دو جہان بھولے ہوئے ہیں حافظ قرآن عشق  
 کشتوں میں ہے جاری سکہ سلطان عشق  
 دونوں آنکھیں اپنی ہیں دو پلیمیران عشق  
 زہر دیتا ہے نیکو اردن کو اپنے خوان عشق  
 العیونم تا سید غیبی رکھتے ہیں جزدان عشق  
 اپنے خاطر سے میا آجکل سمان عشق  
 چھپٹ گیا وہ ہو گیا قیدی نڈان عشق  
 وصف جو کچھ کیجئے اعلیٰ ہے اس شان عشق

## ردیف گاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک  
 خدا نے کی عطا اس صنم کو دولت حسن  
 حقس تک آئے جو لے کر حسن بھرت گل  
 شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل کلیف  
 کرد کوس سے بیخا نہ دور ہو ہر جنب  
 ہوا یہ دیدار سے بھرے روشن

وہ گلزار ہے کیتا ہزار کے نزدیک  
 طلا و نقرہ ہیں کیا مال یار کے نزدیک  
 یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک  
 دن آتے ہیں بطنے کے شکار کے نزدیک  
 کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک  
 ہمیشہ روز ہے شبنم زہدہ دایک کے نزدیک

<p>پیری و حور کو بھلا کے یار کے نزدیک تری نمود تو قاتل ہے چار کے نزدیک یہ جبر ہے دل بے اختیار کے نزدیک وہ خاکسار ہے مجھ خاکسار کے نزدیک پیادہ پائی ہر سہر سوار کے نزدیک جہان مردہ ہے شب زندہ دار کے نزدیک بنے مزار نہ میرے مزار کے نزدیک اگرچہ بیچ ہو وہ روزگار کے نزدیک لگے نہیں جو کبھی کوئے یار کے نزدیک سزا جو اپنی سمجھ لے کنار کے نزدیک شکست آبلہ ہے فتح خار کے نزدیک خوشی چٹکتی نہیں اس دیار کے نزدیک</p>	<p>جو بس چلے تو گردن منفلد محفل بلا سے ایک اگر کشتہ ہو گیا مجھ سے نہ تالین آج کے وعدے کو کل کے اوپر آ بس از فنا تری در گاہ کی جو مٹی ہو یہ عاشقی کی وہ منزل ہر راہ میں جس کی طلسم تازہ دکھاتی ہے ہوشیاری بھی وہ زو اخلق ہوں غالب ہر بعد مردن بھی سمجھتے ہم کربار کو نہیں بے پیچ وہ لوگ کرتے ہیں توہمت غلہ مہر پر سیر کی طرح چڑھے منہ وہ تیغ اردو کے خلش کرے نہ مرے دل سے وہ مزہ کیونکر عجیب شرم آلود عشق بھی ہے کوئی</p>
--	--

ہزار سبت کیا ہے نکاح نے آتش  
ملنہ قدر میں ہم اعتبار کے نزدیک

<p>سمجھ جو آدمی کہ ہے میرا مال خاک دامن پر اس کے اڑ کے پڑ گیا بھال خاک اے عنذ لیب دیدہ گلچین میں ڈال خاک خاطر سے اپنی دور ہو گرد ملاں خاک دم سے ہے تیرے منظر حسن جمال خاک افتادگی میں رکھتی ہر سیر اس حال خاک موت کے بعد ہوتے ہیں مٹی میں بال خاک آکھون میں نیا یوں کے ہر اس دن مال خاک مجھ سست کی لے جو تجھے اے کل خاک</p>	<p>اگر قبر پر اڑا کے علی الاتصال خاک آکھون کا عاشقوں کی وہ یار میں فروغ چاہے فروغ آتش گل تو جو کچھ دنوں تاسال وہ غبار دل یار ہے سو ہے روشن ہر جس سے منزل ل تو وہ شمع ہے لفش قدم کو تلج سر اس کا ہون دیکھتا سودار ہے مگا سر کو سبت روئے یار کا اس سیم بر کا جب سے زمین پر پڑا ہوا پیدا کر گیا خم سے زیادہ پہا لطف</p>
---	--

اُس رُوئے آتشین کی ہو امین یہ رنگ سے غنجہ نہ ہو شگفتہ نہ جھڑکن جو باغبان	گا ہے عبیر بنی ہے گا ہے گلال خاک تیرے قدم کے نیچے کی اے نونہال خاک
---	---

صورت بگوتی بنی ہے اے ماہ چار دہ بہر و بیون کا رکتی ہے آتش کمال خاک	
---	--

بہار میں جو ہوا ہے مرا گریبان چاک صدایہ غنجہ گل کے ہے ٹھلنے سے آتی نہائے سامنے جو کھار تیرے لئے ٹھلے حسن میں جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا ٹھلکے تن سے دکھا دے گی اپنے جو ہر موج جنون کا جوش اتارے گا چھال کر کپڑے گردن کا زلف کے سود میں تار تار ایسا ملاؤن پیر بن گئی سے کیا لباس لپٹا دکھا کے عالم صبح بہار اگر رکھوا لے کیا ہے عشق نے اک نہر خوش کا دیوانہ یقین ہوا میں سودا ہوا زلیخا کو اثر جنون کا رکھتی ہے دل کی بیابانی	پوئے مہن لالہ و گل کی طرح سے خندان چاک کرے جو تنگ گریبان جو اُسکے شایان چاک سیاہے بیون مہ و خورشید و چرخ گردان چاک کئے بہار نے ظاہر خزان کے نہان چاک ٹھلے کا مطلب خط جب کہ ہو گا عنوان چاک بہار میں بدن اپنا کرین گے عریان چاک دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک ہو انہیں ابھی دست جنون سے چندان چاک نقاب میں وہ رخ غیرت گلستان چاک سحر کی طرح سے رہتا ہوں میں گریبان چاک کیا جو ٹھینچ کے بوسے کا اُس نے امان چاک قبائے صبر کو کرتا ہے آتش انسان چاک
---	--

## روایت کا فارسی

لاتی ہے ہر لمحہ میں نیا چشم یار رنگ مسح عشق کیف لالہ گون نسیم ہر ایک صفحہ ہے مے دیوان کا اک تہن اکھلاے باغ بوئے میں تیرے حضور زندہ گلشن چراغ ناخن غم سے بنے گار رخ	دکھلا رہی ہے گردش لیل و نهار رنگ اس رنگ پر جان میں سنا خار رنگ سطرودہ دام ہے کہ ہے جس کا شمار رنگ اڑتا ہے تھکاوٹ بچہ کے بے اختیار رنگ دیل دکھائے گایہ ترخا خار رنگ
--	--

<p>اک حال پر کبھی نہیں پاتا قرار رنگ پیدا کرے گا سرمی اپنا غبار رنگ کیجا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ نقرا از اکیت کا اے سلسلہ رنگ سیاب کی طرح سے ہے کرتا فرار رنگ سستی مستعار ہے بے اعتبار رنگ رنگ بزم کے فکر رنگے کی ہزار رنگ</p>	<p>چراغِ اطلسم ہے حکمت سے عشق ہی نقد فنا سماکین گے ہم چشم یارین رخسارِ زرد پر مرے بتے ہن ہنگ خون خون میں نہا نہا کے شہیدوں کے لایکا کھڑکا رہی ہے آتشِ فرقت ہوائے صل یزنگی فنا ہے لگی اس کی فکر میں مضمونِ بندھے ہن بوجہ قلمِ روئے یار کے</p>
--	--

بلبل کی طرح ہم کو بھی ہوتا ہن سے عشق  
اس لٹری جو چار فصل میں ہوتے ہے چار رنگ

<p>گلے کو کاٹتا ہے اپنے ہو کے انسان تنگ کشانِ چہرہ کے اوپر دہانِ جانان تنگ سہارِ باغ سے ہو عرصہ گلستان تنگ خوشی سے ہو گئے ہیں اس شہیدان تنگ لعلِ مینا میں اسے وہ گہوے پریشان تنگ وہ مگر ہے جس کو کہ رکھے جہمِ مہان تنگ جنون کے جوش میں ہو دو جہانِ کامیاب تنگ نخل گئے ہیں دہن میں سے ہو کے دندان تنگ ہوا ہے لہجہ کو غالب سے اپنے زبان تنگ کنند زلف سے ہیں ہندو و مسلمان تنگ یقیناً کھرت پروانہ سے ہو اوان تنگ گلاہ بانے کو چھانی سے ہو گریبان تنگ</p>	<p>نہ کو زیادہ سبب اے فراقِ جان تنگ طلسمِ تازہ دکھاتا ہے دیدہ دل کو رہو نہ لالہ دنگ سے کوئی جگہ خالی پھٹائی زخون کی بدھی چو تیغ نے تیری نصیب شانے کے پہاڑ کرے دل صد جاگ وہ دل ہے جس میں تصور ہو غمخا لون کا نخل کے خانہ زندان سے میں کدھر جاؤں یہ گوش ہی ہیں کہ باتیں زبان کی سنتے ہیں سہار گل میں جو دل کو ہوائے صحر ہے سکارِ مومن و کافر کا کھیلتا ہے وہ ترک نقابِ رخ سے جو دن کو وہ شمعِ رو اٹے سہار گل میں جو مین و حبیان نہ لون اسکی</p>
---	---

نہ کیجیو آتش نہ یہ اپنا سایہ جا  
فقر کے پردہ پر تباہ سلطان تنگ

## رولیف لام

حامی ہے ترا شیر خدا لاخف ایدل  
کعبہ کو تولد سے ہے اس کے شرف ایدل  
دنیا کے طلبکار کرین حق تلف ایدل  
وہ لالہ میدلغ و مہیکلف ایدل  
شفاف ہے الماس سے درخف ایدل  
گو ہر سے علی کون دکان کھولف ایدل  
حق اس کی طرف ہے وہ بڑی طرف ایدل  
کچھ نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل  
دریا کی طرح تاکہ نہ آجائے کف ایدل

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل  
بت توڑنے کو دوش تہی پر وہ چڑھا ہے  
بیواسطہ ہے احمد مرسل کا خلیفہ  
موصوم ہے عبیون سے زمانے کی بری ہو  
خاک نجف اکبر ہے مومن کی نظر میں  
حاصل سے تو قلم قدرت کا سچ لے  
آئینہ تحقیق کا رہتا ہے مشاہد  
لاریب المومن سرآمد وہ ولی ہے  
مدح اس اللہ میں تقریر نہو بند

دشمن ہو جو ایسے کا کہے رکھتا ہر آنش  
شیطان کے لطف سے ہر دفا لطف ایدل

بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل  
بے یار شور زار غ ہوئے خندہ ہائے گل  
ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا مٹائے گل  
مردوش و جہن میں پیالہ چڑھائے گل  
شمع حیات جلد کمین ہو بھی جائے گل  
رکھتی پر ٹوے حور کا عالم صفائے گل  
دل پر مین تیری کفش کے لالہ نکھائے گل  
کھولے نسیم صبح نے بند تباہے گل  
آکر تنور چرخ سے پہن تو کھائے گل  
کنج نفس میں بارغ سے اڑاؤ کئے گل

عمر و روزہ ہی میں ہزاروں بچھائے گل  
سیر عین نے اور بھی دل کو کیا ادا اس  
میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا  
سنتا ہے کون نالہ و فریاد عند لب  
وعدہ وصال کا ہے اندھیرے میں گور کے  
پھر ٹکی ہے باغبان نے مگر خاک پائے یار  
بیوجہ یہ جگہ میں نہیں اس کے چار داغ  
رفع عجاب یار کیا آہ سرودنے  
ملتا ہے کس طرح لب نان فقیر کو  
حیاد نالہ نکھے جو رویا تو لطف کیا

<p>مقراض تار عمر ہوئے بر گھمائے گل کس کے مزاج سے ہے موافق ہواؤ گل</p>	<p>وان لب طے رقیب سے یان دم گل گیا اے عند لب تجکو مبارک ترا حین</p>
<p>آتش بقول مصرع سودا غرض نہیں بیکہست اگر زمانہ جہان کے لئے گل</p>	
<p>نہیں آنے کا ہوا اس کو بہانہ شرب و صل خشک ہو ہاتھ تو ہوزلف کا شاد شرب و صل چاہیے میرے لئے آئینہ خانہ شرب و صل نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شرب و صل دوسرے کا جو کیا اس نے بہانہ شرب و صل ستور کرتا ہو جو پارِ زیب کا دانہ شرب و صل ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شرب و صل سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شرب و صل آج کل تیرے دعا کا ہے نشانہ شرب و صل جان جاتی ہے کہ ہوتی ہر روانہ شرب و صل چاہتا روانہ خدا سے ہے زمانہ شرب و صل</p>	<p>درد دل کا جو کہا میں نے فسانہ شرب و صل نہیں کوتاہ کسی حال میں بہت میری حسرت جلوہ دیدار بہت ہے مجھ کو صبح ہوتے ہوئے اس بت نے قدم بچہ کیا میں نے صندل کی طرح ماتھے کو گرہ آنا صبح مرتے ہیں رشک کے مارے پس دیوارِ قریب یار کیا مجھ کو ملا دولت پائیدہ ملی چاندنی آئینہ میں میں نے اُسے دکھائی خط سے پیغام زبانی نے رتی کی ہے وہ دفن نہان دم چند ہیں دیکھوں پہلے عاشقوں کی کشش دل پر کہ لائی جو اسے</p>
<p>اس گل اس گل کو ہر لہجہ کے چمن میں رکھنا ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شرب و صل</p>	
<p>ہمیر میں مجھے شکل ہے سمانا شرب و صل پاؤں پر یار کے سر کو چھکانا شرب و صل بخت خفہ کو ہے تا صبح جھکانا شرب و صل موت کے کم نہیں پھر نیند کا اہاس شرب و صل پاستی یار کی ہے میرا سہانا شرب و صل آبِ شیر سے چھکنا نہاسانا شرب و صل</p>	<p>وہم ہے یار کا آغوش میں آنا شرب و صل سجدہ شکر خدا میں کیے رکھتا ہوں جس قدر سوئے غنیمت میں بھجنا ہوں وقت کو ہاتھ سے کھونا غنیمت میں عشق کو آکھوں کو تلوون سے مجھے ملنے کا رضعت یار کے اوپر میں گلا کا ٹون گا</p>

یار وحشی کو یہ لانی ہے قبل میں آتش  
دام عناق ہے جسے کہتے ہیں دانا شہر صل

ملک الموت سے کچھ کم نہیں خوشخواری شکل  
درد و دل پوچھنے والا کوئی مسیرانہ رہا  
باغبان آنے دے صیاد کو آزدہ نہ ہو  
ہر کچھ حبلی کے چکنے سے چھپک جاتی ہو  
یار نے عاشق رنجور کو کب پہچانا  
ٹھونڈے اور مجروح کوئی زال ذیبا  
دل کے گاہک تو ہزاروں ہی پریر دیکھے  
زرد ہو تا تھا مرے سامنے روئے رستم  
یار نے غیر کے بدلے جو دیا جھکو جواب  
یار جو ناز کرے سبزہ خط پر کم ہے  
کوئی یار میں کرتے ہیں اندھیر میں جو اہل  
ہو گئیں چارنگا ہین جو دم قتل آتش

میر گیا جس کو نظر آئی مرے یار کی شکل  
ہو گئی صورت عناق مرے غنوار کی شکل  
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل  
دیکھیں ہم بھی تو ترے طالبِ ریا کی شکل  
نا تو انی سے بدل جاتی ہو بیمار کی شکل  
میری پاپوش کے قابل نہیں داری کی شکل  
دیکھے جان حزن کے بھی خریدار کی شکل  
اب ڈراتی ہو مجھے مردہ بیمار کی شکل  
پھر گئی آنکھوں میں دشت کے طفل کی شکل  
کچھ کی کچھ ہو گئی اس مینہ خسار کی شکل  
خوب چچانی ہوئی ہر مری دوچار کی شکل  
آنکھیں جلا دی ڈھونڈ حسین کی نگار کی شکل

## ردیف

آئینہ خانہ کرن گے دل ناکام کو ہم  
شام سے صبح تک در شراب آخر ہے  
یا در لکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت  
آٹھ وہ فتنہ دوران کسے دکھاتا ہے  
فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہو کہیں پردے میں  
خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہو حلال  
یاؤں کبر سے ہین زمین نے یہ ترے کو جہ کی

پھیریں گے اپنی طرف روئے دل آرام کو ہم  
روئے ہین دیکھ کے خندان وین جام کو ہم  
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم  
شعبہ جانتر ہین گردش ایام کو ہم  
سننے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم  
کسی غماز سے مجھو این گے پیغام کو ہم  
وہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم

دیدہ یار کمین کیا اسے کیف مے مین سبز خط سے ہوئی اس کی کدورت وہ چند ✓	✓ مجھ کو کر روز گزر کر غمین بادام کو ہم اب صفائی کے لئے دھوئیں گے حجام کو ہم چیتہ کتے مین ہونا زندے خام کو ہم مول مین دل کی اسیری کے لئے دلم کو ہم نگران رہتے مین حسرت سے درد بام کو ہم
---	---

حسن سے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا کرتے مین آتش اُسے آئے مین جن کا دم کو ہم
--

غیرت مہر شک ماہ ہو تم جس نے دیکھا تھیں وہ مری گیا کیونکر آنکھیں نہ ہم کو دکھلاو حسن مین آپ کے ہے شان خدا ہر لباس آپ کو ہے زیندہ فوق ہے سارے خوش جالوں پر ہم سے پردہ وہی حجاب کا ہے کیون محبت بڑھائی تھی تم سے جو کہ حق وفا بجا لائے ہے بھٹا را خیال پیش نظر	خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم کیسے خوش بٹم خوش نگاہ ہو تم عشق بازوں کے سجدہ گاہ ہو تم جامہ زیبوں کے بادشاہ ہو تم وہ ستارے جو مین تو ماہ ہو تم کوچہ گردن سے رو براہ ہو تم ہم گناہگار بے گناہ ہو تم شاہد امتد ہے گواہ ہو تم حسن طوف حائین سداہ ہو تم
--	---

دو لون بندے اسی کے مین آتش خواہ ہم اس مین ہو دین خواہ ہو تم
--

دستی تھے بوئے گل کی طرح سے جہان مین ہم ساکن مین جوش انک سے آہ نہیں ہم شیدا سے روئے گل نہ تو شیدائے قدس و گل لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا	نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم رہتے مین غل مردم آبی جہان مین ہم صبا د کے حکار ہیں اس بوستان مین ہم گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کمان مین ہم
--	---



<p>آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی          بہت پس از فنا سبب ذکر خیر بھی          ساتی ہے یار ماہ نقاسے شراب ہے          نیزنگ روزگار سے امین ہیں محکم سر          دنیا و آخرت میں طلبکار ہیں ترے          پیدا ہو اے اپنے لئے جو ریاضے فقر          خواہان کوئی نہیں تو کچھ اس کا عجب نہیں          لکھا ہے کس کے خجمرنگان کا اس نے صفت          کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف          آیا ہے یار فاختہ پڑھنے کو قبر پر          شاگرد طرغندہ زنی میں ہے گل ترا          باغ جہان کو یاد کریں گے عدم میں کیا          اندری بقراری دل ہجر یار میں          دروازہ بند رکھے ہیں مثل حجاب بحر</p>	<p>شراب کا ستہ میں جاگ کے رخ کی دھلیں ہم          مردوں کا نام سنتے ہیں ہر داستان میں ہم          اب بادشاہ وقت میں اپنے مکان میں ہم          رکھتے ہیں ایک سال بہار و خزان میں ہم          حاصل کچھ سمجھتے ہیں دونوں جہان میں ہم          یہ بیستان ہیں شیریں اس بیستان میں ہم          جنس گران بہا ہیں فلک کی دکان میں ہم          ان خم دیکھتے ہیں ظلم کی زبان میں ہم          نالان رہو جس کی طرح کاودان میں ہم          بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران میں ہم          استاد عند لب ہیں شور و فغان میں ہم          کنج قفس سے تنگ رہو آشیان میں ہم          گاہے زمین میں تھے تو گئے آسمان میں ہم          قفل درون خانہ ہیں اپنے مکان میں ہم</p>
--	--

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اٹھ گئی  
 مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان میں ہم

<p>آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم          اٹھ گئے وصل کی شب پیشتر از یاد قدم          گوئے مقصود سے یوں کھتی کھلتی          اہل عالم میں ہوں میں زندہ نہیں مگر کھیل قدم          ایک مدت سے رہ کعبہ میں دارہ ہیں          پوشِ حشمت میں بھی چھٹکے نہ ہر دھڑا          صورت برکت ان جہر تے ہیں ہر کام گناہ</p>	<p>غیر منزل نہ پڑے راہ میں نہار قدم          آگے ہم عمر و دان سے بھی چلے جاو قدم          حبیبے سوجانیسے ہو جاتے ہیں بیکار قدم          بڑھ چلین لاکھ گز ساتھ ہیں ہر جاو قدم          کیا خدا کا مجھے دکھلائیں گے دیر قدم          لے گئے حسرت خار سرد و بوار قدم          حبیب تھا نے ہیں تری راہ میں زوار قدم</p>
--	---

<p>رہیں بستی و بلندی سے خبردار قدم اہڑیاں رگڑیں گے کس کے پس دیوار قدم سہ کے بل مثل قدم چل جو ہوں بیکار قدم</p>	<p>اے جنوں کوہ و بیابان بھی دکھلا چکو کوچہ گردی یہ شب و روز کی بیوجہ نہیں جادو راہ محبت کو خط مسطر خان</p>
<p>خاک بھی ہوں تو ہوں خاک در اس کا آتش جس کے تھے دوش ہمیر کے سزاوار قدم</p>	<p>میل کی طرح سے ملتے نہیں زنا را قدم جوش و حرش میں جو ہوں مائل رفتار قدم بخت خفتہ کو جگادین جو یہ پشت پا سے عرصہ جنگ سے خون ریز زمین ہریان کی جوش و حرش میں نہ زنجیر کو توڑا اک دن چال وہ چل کہ ہوجان سے دل عالم کو عزیز ہاتھ بندھوا میں نہ مجھے یہ حضور ربان چاہیے عاشق شیرا کو لحاظ معشوق کو چنے زلف کے سود لیے گل آخر چھو لا ووڑتے ووڑتے کس دن نہیں عاشق میر سبقت اسل برو کو جنبش میں ہر آن خرگان بیڑیاں ان کو جو ہنایں قصو ان کا کیا ثابت معرکہ عشق بتایا ہے مجھے حیف ہر راہ خدا میں نہو ان کو گشت عاشقوں سے جو سچا اے سُن پایا ہے یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ محزون کی</p>
<p>بھول جاتے ہیں رُخش میں رفتار قدم شہرستی سے ہر صحرا سے عدم چار قدم ایسے رکھتے ہیں کمان طالع بیدار قدم بیشہ عشق میں مردوں کی طرح چار قدم گو میں جا میں گئے ان ہاتھوں زہر ارقدم آٹھن پر رکھے ترے کافر و نیدار قدم یار کے گھر میں حلیم پھاند کے دیوار قدم سناخ گل پر نہ رکھے بلبل گلزار قدم ہوئے زنجیر کے بھندے سین گرفتار قدم جاتا ہی نہیں اس ترک کار ہوار قدم تیرے جلتی ہے آگے یہ کمان چار قدم میں گنگا جنوں ہوں کہ گنگا ر قدم کوچے کاٹوں جو ہوں لغزش کے سزاوار قدم دست قدرت نے بنائے نہیں بیکار قدم چومنے آتے ہیں ہر صبح کو بیار قدم آج مجبور میں وہ کل جو تھے مختار قدم</p>	<p>آبِ رحمت کرے گھاگے آتش چھڑکاؤ خاک پر رکھیں گے مجھ رند کی اہوار قدم</p>

چمن میں رہنے دے کون آشیان نہیں معلوم  
 مئے صنم کا کسی کو مکان نہیں معلوم  
 اخیر ہو گئے غفلت میں دن جوانی کے  
 یہ اشتیاق شہاوت میں محو تھا دم قتل  
 سنا جو ذکر آہی تو اُس صنم نے کہا  
 کیا ہے کس نے طریق ساوک سے آگاہ  
 مری طرح تو نہیں اُس کو عشق کا آزار  
 جہان و کار جہان سے ہوں خیر میں ست  
 سپرد کس کے مرے بعد وہ امانت عشق  
 خموش ایسا ہوا ہوں میں کم دماغی سے  
 مری بھاری محبت سے شہرہ آفاق  
 کس آئینہ میں نہیں جلوہ گر نرمی مثال  
 ملا تھا خضر کو کس طرح چشمہ حیوان  
 کھلی ہے خانہ صبا دین ہمارے آنکھ  
 طریق عشق میں دیوانہ وار پھرتا ہوں  
 جو ہو تو شوق ہی ہو کوئے یار کا ہادی  
 دین میں آپ کے البتہ تم کو محبت ہے  
 نسیم صبح نے کیسا یہ اس کو بھر کا یا  
 سینک گئے واقعہ اس کا زبان ہون کو  
 کنار آب چلے دور جام یالب کشت  
 رسائی جس کی نہیں اسے صنم و دل  
 عجب نہیں ہر جو اہل سخن ہوں گوشت نشین  
 چھین گئے دلست کے پھینک دو کہن اگر آتش

نہال کسکو کرے باغبان نہیں معلوم  
 خدا کا نام سنا ہے نشان نہیں معلوم  
 بہار عمر ہوئی کب حزان نہیں معلوم  
 لگے ہیں زخم بدن پر کہاں نہیں معلوم  
 عیان کو جانتے ہیں ہم نہان نہیں معلوم  
 مرید کس کا ہے پیر مغان نہیں معلوم  
 یہ زور و ہمتی ہے کیوں زعفران نہیں معلوم  
 زمین کدھر ہو کہاں آسمان نہیں معلوم  
 اٹھائے کون یہ بار گران نہیں معلوم  
 دہن میں ہو کہ نہیں ہے زبان نہیں معلوم  
 کسے حقیقت ماہ و کتان نہیں معلوم  
 کچھ سمجھتے ہیں ہم این و آن نہیں معلوم  
 ہمیں تو یار کا اپنے وہاں نہیں معلوم  
 قفس کو جانتے ہیں آشیان نہیں معلوم  
 خبر گڑھے کی نہیں ہے کنواں نہیں معلوم  
 کسی کو ورنہ سبیل جنان نہیں معلوم  
 کمر کا بھید جو پوچھوں میان نہیں معلوم  
 سنوڑ آتش گل کا دھوان نہیں معلوم  
 سنبھید کس کا ہے یہ ارغوان نہیں معلوم  
 شکار ہوئے بڑے کہاں نہیں معلوم  
 یقین ہو اُس کو تراستان نہیں معلوم  
 کسی دہن میں زبان کا مکان نہیں معلوم  
 تہنازہ ہو گا کب اپنا روان نہیں معلوم

## ردیف نون

پتلیان پتھر کے آخر سنگ موتی ہو گئیں  
 پوٹیاں بھی اس گلستان کی تاشا ہو گئیں  
 شاعر دن کی واسطے تشبیہیں پیدا ہو گئیں  
 آج ہو گئیں مثل آئینہ مصفا ہو گئیں  
 چشمہ خورشید تک پہنچیں تو دریا ہو گئیں  
 دو بائیں دو طرف سے میری پیدا ہو گئیں  
 کیا کہوں کیا کاہتیں اسے ماہ سجا ہو گئیں  
 نعمتیں دنیا کی جو کچھ عین مہیا ہو گئیں

اس قدر آنکھیں مری محو تاشا ہو گئیں  
 روئے رنگین سے بھی وہ کمیو خط ہو گئیں  
 بلغ کو سر سبز باران بہا رہی نے کیا  
 نقشہ دیدار میں کس لستیں رخسار کے  
 صورت کا فور ہو نہ دین اسکی اب اتنی توہین  
 جس طرف سودہیں ان زلفوں کے میں بھی  
 شب خونے سے ترے اندھیر تھا اک صبح تک  
 کنج عزت میں قناعت کی جو ناخ شکست

قات میں بھی سکے مٹھا حسن عالم کبر کا  
 آتش اپنے یار کی پر یان بھی شیدا ہو گئیں

وندو جنا چڑھایا گیا دار پر کہاں  
 ہستی سے کرچکا ہوں عام کو سفر کہاں  
 گل کرتی ہے چراغ نسیم کھر کہاں  
 کس کے ہوں ہاتھ طوق وہ نازک کہاں  
 پیش آیا کوئی یار کا ہم کو سفر کہاں  
 کھانا ہمارا مغز خروس سحر کہاں  
 کرتا ہے سبز خل کو آب بتر کہاں  
 آنکھوں سے پوچھیے کہ پڑی ہو نظر کہاں  
 پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہاں  
 اپنی خبر نہیں انھیں میری خبر کہاں

ہونچا سزا کو ابی ہے بیدا گر کہاں  
 عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہاں  
 داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ  
 لون بوسہ کس کا ہے دہن یار نا پدید  
 تاجا حال آنکھوں نے نہیں سیر بہشت کی  
 فراغ شب فراق جو جیتا نہ چھوڑتا  
 آہن دلوں سے چشم کرم ہے خیال خام  
 حیران کار رہے ہیں آئینہ کی طرح  
 دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے  
 آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہیں خیال

پر دینین شب کے چھپ ہی ایسی حرم کمان ان دو بلاؤں سے ہر کسی کو مفر کمان توڑا ہے نخل حسن کا ہم نے تر کمان سنبیل کے پاس طرہ ہو ہر چند سر کمان میر اسادل کمان جو مرا سا جگر کمان	اندھیرا آٹکھوں میں ہوا جالا ہر نا پرید سو دینین ہے کیسوں کا یار کے کسے خزائے لب کے بوسہ کا چکھا نہیں مزہ دھوکا نہ دیکھیں مجھے زلف یار کا دم کیا بھرے گا کوئی محبت کا یار کے
---	---

قید خودی سے بھوٹ کے جا کی ہو گور میں  
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کمان

نہانے کو لگا جانے جو وہ محبوب دیا میں غزنی فکر رکھا پہر دن ہی صیون دناں نے مے یوسف کو لہرائی اگر اس میں نہائی کی لگا کر غوطہ بوسہ لون گا اس طفل شاد کا وہ بحر حسن جو فرقت کی شب میں یاد آیا جو خفا دم چاہنے والوں کے ہونے غوطے کھا کھا عشق یاد بچکر حسن و جمال یار کا جلوہ	عریضوں کی جگہ بننے لگے مکتوب دیا میں گھر کے واسطے غوطے لگائے خوب دیا میں حباب ایک ایک ہو گا دیدہ یعقوب دیا میں بچا اسے گو ہر عضو و ہر مطلوب دیا میں یہی نہر آتی ہے دلوں کو حل کر دے دیا میں سب کف لا بیگا وہ طفل خوش سلیقہ دیا میں نہایت شاد آتی ہوئے نچر دیا میں
--	---

دیا دھوکا جو آتش محلو اس دست نگارین کا  
مڑ دلا نیچے مرجان کو میں نے خوب دیا میں

خنگین آنکھیں تھکری آفت جان بونین تم جو جاکھ نیم نوہ ساری کی طرح اے صبا و امن ہوا تیرا و مجھے محبون کا ہاتھ اسانے رہنے لگا رخسارہ زیبا سے یار منہدی ہا تو نہیں ملی تو نے جو ام دریا سے حسن راستی سے نیزہ ترکان بنا بالا سے یار خانہ دل میں لٹو خوش جمالوں کا رہا	برجھیاں عاشق کشی کرنے کو مڑگان بونین بھول کھل کھل کر گل دلائی کلیان بونین اس پریر کی اگر زہین پریشان بونین صورت آئینہ آنکھیں اپنی حیران بونین انگلیاں رنگ حنا سے شاخ مرجان بونین وہ بھون اپنی کچی سے تیغ عیان بونین گاہ حورین گاہ پر بیان اپنی همان بونین
---	---

سبلون سے شہر کی گلیاں گلستان ہو گئیں  
حسن سے یریاں بلائے جان انسان ہو گئیں  
حسین جو کچھ کہتے تھے گرد پریشان ہو گئیں

کوچہ گردی میں دکھائی مخ قاتل نے بہار  
دیدہ عاشق سے جس نے دیکھا دیوانہ ہوا  
اے مراد دل ترے کوچہ میں رکھتے ہی قدم

یہ کھلا آتش غنا صر سے دل دیوانہ کو  
چار دیواریں اٹھی ہو کے زندان ہو گئیں

روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب گل کمان  
دخم نہتے تھے کسی کے مہیرا قاتل کمان  
گوئے گوئے عارضوں پر کالے کالے تل کمان  
واہوئے ناخن سے اپنی عقدہ مشکل کمان  
اٹے ہوئی ہے کعبہ مقصود کی منزل کمان  
پھر نہیں معلوم جاتا ہوں کدھر منزل کمان  
سایہ دیوار کو اندیشہ عامل کمان  
در بدر بھرتے ہیں مثل کا سہ سائل کمان  
آسمان نیگون سا سبزہ ساحل کمان  
ہجر کی شب کے اندھیرے میں مکہ مکمل کمان  
یاد آتی ہے عدم میں جا کے یہ حفص کمان  
ہوٹیا رسی کے مزے سے آشنا غافل کمان  
حیرہ نامہ و زخم تیغ کے قابل کمان

قید سہی سے ہنوز آزادی حاصل کمان  
چمکیاں لیتے تھے کوچہ میں ترے سب کمان  
قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی  
دسترس کمان ہوا بند قباے یار پر  
طون کوئے یار کی حسرت نہیں نکلی ابھی  
صورت رنگ روان گرم سفر ہوں روانہ اب  
جوندے ایزد کوئی ایذا نہیں دیتا اُسے  
بھیک کس کے حسن کی مقصود مہر ماہِ چر  
مجر سہی سا کوئی دریا ہے بے پایاں نہیں  
وقت بد میں کون ہوا ہر مصیبت کا شریک  
کونسا ایسا کیا ہے مجھے یاروں نے سلوک  
خندہ زن دیکھا نہ اک سر و کو زندہ کی طرح  
جنبتش بردے قاتل میں نہ ٹھہر گیا قریب

عشق کے صدمے اٹھانے کو جو بھی چاہئے  
خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کمان

وہ دشت ہے یہ جہان آبِ گاہِ نہیں  
جو اس حسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہیں  
ہزار آکھ ہونر گس کی وہ نگاہ نہیں

قریب کو دل اہل صفا میں راہ نہیں  
بدن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں  
وہ آب و رنگ کمان روئے یار کا گل نہیں

عمل جو نیک ہوں تو ایسی خواہجگاہ نہیں  
لباس کو بے دل کامرے سیاہ نہیں  
چمن مین دہر کے ایسی کوئی گیارہ نہیں  
وہ قصہ ہے یہ کہ جس کا کوئی گواہ نہیں  
وہ کون ہے کہ خدا سے جو داوخواہ نہیں  
مر اگناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہیں  
عضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہیں  
وہ سر ہے کونسا جس پر کس کج کارہ نہیں  
دکھاؤں کس کو وہ منج چشم مہر و ماہ نہیں  
مختصری نات ساجشمہ ذوق ساجہا نہیں  
تھارہ تیج کے زخموں کی زبردراہ نہیں  
قد بلند سے کوتاہ مستد آہ نہیں  
مژد گرد ہے باقی مگر سپاہ نہیں  
سوا خدا کے کرم کے کہیں نیاہ نہیں

صدایہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے  
خیال اس میں ہے لازم سیاہ چمن کا  
تھارے سبزہ خط کی طرح سے دل لہرائے  
سپاک ہو گا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا  
تہوں کے ناز سے دھک دھک کے پگٹے ہیں ل  
غریب کو نہ کرین قتل خط وہ پرے کرین  
خراب ظلم سے ہیں حسن یار کس عاشر  
فرشتے نے کہیں بھونکا ہے کان میں کس کے  
چمک چمک کے بکھنے کا حال کھل جاتا  
بھر آئے دیکھ کے منہ میں نہ کس طرح یانی  
کھڑے ہیں کھولے ہوئے اپنے سینوں کو  
نہوے گوش زدیار تو تجب ہے  
غبار خط سے وہ انداز و ناز حسن کسان  
خدا بگور ہے دنیا کے رنج سے بدر

فقیر بن کے قدم مارا اس میں ادھر آلتش  
طریق احمد رسل سی شاہراہ نہیں

ہر طفل کی قبل میں گلستان ہے اندون  
ناتوس برمن دل نالان ہے اندون  
سیلاب مجھے غریب کا دھان ہے اندون  
میش نظر ہلال گریبان ہے اندون  
آزاد ایک سرور گلستان ہے اندون  
ہر بیت اپنی خانہ زندان ہے اندون  
مہندی کے مول خون مسلمان ہے اندون

بلبل کو خار خار دلستان ہے اندون  
دو تار عشق تب میں رگ جان ہے اندون  
آباد میرا خانہ دیران ہے اندون  
دامن ہے اپنے ہاتھ میں لڑکھاہ کا  
باغ جہان میں جو ہے گرفتار ہے ترا  
کتے ہیں ہم زمین میں نمون کی اب غول  
کافر ہوا و صم جو خریدے نہ تو اسے

دلو اندہ پری ہے جو انسان ہر اندون مجلس نہیں وہ جو نہیں حیران ہر اندون وہ ماہ چارہ مہ تابان ہے اندون بھیلے گل کے پاس جو دامان ہر اندون گھر خانہ باغ ہے جو وہ نہان ہر اندون	منہ گام حسن و عشق کا ہے گرم آج کل مستی کا ان لبوں کے فسانہ کمان نہیں صدقے چور ہوتے ہیں رخسار کے آتا ہے سپر باغ کو وہ گوہر مراد قدیر و چہرہ گل ہے تو سبیل ہر معے یار
---	---

جو ہر شناس جمع ہیں آتش جو معرکہ  
شمس ہے دی کہ جو عریان سے اندون

برگ گل ہی آشیان کو انچہ ہے چنگاریان بیربان منت کی بھی نہیں تو میں نے بھاریان کیا اسی کی یاد میں کرتے تھے شبنم باریان چاندنی راتیں یکایک ہو گئیں اناھیاریان خون بلبل سے مگر سچی گئی ہیں کیاریان جسم پر انسان کے تو این ہوئی ہیں اریان خانہ قاضی میں جا کر کیجئے میخواریان پھر گئے ہیں یاریوں ہی اپنی اپنی باریان	برق کو اس پر عبت کرنے کی میں تیاران عہد طفلی میں بھی تھا میں سبکہ سودائی مزاج موت کے آتے ہی ہلکو خود بخود دیند آگئی اے خطا اس کے گودے گاؤں پر یہ تو نے کیا خندہ گل سے صدائے نالہ آئی ہے مجھے خاک کا پتلہ بھی آہن سے ہے سختی میں دن خون خلاق ہے ورنہ محسب کیا مال ہے کچھ ہمیں خالی نہیں کرتے ہیں یہ دیر نراب
--	--

حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو  
اب کریں ٹپو بجیے گرم اپنی دوکان داریان

نفس میں غنڈہ خیمہ سجان ہو دل گلستان میں منہ سوتا بھلائی غنیمت تم کھل کھل گلستان میں نہ ہوں برگ عنائے ابلے شامل گلستان میں کنادہ ایک صحرا میں ہوا اک ساحل گلستان میں بہار زعفران ہو جاتی ہے داخل گلستان میں سہید دن کی طرح ہے ارغوان لعل گلستان میں	ہوا تھا اس کو ایسا لطف کیا حاصل گلستان میں شبات اس کو نہیں یہ عالم و اشہد درد زہر ابھی دار غضب نہ تاق ان کو خار بھینچیں گے سباؤں رو کے سود میں جو شبنم کی طرح دریا خزان میں زرو بھی ہونا چمن کا حسن رکھتا چمن کی سیر کو تم کا ہے گا ہے جا بھٹکتے ہو
---	--



<p>نہ کیونکر قید میں بلبل کو دیکھے سے جگر خون ہو چمن میں بلبلوں کو فوج وہ صیاد کرتا ہے نسیم نو بہاری کی مدد کا وقت ہے پودے بہار فتنہ کے غم نے خزان میں خون ٹھکرایا شراب بخودی ایسی پلا دی ساغر گل نے سنا ہوا عاشق و معشوق جیسے بلبل و گل کو پھر اجب بارغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ</p>	<p>مفتس مسکن ہر اس کا جھلکی بھی ہر گلستان میں بہار تیا ہر نہرین خون کی قاتل گلستان میں ہوئے زمین غنچہ گل عقدہ مشکل گلستان میں ہوئی دق ہو کے آخر بلبلوں کو گلستان میں رہے صیاد سے مرغ چمن غافل گلستان میں اسے بسمل سمجھتا ہوں اسے قاتل گلستان میں مہبت رُدا کیلئے سرو کے مل گلستان میں</p>
--	---

بہار آئی ہے دل بہلایے سیری میں اہل گلستان  
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان میں

<p>پرسے یہ غفلتوں کے اگر دل سے دور ہوں تمیز کیجئے جو سفید و سیاہ میں پہلے ہی دیکھا ہوں میں ان کو جواب بہان آنکھوں میں تنگ چٹون کے پھر بھی میں فیکٹ مہر نہ بھی خاک رہ یار ہوں گے ہم کرتا ہے کیا یہ محنت سنگدل غضب خلخال پائے یار میں آواز صور ہے کشتے جو حسن گرم کے نالان ہوں زیناک مرتا ہے غیر کس لئے کٹتا ہے یار کیوں ساقی چمن میں آگ لگائی بہار نے ثابت جو یار کرتے ہیں مجھ پر خطائے عشق دل میں ان آئینوں کے سر ابر ہر رنگ ردنے کی جا بہ حالت دیوانگان عشق</p>	<p>مائل سو سجدو سر پر غم دور ہوں ظلمت جو زلفین ہوں تو وہ رخسارے نور ہوں کچھائیں اب جو یار بڑے بے شعور ہوں ہر چند نا توانی سے میں پائے مور ہوں نمکن نہیں رکاب سعادت سے دور ہوں شیشوں کے ساتھ دل نہ کہیں چور ہوں بیدار محنت حفتہ اہل قہر ہوں سنگ مزار جلنے لکھیں کوہ طور ہوں حاضر میں جان و دل جو کسی کو ضرور ہوں رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہوں انصاف ہو تو آپ سراپا تصور ہوں ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہوں ابر بہار دیدہ و خوش و طیور ہوں</p>
--	---

عزم طوان کعبہ ہے اب کچھ غرض نہیں

<p>پاؤں نکل ہو جاتے ہیں دیوار بجاتا ہوں مین لالہ رویو لے کے داغوں کے چہن جاتا ہوں نہیں چہا آنکھیں ہوتے ہی اُس بت سے بجاتا ہوں نہیں اُس خوشی سے باز ہکر سر پر کفن جاتا ہوں نہیں مشک کی بو کو گھننے چین و خفتن جاتا ہوں نہیں گورے کھولامری خاطر دہن جاتا ہوں نہیں تشنہ لب لے حسرت چاء ذہن جاتا ہوں نہیں بھاڑنے اُس گلبدن کا پیر سن جاتا ہوں نہیں کاٹنے سر و صغور کو چہن جاتا ہوں مین چھاڑ کر گوشہ مین گرد پیر سن جاتا ہوں مین آیا تھا بے پیر سن پہنے کفن جاتا ہوں مین دل کو خوشنوقتی سے غربت سے وطن جاتا ہوں مین</p>	<p>آتش تباہ ہند پری ہوں کہ جو رہوں دو قدم غربت سے گرسوئے وطن جاتا ہوں مین مثل گل باغ جہان سے خندہ زن جاتا ہوں مین کیسی ہی آنندگی ہو آئینہ کی طرح سے کوئے قاتل کا جو ہو شوق شہادت نہ سما تنگ آیا ہے جو دل سودائے زلف یار مین جان کرتی ہے لبوں کی راہ سے چلنے کا قصد کچھ بھی غیرت ہو تو پانی پانی بے آبی سے ہو طرفہ سودا سے مرا اپنا کریبان چھوڑ کر ساتھ ہوتا ہے کبھی میرے جو وہ بالالہند گور مین خاکی بدن کو چھوڑ کر جاتی ہے نوح خوش سلو کی کی زمین و آسمان نے میرے ساتھ ہستی فانی سے قصد نوح ہے سوئے عدم</p>
<p>موسے بے ساختہ پن پر ہزاروں مرے احسان مین دشمن پر ہزاروں ذبا مین مین مرے تن پر ہزاروں دل شیخ و برہمن پر ہزاروں رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزاروں ہماری سنگ مدفن پر ہزاروں گلہ کا مین گے گلشن پر ہزاروں مرین نامرد اس زن پر ہزاروں</p>	<p>تاب داغ برہمی مانند بوسے گل نہ مین چھوڑ کر آباد آتش انجمن جاتا ہوں مین لپسے دل اس کی چیتوں پر ہزاروں مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست برائے شکر قاتل رو نگٹوں سے نہ اٹھیلی سے چل ہوئے مین صدے ہوا اس رخم نہ زیر تیغ حلال تھے کشتہ مین ہم آنکھیں ملین گے نہل اے لعبت چین عطر گلزار نہین اک مرد کو دنیا سے مطلب</p>

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع  
جلین آتش کے برفین پر ہزار دن

واشد دل کیلئے جاتے ہیں نادان بلغمین  
مر گیا جب خوش نوا بلبل غزلخان بلغمین  
اربنے نائق مجھے گلگشت کی تکلیف دی  
غیر ممکن ہے اسیر میمن سنگھہ خاطر می  
شیشہ کے منہ کی طرح رکھتا ہے مروارید کو بند  
چشم بلبل میں جو پیدا ہو سوا اہل علم  
یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا  
وئے زیبا تم نے دکھایا ہے جا کر بے نقاب  
شوق کو مے یار میں روتا جو ہون دل لکر  
قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا  
میٹوں میں ہندی کی تو نے بنائے کیا ہرن  
ہندی ملکر دھوئے ہاتھ اُن میں جو تو اس کو حیرن  
کو چ کوئی ہے سہارا ہے ہنگام خزان  
سیر کرتا ہوں میں جہتک سہی ہو حسرت یہی  
چلتی ہے دست جنوں کی طرح سے باد بہار  
پوسے اُس جہانہ رنگین کے میں کیونکر نہ ہوں  
جوش نے مستی کے دکھائی مجھے سیر بہار  
بے حیائی سے نہ ہوئے تو نہوئے فحال

گل گریبان چاک میں بلبل میں نالان بلغمین  
اُس کے بھولن میں بڑھی میں نے گلستان بلغمین  
تیر باران ہو گیا ہے یار باران بارغ میں  
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ دھران بلغمین  
باغبان کیا سیر کو آئی ہیں پر یان بلغمین  
برگ گل مہتابین اوراق گلستان بلغمین  
بجے سنبل نے طبیعت کی پریشانی بلغمین  
آج ہے صورت آئینہ حیران بلغمین  
اشک شبنم کی طرح جاتے ہیں نہان بلغمین  
سرو قمری کے لئے چرسیت سرایان بلغمین  
آئینہ میں اے باغبان شلخ غزلان بلغمین  
چھوٹکر نہروں سے نکلیں نخل چلان بلغمین  
مجھے بلبل دیکھ کے منہ پر گل بکھڑا مان بلغمین  
توڑنا ہوتا اگر سبب زخندان بلغمین  
چاک تلوامن ہوا گل کا گریبان بلغمین  
پھول بے توڑے نہیں رہتا ہوسان بلغمین  
نشہ کی دھن لیگی انتان و خیزان بلغمین  
لالہ نافرمان کے رو پر رو ہے خندان بلغمین

ہے یہی اند سے اپنی مراد آتش رہن  
مست کو مے یار میں طائوس قصان بلغمین

اشفا معنی سے صورت اشفا ہوتا نہیں  
آئینہ دل کی طرح سے حق نہ ہوتا نہیں

تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہیں  
 مثل آب و رنگ گل ملکر جدا ہوتا نہیں  
 کونسا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہیں  
 کچھ سے ہر چند جذب کسرا ہوتا نہیں  
 خیر ہے جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہیں  
 تاکجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہیں  
 خط سایہ و گیسو نہ سا پیشوا ہوتا نہیں  
 چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہیں  
 موئے رنگی کی طرح سنبل رسا ہوتا نہیں  
 اُن لب لعلین ساحل بے بہا ہوتا نہیں  
 اُس کے پاؤں میں سیہ رنگ حنا ہوتا نہیں  
 یار کا سا خندہ دندان نہ ہوتا نہیں  
 حق نازاے طفل ابھی کھینچے اولہ ہوتا نہیں  
 تھوکر میں کھا کھلے کب آہن طلا ہوتا نہیں  
 میں بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہیں  
 اپنے جاے میں تو اے گلگون قبا ہوتا نہیں  
 شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہیں

درومند عشق جمیا سے دوا ہوتا نہیں  
 خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہیں  
 کس کو پیو د زمین کرتی نہیں رختازار  
 کھینچ لیتا ہے دل عاشق کو خطا سیر یار  
 جس قدر چاہیں اگر لالین باغ میں شمشاد و غیر  
 دیکھیے کب تک نہیں بھوتی قیامت آشکار  
 سنبل دریاں باغ حسن کا عالم نہ کچھ  
 اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات  
 کیا مری آنکھوں کو دھوکا دیگا رخت یار کا  
 ہے ہر اک دندان دہان یار میں درہِ یتیم  
 بڑھ نہیں چلتا ہے کوئی حد سے اپنی پیش یار  
 گوہر شبنم بہم پہونچا میں گلداسے ہمیں  
 دلربائی کے طریقہ میں نہیں کامل سنہوز  
 لے صنم پارس گئے تیرے پاؤں میں ترش ہوئے  
 کون ملتا ہے نہیں ملتا اگر وہ ناز میں  
 نشہ کی گرمی سے بھانپے کھلے گلتا ہواں  
 کون سی شب کو وہ بت رہتا نہیں آغوش میں

استخوان آتش کے ہیں رنق سگان کو سی یار

اس سعادت کا شرف بہر بہا ہوتا نہیں

سمند عمر منزل طے کریگا دو طرفہ و ن میں  
 اڑائی تیر ہی خاطر خاک کن کن رہو اردن میں  
 کیا ظلی میں بھی ہر روز میں اک دو کندون میں  
 عزیزان پاؤں کو پھیلائے توئے میں نزاردن میں

غبدادہ میں گویا ہم ان نے سوار دن میں  
 گئے بچانہ پوجا گم کیا طوف حرم ہم نے  
 ازل ہی سے مری نعمت میں بھی سستی کھی  
 اجل اور ناب یہ رشک محکو قتل کرتا ہے

ہو اسے کوئی قاتل کا کبھی عالم نہیں پایا نہ دو آنسو گرے یا د آہی مین ان آنکھوں امانت روح کی جھینوا کے عذر ایل سے تو نے نہایت عید کی نور زکی اُس گل کو شادی	چمن کو بارہا دیکھا ہے جا جا کر بہار دن مین اڑا کی خاک ہی میرے چمن کے ہیشار مین ہم سے نام کو لکھو اویا بے اعتبار دن مین لڑائے جائیں گے کیا بھینہ بلبل قطاوہ نمین
--	--

کبھی کچھ کام بھی تو آنے تیری بہت عالی مگر چہرہ ہی لکھو ایسا ہے اسے آتش سوار دن مین
---

یہ چرچا اپنی سوانی کا پھیلا ہر دیار دن مین ہو اسے خط کیوں عالم مین موسیٰ و خلی کا مین وہ غم دست ہوں جب کوئی تازہ علم ہو گیا نہ کہ شہریدہ گلگون پر غم و رتا بھی خسر و ہو آتا ہے تو آجیتے جی درہ لطف پھر کیا ہو سہانہ درد سر کا آپ کو کیا ہے کرنا تھا ربا مثل خس شعلہ مجھے ربطا اہل عالم سے ہر اسان ہوتے مین کب مردیکہ تازہ کشت سے سمجھتا اہل عالم مین زبان کوئی تو میری بھی	کہ مروج نام لکھتے مین سرے پر ہمارو نمین وہی پتھر نظر آتے مین اب تک گوہر سوارو نمین نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امید وارو نمین پیادے رو دین گے کل آج پر تو شہسوارو نمین جگے جب بخند دکھانے کی رہی جنگو نہ یادو نمین تب غم نے ہماری جہان کھودی و چراغو نمین وہی دشمن ہوا جس کے بنامین دوستانو نمین کوئی دو چار ہی جانماز ہوتے مین ہزارو نمین خدا یا کاش مین پیدا ہوا ہوتا گنوارو نمین
--	--

بدن مین جان تازہ آئی ہے تو گھٹے سے آتش عجب خوشبو ہے اُس گل پر سن کے پاسی ہارو نمین
---

وہ بزم ہے یہ کہ لایمیر کا مقام نمین حرفی اپنی تنک مشہر یوں کا کام نمین سیاہ قلب کا کوئی صنم مین کام نمین تہوں کے گیسوے و فرکان سے تجھ کو کام نمین عین سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہو طبع عشق جس حسن و قریب کا ہو	ہم سے کھچے مین بازی غلام نمین خم فلک سے کم اس میکدہ کا جام نمین بہشت کا قمر بکیش کا مقام نمین شکار تیر نمین مین اسیر دام نمین نہات گل کو نمین سرو کو قیام نمین وہ خواجہ ہے وہ کہ جس کا کوئی غلام نمین
--	--

کلام بت ہے کچھ اللہ کا کلام نہیں  
 شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں  
 حلال مال ہے یہ دولت حرام نہیں  
 لحد میں ساتھ یہ قصر بلند بام نہیں  
 خدا کا قہر ہے لے بت تراخام نہیں  
 بنائے زلف کو سچ کہتے ہیں قیام نہیں  
 طلب محال کی غیر خیال خام نہیں  
 خدا نہیں یہ پیمبر نہیں امام نہیں  
 نسیم ہے سرور یا کا کہان مقام نہیں

وفائے وعدہ کا کس کو یقین یار سے ہے  
 رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی  
 وہ سوزہ حسن نہ کر راہ گان غرہ سے یار  
 گداؤ شاہ برابر ہے خاک کے نیچے  
 ملایا خاک میں کس کس جو ان رعنا کو  
 حفاؤ جوڑے عالم وہ حسن کا نہ رہا  
 نظارہ کمر یار کا نہ ہو مشتاق  
 بتوں کے قہر غضب کا کسے ہر اندیشہ  
 بلند و سبقت سبکدوش کو برابر ہے

بلند ہونہ زمین سے مراد آتش  
 نشان قبر سے منظور بجگو نام نہیں

گھر کو لگے جو آگ تو پانی بھجاؤں میں  
 بیکتا نہیں اتنی جو چوری ہی جاؤں میں  
 دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤں میں  
 گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤں میں  
 ٹھوکر سے پائے یار کے اُن کو جگاؤں میں  
 محراب بیت کعبہ میں چلے چڑھاؤں میں  
 بنو کے قبر لالہ کو اُس پر لگاؤں میں  
 مرگان کے بوریے جو کھڑے ہیں بھاؤں میں  
 وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سکاؤں میں  
 فرما کیے تو شرب کو کسی وقت آؤں میں  
 مضمون جہان کر کاٹے باندھ لاؤں میں

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤں میں  
 جنس گران بہا کا خریدار کون ہے  
 لالہ خون کے حسن کا بھوکا ہوں اس قدر  
 آنکھیں مری کرے جو منور جلال یار  
 مری کی طرح ٹوٹے ہیں کیسے مری نصیب  
 بوسہ ملے کمان کا جو ابرو سے یار کی  
 جی چاہتا ہے شوق شہادت میں قبل  
 گھر میں جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے  
 کا تماشا کھا کے جبر نے ہر چند کر دیا  
 تم تو غریب خانہ میں آئے نہ ایک روز  
 بار یک میں ہوں شاہ غنا زک خیال ہوں

آتش علام ساقی کوثر ہوں چاہیے

افردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤں میں	<p>دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہیں اندھے فروغ اس رخسارِ آتشین کا آتشِ نفس ہوا ہے گلزار کی ہما سے سویا بارگاہ کو اس نے تلون تلے ملا ہے انسانِ خمیر دسے باقی رہے تفاوت ابرو سے کج سے خونِ عشاق کیا عجب ہی کس کس کو خوب کہیے اندھ نے بتوں کو بے یارِ بام پر جو وحشتِ مین چڑھ گیا ہوں صفتِ کمانِ ابرو جو کیجئے سُو کم ہے رکویا ہوں یاد کر کے مین تیری تند خوئی سُو ز دل دجگر کی شہت پھر آجکل ہے سمون کو تو نے دل سے پروانوں کے اتارا وہ بادہ کش ہوں میری آواز پا کو سُن کر</p>	<p>پریوں نے کھڑکیوں کے پرے اٹھالے ہیں سمون کے رنگِ مثل کا فوراً اڑا دیے ہیں بجلی گری ہے غنچے جب مسکامیے ہیں کٹوا کے سر و شمشاد اکثر ملا دیے ہیں اس واسطے پری کو دو پر لگا دیے ہیں کھوار نے نشانِ لشکر مٹا دیے ہیں کیا گوشِ چشم کیا لب کیا دست پالے ہیں پرنا لے روتے روتے مین نے بہا دیے ہیں بے تیرِ بلبون کے تودے لگا دیے ہیں صرصر نے جب جہلِ رخ روشن بکھا دیے ہیں پھر ہلوں کے تکیے مشغلِ نبادیے ہیں آنکھوں سے بلبون کی گلشن گرا دیے ہیں خیشون نے سرِ حضورِ ساغر بھکا دیے ہیں</p>
اشکون سے خاکِ تن آتشِ خراب ہو گا اقصرِ سپہِ رفعتِ باران نے دھوا دیے ہیں	<p>جلی گرنے کو جو جی چاہے تو بارانِ مانگون اوس پڑنی بھی ہو موتوں جو بارانِ مانگون تم سے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون لختی مرگِ مزادے جو منسکدانِ مانگون دوشی کے لئے اس گھر کے جو دھان مانگون پوریا چھوڑ کے کیا تختِ سلیمان مانگون زخمِ خندان ہوں اگر مین گلِ خندان مانگون</p>	<p>خارِ مطلوب جو ہودے تو گلستانِ مانگون شعِ گلِ ہودے جو صبحِ شہِ ہجرانِ مانگون خاکِ مین بھی جو بلونِ مین تو کسی صحرا مین عجبتِ واژون نے زبانِ کو یہ اثرِ بخشا ہے خاندلِ مین کروں دلِ غمِ محبت کو طلب پادشاہی سے فقری کا سہ پایا بالا سج سے عشق کے سہ راحت دینا بدتر</p>

<p>سو گئے کوجو کبھی زلف پریشان مانگون بھبک دیا سے اگر خجہ مر جان مانگون شجر حسن سے مین سیب زخندان مانگون پیر سن خاک مین دیوانہ عریان مانگون نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون گل سے بلبل کے کفن کیلئے دامان مانگون وصل کا روز جو مین ایشب حیران مانگون</p>	<p>دے دیا کیجے سودا لی تھار اہون میان عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اس کا میوے پر باغ جہان مین ہو جو دل کو غریت جائے جسم بھی رکھنے کا نہیں دست جنون یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی چنیا ملتی ہو ما گئے سے باغ جہان مین جو مرد تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ تلے ہو جو پہاڑ</p>
---	---

کب سے در پر ترے سائل ہو مین آتش کی طرح  
وہ لے چکو جو کچھ اسے شہنشاہان مانگون

<p>آب نداشت آیا سو بار تا بہ گردن لڑکون کے سنگریزے دیوار تا بگردن تصویر کر نہ میری تیار تا بگردن روزن ہی کاش ہوتے دوچار تا بگردن وہ سر سمجھتے مین ہم بیکار تا بگردن رستم کی آتی ہے یار دستار تا بگردن</p>	<p>جلاوکی نہ پہنچے تلوار تا بہ گردن تھینچ اے ہوائے صحرا و نہ اٹھا چکے مین سٹشیر کھینچی اے مانی تھکے پڑے گی بھتی گو بلند یارب دیوار خانہ بار تن سے جدا ہو جو تلوار سے تھاری اے محنت سنبھل کر سیخانہ مین قدم رکھ</p>
---	--

تنہا ہے کیون تو اتنا مانند سرو باغی  
کب پہنچے دست آتش اے یار تا بگردن

<p>میرے ماتم مین عزیزان چشم تر کیون کرین یہ شب غم دیکھے عاشق سحر کیون کرین زندگی مین کوئے قاتل سے فر کیون کرین بید محنون بو کے اُسیا شمر کیون کرین مرگ کی لیلے کے محنون کو خبر کیون کرین یار کا پیدا دہن ثابت کر کیون کرین</p>	<p>اسکی رسوائی بھلا مد نظر کیون کرین شام سے سوا ہے ہالون سے چھپا کر نہ کرین اپنے خون کی بو مین آتی ہر یا کی خاک سے حاصل مل محبت غیر محرومی نہیں وہ بھی مانند چراغ صبح دم نہان ہر شاعر دن سے گنتے مین ہم ہیچ اے عودم سپا</p>
--	---



آج تک اپنی جگہ دل میں نہیں اپنے ہوئی ہر نگہ وار دے مہوشی کا رکھتی ہے اثر روے روشن پر زکھے جو جوائے یوسف نقاب سنگ خارا سے نہیں سختی میں کم دل یار کا	یار کے دل میں بھلا پوچھو تو گھر کیونکر کریں جام اُن آنکھوں کے کھینچ کر کیونکر کریں مشہدہ میخ کا ترے شمس و قمر کیونکر کریں سامنا پتھر کا ہر نالے اثر کیونکر کریں
--	--

دروں کے واسطے صندل نہ رگڑا جائے گا  
ہو سکے آتش نہ جو وہ دروہ کیونکر کریں

بلا اپنے لئے دانستہ نادان مول لیتے ہیں پنہ چھ احوال بیدر اپنے بیمار عبت کا میں اُس گلشن کا بلبل ہوں ہمارے نہیں مگر جانا نہیں شاید کہ یان سے اہل عالم کو کیا گوشتش پائے مورکو خاکساری نے عزیز خلق اتنا تو کیا ہے جھکو داغون نے ہما شہر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے ترے ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہیں قلیل	عبث جی بیچ کر الفت کو انسان مول لیتے ہیں زمین اُس کے لئے ابو عزیزان مول لیتے ہیں کہ صیاد آنکر میرا گلستان مول لیتے ہیں یہ دودن کے لئے کیا قصر دیوان مول لیتے ہیں جواب بھی چاہیں تو تخت سلیمان مول لیتے ہیں کہ مردم جان سرور چہرہ افغان مول لیتے ہیں مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہیں گلے کے کاٹنے کو تیغ غریبان مول لیتے ہیں
--	--

یہ آتش نالہ عشاق معشوقوں کو بھایا ہے  
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہیں

چاہتا ہوں جو وفا طینت دلبر میں نہیں آتش افروزی گردن ہے تماشا مجھ کو گرد پھرتا قد موزدن کے ترے اور محبوب بال پرواز خط شوق ہے اپنا درد نہ یہی ہے جو قضا مجھے قدح کش کوشت کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ غیر خواہان ہو ترے وصل کا ایار تو کیا	ہے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر میں نہیں حجرہ جز سایہ دیوار مرے گھر میں نہیں کیا کرے طاقت رفتار صنوبر میں نہیں طاقت اُس بام تک اڑنے کی کوتاہی میں نہیں ظفر گجائش مئے چشمہ کوثر میں نہیں رحم اصلا دل خوبان شکر میں نہیں لصہ خضر جو ہے بخت سکندر میں نہیں
--	---

<p>زلف محبوب میں جو پودہ وہ عنبر میں نہیں جو صفائے سفیدی میں جو گوہر میں نہیں</p>	<p>یار ہا اس کو بھی سوچھا ہے اسے بھی ہم نے بترے دانتوں کی چمک یا زینیں ہرے میں</p>
<p>بست پرستی کو نہ آتش کے سمجھ لا حاصل شیخ اند بھی تو کعبہ کے پتھر میں نہیں</p>	
<p>ترمو اہوں میں پسینے سے شرب متاب میں کھال کھینچی ہے ہمیشہ خانہ قصاب میں نچھلیاں جو ہر بنی ہین آئینہ کی آب میں شور اکثر کرتے ہیں کوئے شرب متاب میں مردم آبی جلیں میرے صدر سے آب میں دیکھنے کا پھر نہیں عمر روان کو خواب میں لفض ظاہر ہے جہین کے داغ کا دھاب میں یار کو جھکواؤں گا اک دن چہر سیاب میں برسم سجدہ کرین گے کعبہ کی محراب میں نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں یاں کفن کے چور کا حصہ نہیں سباب میں رات بھر مڑے نظر آتے ہیں محکوم خواب میں</p>	<p>وھیان آیا ہے جو اس خورشید کو خواب میں آسمان جو کچھ کہ ایلانے اسے کم جانیئے عکس جو اس میں پڑا ہے شست زلف یار کا بترہ دونان ازل کو نور سے بہرہ نہیں یار کے ہمراہ اگر دیا مانا نے جاؤں میں زندگانی سے دل محزون غربت ہوتا ہے تنگ چہرہ محبوب سے کیونکر اسے تشبیہ دون آج تک حال دل متیاب سے وقف نہیں طاق ابرو سے صنم سے ہوا سے تشبیہ تمام گردش و دوران سے مردان خدا میاں میں سامنا اپنا کسی جنگل میں ہو گا موت سے دل کو میل ہی میں زندوں سے نہیں پاتا فراغ</p>
<p>انکھ میں عکس چشم یار کا عالم نہ پوچھ دیکھ لے آتش سے نکول بھوئے ہوئے تالاب میں</p>	
<p>آب حیوان خضر کو ہاتھ آگیا ظلمات میں دانہ کی تدبیر میں میں دام میری بھات میں جائے خالی کو لے آسمان حیرات میں سچ ہر جھپٹی ہیں اکثر پوشیاں برسات میں دہریوں کو شبہ ہو گیا خدا کی ذات میں</p>	<p>یار قابو پر چڑھا میرے اندھیری رات میں خال کا محکوم تصور زلف کو میرا خیال اور نچھریان سے کیا ہاتھ آئے گا قزاق کو جوش گریہ سے نشان سبزہ رنگان مشا میں کھتا ہوں تجھے موجود اے جان جہان</p>

روئے گل پر دیکھ کر شبنم کو کہتا ہے وہ گل  
کس جگہ سودا کی تیری چشم فتنان کے نہیں  
بہوئے چٹوٹی جو اس شیریں دہن کی گفتگو  
کیا ہی پیتی ہو یہ کیر الگ گیا بانات میں  
نہرہ آتا ہے صفا بان سے تجھے سوغات میں  
سُن لیا مصری کی ڈلیوں کا مزہ عرات میں

پینے کو آتش شیدا کے گاتی باندھ کر  
دلربائی ختم کی اس جان جان نے گات میں

مے دلو مشوق فغان نہیں مے لب لعل کی فغان  
نہ تجھے دماغ تھکا جو نہ کسی کو تاب جہاں ہے  
کے نیند آتی جو اسے نہ تھے طاق ابرو کی رایتیں  
عجب سہل کیا نہ سادوں میں جو خیال و مشورے  
یہ خلاف ہو گیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر کئی  
مرضِ جدائی پانے یہ بگاڑ دی ہو ہماری خو  
مجھے زعفران سے زرد تر غم بھاریا نے کر دیا  
مے آگے اس کو فرسخ ہو یہ طحال کیا قبریب کی  
وہ دہن ہون سہل بن بان سہل جو ہون سہل بن  
نہیں کس طرح سے دکھائیں وہ جو کہتے ہیں کہ نہیں  
کبھی آتش کے بغل سرِ مرغ قباہ نہا نہیں  
وہ مقام ہوں کہ گز نہیں یہ مکان ہوں کہ نہیں  
کہیں گل تھکے تھے تو بوندے کہیں جسے تو فنا نہیں  
کہ ہوا فانی ہے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہیں  
نہیں ایسا کوئی زمانہ میں مے حلقہ جو نہا نہیں  
یہ جو جلوہ یار ہے کہ چرخ خانہ کو جانا نہیں

چلین کو کہ سا طون آندھیاں چلین گھر لکھ گھر لکھ  
بھڑک اٹھے آتش طور بھر کوئی اس طرح کی دوا نہیں

رہی جو ایک تصور خیالی روبرو برسوں  
رہا روشن مے گھر کا چراغ آرزو برسوں  
کیا کی گل سے بلبل حیلہ درد گلو برسوں  
ہماری قبر پر رُو یا کرے گی آرزو برسوں  
پھرے ہیں زلف کے سوہین ہم آشفہ برسوں  
سہلے ہاتھ رکھ سولے ہن زیرِ سو برسوں  
کیا ہر غم غلط ہم نے کنار آجکو برسوں  
یہاں چونک بنگر سحر نے تیرے لہو برسوں

اشور سے کسی کے سین نے کی گفتگو برسوں  
ہوا امان اگر رات بھر وہ شمع و برسوں  
تہن میں جا کے جوئے سے میں خستہ دل کہ  
برابر جان کے رکھا ہے انکو مرنے تک  
تلاش شکستہ چین و خن کی خاک بھپائی ہو  
ملی ہو کچھ بھی چخاندہ افلاک میں راحت  
بڑے کا شکار اُرد ہوا میں جا کے کھیلا ہو  
شراب وصل سے اپنے چھکا اک چلہ اساقی

سنگھائی گل نے اس گل پر سن کی بکوبو برسون  
کیا جو جب شراب لب سے تپنے وغیر برسون  
دکھا کر دل مرا کچھ پائے گا وہ تندر خوب برسون  
ہمارا یہ مین بھٹ پھٹ سے ہو کچھ زور برسون  
اُڑائی حسن کی خاطر خاک سینے کو بکوبو برسون  
سزا بادل رہا ز کشور زبان مین تو برسون  
تمناش اس سٹش حشرت مین کسچے ہم چاہو برسون

سیر کی مدت احرار پی سیر باغ وستان مین  
دیا جو حکم تب بیرستان نے سجدہ خم کا  
نما ہو جائی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہون  
بہادر گل گئی پر بھی نہ سودا جائے گا اپنا  
نظر آیا نہ اک دن راہ مین وہ نور کا بنگا  
نما جو داغ بھی کوئی ان لوگوں سے سج کنا  
یہی اب عزم جو بالجرم ولین بار کو ڈھونڈتا

اگر مین خاک بھی ہون گا تو آتش گرد باد آسا  
رکھے گی بکوبو گر گشتہ کسی کی سستجو برسون

شراب مناب مین فرما دیکھا کرتے ہیں  
اپنے اند کو ہم یاد کیا کرتے ہیں  
سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہیں  
پردہ ناز مین مید دیکھا کرتے ہیں  
منصع سرو پر ایراد کیا کرتے ہیں  
حسرت جدی آزاد کیا کرتے ہیں  
خدا اسے ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہیں  
باغبان باغ کو بر باد کیا کرتے ہیں  
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہیں  
دوسرے صورت فرما دیکھا کرتے ہیں  
چھپے باغ مین صیاد کیا کرتے ہیں  
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہیں  
نازد و انداز وہ ایجاو کیا کرتے ہیں  
نرم نرموم سے فولاد کیا کرتے ہیں

چاند سے منہ کوٹے یاد کیا کرتے ہیں  
صورت خواب فراوش یار ان عشق مصنف  
شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنس گل ماوا  
ایک سا ظاہر و باطن نہیں جھوٹوں کا  
شاعر دن نے قدموزون کو ترے کچھ ہم  
صاحب حسن وہ صانع نے بنایا جو کچھ  
حال دیکھا جو حضور نے کہ وہ میرا کبھی  
لالہ و گل کا نشان رھتی نہیں گل چینی  
کیا کہوں یار سے کہتے ہوئے شرم آتی جو  
دیکھے کٹ چکے کب زلیت کلائے یہ پہاڑ  
بلبلوں کے جو گے کھوئے مین زکمرہ دم  
غم شب ہجر مین اپنے نہیں درمیش آتا  
ذکر عاشق سے نہیں ایک دم ان کو فرست  
آتشین نالوں کی آندہ سے گرمی شب ہجر

میں نے بہن شوق شہادت کا جو میرے شہرہ  
یاو آتش مجھے جلا دیکھا کرتے ہیں

اگلی ہی جاتے سبزہ کنکھی مرے چمن میں  
دکھائے گا پسینا پانی چہرہ زتن میں  
لیلی پکاری ہے مجھ کو کہے سیر بن میں  
بلبل بچہ نے آیا صیاد اگبن میں  
اب کی گروہ میں دون گاندار بہن میں  
سوئے کے بت بندھے ہیں بانے بہن میں  
سہنس سنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن میں  
نوا آسمان میں اپنے اکبر کے نورتن میں  
بجے شرب عروسی گمان ہے پیر بن میں  
آواز الامان ہے اقبال بلند رن میں  
دکھائی سیر غربت سیلاب نے وطن میں  
تعلیم ہوئے آیا فتنہ فریب فن میں  
عاقل جو ہو تو کرے تمیز مرد و زن میں  
چیتے میں کیا تکلف کیا شاخ و ہرل میں  
کھوئے گھر سے کا پر وہ چھل جائیگا چلن میں  
مصنوع مردہ ہم کو ہاتھ آبیگا کفن میں  
پیر دن رہی لڑائی شیر اور کرگدن میں  
ہند کے مرے پٹین کھواب و گبدن میں  
کنکھی دعا کی خاطر ملنے لگی چمن میں  
خیال یہ ہر طرہ اس سادگی کے فن میں  
اُترا ہوا ہے یوسف گمان سر کے تن میں

اُجھا ہے دل بتوں کے گیسو سے شکن میں  
مٹکین گئے دو بہن کر دل زلف کی رن میں  
شیرین زبان ہوئی ہر فریاد کے دہن میں  
عطر گلاب مل کر حلقہ میں یار بیٹھا  
ذکر فقیر آگے اس بت کے بھوتا ہے  
حاصل کیا ہے تو نے صدمے سے اس قدر زل  
آیا تھا بلبلوں کی تدبیر میں گلون نے  
اک تختہ سفت کشور دہلی کا چہما سے  
دو روز ہے یہ لطفت عیش و نشاط دنیا  
قاتل کا میرے منکر میدان میں آگے سن کے  
میدان کیا اگر آراشتاؤں نے گھر ہمارا  
چشم یہ سے تیرے پردے میں تو تیرا کے  
حرک خاک ہے نہان ظاہر ہے ترک اپنا  
چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین  
بازار مصر میں چل یوسف کا سامنا کر  
بیدنار ہے گا علم اپنا اپنے تیرہ  
اُس کو دکھا کے تم نے اُس پر جو تیر جوڑا  
دنیا کی زیب و زینت کفار کو مہار کس  
سنبل سے بال اُس نے جس روز سے مندا  
آنکھوں کے سامنے سے دل کو مرے چرایا  
دل زین خیال حسن محبوب روز و شب ہو

معمورہ حلاوت دادی ہر دامن کا بوسے میں لب کے ہنس گردن اٹھائے صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی	شکر بھرے ہوئے مین مور کس مین جس کی گرائی تجھ پر تقدیر نے مین ساکھو جلا ہے کیا کیا چھو لا جو ڈھاک بن مین
---	---

کوئی نہیں ہے تیرا مقدور ہو تو آتش دے رکھ اجورہ دست غشال و گور کن مین	
---	--

مضمون آہ کیا مے دیوان سے دور ہوں قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہے مجھے صاف اس قدر ہے چہرہ ترا دیکھ کر جسے یار بڑا ہوا ختر بخت سیاہ کا پانا ہوں اس قدر دل عالم سیاہ مین اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک روباہ باز یوں سے فلک کے قریب ہر لبست ولبی شعر ہزاروں ہی ڈھل گئے	مکمل نہیں کہ سر و گلستان سے دور ہوں میرے ہو کے داغ نہ دامان دور ہوں سج و مال خاطر انسان سے دور ہوں اس چاندنی مین ہم نہ تباہ سے دور ہوں سمع و چہرے غور غریبان سے دور ہوں ہم تو کھڑے بھی چشمہ حیوان سے دور ہوں شیردن کے نام دفتر سلطان سے دور ہوں کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہوں
--	--

آتش غم حسین مین روئس رہا ہے کیا سفرین کی اس طرح نامہ عصیان سے دور ہوں	
--	--

دلی گردن مین اگر انسان سے دور ہوں نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی دل اس قدر گداز ہے برسوں ہی غم ہے مٹتا نہیں نوشتہ قسمت کسی طرح نفل بہار آئی ہے کپڑوں کو بھاٹیے چھڑکاؤ کا ارادہ ہے چشم پر آب کا یہ تنگ کر رہا ہے توا کھجار ہے مین وہ وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک	سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہوں برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہوں آنسو جو اپنے دیدہ گریبان سے دور ہوں جو ہر کبھی نہ خبر بران سے دور ہوں دل کے خار دست و گریبان سے دور ہوں گرد و غبار کو چہ جانان سے دور ہوں دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہوں آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہوں
--	--

<p>یہ قیدی وہ نہیں کہ جو زندان سے دور ہوں دو آبلے تو خار مغیلاں سے دور ہوں</p>	<p>ملکن نہیں نجات اسیران عشق کو مدت کے بعد آئے ہیں صحرا میں اور جنوں</p>
<p>گردش سے چشم یار کے آتش عجب نہیں جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہوں</p>	
<p>اگے ترے مسیح کے ٹھہرین زبان نہیں وہ بزم کو نسی ہے کہ یہ داستان نہیں شعین میں سوز غم سے مرے استخوان نہیں موجود ہے کنہ اگر زبان نہیں سرگز دلان یار سے باہر زبان نہیں تسی نکار کی ہے حجاب بتان نہیں دو دل کا ایک سینہ کے اندر مکان نہیں ریگ روان سے کم مری عمر روان نہیں کتے سے تیرے ہم کو عزیز استخوان نہیں کالی تو تلج یار کی یہ کماشان نہیں گرچہ ترا حسن ہے مگر ارغوان نہیں کوڑی کے مول کہنے کے یہ استخوان نہیں ساقین تری وہ شمعین ہیں جبین ہوان نہیں کب پشت نیل اسر کے اوپر نشان نہیں خرو س کی بہار کو ہم خزان نہیں سب جاتے ہیں ترک کی نہری بان نہیں گر پاڑے ہی میں جو میسر کنوان نہیں مغلس نہیں میں نصرت یوسف گوان نہیں گرد غبار ہے اثر کاروان نہیں</p>	<p>مجھسا کوئی زمانے میں معجز بیان نہیں اُس غیرت پر سی کا فسانہ کمان نہیں پروانوں کو جلا میں گے کھا کر سگ و ہما عاشق کو دود جان نہ اسے ماہ لشت بام کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار کو بچی نگاہ اُن کی ہے صیاد کی کمین دو گوہر اک صدف میں ہزاروں جوڑھوں معلیم کچے نہیں کہ چلے جاتے ہیں کمان بوسہ عربیہ ہم سے کرے تو ہزار حیف طاق بلند پر اسے رکھتا ہو آسمان دو چار زخمیوں کا بھی ہونا ضرور ہے بعد فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی زافوہ آئے ہیں نہیں جس میں جائے رنگ بجنت بلند رکھتے ہیں گردن بلند لوگ رنگین رہے گا خون شہیدان سے کوئے بہت مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب نزدیک ناف تو ہو ذوق ہو اگرچہ دور اسے دل نہ بقیہ رہو سو خوف وقت ہو کس نثر میں کیا ہو نقصانے مرا گذار</p>

ہر حسین کا عرش کے اوپر دماغ ہے رکھا ہے جب سے بنے تری راہ میں قدم مشق خرام ناز کو کرتا ہے جس جگہ آزاد ہو کے یاد گرفتار ہی آئے گی	کس کا بلند بام سے یاں آستان نہیں ان نعتیوں کو رتبہ سنگ نشان نہیں ملا زمین کے پلہ میں دان آستان نہیں کنج نفس میں خار خوش آستان نہیں
--	---

آتش ہی بہرہ مند نہیں نفیس سے ہے اس خوان پر وہ کون ہے جو میہان نہیں	
---	--

خاک میں مل کے بھی ہوں گانہ غبار و دان نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست سکہ رہتا ہے مے دیدہ تر پر شب و روز تیرے دیوانہ میں ہم چاک گریبان تیرے خون کے اپنے جو جھیلے پڑے اس پر فائل چاک ہو گانہ گریبان سے جب تک وہ چند فرقت باد میں اس کو مرے روک سکے موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤں کو مرے وہ قبا پوش چین میں جو کبھی جاتا ہے داغ خون اپنے چھڑا بیگانہ نہیں وہ خون ریز رشتہ وام سے تار اس کا نہیں کم کوئی	کمر یار سے اٹھتا نہیں بار دامن بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن جبکہ رہتا تھا تو لے طفل سوار دامن سیر گزار دکھائے گی سہار دامن موسم گل میں نہ ٹھکے گا بخار دامن آستین کا جو نہ یہ کام نہ کار دامن خاک کی طرح ٹھیک جاتے ہیں تار دامن گل گریبان کو کرتے ہیں نشان دامن بٹی بن جائے گی قاتل کی کنار دامن خار صبر کو سمجھتا ہوں شکار دامن
--	--

پائی جاتی ہے محبت مجھے اُن سے کنیفیہ میں مرے دامن کو جو خار دامن	
---	--

طعی سے اور قمر ہوا وہ شباب میں گو عاشقوں میں نام سر فرد ہے رقم چلتے سے تیرے نور جو بالائے بام ہے تئی کے اوت میں وہ کیا کرتے ہیں کار	تالش ہو و پیر کو فردن آفتاب میں بھولا ہے تجھ کو صاحب دفتر حساب میں یہ روشنی نہیں فلک آفتاب میں منہ کو چھپائے رکھتے ہیں اپنے نقاب میں
--	---





خدا بخشے صنم یہ کیلے بھلویا د کرتے ہیں  
 سہار رنگ گلہ گب خزانہ یاد کرتے ہیں  
 نوازش مجرمان عشق کی حلا د کرتے ہیں  
 بلے جان ہیں تیلے خاک کے بیدا کرتے ہیں  
 خدا محفوظ رکھے دل کو ان زلفوں کے سویشے  
 قفس میں جسم کے مرغ دل اپنا سر ٹپکتا ہے  
 ملکین ہر معنی روشن مکان ہر بیت موزوں ہر  
 قدم وزن رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر  
 اکڑتا ہے بجا جو یہ کھکھک سدا کرتا ہے  
 عجب کیا ہو جو بوسے لون میں پیشانی مجنون  
 خدا جانے یہ آرائش کرتی قیل کس کس کو  
 یہ شاعر ہیں الہی یا مصویشہ ہیں کوئی  
 شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہیں سیمیش  
 خیال خط وصال بوسہ لب میں نہیں رہتا  
 بتوں کے عشق نے آخر دکھا یاد کو ان کے بھی  
 گنگاروں کو گردن مارتے ہیں حکم شارع سے  
 نبر عشق میں اندھ حامی جو غریبوں کا  
 قدم رہتا ہے ثابت جن کا اس سختی دور انین  
 قدمودون دلبر کو نہ بچوان اندھوں کو دکھلاؤں  
 لٹے ہیں کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل  
 زبان سے اپنی دیوانہ کہ لے ماہر دیکھو  
 وہ کافر جو منکر ہے قد بالا کے کشدوں کا  
 کوئی ذرہ تو اس کا تاباں منہ کے پیونچے گا

دعاے مغفرت میرے لئے حلا د کرتے ہیں  
 جس کی طرح سے دامادگان فریاد کرتے ہیں  
 خدا جبران سے کو اس کا اسیر آزاد کرتے ہیں  
 پری کو بند شیشے میں یہ آدم زاد کرتے ہیں  
 گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہیں  
 کسی بازی کے دانے کمین فریاد کرتے ہیں  
 غزل لیتے تین ہم چند گھر آباد کرتے ہیں  
 قیامت سر و گلہا سے تین بیدا کرتے ہیں  
 جسے بند سمجھتے ہیں اسے آزاد کرتے ہیں  
 تو جس کس قدر شاگرد برستا د کرتے ہیں  
 طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہیں  
 نئے نقشے زالی صورتیں ایجاد کرتے ہیں  
 عروس نو سے قربت جس طرح داماد کرتے ہیں  
 عبارت بھول جاتی ہو جو مطلب یاد کرتے ہیں  
 پریم پر دہ نافوس میں فریاد کرتے ہیں  
 خیال چنے گناہوں کا نہیں حلا د کرتے ہیں  
 پیا دوں کی سوار غریب یاں امداد کرتے ہیں  
 بہادر ہیں وہی سر قلعہ فولا د کرتے ہیں  
 ارادہ تاڑ سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہیں  
 وہ جو ہر سے یہ جس سے کشتہ فولا د کرتے ہیں  
 وہی ہوتا ہے جو صاحب کمال شمشاد کرتے ہیں  
 یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہیں  
 یہ رشت خاک حیرتی راہ میں برباد کرتے ہیں

عجب یہ لوگ ہن عم کھا کے دل کھٹا کر تین  
اچارہ بلبون گئے خون کا صیاد کرتے ہیں

پہننے ہن کفن میلہ ہوا جاتا ہے اسے آتش  
سراے گوردیران ہے اسے آباد کرتے ہیں

ایک بت اس حسن کا دیر برہن میں نہیں  
جو ملاحت خال شکن میں ہے برہن میں نہیں  
اسک ہن شہم کے قطے گل کے دامن میں نہیں  
ہے نگہ بد میں کی رشتہ چشم سوزن میں نہیں  
تیر و شب و روشنی جب روز روشن میں نہیں  
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن میں نہیں  
پانوں میں بڑی نہیں ہے طوق گردن میں نہیں  
عاشقوں کے مرے اپنے اپنے مدفن میں نہیں  
قطرہ شہم ہن دلنے اپنے خرم میں نہیں  
ابروں کی کج ادائی تیر زہن میں نہیں  
کونسا ہے حرد جو بازو کے جوشن میں نہیں  
ذره کو پروا لگی آنے کی روزن میں نہیں  
جو ہر قصاب کس طفل برہن میں نہیں  
باغیان جو پھول ہے وہ تیرے گلشن میں نہیں  
خو یاد و دست میں ہوں فکر و دشمن میں نہیں  
سینے کی سختی جو ڈھونڈ ڈھونڈت ہے ہن میں نہیں

لا لہ بیدار غمختہ کوئی گلشن میں نہیں  
یا سیمین میں عالم اس غم صباوت کا کمان  
باغ ہے بے یار اپنی آنکھ میں ماتم سرا  
فصل گل میں سامنا چاک گریبان سے انہو  
خطا کو رکھو اگر نہ کر اندھیراے خورشید رو  
شہر سے جاتا ہوں میں دیوانہ صحرالی طر  
تیرے دیوانوں کو نفرت ظاہر آرائی ہے جو  
ہڈیان کھڈو کے پھکوا دین ہے اس سفاک لے  
صلوہ خورشید کر جاویگا۔ اس پر کار برق  
تھک کی پھانسی سے بلا قلعے ہن زلف یار  
چشم بد میں کا نہیں اندیشہ حسن یار کو  
گھر میں اس خورشید رو کے رہتی ہے حاضر صبا  
بے چہری کرتے ہیں کا فر عاشق کو اپنے کج  
آب کے بدلے شراب سرخ نہروں میں بہا  
شکر کے سجدے کامیرے سر کو سودا چاہئے  
موم کے مانند ہے ہر چند جسم ان کا گداز

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ

جان کو دل بھیجتا کس روز گردن میں نہیں

ہوتا ہے اک سہبت کا دانہ انار میں

مکمل نہیں ہے دوسرا بختسا ہزار میں

صیاد باغ باغ نہ ہووے ہمارے  
 آہو کباب ہوتے ہیں بٹوق شکار میں  
 باہر ہونے میں پوست سے ہم لالہ زمین  
 رکھتے ہیں طفل اشک کو مڑگان کنار میں  
 پاتا ہوں تندخوی کو اس گل کے خار میں  
 عامل کو بچانسی دیتا ہوں جن حصار میں  
 آمد کو سن کے بار کی فصل بہار میں  
 ہیرے کی ہو چمک کھڑا آب دار میں  
 گہوارہ جب کے رکھتا تھا جھکو کنار میں  
 محل سوار ہے اسی گرد و غبار میں  
 وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار میں  
 کا ہے حلب میں ہوتے ہیں ہم گم تار میں  
 دن کی سی روشنی ہوتی ہے مزار میں  
 تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار میں  
 بلبل چین میں مست ہو ہم کوئی یار میں  
 پتلی کی طرح سے نہیں میں اختیار میں  
 ایک ایک سے زیادہ ہواں گنج دماں میں  
 مانند گرد راہ ہوں فکر سوار میں

بلبل نہ ہاتھ آئے الٹی شکار میں  
 اے ترک مست بہر خدا صید گاہ چل  
 انیونی کی نگاہ سے کی ہے کبھی جو سیر  
 خون جگر سے اپنے غم دل ہوں پالتا  
 دکھلاتی ہو بہار خزان میں بھی سیر باغ  
 سودا نہ سر سے جائے گا گیسو سے یار کا  
 کیا کیا گلون نے کان میں اپنے کھٹے کیے  
 تشبیہ دون جو میں اُسے دندان بار سے  
 اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہو میں  
 صحرائے تن کی سیر تو مجھوں ذکر سے  
 کہدے کوئی یہ میرے تغافل شمار سے  
 سوداے زلف و رخسار میں نہیں ایچا قرار  
 آیا وہ مہروش جو شب جمعہ تہہ پر  
 جیتے ہیں اس کے نام کو ہم سے ہزار  
 جام شراب عشق سے دونوں میں بھر  
 پھرتا ہوں پھر تا وہ پردہ نشین جد ہر  
 گیسو دوڑے یار میں دونوں بلاؤ جان  
 اک آفتاب خانہ زین کا ہے آفتاب

بر باد ہو رہے ہو کھ

مٹی خراب اپنی کھلی ہے اس دیار میں

صاف ہوا آئینہ اس رخ سے مگر صاف نہیں  
 لے پری سخن تری چوٹی میں مہاوت نہیں  
 تختی الماس کی اس سے کبھی شفاف نہیں

پانی پانی ہو خلعت سے تو انصاف میں  
 شب بیدار میں ہے میخ ستارہ نگاہ  
 جوہری دیکھ کے سینہ کو ترے کہتے ہیں

<p>دلفری کا نہیں کون سا انداز آتا قاسم یار کو دیکھے تو زمین میں گر جائے نبد ہے سحر زبانی سے تری لطف سچ وہ نگاہیں نہیں اگلی سی بھاری ہم سے مصحف رو کی ترے کی جو خطا نے تفسیر دولت وصل سے ہوئے ہی کی اک بوند فقیر داغ سوا کو لئے پھرتا ہوں بازار زمین</p>	<p>چھوڑا جان کو عاشق کی وہ حراف نہیں قد ہوا سرو کے ہو وہ کمر و ناف نہیں جو کے تو ہے سزاوار تجھے لاف نہیں حال پر اپنے وہ اتفاق وہ الطاف نہیں کس کو دکھلاؤں میں اس عہد میں کشاف نہیں کوئی شب کو مراد و جہل کا ف نہیں پرکھے اس سکے کو ایسا کوئی صرف نہیں</p>
---	---

دیکھ کر یار کو کہتا ہے یہ دل اسے آلتش  
جان صدقے ہوا ایسے کی تو انصاف نہیں

<p>صدے ہوئے ہیں ہمارے بازو دن پر سیکڑوں بے نیازی کے ہوں کشتہ ناز پر سیکڑوں عاشق مفلس تو بیکر حسن کی دولت کسے چشم ستارہ کی گردش سے تہ و بالا ہوں دل یہ سعادت لکھی ہے قسمت میں کس کے دیکھئے جستجو اس شوخ کی بد لے گی رنگ آسمان کون جھٹکے بادشاہ وقت ہر آج اے صنم کوئی حافان کی زمین ہو نہ ہوا تو آسمان وہ رگ سودا ہوں میں فرقت جنوں کے دریں عید کی آمد پر آتش کی فکر اس بت کو ہر پھر گئے ہیں معرکوں میں مجھے تلواریں کھنڈ فخر کے کوچہ میں قدر دولت دنیا نہیں روز تار ہوں سبز رہ کی طرح وہ بوٹیاں میں ہی اپنے شوق کا نامہ اُسے لکھتا نہیں</p>	<p>گم ہوئے ہیں اپنے یوسف سے پر سیکڑوں سویں شمشیر تغافل سے برابر سیکڑوں سیر ہوں اس فغان نعمت سے قلند سیکڑوں عشق بازوں کی صفین انہیں یہ سار سیکڑوں خون گرفتہ ایک میں ہوں اختر سیکڑوں سبع سیاہ سے پیدا ہوں گے اختر سیکڑوں کس کے کوچہ میں فقیروں کے ہیں ہیر سیکڑوں یا بہنہ پھرتے ہیں یا خاک پر سر سیکڑوں تو تکر رہ گئے ہیں جس میں نشتر سیکڑوں ہر طرح کے ہوتے ہیں تبار زیور سیکڑوں سخت جانی لے مری توئے ہیں خنجر سیکڑوں ٹھوکرین کھاتے ہیں یاں یاں سے پھر سیکڑوں بڑھو تہتے پھرتے ہیں جنکو کیمیا گر سیکڑوں اُس کے یحیٰ نے کو حاضر ہیں کبوتر سیکڑوں</p>
--	---

مال مفلس مول لیتے ہیں تو نگر سیکڑوں  
خوبصورت رکتے ہیں بغیر کشور سیکڑوں  
مر گئے الجوج کہہ کہہ کر میر سیکڑوں  
وصف خال خطا میں لکھے تھنے دفتر سیکڑوں  
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑوں  
جان شادی پر کر باندھیں گے لشکر سیکڑوں  
باغ میں پونچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑوں  
لہش سے اس کے بہن مثل مہر سیکڑوں  
اس راز و مین تلے ہیں لعل و گوہر سیکڑوں  
صدقے اس شاہین کے اوپر سے کبوتر سیکڑوں  
سو لکھے ہیں سبھی پیراں معطر سیکڑوں  
جاگ اٹھے فتنہ خوابیدہ اکثر سیکڑوں  
گنتے گنتے صبح کر دینے کو آخر سیکڑوں  
سہو کاتب سے مقدم ہوں سوخڑ سیکڑوں  
شوق میں گردا کے توڑے ہیں لنگر سیکڑوں  
سرخ میں ابرو کی بیدار ہوں جو ہر سیکڑوں

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجئے ناپسند  
جلوہ گرے حسن ہر جا عاشقوں کیوڑے  
استی سے نعمت دنیا ملے تو شکر کر  
شعر گوئی عقیق میں اک چہرہ زیبا کے کی  
صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا  
اُس نشان سے قد کے ہونگے درویدان  
انجن تک تو بھی آکر میرے او خوش قد سیر  
کھیندنا آسان نہیں ہے کعبین عشق کا  
فکر سجدہ نے دکھلائے ہیں کیا کیا آب و نگ  
مخ و دل حاضر ہے وہ چشم سیال تو ہو  
گل کی خوشبو پر ہوا جامہ سے باہر عندلیب  
بار بار بیا قیامت کی خرام یار نے  
ہجر کی شب سے نڈر اے طالبِ وصال  
چشم معنی آشنائیں ہے مقام اُن کا وہی  
کجر مسکتی مین مین وہ شتی ہوں جسے بشر  
شوق ہوا نشان چھڑکنے کا تھیں رخسار پر

دل دیا چاہے تو عشق دریا موجود ہیں  
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑوں

خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہوں مین  
بھیر کھا کھا کے تھے کوچہ کھاتا ہوں مین  
جیسا مودے کوئی دلیا نظر آتا ہوں مین  
آنکھ میخ لڑاوے تو لڑاتا ہوں مین  
شکر کرتا ہوں اگر داغ بھی کھاتا ہوں مین

تری خوش حسی کا افسانہ سنا تا ہوں مین  
سند سے دور جو کعبہ کو سنا ہے مین نے  
سینہ صافی سے ہر آئینہ کو رتبہ حاصل  
سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کتا ہے وہ ترک  
نعمت عشق بھی ممکن نہیں ہے فضل خدا

<p>یہ قح میرا ہو خیر اس کی مناتا ہو نہیں بلبلوں کو چنستان سے اڑاتا ہو نہیں لشہ میں مست جو گرتا ہے اٹھاتا ہو نہیں سوزش دل کو زبان پر نہیں لانا ہو نہیں</p>	<p>ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے بے نقاب کہتا ہے گلشت کو وہ رشک بہار ساقی میکیدہ نے مجھ کو یہ خدمت دی ہے شع کی طرح سے جلنے کے سہلہ ہو بلند</p>
<p>کوئی مقصود کے سوئے میں شرب و روزائش جادہ کی طرح تجھے راہ میں پاتا ہوں میں ما</p>	<p>دسترس شانہ کے مانند جو پاجاتے ہیں عاشقوں کی ترے کوچہ کو نہ کیونکر ہو جو اختیاری حرکت جان نہ مجبوروں کی اے صنم ان کو کمرنگ بھی خدا ہو بچا دے واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی صبح زدیک ہو بیدار مہل لے غافل زہر کھاتے ہیں طلبگار شہادت قاتل کنج زندان سے ہوئی تنگ مری حشر</p>
<p>کوچہ زلف میں جو پائے بلا جاتے ہیں بارغ فردوس میں مردان خدا جاتے ہیں لئے جاتی ہے جہر کو قضا جاتے ہیں دوش تک تو تھے کیسے رہا جاتے ہیں صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہیں زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہیں ہاتھ سے تیرے ترے مہر دیا جاتے ہیں وہ زمین ہفت فلک جس میں آکا جاتے ہیں</p>	<p>بچ یاں جن کو جو اس اٹھیں دان راحت ہے لے خوشا حال جو دنیا سے خفا جاتے ہیں</p>
<p>دونوں جہان میں اس کا ٹھکانا کہیں نہیں انصاف جانتا ہے یہ ای ناز میں نہیں کس وقت کہینوں سے چڑھی آستین نہیں نظارہ باز حسن ہوں میں صبح میں نہیں کب بند بست سلسلہ عنبر میں نہیں ہزار شاہ حسن میں چین جبین نہیں تیر شہاب ہے لہر شگمین نہیں</p>	<p>تیرا نیا زمند جو اے ناز میں نہیں ہم بوسہ مانگین اور کرے تو نہیں نہیں سچ بہنہ کب نہیں قاتل کے ہاتھ میں فلوں سے کچھ غرض نہیں مطلب ہے بار سے سودا زدون سے اپنے نہیں بخیر وہ زلف فرمان قدرتی میں ہو طغراے قدرتی انھیں دکھاؤ تم تو نیشا میں بھاگ جائیں</p>

<p>اتنا تفاوت اس میں جو زمین و آسمان میں بالائے آسمان زمین زیر زمین نہیں کلیان قبائے گل میں نہیں آستین نہیں مستاحی بے نیاز کوئی نازین نہیں کام آستین کا کرتی ہے گواستین نہیں جو چاہے پی لے زہر ہے یہ بنگین نہیں عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہیں بچھے کوئی عزیز دم داسین نہیں کیا دلپسند ہو سخن دلشبین نہیں نازک ترے بدن سے میان یا سمن نہیں</p>	<p>رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا عمر گزشتہ کا کہیں لگتا نہیں تپا ہنا کے جھک دیکھتے اے جامہ زیب کوئی مے کوئی جیسے مطلق نہیں خیال گل بو تے ہیں بہار میں سے چراغ عقل ہو کونسا کہتا ہے دل بھر کے جام عشق اللہ بے خبر نہیں بندوں سے بے خبر آنکھوں کے سامنے سے نہ ہٹاے خیال یا دیتے ہو سیدھی بات کا اٹھا ہین جواب دیکھا ساس کر کے صبا کی طرح ہبت</p>
---	---

سوز فراق سے نہ بچھ آتش کا حال پوچھ  
دم اٹھوے گا ہے نفس آتشین نہیں

<p>اگر سہر ہوئی ہے سائے دیوار میں سیر ہی کو ہم مگر آئے تھے بازار میں کچھ بھی جو انصاف ہو چشم خریدار میں روشنی نہر ہے چاند سے رخسار میں لطف کجی کا ملا برو سے خمدار میں بوے محبت نہیں اک گل رخسار میں اور ہی انداز ہے یار کی رفتار میں سکہ یوسف چلے مصر کے بازار میں فرق ہے آزاد میں اور گرفتار میں نشہ جوانی کا ہے بادہ گلزار میں رشتہ وہی ایک ہے سچہ و زنا ر میں</p>	<p>رہتے ہیں ہم روز و شب کو چھ دلدار میں دل نہ جہان میں کسی چیز کا خواہان ہوا قیمت مال مزید چیتے ہیں جنس دل نور کا بکا نہیں کوئی حسین یا رسا راستی آئی پسند دل کو قد یار کی سیر ریاض جہان رکھتی ہے دلوں کو اس کبک کی ہے یہ روش اور نہ طاؤس کی گشور دل میں مرے یار ہے فرمان روا سر و سبکبار میں چیش سنبل کہان عالم پیری میں شغل اس کا کرے آنکھ کافر و نیکار میں فہم سے اپنے خلاف</p>
---	--



سرو کو لگا نہیں قناعت دلچسپ سے یار کے اک پیچے کا اس میں مختلف نہیں بہر کی طاقت نہیں دل کو مرے بعد وصل	گل نہیں رخسار سار کے گلزار میں طرہ زمین کہان لالہ کی دھار میں دہر ملا لیچے شربت ویدار میں
---	---

دیکھئے اس عشقِ قوم رکھتے ہیں ان پر وہ کب  
آنکھیں بچائیں تو ہیں ہم نے رہ یار میں

گیسوؤں کا ترے سودا شعر رکھتے ہیں تاب دیدار نہیں رکھتے ہیں یار رکھتے ہیں تیرے خونی کفنوں کی یہ اوار رکھتے ہیں دست و پامین جو حسین رنگ خنار رکھتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ نہیں دوسرا جھٹسا کوئی کون سے پارہ دل پر نہیں اک عشق کا داغ نرم کر دین گے دل سخت صنم کو دم سرور قلزم عشق میں تنکے کا سہارا بھی ملے ہو گروے خورشیدِ افشان کا جو عالم دھلا لیں پاؤں کو منزل مقصود میں مضطرب بھی حال دل کہتا ہو یہ سنا کوئی محب غفل جو رکھتا ہے تو نجانے نہ جا لامکان ویر و حرم میں نہیں ہاتھ آنے کا جامہ زیبوں سے میں شبیہ گلون کو کیا دوں تیرے صدقے کا سمجھتے ہیں مگر چوراہا بحرِ الفت میں تباہی کا ہے اندیشہ کسے عارضی حسن دورِ روزہ پر یہ منہ جاوے گے دہن یار کو ہم تو نہ کہیں جو ہر فرد	یہی باعث ہے جو یہ فکر سار رکھتے ہیں چشمِ مینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہیں بھول لالے کے لباس شہدار رکھتے ہیں خونِ مفاد و دولت کا روار رکھتے ہیں اے صنم جھوٹ نہ بولیں گے خدا رکھتے ہیں یہ نگین وہ ہیں کہ جو نفشِ وفار رکھتے ہیں شرطِ الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہیں اے سرادہ نہیں لیتے جو خدا رکھتے ہیں یہ شرفِ درۂ خاک شہدار رکھتے ہیں طاقت اٹھنے کی اگر درست دعا رکھتے ہیں گوش کر قافلہ دالون کے دار رکھتے ہیں شیشہ و جامے ہوش ربار رکھتے ہیں پاکون توڑیں وہ جو یہ سر میں ہوا رکھتے ہیں خس میں اک نذر نہیں وہ یہ قربا رکھتے ہیں چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہیں ناخدا جو نہیں رکھتے وہ خدا رکھتے ہیں غم کو ترے گیسوے رسا رکھتے ہیں منطقی اس میں جو محبت کریں جا رکھتے ہیں
--	---

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے  
خون اجگو ہوتا ہے جو سننا ہو رو دیتا ہے  
اک تبا اور بھی ہم زیر قبار کھتے ہیں  
درو آمیز فقیر اس کے صدر کھتے ہیں

اپنے ہر شعر میں ہے معنی تہ دار آتش  
وہ سمجھتے ہیں جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہیں

بہتی ہیں پانی ہو بہ کے سنگین عمارتیں  
ہوتی ہیں تیرے نقش قدم کی زیارتیں  
گھر گھر ہیں بادشاہان گھر گھر وزارتیں  
غبار کھینچیں ہوں گی دنگی دعائیں بھارتیں  
ہوتی ہیں تیرے وصل کی چمنیں بشارتیں  
کرتے ہیں وہ جوارض و سما کی خفارتیں  
سمجھے جو تو تو کرتے ہیں یہ گنگ اشارتیں  
بھولا نہیں میں سنگدلوں کی شرارتیں  
تو بھی تو کر سہیروں کی اپنے زیارتیں  
اس غار میں گنیں ہیں ہزاروں ہی غارتیں  
اپنی بھی چند مہین ہیں اپنی عمارتیں  
بدگوئیان ہیں پیچھے تو صفحہ پر اشارتیں  
مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتیں  
کعبہ کے حاجیوں کو مبارک زیارتیں  
کافور کھائیے تو ہوں پیدا حسرتیں

خانہ خراب نالوں کی بل بے شرارتیں  
سر کون سا ہے جس میں کہ سودا نہیں ترا  
خانہ ہے کچھ کا ہر اک قصہ شہ عشق  
ویدار یار برقی تجلی سے کم نہیں  
آنکھوں میں اپنے دولت بیدار ہیں وہ خواب  
کتنے ہیں مادر ویدار مسربان کو بدر  
گو یار بان ہو تو کرے شکر آدمی  
ہر زمین بھی یاد میں بفت آسمان کے ظلم  
خضر و سح کا تے ہیں رشک سے گلا  
عالم کو لوٹ کھایا ہو اس پیٹ کے لئے  
باقی رہے گا نام ہمارا نشان کے ساتھ  
اہل جہان کا حال ہو کیا تم سے کیا کہیں  
نقش و نگار حسن تباں کا نہ کھا فریب  
عاشق ہیں ہکود نظر کوئے یار ہے  
ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر

آتش یہ شمش بہت ہے مگر کوہ یار کا  
چاروں طرف سے ہوتی ہیں ہم پر اشارتیں

کعبہ میں چل کے سیدہ کچھ چار سو کریں  
داسن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کریں

اس شمش بہت میں خوب تری جو کریں  
عاشق جو حسن پاک میں کچھ گفتگو کریں

استاد کی جو سہ وترے رو برو کرین  
 پامرو میں وہی جو تری جستجو کرین  
 سنبھل کے سلسلے کو بھی بہم وہ مو کرین  
 خاموش ہوں چراغ جو ہم گفتگو کرین  
 دامن کو بچاڑ لیں جو گریبان رفو کرین  
 عاشق دعائے خیر تجھے کو بھجو کرین  
 تاجہ بندہ ہاے خدا آرزو کرین  
 جھگو گناہگار نہ جام و سبو کرین  
 عاشق مزاج سیر بیاض گلو کرین  
 شایان جو جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین  
 مشق ستم کو ترک جو یہ تند خو کرین  
 سکتہ ہو آئینہ جو ترے رو برو کرین  
 ہنگامہ گرم شیفہ رنگ دبو کرین  
 سنگ صنم ہوں آب جو ہم ذکر ہو کرین  
 آوارہ ہوں نماش تری چارو کرین

نہ مندہ ہوں زمین میں گزین سرخو کرین  
 پیدا کرین جو جھگو انھین کو سہ دسترس  
 نیجا چلی چین میں صبا بوے زلف یار  
 افسانہ کوئی افقی گیسوے یار میں  
 دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے  
 اسے بادشاہ حسن فقیر دن کی طرح سے  
 دیدار عام کیجیے پردہ اٹھائیے  
 سستی میں تجھے بے ادبی ہوگی پار سے  
 دیوان حسن میں سے ہوئی ہے یہ انتخاب  
 ورد زبان ہے روز و شب انکی تھائیے حسن  
 لکھ دیتے ہیں حسینوں کو ہم خط بندگی  
 حیران کار ہوں ترے رخسار صاف کا  
 مرغ چین ہوں دوزخہ پیرا بہار آئے  
 مائیں دار لوگ ہیں اندک کے فقیر  
 موجود گو کہ تو ہے مگر چاہتا ہے شوق

آتش یہ دہ زمین ہو کہ جس میں ہو قول دہ  
 دل ہی نہیں رہا ہے جو چلے آرزو کرین

سختی بندھی ہیں ترے پائے خیال میں  
 بوشک کی سوز زلف میں عنبر کے خال میں  
 نظارہ جمال غضب ہے جلال میں  
 غوطے لگا لے ہیں عرق انفعال میں  
 لیجان ہر اہوانہ بھی اس سفال میں  
 بھینچا ہوا کو مرغ مصلے کے جال میں

عاجز نہ ہو تصور حسن و جمال میں  
 نسبت نہیں حسین کو تجھے جمال میں  
 آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا  
 لوٹ گناہ کا جو کبھی آ گیا دھیان  
 حسرت ہی آئے کو بھی اس سبزہ رنگ کی  
 تسبیح تو نے ڈال کے گردن میں اچھنم

لطفت اس معاملے کا نہیں انفصال میں  
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال میں  
اس بزم میں ہے مست ہر اک پوچھال میں  
طوقِ طلائی ہوئے گلوئے غزال میں  
کتنے شکوئے آئے ہیں کس کس نہال میں  
برسوں رہے مشاہدہ خط و خصال میں  
تعبیر خواب کی رہے یوسف خیال میں  
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال میں  
ماچہ دم دے رہیں گردِ ملا ل میں  
اتیک نہ امتیاز ہے دردِ زلال میں  
کافر ہو جس کو شک ہو تھارے کمال میں  
یہ دیو جن کو بھی نہیں لاتا خیال میں  
عاجز نہیں ہوں میں بھی جواب سوال میں

جو روح جفا سے یار سے ترک و فائدہ کر  
اُن ابروؤں سے بڑھ نخلین وہ سین کہ ہم  
دور شرابِ حلقہ پیردن در ہے یان  
پیدا کرے جو تیرے مسک کو کی منزلت  
آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہوں پھپھتا  
دکھلاؤ اپنی آنکھوں کے اندازِ ناز بھی  
زندان سے چھپٹ کے چاہیے ہوتا عزمِ مصر  
پیسے بہار میں ہو گریبان تو شکر کر  
مثل صبا اڑا دے اسے اے جالِ دوست  
ایسی پلا کہ بخیری ہووے ساقیا  
رخسار میں ہے چو دھوین کے چاند کی تپک  
موجود کھچے صبر کو کیا عشق بدلے  
پوچھیں جو کچھ کہ پوچھنا ہو منکر و نکیر

ابھولیں گے عیش میں بھی نہ آتشِ غم و الم  
یاد آئیں گے فراق کے صدمے وصالِ امین

پچھیں ہمارے آگے دامنِ پیار تے ہیں  
سنبھل کو اور مسکِ عبیر کو وار تے ہیں  
سیرِ حسن کو چلیے بلبلِ پکار تے ہیں  
اس کو بچاؤ تے ہیں اُس کو سنوار تے ہیں  
سوئے عدم کر کے جو یا سدھارتے ہیں  
تن تن کے جب وہ اپنا سنیہ اُٹھارتے ہیں  
کرتے ہیں گنگ اشارے کو یا پکار تے ہیں  
وہ بوٹی ہے یہ جس سے پارہ کو ملتے ہیں

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہیں  
شانے سے جب وہ اپنی زلفیں سنوارتے ہیں  
یہ کہہ کے گشتِ گل پر اُن کو اُٹھارتے ہیں  
مردے وہ زندہ کرتے زندوں کو مارتے ہیں  
ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہے کرتا  
مشتاقِ مہکناری ملتے ہیں ہاتھ کیا کیا  
وہ دلپند ہے تو جب دیکھتے ہیں جس کو  
بتیاب دل کو تسکین ہوتی ہے ویدِ خط سے

<p>دافون کو میرے دل کے کیا کیا اُٹھاتے ہیں          تقصیر وار توبہ توبہ بکار تے ہیں          وہ ہم سے جیتے ہیں ہم اُن سے ہارتے ہیں          بوسہ کا نام سن کر ہم منہ پسارتے ہیں          پھلن سے اس پر پی کے یہ قول لاتے ہیں          اُس زلف سبیلین پر سنبل کو داتے ہیں          دریا کی طرح چٹھے وہاں موج مارتے ہیں          سووے میں کیسوون کے سرے دلاتے ہیں          اس کو ہینتے ہیں وہ اُس کو اُتارتے ہیں          بہر طواف کعبہ حاجی سر حلاتے ہیں          زاد کمال اپنی سخی بھارتے ہیں</p>	<p>قائل ہوں میں تو اپنی نالوں کی گرمیوں کا          دریا سے رحمت اُس کا غالب کہ موجزن ہو          دن رات کھیلتے ہیں باہم قمار الفت          شیریں لبوں کے اوپر رال اپنی ہے ٹپکتی          سبیلہ کے اوپر اسے گل کھائیں گے تھایے          اس گل سے موج کے اوپر کرتے ہیں گل کو کھد          رُوئے کے دل کو خالی کرتے ہیں ججگہ ہم          رہتی ہے اک پریشان حالی و بد و داعی          پوشاک ہر طرح کی حاضر و کشیدوں میں          جاتے ہیں عاشق اس کے کوجہ کے گرد بھرے          دم دے انھیں بھی وہ بت اٹکا بھی لے لگا</p>
---	---

مرد فقیر حق حق کرے ہیں بورے پر  
 شیر اپنے نیتان میں آتش ڈالتے ہیں

یفین ہو زون کو ہر آفتاب شیشے میں  
 مہنوز باقی ہوا پنا حساب شیشے میں  
 شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے میں  
 گرم سے ساتی کے ہے آفتاب شیشے میں  
 بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے میں  
 رہے گی درد کی مٹی خراب شیشے میں  
 بھرا نہ لکھا ہو جس نے شہاب شیشے میں  
 طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے میں  
 شراب شیشے میں ہوا گلاب شیشے میں  
 سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے میں

محم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے میں  
 سہوڑ ہے کئی ساغر شراب شیشے میں  
 وہ میر زامش آنکھ شایدا سے ساتی  
 ہامی گھر میں ہر شب کو بھی روشنی دل میں  
 خزان میں مرغا چمن میکہ کے ساکن ہیں  
 زلال نوش ہوں میں مست دور میں میرے  
 وہ پیر ہوں میں ترے رنگ سرخ کو دیکھے  
 کھلی ہے چاندنی بے جیسے تو موقع ہے  
 ہر ایک مست کی ہوتی ہے نالہ بلبل  
 بتائے رکھتے ہیں ساتی اگر دیا چاہے

سفیرو ہوئے ترک فوج کشی کیجے  
یہ ہم سے نشہ امین ہوو گی بے محل حرکت

عوض شراب کے رکھیے حضاب شیشے میں  
شراب پی کے بھرن گے کباب شیشے میں

وہ ترک آگے تو دورے میں اپنے حاضر ہے  
کباب سب پر آتش شراب شیشے میں

شرف بخشا گھر کو صرف کر کے تو نے زیورین  
یہ کیفیت اُسے ملتی ہے جو جس کے قد میں  
یہا کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر میں  
تکلف برطرف امانا زمین سو فون آتش  
کرین گے سیر تہ کو کیا گرتیرے کو چے کی  
قیامت تک یہی گردش ہے گی روز و شب انکو  
مرے دیرانے کی حد میں بھی اڑ کر جو آنکھ  
تغنگ بار کے چہر دن کی عالم کو مٹتا ہے  
کل کر رنج عزت سے نہ کرے نگاہ فروری  
کرے ہوتا سا قدر چند پیدا اس کی مودنی  
شرف اللہ نے بخشا جو آدم پر محمد کو  
جہاں چاہے بسر اوقات کرے چار دن بلبل  
خدا چاہے تو نالوں سے مرے چھلے دل میں  
نہ جنتک ہم پیالہ ہو کوئی میں نے نہیں پیتا  
الہی بازو سے قائل میں زور دست قدرت کے  
لب لعلین کو تیرے وصل کی شب عینے چوسا  
دگر گون عشق حسن یار سے ہو رنگ عالم کا  
کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دوڑکا ہے  
دہن اسے جو ہے تیرا عینہ چشمہ جنت کا

ملکین کو نام نے تیرے بچا یا خانہ زر میں  
مئے الفت نہ خم میں نہ شیشے میں نہ ساغر میں  
عروس فکران رودن لدی تہی ہو لیورین  
نزدکت سے دبا جاتا ہو کیون پھوونکے زیورین  
جھگووین گے فیتلے روغن گوگردا حرمین  
سہ و خورشید حسن یار سے آئے ہیں چتر میں  
پلاؤن چند کو پانی ہما کے کا سہ سرمین  
یہ لو ہے کے چنے ہیں دیکھ کے کس کے قد میں  
شریاقوت کا مہنگ ہو جنتک ہے پھر میں  
تسے کانوں کے پتوں سے کمان تیرے صنوبر میں  
فضیلت ہو مقدم سے زیادہ یان ہو خر میں  
چمن میں آشیانہ ہو نقس صیاد کے گھر میں  
یہ شان آسکی ہو زخمی موم کی پید ہو پھر میں  
نہیں دھان تو فاقہ ہو خلیل لعل کے گھر میں  
روانی ہو اسی کے دم سے آج خشک خنجر میں  
نہوں گے تسلی سے ہونک اپنے خشک عشر میں  
کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہیں تو دفتر میں  
نہاے جو ہر الفات قائل تیرے خنجر میں  
تسسم سے تسے لیتی ہیں لہرین موج کو تیر میں

<p>چرخ بام سودا ہے ترے دروازہ تاپے بجے تری تلوار دکھلا دے بہار باغ اے قائل رہا منظور خاطر خاتمہ بالآخر عاشق کا وہ ترک چشم دیکھیں ملک دل عمارت کے گس کا وہی تاثیر دے گا آستین نالوں میں بھی ہے ڈراتا ہے ہمت رندوں کو ذکر ناز و دوزخ سے یہ راہ و رسم خود بینی حسینوں میں ہمدت سے خیال اتھا ہر حبت کا تو آنکھوں میں ہیں چھائیں نہ اٹھنے دین گے جب تک بت جواہر کا نہ لینگے مال کار کی صورت بھی آنکھوں کو نظر آئی نہایت حرص سے ہر زندگی میں مجھ قبح کش کو ترے دانتوں کا دھوکا دیکھا تھا میری آنکھوں کو</p>	<p>پر چہرہ کیل پیدا ہوں جو بازو سے کموتر میں لہو سے میرے گل پھولیں چین بند کیے جو ہر میں کوئی جینوئی موسیٰ تو اُس کو گار میں سے نکالیں رہا کرتی ہر صفت بندی ہمت مڑگان کس لشکر میں لیاقت دی ہر جس نے شیشے کی بننے کی پھر میں تماشا ہو جلے واعظ لگ اٹھے آگ منبر میں کھلے تھے جو ہر اس آئینہ کے عہد سکندر میں وہ شد و شیر کی نہرین زمین مشابہت غنبر میں برسین کو بٹھایا مئے حب قضا کے گھر میں لگا دینا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر میں یقین جو نشہ رہ جائے مئے مٹی کے ساغر میں صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر میں</p>
---	--

قناعت دی ہر مثل قبر محلو کا کساری لے نا  
رہوں گا باغ باغ نہ کش میں اک پھول کی چادر میں

<p>عجب چشم سہ کا ہر رخ رنگین جانان میں وہ چشم سرملکین ہے فتنہ پروازی کے سامان میں یہ بچھ دیوانے کو راحت ملی ہر سنگ باران میں پری پیکر نہیں اس دلربا سا قوم ہسان میں مہیشہ تلوے بھجایا کئے شوق بیا بان میں جنون پر وہ در دکھلا رہا ہے داغ سینے کے یہ بچھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے جب آیا سامنے غم نوش بے صرف کیا اُس کو گر قناعتی میں آزادی کی کیفیت یہی حاصل</p>	<p>تماشا ہے عوض بلبل کے کشا میں جو گلستا میں لکھنچی رہتی ہو تیغ ابرو کی صفت بندی مڑگان میں کہیں ہوں جمعہ کو ہونگا میں بازیگاہ مٹھلا میں خدا طون کو کرے دیوانہ جانکے جولو ناں میں رہی نالان ہمارے پاؤں سے زنجیر زندان میں تماشا ہے چین ہر کو چہ چاک گریبان میں وہ کچھ دین پھینسا ہے جو ہر آب گل کے زندان میں نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زیر دندا میں رہا جامہ سے باہر اپنے میں دیوانہ زندان میں</p>
--	--

<p>لگے ہیں پردہ ہائے چشم عاشق نیرے یوں نہیں          ہما ہے موم ہو کر آہن رنجیر زندان میں          ملین گے عطر مجموعہ اس زلف پریشانی میں          چراغ حسن روشن کیجئے گنج شہیدان میں          ہوا اس ترک کے کوہِ جنتی کی گلستان میں          سنی ہو سبب کی دہن اُس گل کے زخماں میں          بہت رویا میں مٹھ کو ڈال کر لپے گریبان میں</p>	<p>جہان کے کارخانے میں نہیں مد نظر ٹھکرتا          اسیری میں بخار دل جو نالوں سے نکالا ہے          جو ہوگا دسترس اپنا بھی شام کی صورت سے          شربِ دنیہ جلیے اپنے کشتوں کے مزاروں پر          گلون کا حسنِ بلبل بچھری کے زنج کرنا ہو          ہوئی ہو روحِ ناطق نہایت سونگہ کر کھین          بہار گل کی جو دیوانی یاد آئی آنکھوں کو</p>
---	---

دردِ زندان و دلِ لب کے مضمون لکھتے ہیں اس شعر  
 جو اہر خانہ ہو ہر بہت موزون اپنے دیوان میں

<p>نکل کر سنبھلے سے آفتاب یا ہو میران میں          اُلجھ جاتا ہو اکثر حلقہ کیسوئے پیاں میں          پھیپے رکھے گا لبتک چمنِ مہر دامن میں          ڈوبو دیتا ہو طاؤس جہن دریاے باران میں          ہمیشہ سوئے در رہتی ہیں آنکھیں شوقِ مہمان میں          دکھائے ہیں چراغِ چشمِ غزلوں نے بیابان میں          صفا موتی تکی ہیرے کی چمک ہر تیرے زندان میں          پری کو یہ عمل کر دینا ہے قابوئے انسان میں          بھرا جاوے جو پانی وہ صنم چاہِ رخِ زندان میں          گمان تک پہنچے رکھے گا بہار گل گریبان میں          جواب اپنا نہیں رکھتا ہو جو سورہ ہو قرآن میں          شگوفہ چھوٹا ہو اک نیا سوز اس گلستان میں          خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفان میں          محبِ ستمین ہیں محفل میں عجب گل گلستان میں</p>	<p>لیٹ کر سوئے اس آتشین نغمے زمستان میں          عجب کیا مار مرہ ہو جو گوش یار کا موتی          نقاب یار سے کدے کوئی اندھیر سے باز آ          کرم کا جوش جو آجاتا ہے ابر بہاری کو          نہیں مشتاق دل کب اس عزیز جان کے ہنسیکا          گیا ہوں جوش و حشرت میں جو اُدھر مشنِ پروا          نزاکتِ برگ گل کی رکھتے ہیں لبِ دل کی شرف          لکھنے کیونکہ یار اپنی طرف جذبِ محبت سے          ہمارے اشک کے قطرے ہیں حاضر آبِ گوشت          کبھی تو دور ہوگا گھوگھٹ اس خسارِ دین سے          ہر اک عضو بدن بے مثل ہو اُس جو پیکر کا          صد ایہ سہرزمین کو چہ قاتل سے آئی ہے          تباہی میں ہو لازم یا حق اہل توکل کو          تماشایِ جو چشمِ بلبلِ پروانہ سے دیکھے</p>
---	---



گہر سے آبدار آتش ہو منہ سے بات جو نکلے  
تکلف شرط ہے آویزہ گوش سخندان مین

<p>موسم گل ہے کہان پر بہار گاری اندون نیم سہل کی طرح ہے بھکاری اندون دم کل جاوے یہ حالت ہر چاری اندون لیٹی ہی رہتی ہر مہم سے کناری اندون تو تیار ہے چشم سے گرد سواری اندون خون ہر دم خون کی طرح آکھوں سے چار اندون اڑنی ہو ٹھوکر سے دامن کی کناری اندون رات سے بھارے بھی دن ہر چاری اندون چلتی ہو بن بن کے کیا یاد بھاری اندون آشنائی درد سے ہر غم سے یاری اندون بکیسی پھرتی ہر کیسی ماری ماری اندون بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندون</p>	<p>تو یے توبہ کو کیجئے بادہ خواری اندون تیج ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندون جان بلب رکھتا ہے اک رشک سیجا کا ذوق شوق آتش ہے اس جان جہان کو کھل دڑتے ہیں ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے لوگی ہر تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق درد و زنجیر کر تا ہو وہ محبوب گل اندام نقص کاسٹھوں سے عشق کے البسا ہوا ہون کا توان فضل گل ہو یاد آتی ہے تجھے رفتار یار سامنا رہتا ہے اشک سرخ درنگ درد کا دوستدار اس کا جو مجھسا اٹھ گیا دنیا سے ہر بستر غم پر پڑا رکھتی ہے مردے کی طرح</p>
---	---

یار آزدہ ہے آتش آسمان ہے بر خلاف  
کون سنتا ہے چاری آہ دزاری اندون

<p>مصلحت مین نہیں مین عاقبت اندیش نہیں اس مین اسے قار یوزر و پرویش نہیں دل نہیں وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہیں نیک اعمال ترا عمرہ بد کیش نہیں نوش چاہے جو زمانہ مین تو بے نیش نہیں کونسا گھر ہے خرابی جسے ہر پیش نہیں کاغذ عشق ہو مین کوئی مرا کیش نہیں</p>	<p>سالک راہ محبت کو پس و پیش نہیں مصحف رو کی تلاوت ہے نہایت مشکل ناخن غم سے تر سے ہجر مین اہر رشک بھار خون کو مومن و کافر کے ہو جائز رکھنا شہد کے واسطے زبور نے کاٹا تو کھلا شہر مین پھرتے ہیں وہ سیل حوادث کی طرح قبو مذہب کی نہیں حسن پرستوں کیلئے</p>
--	--

<p>ذکر قری سے مبرا کوئی درویش نہیں یا رجو چاہے سودے قید کم و بیش نہیں کون دیوانہ وہ تیرا ہے جو بے خوش نہیں</p>	<p>عشق میں سو سے قد کے تھے او خوش حسن غیر کے ہاتھ نہ چین گے ہم آئینہ دل نکلت گل ہی نہیں جائے سے اپنے باہر</p>
<p>رُو سے سادہ کا یہ عاشق ہے بد اندیش نہیں</p>	<p>حفاظت کی تمنا نہیں اس عشق کو ترے</p>
<p>حصین ہو عیسے طوفان فوج کے فرزند کرتے ہیں ہما کو اپنے سایہ سے سعادت مند کرتے ہیں نقاب پہ لٹھے ہم اپنی آنکھیں بند کرتے ہیں دعا اللہ سے رُو رو کے جاحتمند کرتے ہیں اندھیرے میں اجلا جان سے وہ چند کرتے ہیں بچھے کپڑے گل ملا کے ہم پیوند کرتے ہیں نصیحت سے مجھے دیوانہ و اشمند کرتے ہیں توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہیں ستم سے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہیں ہزار آپس میں آمیزش گلاب و قند کرتے ہیں پیسر کو غیر کے بھی لا ولد فرزند کرتے ہیں تصور اس قسم کو ہم تری سو گند کرتے ہیں ہبت و اعظم کے گوش آئے پند کرتے ہیں نیا زانپا دی ہر ناز وہ ہر چند کرتے ہیں</p>	<p>سُج انور کو دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہیں وہ شاہ حسن ہو تو گیسوئے عنبر فشان تیرے ہمیں سے ہے جو نا خوش کو دیدار کا پردہ مہبت اس صنم سے کیوں نہ چین وصل گل کہوں کیونکہ ان کو نور کے مکے وہ خسا ہے ہمیشہ رہتی ہو اصلاح یاں رنگین خیالوں کی ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحر کی کھڑے رہتے ہیں در پران کے شقائق کی صورت دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہیں شعلہ چین بھٹا سے شربت دیدار کی لذت نہیں پاتے کھلا بے مایہ کے مضمون بسترہ باز نہ لے سے نہان سے جو کہ بے تصدیق کی کھائی نہیں جاتی بھرون کا پینہ مینا کو میں زندا نہیں بے ساقی محبت میں کمی آئی نہیں فضل آہنی سے</p>
<p>خدا چاہو تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہیں</p>	<p>انہما کر معرکہ میں اس عشق آبِ تیغ قاتل سے</p>
<p>ترش ہوئی سے انکی لئے مستوں کے آتے ہیں چلے نقانچ کی طرح تو پر کرتے ہیں</p>	<p>دکھا کر آکھ بھویشوں کو وہ ہشیار کرتے ہیں گرفتاروں نے تیرے لطف ہیر میں اٹھایا تو</p>

بھی پانی کھی اس طشت میں ہم نکھرتے ہیں  
 بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنو تے ہیں  
 نظر آتی ہو سیلی چاندنی جب دکھرتے ہیں  
 عجب عجب سے آہو سبزہ صحر کو چرتے ہیں  
 میا ہین گلو بکار سے پر سیر کرتے ہیں  
 ترے کوچہ میں پائے رہر وان کیا کیا تر ہیں  
 وہ ایسے بد بلا بھیننے کی چوٹی کو کترتے ہیں  
 لڑکھیں ہر بھی وہ صورت عاشق سے دترتے ہیں  
 سر احباب کیا کٹتے ہیں اس سے بکھترتے ہیں  
 نہیں نذر و نمین ہم اس ن سے پترتے ہیں  
 ہو ابھر کر ترے سر میں حباب بکھرتے ہیں  
 جو خط کش تو تو ہم قیمت کا دلگی نامھرتے ہیں  
 محبت کا ترے ہم بھی دم لے محب بھرتے ہیں

لو ہے گاہ گاہ ہے اشک اپنے دیدہ تر میں  
 خیال آیا ہو شانے کا انھیں آئینہ دکھائے  
 حسنین کا کھٹک انکی آرائش نہیں بھتی  
 مٹھائے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا  
 لب جان بخش کا بوسہ نہیں دیتے وہ عاشق کو  
 لگے سو جاتے ہیں کہ سناتے گاہ تھراتے  
 بل کی زلف بچان کی طرح کیا کھائیگا سنبل  
 حیا و شرم آنکھیں سامنا کرنے نہیں دیتیں  
 خوش آبی ہو زیادہ تیری تیغ تیز میں قاتل  
 ہمیشہ مٹھ کے اوپر مرنی سی چھانی رہتی ہو  
 لغو سے ترے موصین رہا کرتی ہیں لہروں میں  
 لگا کر عیب دو دن میں لے تم چھیر بھوگے  
 کہان تک پردہ او آتش کو اس لالہ بلی سے

## رویت واؤ

دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو  
 لاکھ یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو  
 خانہ تارک میں روشن چرخ بادہ ہو  
 پردہ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو  
 خوبصورت ہو گدازادہ ہو یا شہزادہ ہو  
 منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو  
 جیسے مینا سے زمر و گوں میں گلگون بادہ ہو  
 نقش حب کا خط نورس سے وہ لہرے ساہو ہو

فکر میں مضمون عالی کا جودل آمادہ ہو  
 پھر بھی وقت فکر ہم باندھیں جنکے دست پا  
 عشق پیدا کر کسی مستانہ آنکھوں کا ولا  
 آستان دیدہ تک جاوے تو لے کسبہ نشین  
 عشق مہونے میں نہیں ادنیٰ داعی کی تیر  
 آشنا چشم سخندان سے رہے میرا کلام  
 سبز پر اس میں رنگ سخن یون ہے یاد کا  
 حسن کے آغاز کا انجام ہو یا رب بخیر

خشت رکھ کر زیر سر سونای خاک گور پر خار پیدا ہوں نہ جس جا گل شکفتہ ہوں ہون فرش سبزہ پر لب جو جھکو مینی ہے شراب بے ادب دادی میں اپنے پاؤں رکھ سکتے ہیں چھین کر مشیر قاتل سے رگڑنا ہوں گلو روسیہ دشمن عبث کرتا ہے میری پیر دی	صاحب بسند ہو تو یا صاحب مجاہد ہو آسمان اُس کو بنا دوں جو زمین افتادہ ہو خیمہ ابرسیہ اے آسمان استادہ ہو خارہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو نبردہ زندگی نبادٹ سے نہ صاحبزادہ ہو
---	---

پاؤں رکھتا ہے جو آتش کو چہ جلا دین  
ازدگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہوا

برنگ آئینہ یان رہ نہیں عشق مجازی کو ہماری خاک کو اسے شہسوار و عرش دکھلایا مال کار ہے دعویٰ باطل کا ایشیانی جلا کرتی ہے گھل گھل کر ہمیشہ شیخ کا فوری نہیں غم تیغ ابروئے صم سے قتل ہونے کا فزون کتبہ سے بھی سجدہ طلب محراب بردہ بقول نسج ادائی کی تو کی شکوہ نہیں اسکا خیال زلف مشکین روح کو قالب میں آدھ دلاوین یاد خو رشید قیامت کو وہ رضاے افس خلعت ہر مین دولہ جنازہ تخت دامادی	صفائے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو خدا بہت زیادہ دے تھاری ترک تازی کو خدا سے اے ہو سیکھو طریق کار سازی کو یہ کس گوسے بدنکی اسنے دیکھا ہو گدازی کو شہادت بھی نہیں مل فتح کے ہر مرد غازی کو تھکانی پڑتی ہو گردن غازی بے نمازی کو خدا بھی کام فرماتا ہو ہم سے بے نیازی کو سکان تنگ میں کوڑا غضر ہے اسپانسی کو بھلا ہے زلف بشگون روز محشر کی ہلاوی کو براتی فوجہ گر عمرہ مہین شہنا نوازی کو
--	---

زبان کو تندر کر آتش بس اب اس یادہ کوئی  
گواہ کیجئے تاکہ تری بے امتیازی کو

سرمہ منظور نظر پھر اسے چشم یار کو حال پر میرے فوجہ کیا ہو چشم یار کو حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر یا تا ہو کلین	نیلگون گنڈا چھایا مردم بیمار کو حیرت کلیف نگہ سے مردم بیمار کو دم پھڑک جاتا ہے عریان دیکھ کر بیمار کو
--	---

برق بھی ہو جس نے دیکھے اس خسار کو  
 زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہر مین یار کو  
 دھوپ میں ٹھلا لے گا کچھ تشنہ دیدار کو  
 رنگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو  
 خواب میں شاید کہ دیکھوں طالع بیدار کو  
 نشہ نے مین اگر دیکھے تری رفتار کو  
 جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو  
 سر دھبی کہتے ہیں بوٹا بھی قد دلدار کو  
 پھولتے پھلتے مدیکھا ہو غریب آزار کو  
 اگر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہوا برسیہ  
 مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بیوفا  
 روئے روشن سے مشابہ نہایت آفتاب  
 میری آہوں کے دھوپن نے گھر بنایا غنا باغ  
 رات بھر آنکھوں کو اس اُمید پر رکھتا ہوں  
 بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست  
 غنچہ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے  
 وصف قامت میں ہر اک صبح ہو دو پہلو کا شتر  
 صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی ایدل باغ باغ  
 لکھ کے خط سہرست میں قاصد کے لہو دہا میں

بوٹیان اپنے کف پالی جو صحران میں اڑیں  
 ربیہ سیخ کتاب آتش ملا ہر خار کو

عشق کی آتش نے کشتہ ہی کیا سیاب کو  
 زندہ دیکھا ہی نہیں ہے ماہی بے آب کو  
 چو دھوپن شب کوئی دیکھے صورت تہ تاب کو  
 زندہ کرتی ہے یہ بونی کشتہ سیاب کو  
 کوہِ قاتل میں سمجھا مسلح قصاب کو  
 طے کیا مہمت نے میری منزل بے آب کو  
 حج کر سکتا نہیں کوئی پریشان خواب کو  
 بدشیر مر طوب خلقت کھاتے ہیں مہاب کو  
 خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہیں قصاب کو  
 راہِ رُو سمجھے شفق میں مہرِ عالم تاب کو  
 زلزلہ ڈھکا ہوا دیوار و در و درخواب کو

نالہ جانسوز نے چھونکا دل بیتاب کو  
 ہجرِ پیغامِ اجل ہے عاشق بیتاب کو  
 عالمِ حسنِ جوانی قدرت اللہ ہے  
 سبزہ خط لے کیا پڑ مردہ دل کو بقیہ  
 نیجاؤں کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا  
 جان بھونی حسرتِ آبِ دمِ شیرِ مین  
 ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو  
 آتشِ خونِ دل بیتاب ہیں چشمانِ تر  
 گور پر بھی آسمان اس گل کو لایگا نہیں  
 ہین کر پو شاکِ سنج آیا جو تو بالا سے بام  
 پست فطرت کو ہمیشہ سر بلندوں سے ہوا لگ

منزل دہزن میں اندیشہ نہیں سیلاب کو نیز اڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو	اس میں کھتی ہو جو ہر جہت سے وارنگی کیا نفاق ایگز مجھبان ہوائے دہر ہے
	رہز و شب رویا میں آتش رفکا نکی یاد میں عمر بھر آنکھیں نہ بھولیں صورت احباب کو
آدمی کو کس طرح اپنی فضا معلوم ہو آئینہ میں بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو مل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو جوہری کو قدر عمل بے سبب معلوم ہو آرزوئے وصل کا نام دعا معلوم ہو اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو حیثم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو	دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیے آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دلین راہ عاشقوں سے پوچھیے خوبی لب جان بخش کی خط تو ام میں لکھا ہے یار کو مکتوب شوق کا پتہ ہے آہ سے میری رقیب رویا اس لئے مارا اُن آنکھوں نے مجھے ناخاکین
	دام میں لایا ہے آتش سبزہ خط بتان سچ ہے کیا انسان کو صمت کا لکھا معلوم ہو
ہر گچ لاسردقہ اٹھا میری تقسیم کو لام کو زلفون سے کیا نسبت دین سے سیم کو تھا یہی مینا منہ دار ایسے لوح سیم کو آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعبیر سیم کو آتش نرود ہے گلزار ابرہیم سیم کو لوح دل پر سے نقش اسید و بیم کو	سید مجنون دُور سے ختم ہو گیا تسلیم کو کون کتنا ہے الف بوتا سے قد کو بار کے گورے گالوں پر ترے زریا جو خال غمہرین شانہ گلیوے جانان میں صفا حاصل ہوئی مہربان ہو دوست کچھ دشمن کا چلکتا نہیں خواب و بیداری یہ مرکز زلیست ہے کچھ
	بہت مردانہ نے آتش کیا ہے بے نیاز جانتا ہوں میں گدا سلطان سفت تسلیم کو
برنگ سٹخ سنون ہم اگر بخار نہ ہو ڈھلا ہوا کوئی مصنون آبدار نہ ہو	شفا مریض محبت کو زینہار نہ ہو کمال شہرہ حسین حبیب سنتا ہوں

<p>مہوا تو پھر اسے جاتے ہوئے نہیں بھلا          درحرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے          فقیر کو نہیں درکار طاق کسریٰ کا          پیادہ پا ہون پر اڑتا ہوں باد کے مانند          صنم پرستی کو داہرہ وار رکھے نہ رکھے          کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے نگین تو          فراق یار میں احوال کیا کون اپنا          کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار          بہت اسے دل سمیت بلند رکھتا ہے</p>	<p>غبار چشم دل یار کا غبار نہ ہو          سولہ کجہ مقصود زلف یار نہ ہو          بلند نقشب قدم سے مرا مزار نہ ہو          ہلاک نقشب قدم پر مرے سوار نہ ہو          گلہ نہیں ہے جو صوفی شراب خوار نہ ہو          خزان میں مرغ چین کو غم ہبہار نہ ہو          دل دو نیم ہو جان بقیار نہ ہو          خزان کا باغ میں نرس کا انتظار نہ ہو          غم فراق کہیں شیر کا شکار نہ ہو</p>
---	--

برنگ مسایہ گذر شاہ راہ سہستی سے  
 کسی کے دوش کا آستین جنازہ بار نہو

<p>دھیان اس کا کل مشکین کا جو آیا مجکو          نہ سنا تھا سو وہ کانوں نے سنا یا مجکو          شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہیں          واسطہ دل کے لئے باغ میں آنکلا تھا          طہر پر حضرت موسیٰ نے تجسلی دی تھی          اس پر رو کے جو گیسو کا ہوا سودائی          جان بھی تھکی دم نزع تو آسانی سے          فکر اشعار میں کافی شب تار یک فراق          بعد مردن بھی دکھائے گی شجاعت جو ہر          جوش و خروش میں جو اکٹا کے کبھی اٹھ بیٹھا          شام سے پہلے خالی لے اگ آتے تھے          حشر کے روز میں اتنا تو کون گا آتش</p>	<p>خواب میں آکے سیاہی نے دبایا مجکو          جو نہ دیکھا تھا ان آنکھوں نے دکھایا مجکو          یار و اغیار کے جھگڑا سیے چھڑا یا مجکو          یار بن غنچوں نے سنسنس کے ٹلایا مجکو          بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو          مین نے جانا کہ یہ دل نیچ مین لایا مجکو          کار مشکل کوئی درمیش نہ آیا مجکو          رات بھر صبح کے مہزون نے جگایا مجکو          شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجکو          سیکڑوں کو س غزالوں نے نہایا مجکو          صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو          ان پریر دیوں نے دیوانہ بنایا مجکو</p>
--	--

نسبت دہ خورشید نہیں تارون کو  
دھوپ میں تو نہ بٹھا اپنے گہکاردن کو  
بھونکے گے گرنی بازار خسریادون کو  
ہیلو ماہ میں دیکھا جو نہ تارون کو  
سہو ہوا کھ خیر مرے یارون کو  
زلزلے آئے ہیں ان نالوں سے کسارونکو  
برگ گل سے نہ ہا مرتبہ انگارون کو  
تو بھی آزاد کر اپنے گرفتارون کو  
زندگی تلخ ہوئی ہے مرے غوارون کو  
دیکھے زکس جو تری چشم کے بیارون کو  
چہرہ پر کھاؤں گا میں یار کی تلوارون کو  
توڑے قلعہ فولاد کی دیوارون کو  
سوت آئی نہ شب ہجر کے بیادون کو  
غیر تو مری گئے دلغ رہا یارون کو

چنانکہ کتا ہے غلط یار کے رخسارون کو  
اے صم ہوئے نہ خورشید قیامت طالع  
حسنِ یوسف کو ترے حسن سے نسبت کیا ہو  
دلغ چھپک کے ترے چاند سے منہ پر دیکھے  
ہوں وہ مرد و عارف کہ یقین ہے پس مرگ  
اے تودل میں تھا سے جو اثر ہو تو نہ ہو  
یار بن جگو حسن ہو گیا آتش خانہ  
عید قربان ہے ہزار دن ہی گئے کہتے ہیں  
اے اہل جسم سے چھٹ بھی چکے جان بزمین  
اپنی بیاری کی حالت کو وہ صحت سمجھے  
منہ نہیں پھرنے کا قاتل کی طرف سے میرا  
جان گھرائی ہے سینہ میں تودل کہتا ہے  
کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہم نے  
اپنے ہاتھوں سے کیا جب مجھے بیدار دئے قتل

جا کے اس باغ سے کیا یاد کرین گے آتش  
چشمِ ترہم کو ملی خشک زبان خارون کو

زلف کے پھندے میں دشمن بھی گرفتار ہو  
شرم سمجھاتی ہے سایہ پس دیوار نہ ہو  
رنگ آتا ہے مجھے سنگ دربار نہ ہو  
یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہ ہو  
دشمن دوست کی آنکھوں میں کوئی خار نہ ہو  
جسم خاکی نقس مرغ گرفتار نہ ہو  
آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہ ہو

چشمِ بیمار کا یارب کوئی بیمار نہ ہو  
حسنِ تکلیف لبِ بام اُسے کرتا ہے  
برس آکھوں کو ملتا ہے جو پائے بت پر  
ٹھوکرین کھائیں گے دل جانیں نکلجاو نیکی  
غیر سے یار سوا تشہِ خون ہے میرا  
متصل نالوں کی آواز چلی آتی ہے  
گردیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد



نام سنتا ہوں جو مین گور کی اندھیاری کا گور مین ساتھ لئے جائیں گے اپنے ہم سے بے طرح جوش مین سیلاب سرنگ آیا ہے ہچن دہر مین وہ سبزہ خوابیدہ ہوں باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے	دل دھڑکتا ہے جدائی کی شب تار نہ ہو نہیں ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہ ہو چار دیوار عناصر کہیں مسما نہ ہو باغ حبت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہ ہو دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہ ہو
---	--

ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زہار  
دل سے بزار تو ہے جان سے بزار نہ ہو

سر دستان تجھے گولے باد صحر خشک ہو خون ہوا جاتا ہے دل کیا دیدہ تر خشک ہو تھنڈی سانسوں مین اثر ہو یاں ہوائے برف کا بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو سہ بلغ ویران مین جو روؤں یا قدیر مین اس قدر کا ہیدہ ہوں پس جائے زیر آبلہ تند خو ہو پوچھا سکین عالمی دعا غول کو نہ سرج داخل فردوس ہو آتش نفس جھبسا اگر چشمہ حیوان دہن ہے تو ذوق چاہ عمیق کس توخ پر چلا اس سیکدے مین ہم مین چار دن مین اس نے سارا باغ ویران کر دیا وہ شجر ہوں مین جو تابستان مین چلنے سے بچے حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا سو زخم سے کیا کہوں مین حال دل کو، غنیمت میری قسمت سے جو ہو انور پیدا تاک مین غیر خالق کون کرنا ہے کسی کی پرورش	غیر ممکن ہے ہمارا صحر تر خشک ہو روز ٹانگے ٹوٹتے ہیں زخم کیونکر خشک ہو سر دہوں آنشکدہ خون سمندر خشک ہو باہر آئے بے طلبان جو بن کر خشک ہو سبزہ بوجھ ہے جو برسوں کا صنوبر خشک ہو سو کھڑکا ٹٹا اگر میرے برابر خشک ہو ارغوان زار شوق صحر سے کیونکر خشک ہو گلشن حبت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو کس طرح سے سبزہ رخسار دلبر خشک ہو لب نہ تر ہو دین اگر سارا سمندر خشک ہو یا الہی دست لچھین سنگ مر خشک ہو موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو گور مین ایسا نو حلق اے سکندر خشک ہو اگ لگجائے جو اکدم دیدہ تر خشک ہو آب اُسمین اُس کا مثل آب گوہر خشک ہو دایہ پیدا ہو جو آتش شیر ماور خشک ہو
--	--

<p>یہ خیال خام ہو سرورِ چرخِ افغان سبز ہو خاک سے میرے جنا بے ابر باران سبز ہو سرخ ہوئے یا سیریا خط قرآن سبز ہو ناک خشک سے پر تو خورشید تابان سبز ہو ندو پھر ہوتا نہیں جب رنگ انسان سبز ہو رنگ لٹے رخسار گل سے سر دستان سبز ہو خشک ہو نخل تننا کشت و سہقان سبز ہو ندو ہو جاتا ہے کیسا ہی میا بان سبز ہو میرے مدفن کی جو مٹی سے نیتان مہر ہو</p>	<p>نچ سر اپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو حسرت پا بوس میں کھوئی ہو میں جان وہ جو کامل میں فصیلت ہو انہیں ہر حال میں یاد دلاتی ہو فصل گل سے انگور کو حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہے کیا سیر گلشن میں اگر ٹوٹے ترا بند لہاب جام دے ساقی سے گلگون بھر کر حیف ہے جوش و حشمت میں جو روتا ہوں بھی لکھ کر شیر کی آواز پیدا ہوئے نے کے نالے میں</p>
--	---

حسن سبز یار سے ممکن نہیں آتش فروغ  
رنگ پیدا کر کے گو شیخ شہستان سبز ہو

<p>جو برق طور بھی چلے تو آکھ نہ پند نہ ہو غزوہ حسن سے اتنا بھی غور و پند نہ ہو کسی غزال کی گردن کی پائے کسانہ ہو اُگے کو سرورِ دمری خاک سے بلند نہ ہو ہماری کُفش سے موزی کو بھی گزند نہ ہو وہ نہ ہر ہے یہ کہ جس سے لذتِ قند نہ ہو ہماری روح سے آگے ترا سمند نہ ہو وہ دل دکھائے کسی کا جو درد مند نہ ہو غضب ہی ہو جو تری بزم میں پسند نہ ہو اتنی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو</p>	<p>ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو نکلے ہی نہیں آئینہ خانہ سے باہر گلے میں یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق غزوہ کھوئی ہے تعلیم خاکساروں کی گو الایان دل دشمن کی بھی شکست نہیں زیادہ بوسے سے دشنام میں حلاوت ہے لبوں سے جان نکلنے دے پھر جا قاتل جو دوسے حال پر اپنے وہ کیا کسی کو سنہے ہزاروں دیدہ بین تو اک نگاہ ہو پاک برابر اس کے کھڑا ہو کے سر واکرتا ہے</p>
--	--

زبان وہ گنگا ہو جس سے نہ آفرین نکلے  
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

کمان مت سے سنا کرتے ہیں اس افواہ کو  
سر سر کی قیمت لیا ہو مول گرد راہ کو  
بھاڑیے جا روئے گاں سے تری درگاہ کو  
جان حاضر ہو جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو  
نشہ لب کی آنکھ سے مین دکھتا ہوں چاہ کو  
اس طرح پاؤں تو پھر چھوڑوں تین لشکر کو  
کس طرح آغوش میں رکھتا ہوں ہالہ ماہ کو  
یاد کیا آنکھیں کر سکیں اس تماشہ گاہ کو  
دور ہم سمجھے ہوئے تھے نصف شب کی آہ کو  
جام مالا مال دلوا اپنے دولت خواہ کو  
ست کو سجدہ برہمن کرتے ہیں ہم اللہ کو  
کوہ پر بھاری کھتا ہوں مین برگ کاہ کو  
ہم شگون بد دل حب سانپ کاٹے راہ کو  
طول سے جوش جوانی جامہ کو تاہ کو  
دلفری یار کے رخ کی جو ملتی ماہ کو

کیجئے نیابت وہاں ہوئے رشک ماہ کو  
کو چہ محبوب مین آنکھوں نے اپنی بارہا  
ہم فقیروں کو تنہا ہو ہی اے شاہ حسن  
باہر اس سے ہم نہیں جو کچھ جاری ہو بساط  
اس قدر ہنسنے کو سو اے زخدان حبیب  
برسن حاصل ہو چکو جس طرح بت کا حضور  
بھاگتا ہو اپنی آنکھوں سے خیال ہوئے بار  
روپ دکھلا کوئی تو کھو نیا اے آسمان  
کو تہی کی ایک دن ہو چکی نہ گوش یار تک  
موسم گل مین ہی سافتی سے کہتا ہوں بہت  
دیکھئے دونوں مین کس کا ہو بکھر انجام کار  
سب سے خط نے کیا ہو جبے اس رخ پر بھار  
زلف حائل ہو نگہ رخسار جانان پر نڈال  
سیت کسے سر کو اے طفل بڑھکر قد ترا  
مہر کی صورت نہ دیکھے آنکھ اٹھا کر دیکھتے

فکر نگین نے تھیں مفلس کیا تو کیا عجب  
یہ عروس آتش گردا کر دیتی ہے نوشاہ کو

خط یار کو بھون تو سیاہی روان نہ ہو  
مرد امر احباب مین تو اس مین دھواں نہ ہو  
جیتک جاے تیرے حذر درمیان نہ ہو  
یو رہی کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو  
بعد فنا مزار کا اپنے نشان نہ ہو  
صیاہ ہو چمن مین مگر باغبان نہ ہو

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو  
مارا ہے ضبط نے مجھے عشق حبیب مین  
صورت کوئی صفائی کی اب سے صنم نہیں  
یار آکھ بھی چرا اے تو نابت نہ کر سکیں  
اے آسمان نمود نہیں ہم کو چاہئے  
بلبل ہزار رنج ہوں ٹوٹے نہ ایک گل

گلزارِ لطف و خلقِ شگفتہ رہے مدام عاشقِ تری گلی میں بہت خاک اڑاتے ہیں دیرو حرم میں شیخ و بہن میں خراب سبزہ پر اس ذوق کے نگہ جا کے رہ گئی	اس باغ کی بہار اکی ہی حزانہ ہو اس سر زمین کے گرد کہیں آسمان نہ ہو ملتا ہے وہ کہاں کہیں جس کا مکان نہ ہو سچ کہتے ہیں کہ گھاس کے نیچے کتوان نہ ہو
--	--

نالوں کی محبت کا کسے آتش دماغ ہے  
یا ہم نوجوان یا جس کا روان نہ ہو

حلقہ دامن وہ زکس فتان محسوس دور کر چہرہ روشن سے نقاب سے محبوب شادی وصل میں جامہ سے ہون باہر دونوں دیکھ لوں بھارت کے آئینہ میں اے دستِ جنوں خاک میں تلکے بھی لپیٹوں گا ترے دامن سے یادِ خسار کتابی جو رہا کرتی ہے پھر نہ ٹھکوں میں خمیں سے جو صبا تیری طرح لبِ محبوب کی سُرخِ ہونین اس میں سنتا فکرِ اشعار کو لازم ہے دماغی قوت دلِ مرا نعرہ تجسیم ہلا دیتا ہے موسمِ گل نہیں آتا ہے اجل آتی ہے دستِ رنگین کی تری سمیت اسے کرواتا کم ہے جتنا کہ ہوں ممنون ترا سبزہ نواز	چار دیوارِ قفس میں صفتِ مرثگان محسوس فرغ دیتا ہے چراغِ تہ و اماں محسوس میں برہنہ اُسے دیکھوں تو وہ عریان محسوس رہے دوزیب جو دے چاک گریبان محسوس اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان محسوس دل سمجھتا ہے مرا حافظِ قرآن محسوس غنجِ گل میں کبھی دیکھ کے خندان محسوس لعل کو دیکھنے جانا ہے بدخشان محسوس سو نکھنا چاہیے وہیبِ زرخندان محسوس جتنے کافر ہیں سمجھتے ہیں مسلمان محسوس گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زندان محسوس ہاتھ آتا جو کوئی پنجہِ مرحبان محسوس صورتِ انسان کی دی جو ہر انسان محسوس
---	--

ہمہ تن تیرے جو دل اس میں گرون اور آتش  
رکھتے یوسف کی طرح چاہ زرخندان محسوس

صاف ہو ہر خندِ باطن عزیزِ دل نہ ہو روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو	کج فاما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو دل تو دنیا سہل ہے پر جان کی شکل نہ ہو
---	---

<p>دوست تو غافل ہوا دشمن کمین غافل نہو اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہو سخت کافر ہے جو وحدت کا ترچہ قاتل نہو مامہ عصیان ہمارا کاغذ باطل نہو سینہ بیمار الفت کے لئے تو سل نہو اس قدر بھی نشہ سجون آب دگل نہو عمرہ محشر نگہ کے تیر کی منزل نہ ہو چاہئے رنجیدہ کافر کا بھی تجھے دل نہ ہو مدعا ہے عشق کو اس سے کبھی حاصل نہ ہو یہ تو ہے جو محبت کی نہیں ساحل نہ ہو گو ہر غلطی کی نسیان سے صحت سائل نہو گو بھی میری کسی کے گود کے شامل نہ ہو باغ و گلچل بلبل و قمری کی یہ محفل نہو</p>	<p>یار تو بھولا کرے غازی اور کاش یاد نیم بیل کی طرح سے زندہ گانی ہے خراب اے لہو کوئی نہیں محبوب تجھ سا دوسرا مشق طفلان سے زیادہ روز ہوتا ہے سیاہ اے بت بے رحم عروہ ریکل عاشق کا زین ہے غرور حسن دور و درہ سے از خود رفتہ یار اٹھ بھار روز قیامت روئے قاتل سے نقاب حرمت کعبہ طریق صاحب سلام ہے ہو ہر اک مصراع را خط بتان کے وصف میں ڈوب جانا پارا ترنا ہے محیط عشق سے اپنے اشکوں کی جو غلطی دکھاؤ نہیں ہے کچھ تنہائی میں مین نے زندگی کی جو بسر دام میں صیاد نے چھینچا اچھینچا کیا</p>
---	---

خستہ رنگ زیر زمین تر پا کر سے کا گور میں  
کشتہ ابرو آتش تیغ کا بسمل نہ ہو

<p>آباد رگھے داتا ساقی تری محفل کو آنکھیں بھری جاتی ہیں طوف جسم ل کو کافر ہے سمجھتا ہو کیا کعبہ کی منزل کو بیلی کے پوئے مجنون ہم دیکھ چکے محفل کو مستون کی طرح پاتا ہوں قصص میں بل کو حیران ہو جو دہو سکتا سا ہو محفل کو اے زلف سیہ سن کر آواز سلاسل کو لغخ کا تحہ تل سمجھا کا فور نے فلفل کو</p>	<p>کیا بادہ گلگون سے مسرور کیا دل کو مشاق جو ہوتا ہوں کعبہ کی زیارت کا توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہو نظارہ صورت سے معنی کا خیال آیا آب دم تیغ آب انگور ہے اور قاتل مخ سے جو نکالے وہ آئینہ روئے تے سودا یوں کی تیرے روح آئی ہے قاتلین بیوہ نہیں اپنے اڑے کو یہ بھولا ہے</p>
---	---

کشتہ بنو دل کیونکہ اللہ نے بھیجا ہے تاخیر نہ کر کوئے محبوب کے چلنے میں بے طرح پھنسا ہے تو اُس لٹ پھندہ میں	سمشہ سے دو ابرو دیکر مرے قاتل کو کھوٹی آنکھیں کرنے میں فردوس کی منزل کو اللہ کرے آسان ایدل تری مشکل کو
جو چاہے سومانگ آتش درگاہ انہی سے مخروم بھی پھرتے دیکھا نہیں سالن کو	

کھائے گا خنجر جلاد کا سپر کا پہلو ہر تیرنگہ بہنِ حشر و دل دونوں شبِ تنہائیِ جہنم میں مجھے رکھتی ہے نالہ صبحِ شب وصل دلاتا ہے یاد برصہ چلا لاکھ قدیار کی موزونی سے بیقراری مری رکھتی ہے مرے پہلو سرور دور سے کوچہ دبیر کو کھڑا مٹا ہوا زخم کاری ہے مری جان جلی تیری یاد آتا ہے تل اس سینہ نندان کا مجھے صاف دل خاک ہوا اُس کا فرکینہ جو سے کوئی صورت نہیں کجست کی آبادی کی شور و اعظا سے نہیں کام قح خار و کو زخم پہلو کا خدا مافظ و ناصر ہو دے خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج	زخم پہلو کو مبارک ہو جگو کا پہلو دیکھیے ہو دے کب آباد کہ صبر کا پہلو داغ پہلو سے نہ ہو گرم لبس کا پہلو خالی ہوتا ہے مگر مرغِ سخن کا پہلو مرصع سرو میں نکلا نہ کمر کا پہلو نہ تو ڈھکتا ہے ادھر کا نہ ادھر کا پہلو نہ تو دیوار کا تکیہ نہ تو در کا پہلو دم نکل جائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو نظر آجاتا ہے داعی جو مشر کا پہلو نیکے جب صلح کی باتوں میں بھی شر کا پہلو روز ویرانہ ہے مجھ خاک بسر کا پہلو پھر بگڑ جائے گی پایا جو ادھر کا پہلو چاند سے صاف ہے اُس رنگِ فدا کا پہلو کھین ہوتا ہے جدا سکھ سے نہ د کا پہلو
--	---

ولا یا ادب اُس نے جو تیری سابق میں خزان نے بیشتر کارگل و بلبل کیا آخر	خاکساری نے فضیلت مجھے دی ہے آتش شلہ سیخ دیا ہے دمِ خسر کا پہلو
	رو لایا صبحِ نکستہ سلس کے پیرِ شمعِ مایہ کو جو اسے خیر دے اللہ صیادِ ادر کا چین کو

<p>غش آجاتا ہے اکثر ترے بتاؤ کی شکین کو          بنایا ہے مراد تو ذکر جام جہان میں کو          نہ دیکھا قمر یون کی گردنوں میں طوق دین کو          بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو          دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہے آئین کو          سمجھتا ہوں گرسے میں گور کے کام تختین کو          منجم منزل مرتجہ مجھ میں خانہ دین کو          ہوا ہے آج کل سودا تمھاری زلف شکن کو          تمھاری دلفریز چھین لے خسرو سے شیرین کو          ہوا ہوں دیکھ کر اک آفتاب خانہ دین کو          رحمت پر رعایت چاہیے کرنی سلاطین کو          قلم کی جال ادا جلوائے اُن پائے نگین کو          خنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبین کو</p>	<p>ہزار افسوس ہے اسے بھروسہ نہیں آتا          تماشا دیکھتا ہوں گھیر میں بیٹھے ہفت کشور کا          تحلف سے مہر ہے مزاج عاشق شیر          نئے ہر سال سرکار جنوں سے مانگ ملتے ہیں          نہ گھبرا اس قدر شام شب فرقت بھر ہوگی          عدم ہو بجائے کاشوق اُس کمر کا جگاہتی ہے          سوار اس پائے گلگون قبا جگاہ کر دیکھیں          بری سے چہرے پر لہرا کے سو سوار آتی ہے          مٹھیں دیکھو تو جنوں سے سوالی ہو دہانی          سواری میں دکھائی دینگے میرے ناک نعرے          حسینوں کو ہے لازم رحم اپنے عشقیا ز فہر          ہماری قبر ہو عشق خرام ناز کی سختی          بشر کو بعد نعت کے ہے ہونی قدر نعت کی</p>
---	--

ہمارے بار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش  
 سنیں کچھ دخل اس قصہ میں حفل مصلحت میں کو

<p>جہن میں توڑتے دیکھا جو میں نے بھول لکھیں کو          خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگین کو          سزا دلوائے ان شاعران نالوان میں کو          کرین طوق کمر جو بار کی ساق بلورین کو          راہ کرتا ہے گھردیون زلزلہ سا کو دیکھیں کو          مسلمان دھو نڈھتے پھر تے ہیں اُس غار کین کو          نگاہ بین کی بھر کر کو کر دے چشم بین کو          نگاہ زہر آلودہ سے دیکھا خواب شیرین کو</p>	<p>بست کر بار سے جو ما نہایت روئے زمین کو          ہمارا کاسہ سر راہ افتادہ ہے مدت سے          تمھاری زلف کے ہر مو کو ہیں ہاں اُنہ داکتے          یہ مٹتا ہی شب و دل اپنے ہاتھوں سے کیا ہے          خزام ناز کی مشق آج کل انگو نہایت ہے          سنیں میں کا فران عشق کے شمع سے نور ہیں          نظر ٹر جائے جو تیرے صفا ہے رخ کا بینہ          فراق بار میں جب سامنے آیا تو آنکھوں نے</p>
--	--

بھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نہیں  
 نہ آئی کہیند تو توڑوں گا سرے شست بائیں کو  
 موادہ ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے مضمحل ہو کر  
 زبان سے گزشت پر بھو کرنا کرتے ہیں لیکن  
 وہ مفلس جانتے ہیں خوشہ انگوڑ پر درون کو  
 نہیں بھولا سنا تامل خوشی ہے جان غمگین کو  
 پردن کا نگہ وہ سمجھتے ہیں جنت بائیں کو  
 کوئی دن چشم پوشی طائرِ دل سے ہے شاہین کو  
 بنایا خوبصورت یار ساک لعبتِ حین کو  
 بیٹ جاتا تھا جسے دیکھ کر تو شیرِ قایلین کو

کہاں تیج و خیم گیسوے مشکین نہت نہیں  
 فراق یا زمین سوداے آسائش نہیں تپیر  
 گل خسار اپنا تھے جس شاعر کو دکھ لایا  
 خیال آتا ہے دلکو جانگنی کی جبکہ مشکل کا  
 رسائی دار بست تاک تاک جنگلی نہیں ہوتی  
 اجمال یار سے روشن ہیں آنکھیں گھر منور ہے  
 فقیری کا ترے کو جب کی جھکے سر کو سودا ہے  
 بھکائے رکھے گی کب تک جائے بھگن وہ آنکھیں  
 بشر کیا کر سکیں گے کام دستِ قدرتِ حق کا  
 وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکارِ افکن

تمنا و دولت و نیالی لے آتش نہیں رہتی  
 قناعت سے غنی امیر کر دیتا ہے مشکین کو

پہلے عازمی کو قصہ بیان کرنے دو  
 دشتِ دل کو علاجِ حقلان کرنے دو  
 شمع کا فوری کو بھی چر بنے بان کرنے دو  
 تھیس سے کاسہ پینی کو فغان کرنے دو  
 اب تو سیدھے مری آنکھوں کو نشان کرنے دو  
 اہلِ دولت کو بلند آج مکان کرنے دو  
 کاکل یار پر اسفے کا گمان کرنے دو  
 بلخ میں تم مری آہون کو دھون کرنے دو  
 گم بار زناکت کو نہان کرنے دو  
 سختِ ختمہ کو مرے خواب گراں کرنے دو  
 آسمان کو مجھے رسوا ہے جہان کرنے دو

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو  
 جانبِ دشتِ عدم خیمہ رواں کرنے دو  
 سوزِ دل میری طرح سے نہ بیان ہو دیا  
 گوہِ غم ٹوٹنے پر آہ ہے یہاں کمرِ ظنی  
 سانسے آہی گیا لشکرِ اندوہ و دلال  
 آخر کار تہِ خاک ہے مسکنِ سب کا  
 میں تو شاعرِ مینِ عاشقِ مہن مجھ کیا ہے  
 رنگ لڑ جائے گار خسار و نافرمان سے  
 اُس کا افسانہ دکھاوے گا مجھے خوابِ م  
 انتظارِ ملکِ ملتِ مینِ بے رہ و پلِ مین  
 آج تک آہ کے کوڑوں سے بدنِ مین



<p>موت کا فون کو رگ گل کا گمان کئے ہو میرے دشمن کو مرے عریبان کئے ہو</p>	<p>گم بار کا مضمون نہیں بندہ سکنے کا اہل اسلام ہوں غلیب نہیں شد و امیرا</p>
<p>بھوٹ بہنے دو اٹھین بار کے آگے آتش دل کا احوال بھی آنکھوں کو بیان کرنے دو</p>	
<p>دل پہ جو مغم ہو حسین پر شکن نہ ہو میرے خوشی سے تنگ میرا ہرین نہ ہو انسان ہے آخر اے بت حسی ہر نہ ہو اتنا نہ ہنس کہ بقی کبھی خندہ زن نہ ہو ہم پہ ناز کی مین گل با سمن نہ ہو معتشوق نوجوان و شراب کمن نہ ہو شانہ سے صاف زلف شکن درکن نہ ہو اب الی الطیف و صاف کسی کا ملک نہ ہو اس کا علاج بوسہ سبب فتن نہ ہو رخسار یارین جو نہیں ہے وہن نہ ہو وہ آدمی نہیں جسے حب اولوں نہ ہو خیرت سے پانی پانی وہ چاہ دقن نہ ہو عریان جو جا ہے اس کو میسر کفن نہ ہو دھونڈو دھونڈو عین مال کو پہلو نہ ہو ردن چراغ عشق سے قصر یدن نہ ہو حجت کا اس دہن کی کسی کو دہن نہ ہو یہ سکے وہ نہیں ہے کجس کا چلن نہ ہو اس طرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو مچھنم یا چشم سیمہ سے ہرن نہ ہو</p>	<p>جو رد و جفا کے بار سے رنج و محن نہ ہو شادی نہیں قبول مجھے غم قبول ہے و کجوں تو ناکیا نہیں ہوتا ہے رام تو رو اس قدر کہ آبر و ابر نہ رہے پہونچے نہ راستی میں تیرے فدا کو مروت وہ کم نصیب ہوں کہ میسر کبھی جسے آئینہ سے حجاب نہ لڑے طعیب کا شرمندہ پیش یارین گلبرگ و آئینہ یہاں تو دن سے ہے میرا دل خزن بوسوں سے ماضیوں ہی کے بلبل کا گھٹائے ہستی میں یاد آئے نہ کیوں کر عدم مجھے ہم تشنہ ربیعے تو سزا جہنم کی تھی حاش کہ ہونین صاف ہوں میرے بوجھ یہ عجب جن بار سے مغل ہے دم بخود کس گھر میں روشنی نہیں اندھیر ہے دلا و ہم و خیال کے بھی نہ اٹھ آئے دھڑک عالم پسند صورت زیبا کے لیے ہے لو کہ ہر ایک عفو سے یہ روح چل رہی سینکوں کو اپنے دیکھ کو نہ نظر کر رہی</p>

<p>رنگینی سخن رہے گی روزِ شترک</p>	<p>اڑ جائے چاروں مین یہ رنگ چمن سنو</p>
<p>آتش جو بوسہ لیے لوامس کا بڑا نہ مان</p>	<p>عاشق ہے اسے صنم یہ ترابرِ بہمن نہ ہو</p>
<p>سائے آنکھوں کے بہرون ہی بھایا یار کو غش سے آنکھیں کھول کر دیکھ جو زلف یار کو اسمان چرخ نے پہونچا دیادلدار کو چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے محرم سلسلا پنا رخ محبوب تک پہونچا دیا شہد پر وانیہ میں اکثر جلایں سمئے شمع لے کے چار بارود کے قتلہ نے دم بھڑکا دیا ہر زبے اڑتا ہے دل صیاد ہر نالہ کیا ہے ڈالنا ہے ماشقو شیر آپ کے غیبت کی لکیر ور د دل نے پردہ اپنی لاغری کا دکھایا جا رہی دن میں نہ کھا ببل و گل کا نشان خواب میں بھی دیکھنے سے بارگاہِ بہار کو حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہیں دشمنوں کو جان کے دل کی طرح رکھا غرور</p>	<p>مال مارا سمئے لوٹا دولت دیدار کو روزِ صحت کا شب تاریک ہو بیمار کو دعویٰ سایہ کو کیا سورج کیا خسار کو اسے گھر میں آیا اہمان تو ڈر کر دیوار کو زلف نے شیرازہ صوف کیا زنا کو تام ببل پر لٹایا بار بار گلزار کو دریان پاناہوں دل کو چار سو تلوار کو باغبان قلعی سمجھتا ہے مری منقار کو آنکھ دکھلاؤ تم اپنے روزن دیوار کو اتار قانون کر دیا نالوں نے جسم زار کو کھا گئی صیاد دکانچین کی نظر گلزار کو بقلمہ سیدار کیے دیدہ سیدار کو شمع روشن کی تو بیوتا مرغ آتش خوار کو اگر کو بالا بخل میں آستین میں مار کو</p>
<p>سرسخی نے پانی آتش خاکساری سے نکلتے</p>	<p>افضل سے اللہ کے تو ثابت پندار کو</p>
<p>دوست رکھتے ہیں جو غدا دل جو ہر یار کو صاف یوں کرتا ہے شانہ بوجے جبار کو گرد یا نزع دگر سرمہ نے چشم بار کو تو شہرِ سی میں بھی کائناتِ طفل کے آتش</p>	<p>تو دل کر زمر سے سپاہی لیتے ہیں تلوار کو جنتری میں کھینچتے ہیں جگر سے تار کو نرگس شہلا بنایا نرگس بہار کو خون سے ببل کے لکھا قطعہ گلزار کو</p>

<p>ابر و لون سے وہ سین کیڑ کر سنوین کھیر شع کے شعلہ کو جب کلگیر نے منہ میں لیا سنگریزے کیا خدا اسکو نہ تیا باغ میں جب سے دیکھا ہے گذر گاہ نگاہ دار اے پیچھے رکھنا میرے دھون پر لے لے دو پردہ دل سے نکھانا لے کا یاد آگیا دست قدرت نے بنایا حن کا مجھ کو گدا سبز خط سے حن نے گورے زلف میں تیرا یا دھرانے یہ زلفان میں ردایا بھگون خون جگر ہوتا ہے بگشتا کیسی جان جان</p>	<p>مخو بصورت ہمنے دیکھا راست حکم تلوار کو برجھا آنکھوں نے دیکھا مرغ آتش تلوار کو کب تک نے رزاق سمجھا ہے گھسا کو نلے ناک جانتا ہوں مدوزن دیوار کو اچک کہ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو خوب رو بائیں کے میں کا بازو بیلدار کو اچکھو نکلے کا سر دے در پوزہ دیدار کو چنہ کافور کی کاٹی کیا زنگار کو گل سے رنگین کردیا زنجیر کے ہر خار کو میںے ہودل کو کیا کستہ میں اس فتار کو</p>
---	--

دل کو بھلاتا ہے وہ ترکش اپنی تیغ سے  
رقص نعل کا دکھا پار کرتی ہے وہ یار کو

<p>کیا ہوا نادام دکھا کر آئینہ میں یار کو سمجھے ہم دیکھا جو قد و ابرو سے دلدار کو چلکے دکھلا دے جوا ناز خرام یار کو طاق ابرو میں یہ چشم یار سے خلا ہوا شریت عذاب آب تیغ زہر اکودہ ہے وہ تنک مشرب میں ہم غمخانا افلاکین خاک سے روشن ضمیر وکی بنی ہے یگر چہرہ رنگین کی دکھلائی قصور نے ہمار جوش و شہت میں کیا میں نے گریبان بیک یار بن سمجھا لگو کو میں گنہگار وکی بھیر وقت آخر عشق نہان یار پر ظاہر ہوا</p>	<p>تپ جڑھ آئی دیکھ اپنی زگر سہار کو راستی ہے تیر کو زیندہ خم تلوار کو ہنس کی گردن میں ڈالوں تو بیکار کو بہر صحت لائے ہیں مسجد میں بھی ہمار کو سیل نار آفتن ہے عشق کے ہمار کو نشہ زہر ہو بین کر شربت دینار کو سیر ہر بدن ددردن ہے روزن دیوار کو بند آنکھوں کو کیا کھولا در گلزار کو طریان زخون کی بہنا میں گلے کے ہار کو سر دہنیل نے دکھا با ریمان و دار کو نزع میں جیسی نے پہچا امر سے آزار کو</p>
--	--

<p>لعل قسمت میں ہنیں کا تارے کسار کو گور مادر زاد و کھین گئے تے ویدار کو</p>	<p>لب لبب فدا کو شیرین سے ہونا ہے محال مٹن کے جلوہ سے روشن ہونے لگوئے پیرا</p>
<p>ہیر گیارا کھنہن آتش گوتیرہ کا گرد دعا خانگ اڑائی میںے جب جاناں کار کو</p>	
<p>عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو نواب سورہ یوسف دیار وح زرخیا کو لردا کر جام ستور اسے بدستی میں مینا کو ہنہن دکھا ہے خالی پتھر مرعائے دریا کو حصار عاقبت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو ہوا کے باغ جنت زندہ کر دیتی ہے موتا کو پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق ملا کو اٹھاتے ہن ملائک آکے بے وارث کے ہونہ سرے جانے جانتا ہوں اپنے من رٹوئے خور کو سیہ خیمہ میں مجمع مجنون نے دکھا رکے لہلا کو بنایا شیشہ سناڑک مزاج سنگ خارا کو عنایت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سود کو گلون کے کان کاٹھکا بنایا ہے ثریا کو اکالا ناخن پانے کمان غار کفت با کو چھوڑا یا رخ سے کعبہ راہب سے کلیسا کو</p>	<p>جو نعمت عشق کی جا ہے تو راحت جان نیکو وہ منصف ہوں اگر شینے کیا ختم کلام اللہ خدا جانے کہ ہو گا حال کیا ہم بادہ نوشونکا جنا اسے بحر خوبی تیرے دست و بامین لازم شب در و زاس کو رقص شادمانی میں اپارن دل پر مردہ ہوتا ہے شگفتہ کھے جانان میں کیا استاد کو شاگرد اس طفل پرورد نے ہنہن جس کا کوئی اس کا خدا ہے پوچھنے والا مری میراث ہے غلہ برین فرزند آدم ہوں شب تاریک میں آنکھوں کو وہ دلبر نظر آیا تراشا ملک جس بت ساز نے بسے بت نیت کی دکھایا کس بری پیکر نے خال حیرہ رنگین جہن میں بارہ ردن جو دیامین تو انکون نے قریبوں سے نہ رکھ امداد کی امید شکل میں وہ محبوب جہان ہے تو ہوا نے تیرے کو چمکی</p>
<p>ید بیضا سا روشن بار کار خوار ہے آتش لب جان بخش رکھتے ہن دم پاں سیجا کو</p>	
<p>شیشہ میں آگے بری خیمہ جنون علم نالہ آدل میں اے بلبل خیمہ آرام ہوا</p>	<p>یار بک غار محبت کا بخیر انجام ہوا دل کو عشق آتش گل سے جلا شل سینہ</p>

<p>دفع ہوں دولت سرے یار کی ہر مین مغرغ دل کو کج لب میں زلف بچا لنگی اس قدر شوق فائے تنگ جنت تاجھانین کیسی کیسی راجنیں بائی ہیں کھڑے یارین مے سے تلوار اپنی بھجوائی ہے اس سفلی نے دست انصاف و ترازو سے خرد جو وہ ہے ابر دریا بار آبو بچا قریب میکدہ سہی ہی اپنی دعا زلف سیاہ بار کو حسن کا شہرہ ہو ہو کونا کین طوائف عشق چال وہ چلتے ہو دل بستے ہر جبر سر قدم کچھ تکلف باہیے دولت سرے یارین</p>	<p>اُس صغم کا آستانہ میرے گھر کا بام ہو اسطرح سے جھلجھل رہے ہر قفس کا دام ہو جامہ سے باہر نہ وہ محبوب گل اندام ہو صبح جنت سے منور اُس گلی کی شام ہو دیکھئے لبر زکس کس بیگنہ کا جام ہو وہ تلے اُن ختم سے بے مغز جو بادام ہو ناخدا اے کشتی مے ساقی گلغام ہو ہو نہ جس سر کو تیرا سودا اے سرسام ہو کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو کام وہ کرتے ہو تم جہین کسی کا کام ہو نقروی دیوار و در و دین طلائی بام ہو</p>
--	---

راز ہے سُن لو اسے تم سے کہے رکھتے ہیں ہم  
انجمن میں بات خلوت کی نہ آفتس عام ہو

<p>بے یار ساری رات جلایا شراب کو گھلبائے پردہ آب کے حسن جمال کا امید وار ہیں نگہ لطف کے کھڑے ترک فراق یار ہے وہ ترک بلاق دندان بار کھلتے ہیں ہنسنے میں بیشتر سنستے ہیں روزِ حشر کو صغم ہو گا اسطرح کچھ کچھ اتر لو ہونے لگا بدمعاش کا اس کا جواب ہے نہ تو اُس کا جواب ہے قاصد کے ہاتھ آنے سے رنگ آگیا جھجھ لگو رہیں گے جوشِ محبت سے دلہنے</p>	<p>آنا صبح بیٹے صغم نہ لگا ایک باب کو عاشق نگاہ سے جو دیکھیں نقاب کو آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دو سجھاب کو کھما جائے بے نمک کے جو کچھ کباب کو بے آبرو کین گے یہ دُور خوشاب کو ذرے بھی دیکھ لیں گے رُخ آفتاب کو غش سُن کے کھو جانے بھیجا گلاب کو رُخ یار کو ملا ہے نہ پشت آفتاب کو لکھا ہے میں نے خط میں نہ لکھا بولب کو ہو گا وہ مست جو کہ پئے گا شراب کو</p>
--	--

<p>آنکھوں میں اپنی منجھو دیکھا ہے خواب کو شمسیر آپلا دیکھا ہے شباب کو ماشوق ترے پڑے ہنرین علم حساب کو سمجھے ہوئے ہنرین روئے کتابی کتاب کو اے دل لگانہ جان کے پیچھے جڑا کے میں قدم سے تیرے شرف تھے کاٹے دریا اچھا لٹا ہے کلاہِ حجاب کو بیا اطعام خوانِ مین کو زہِ مین آب کو</p>	<p>فرقت میں یار کے ہے بھر بیکار ملک بیکار شرابِ فتنہ سے افس نوہل نے بے گنتی بوسہ لین گئے رنجِ دلینہ کے رکھتے ہیں اہل درد سے بھی عشقِ بے سے سو دے زلفِ یار کی میرین ہونہ رکھ اے شمسوار خانہ زین کا ہے تو چراغ گھر سے ہو تم جو غسل کو عالم ہے و جد کا نہات سیماب کو تیرے کسی ہنرین</p>
--	--

آتش جو شوق کہہ ہے دل سے کرو بج  
دیکھو افس آستانہ عالی حجاب کو

<p>سر کو دیوار سے ٹکراؤں نو دریا ہو سلبِ معیوب سے یوسفِ پیر ہو مہرِ نہان ہو نظر سے تو قمرِ پیر ہو گوشِ تو کوئی سزاوار گہرِ پیر ہو خشک و لب ہون نواک مصرعِ پیر ہو ناف کی طرح وہ معدوم کمرِ پیر ہو میں تو پیرِ سید رہا گردِ سفرِ پیر ہو محکو دولت سے اگر نشہ زریں پیر ہو صورتِ بید ہو محزون جو پیر ہو بولِ صورت جو فادارِ شہرِ پیر ہو ظلمتِ شام میں بھی نذرِ پیر ہو</p>	<p>بےقراری میں مری یارِ اثرِ پیر ہو جو ہر ایک سے پاکیزہ گہرِ پیر ہو خوش جالوں سے زمانہ ہنرین رہا عالی ابرنسیان کے کمر سے دُرِ گیتا لکھون شعر گوئی میں مری طبع کو دقت ہے پند بے نمود دن کو بھی ہو شوقِ خوداری کا بھر مسافر کی تو صورت نہ کسی نے کبھی لو یک دم میں مین لٹا دوں ابھی نہیں ہے بلعِ عالم میں ہو اچلتی ہے وہ دشتِ خیر عہدِ یہ مین طبیعت کو جوان ہم کی کہن صلفہ زلف سے دھجھو دشنِ نظر آئے</p>
---	--

سیرے اشعارِ گرامِ ہر صحن لے آتش  
تکرارِ مین مرے رنگِ اثرِ پیر ہو

ریشک سے خاک میں زندون کو لٹے جلو  
 فتنہ حشر کو بد خواب جگاتے نہ جلو  
 کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ جلو  
 راہ کو کاٹتے جاوہ کو جلاتے نہ جلو  
 نیک طینت ہو تو بد ذاتی پر گتے نہ جلو  
 ذوقِ دنان کے عالم کو دکھاتے نہ جلو  
 سہی خزانے میں ہنسنس کے ہنساتے نہ جلو  
 طفلِ غنچہ ہے غریب اس کو ڈراتے نہ جلو  
 کوسون دریا جو پسینے کے بہاتے نہ جلو  
 رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ جلو  
 کون سی جاں ہے یہ آگ لگاتے نہ جلو  
 قدم آہستہ رکھو ٹھوکر بن کھاتے نہ جلو  
 یوں جلو پاؤں کی آواز سناتے نہ جلو  
 یہ شکون نیک سنیں خاک اڑاتے نہ جلو

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ جلو  
 ان کی بازیب کی جھنکار سے آتی ہے غلہ  
 باغ میں آئے ہو ساتھ ان کے بھی بھڑو دو گام  
 برقِ شمشیر کی اچھی زمین چالیں چلین  
 سائل بوسہ کو منہ پھیر کے گنتا ہے دوش  
 گرے پڑتے ہیں کنوین اور گردِ معون میں گہر  
 و دو قدم ساتھ جو جلتا ہوں میں گرے ان کے  
 گوش مالی و وہ نکلشت میں گل کو پیارے  
 پر مشقت ہے رچش نہ طے ہو دو گام  
 سمجھ چھا کر یہ نکلتا ہے تھسارا اندھیر  
 شوق رفتار کو گرم رومی کی نہ سہی  
 بھاگ کر عاشق شیدا سے کہاں جاوے  
 اپنے ہاتھوں سے نہ اندھون کا گل کٹاؤ  
 کوئے معشوق میں لے عاشقوں جاتے ہو جاؤ

ان سے کہہ دے کوئی آئے ہیں جو یہ لکھ ابر  
 چشم آتش کی طرح آفتو بہاتے نہ جلو

جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرش کی گونچو  
 خدا نے دس زبانیں ایک زبان میں دین ہیں مومن  
 چھری سے ایک لڑکی ہو گئی ہے لاگ گردن کو  
 رخِ روشن چھپا کر شب کیا ہے روزِ روشن کو  
 ملائی رنگ پر مدقہ کیا کرتے ہیں کنہن کو  
 چین سے بچانے کو دکھینکا ہے یوں کو  
 بیایا بیچیا لال کر کے جب کہ آہن کو

محبت سے بنا لیتے ہیں اپنا دوست دین کو  
 بیان کچھ تو کرے لگے گھڑے حالِ بخش کو  
 دل بیتاب بیل کی طرح سے رقص کرنا ہے  
 نقاب اس آفتابِ جن کا اندھیر رکھتا ہے  
 لڑاٹے دولت دنیا کو ہیں ہم عشق بازی میں  
 ملاحص کا تھا رہی دور در در افسانہ ہو چکا ہے  
 یہی سودا رہا شمشیرِ قاتل کی تمنا میں

اما ناخاک میں عاشق کا ہے شعل انکے دھن کو  
 اگر دی بھر کو جلتی چشم ز کس رد کے یون کو  
 کیا ہے یاد ہننے اپنے قاتل کے اڑھکن کو  
 کسی مڑگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو نہ سون کو  
 قفس میں بھی سلام سنو کر بے بین گلشن کو  
 ہمارا خون حاصر ہے اگر رنگاؤ نو سن کو  
 قیامت تک رہے گا زلزلہ سائیر مدفن کو  
 کیا ہستیا را غافل با کے اکثر ہم نے دشمن کو  
 اگر ان ہے دوش کو گردن تبحاری سر ہے گردن کو  
 چمکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرم کو  
 بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ دھن کو  
 نگاہیں دھونڈھتی ہیں تیرے دیوانے کے روز کو

قبائے مسخ وہ اندام نازک دست لکھتے  
 تجھے ہوا کے سسی باغ لے محبوب لیچتے  
 کوئی کشمیر جو بین و نظر آئی ہے سیلے میں  
 نہایت زخم کے سینے میں کرتی جو پیدری  
 تصور لالہ و گل کا را کرنا ہے آنکھوں میں  
 سوار اس تیغ زن کو دیکھتا ہے جو وہ کتا ہے  
 کمی ہوگی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل میں  
 قدم مردانگی کے ساتھ اراد دست داری میں  
 و اگر گون رنگ رہتا ہے ہر اشوق نہادت میں  
 قسم میں نظر آتا ترے دندان کا آفت ہے  
 حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجاہد کی  
 یہ قصیرا کو پیغام دینا اے صبا میرا

پڑے ہوش میں کیا مردیے عشق اکلم کو کھو لو  
 خبر کے واسطے اس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

مریخ فیصل مست کے ادب کو بار ہو  
 بدر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو  
 خون شہید معز و فاسا ز دار ہو  
 طاؤس دام ابرسیہ کا شکار ہو  
 بیمار ہو وہی کہ جو پیر ہیز گا رہو  
 گردن پراگن کی خون ہمارا سوار ہو  
 یہ نشہ وہ نہیں ہے کہ جس کو خم سار ہو  
 اس گلیدن کو میری طرح خار خار ہو  
 بوسہ کے واسطے لب یا آشکار ہو

حاضر ہیں ہم جو سرکہ کا زار ہو  
 رسوا نہ نالے کر کے دل بقرار ہو  
 رنگ حنا سے سرخ علف مست بار ہو  
 یارب اسیر زلف دل و افکار ہو  
 ز اہر فریب ز کس باد دے بار ہو  
 کج رکھ کے وہ کلاہ جو چمکتے ہیں آہو  
 مست شارب عشق کہاں ہے ہن ہن ہن  
 اکٹی ہوا زمانہ میں چلتی ہے چاہے  
 پنہان دہن جو ہے نور ہے کچھ خرمین



<p>ہر ذرہ میری خاک کا بھیر نثار ہوا کو چہ مین یار کے جو مرا اختیار ہوا پیرا ہن جیات مزار تار ہوا دیکھوں کدھر سے تیر نگہ کا گذر ہوا برسائے آگ ابر جو دل کا رخسار ہوا ماہل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہوا سیاہ آگ مین نہ کبھی بقیار ہوا شبنم کی طرح سے کوئی گریبان ہزار ہوا تم آگے پیچھے پیچھے بھارے بہار ہوا آشوب ہوا اس آئینہ کے اندر رخسار ہوا دھونڈھون چلے گئے جو بیل طرار ہوا ایسا غمزہ کیجئے جو ناگوار ہوا</p>	<p>اے آفتابِ جن چہ سرت ہے بوجِ رگ بیل کو مول لیکے حوالہ کروں چمن دستِ جنوں سے زلف کے سودے مین بجا کب سے دل بھگڑ مین نشانہ بنے تھے چکار بلان جھوٹن جو من قطرہ لائے آب ہو در زبان ہوا نام ترا جس کو لے حبیب دھوکا جو تیرے آتشِ خسار کا کھالے اُس رشک گل کی جین جین مین نہو کی گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو سر مہ نہ سمجھے جو کہ تری گم دراہ کو بیزار زندگی سے ہوں یہ شوقِ مرگ مین لازم نہیں ہے دل کی شبین مین بیل</p>
---	---

آتشِ مہولِ دویم سخنِ عین اگر سنے  
ایسا کلامِ معجزہ ذوالعفار ہو

<p>لحمین پاس رکھ دینے ہیں دور افتادہ دانا کو کھٹکتے ہیں ہمارے آبلے خارِ مغیلاں کو گریبان بھاڑنے پر بازو اپنے اپنے دانا کو دہن سے چھوٹ کر بے قدر دیکھا ہنسنے دانا کو محبت سے محبت ہوئی ہے فنا فنا دانا کو پیا بانی تو دی ہنسنے دعا چاؤ نہ سخندان کو محبت ہو اُسے بھی جس سے الفت ہو دانا کو کھاسے توڑ توڑ لوگ نہ تم سیمٹ سخندان کو مسلمان ہوں بجالانا ہوں مین تقسیم قرآن کو</p>	<p>ہو س نعمت کی بعد مرگ بھی ہتی ہے فنا کو ملا دیتی ہے اپنی گرم رفتاری بیابان کو بہار لائی ہے دیوانو چلو سیر بیابان کو نہ اٹھ کر در بدر ہو کج عودت مین جو بیٹھا ہے روا ہے عاشقوں کی اپنے عشقوں کو ملا دیتی سمٹائی کھائی تو شکرِ شیرین کیا بہرون خراقِ دوست کا صدر مہنو دشمن کے دل کو بھی کبھی جو ہوا تم اس محبوب کی ٹھڈی مین ڈالا ہے تراغتم دیکھ کر پڑھتا ہوں سورہ قل جواد کو</p>
---	--

ہر ایک حلقہ میں ہو سو سو ملاتش کی گنجائش نہیں ترے کو م کو قید کچھ اعلیٰ دادنی کی تری درگاہ کے ذروں سے پہنچ سنا ہوتا دل دیوانہ کو سرے بھنسا کر تم نے زلفوں میں لگا ہون لگا اُن آنکھوں کے سسپہ تجھ پر چھایا خفاں کر تا ہوں جب نام میں رعشہ سا ہوتا ہے	خدا جمیعت خاطر سے اُس زلف پریشان کو سکندر رشتہ رہ جائے پیے خضر آب حیاں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مہر تابان کو و کھا یا خانہ زنجیروں مجنون سے مہمان کو وہی کاوش دہی دل سے غلش رہا ہے ترکان کو دل دیوانہ کا نالہ ملا دیتا ہے زندان کو
--	--

فراق یار میں گر یہ کا ضبط آتش نہین بہتر  
بغبارِ دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرین گے حج معنی فہم اجڑا کے پریشان کو فخیری سلطنت ہے خاکسار کو بے باخان کو مذاق اسکو ہے جو جو ہے لب شیرین جانا کو غم آبرو کے قاتل بھر گیا ہے اپنی آنکھوں میں بھٹا رہے چہرہ بڑوڑ کے بے داغ بھنے نے ہوا ہے یار جو سیر جن میں ساتھ ساتھ اپنے غم آفت کو کتنا ہی نکلے دل نہین بھرتا انگلیں سے جو ہری خزاں کرنے انہی آتے ہیں محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ میں پایا جنون کے جوش میں کرتا ہوں کارسل میں مجنون کئے ہیں کافرو دینداران زلفوں نے سودا کی کبھی دل کھول کر رو یا جو ہوں شوق شہادت میں جنون کے جوش میں ایسا لگے کو اپنے گونشا ہے شب و صلت میں بوسے لیکے اُس روئے کتنا ہے خیال آتا ہے صحران کو جوش جوش جوش میں	شکستہ میں بہت کینچیں گے گصا ہل پینے دیا کو مبارک جام ہو جسد کو خاتم سلیمان کو دماغ اسکا ہے جو سو نکلے کسی سید نے خندان کو لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہم نے تیغ و خان کو نظر سے اپنی آنکھوں کے گریا یا ہ تابان کو کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے روئے خندان کو یہ وہ قسمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہمان کو بے جا تے ہیں موتی پیٹے ہیں جہنم زندان کو نماشہ تھا جو دیکھا جہنم بلبل سے گلستان کو مکمل جاتا ہوں صحرا توڑ کر دیوار زندان کو ہوئے ہیں جان کا جمال ہندو مسلمان کو کیا ہے ملن بلبل خون دل سے جہنم گریبان کو حکومت ہو تو دلوا دیجئے پھانسی گریبان کو جبیں سے ناز خندان ختم کر دیتا ہوں خزان کو بنا ہوں خلیلہ بجا کر میں حبیب ددماں کو
---	--

دور روزہ نوجوانی ہے دور روزہ تاجدار ی ہے منور کربال و حن کے نظارہ سے آنکھیں تراجم روح مثل ارغوان ہو تاج و گلشن میں ؛ تمہارا حن اپنے جوہر حکمت کرے ظاہر	مروت حن کو اللہ دے انصاف سلطان کو انہی بھیجے گھر میں مرے یوسف سے تمہا کو گل خندان کو شرماتا دکھا کر خیم خندان کو شفا یار با مین سو نگہ کر سبب نوح خندان کو
---	---

از ہے اقبال سیم دزد ہے عزد و شرف آتش  
تام آرائشوں میں سے چٹائیں رخ نے افشا نکو

ہنسنا ہی خوش آید تو روز نامرے دل کو اکھیرے بستر ہے دیر بار کی مٹی تا صبح تجھے یاد کیا مج کو جگا کر بیوجہ رولانا نہیں دکھلا کے رخ یار بس ہو نوا بھی چیر کے پہلو کھلائے یوسف سے حسین ہوئے کوئی کھٹا تیار باز کچھ ہستی میں وہ مجھوں پر ہی ہوں پہلو میں نہیں جب سے کہ ہجرت لہ تالوں سے نہ اٹھا رہو بیتابی جان کا اظہار کیا کین وہ یہ دیدار کو فرسا کاٹنا سا کھٹکا جاتا ہے جیاد ہے اتنا خال سیر یار کا نقش آفت جان ہے انگار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا ترک رہ شادی سے رہو نگاہ میں شب وصل گل سے جو شجر قطرہ شبنم میں ٹپکتے	بیٹھا ہی نہ بھایا نہ سلو نامرے دل کو منطور نہ جان دی ہے نہ تو نامرے دل کو بھولا نہ ترے ساتھ کا تو نامرے دل کو آنکھوں کو ہے ساتھ چلنے ڈوبو نامرے دل کو رکھتا ہے بہت تنگ کو نامرے دل کو کچھ کیل نہیں جان کا کھو نامرے دل کو اطفال سمجھتے ہیں کھلو نامرے دل کو داغ اور دھنا ہے دل بچھو نامرے دل کو رسوائی ہے اس دکھڑے کاروبارے دل کو دن رات رہا آنکھوں کا روز نامرے دل کو بالے میں ترا پھول پرو نامرے دل کو اچھا نہیں اس محکم کا تو نامرے دل کو مومن ہوں میں کافر نہیں ہو نامرے دل کو بے فصل کے منہ میں ہے بھگوانے دل کو یاد آتا ہے شمع کا ترے دھونامرے دل کو
---	--

کچھ خال اڑا لے سے نہیں ملنے کا آتش  
بیکار یہ مٹی کا ہے دھونامرے دل کو

<p>نکستی کس طرح ہے جان مضطرب دیکھتے جاؤ  نیم نو بہاری کی طرح آئے ہو گشت میں  جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آؤ تائی ہو  قدم انداز سے باہر بھٹے جانتے ہیں صاحبک  طین وہ راہ میں باکی تو کتنا ہوں جو ہو سو ہو  خزام ناز میں عاشق سے مہار کا شاہی  روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ بڑے ہیں  کوئی اُن سے کئے ٹھہر کر جو غل کرنے ہو  نکاہ لطف کا شائق ہے تحت فوف کا عالم  کبھی لہجائے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے فرکلن کا  تغاب لکدن الٹ کر تم نے یہ سحر سے نوازا</p>	<p>ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ  تماشا ئے غل و سرور و منور دیکھتے جاؤ  سیما ہو جو بار دن کو دم بھر دیکھتے جاؤ  ستم رقبا زین کرتی ہے جو کر دیکھتے جاؤ  دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ  کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جو ہر دیکھتے جاؤ  خدا کے واسطے بہر سمیر دیکھتے جاؤ  تڑپتا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ  کبھی نمی نظر ہو گا اودیر دیکھتے جاؤ  دکھاتے ہو مجھیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ  جمال آفتاب ذرہ پرورد دیکھتے جاؤ</p>
--	---

نہ پھیر داس سے منظر آتش جو کچھ دریش آجائے  
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

## ردیف لائے ہوئے

<p>ہے نرالی کشت عشق جفا کار کی راہ  رہنما یاد الہی کا ہو عشق صنم  کھرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ  شہرہ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا  پیش تر سب سے کیا طالع بد نے بیلر  تنگ دستی نے زانہ میں یہ پایا ہے رواج  سہنیں مجھ سا کوئی دنیا میں سکندر طالع  لبابم آ کے جو دیدار کرے مادمہ شوق</p>	<p>چاہ کنعان میں ملی مصر کے بازار کی  بہو بچے ہم کعبہ بمقصود کو کسار کی راہ  مردہ نکلا نہ مرا کو جب دلدار کی راہ  نکست گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ  خشر کے روز بھی دکھلائی مجھے بار کی راہ  یوسف اس عہد میں کتنا ہے غبار کی راہ  اکینہ رو نے مجھے قفل کیا پیار کی راہ  ایک ہو جائے ابھی کا فردیند کی راہ</p>
--	--

<p>نار سے جلتے سنہن خانہ بیباکی راہ کج ادا کی سے ہے اُسی ترے خرسا کیلہ پوچھتا پھر تاہوں لیکل یک سے تا کی راہ شوق یوسف نے دکھا کی ہن باز کی راہ کھوئی ہوتی ہے میان آب کی تلوار کی راہ سندھ سے کی سنہن خانہ خمار کی راہ</p>	<p>پیام سے کہتے ہیں اُن کو بوجھا عاشق دیکھا صورت احباب کو بھرجاتا ہے زلف شکن کے جو سو دے میں ہند لگتا ہے حسن کے عشق نے ہستی میں ہم کی بنا کھینچتی ہے تو لگا سنہن تامل نہ کرو عید ہوگی رمضان جائیگا لے باک شو</p>
<p>موجِ حق کو میں سمجھتا ہوں حبالِ باطل آتشِ پاک دل میں سنہن ہوتی ہے دہبا کیلہ</p>	
<p>یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ دیوانوں کے ہو جاتے ہیں ادب کے تلے ہاتھ دشمن کا بھی دب جائے نہ بھگت کے تلے ہاتھ کچھین کا نہ رکھا کبھی انگڑے کے تلے ہاتھ مٹا ہوں میں جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ بالش کے جو من ہو سر دہر کے تلے ہاتھ مرزاگان جو چھو میں رکھ دیا خج کے تلے ہاتھ کاغظوں کا میں کانپے کا ہوا فر کے تلے ہاتھ</p>	<p>دیکھا ہے سو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ واسن کا خیال آتا ہے جب حبیب درسی میں دل دوستی بت کا نہ پاب نہ ہوا رب گرمی نہ بھاری سی ہوئی آتش گل سے باد آتا ہے وہ قد شدہ جو چین میں تبدیلِ شب وصل سے ہو روزِ جدائی عاشق سے نگاہوں میں بہ کشتی میں وہ تھکین ستی میں طلب کا روتا ساقی سے ہے مے کا</p>
<p>صحر اچھوٹا گل گریبانِ گرد آتش لنگر میں نہ ہیں پانون بیکھ کے تلے ہاتھ</p>	
<p>زیب دیتی سنہن اس کتبہ کو پوشاک سیاہ طوڑ کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ دل کا فرسے ہے چشمِ بتِ بیباک سیاہ مردِ زرخشن کو کرے گردنِ افلاک سیاہ سرخ ہو یا کہ ہو رنگِ سبِ ناباک سیاہ</p>	<p>اس قدر دل کو کر اسے بتِ سفاک سیاہ میل تو میں جو ترسی نرگسِ فنان کو ہوا پانی مانگے نہ کبھی تر چھی نگم کا مارا یار سے وعدہ فرما ہے عجب کیا اس کا کسی حالت میں نہ ظاہر ہو جو اصلِ بخش</p>

نہ ہوا شانہ کیسو نہ تو دستار کا گل نظر آیا ادھر آنکھوں سے ادھر غائب تھا کون سے باغ میں لاتی ہے مجھے شمعِ نجات نگہ بد سے مجھے دیکھے تو اسے عالم نور کون سا صید زبون صید فگن نے بازو	نجات رکھتا ہے ہمارا دل صد جا کیا ہ اسب مشکین ہے قرا آہوئے جالاک بیاہ اکل سیہ بوٹے سیہ سرد سیہ تاک سیاہ کوٹے سے ہو سواروئے ہو سنا کیا ہ خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک بیاہ
--	---

جس بیابان میں لگی نالہ آتش سے لؤن کو سون تک پہنچے گلے گلے کھنکھنا شک بیاہ
--

سینہ ہندی سے نہیں اُس بت تو خوار کے ہاتھ بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمیں نیم جان دل ہے طلک گار سلوک شمشیر حق خدمت میں نہیں کوئی کمی کی ہے یاؤن کو اپنے گھوڑا میں نے تو منسک لولے نہیں بیوجہ یہ اردو سے اشارے اُن کے زر سامحوب ستم گار نہیں اُس کے لئے روئے زبانا نہ دکھا یا کرین ہر ایک کو آپ توڑ لے اے شجرِ جن لبوں کے عذاب کام جس کا ہے اُسی سے ہے تعلق رکھتا ودعدہ وصل کی شادی سے قدام ہو گا	دست آدب زمرے خون کی لگی بار کے ہاتھ کئے ہیں کوٹریوں کے مول خیر بار کے ہاتھ آبرو اپنی ہے اب ابروئے خمدار کے ہاتھ جانفشانی کا اب نقصان ہے سکا کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں تو ایسے ہی گنگار کے ہاتھ عشق باز دنگو بتاتے ہیں یہ تلوار کے ہاتھ بیچے سر کو جو انمرد دین سردار کے ہاتھ قدرا اُس شے کی نہیں جو گئی دد چار کے ہاتھ ضعف رکھے جو نہ بازو سے ترے چار کے ہاتھ یاؤن کی طرح سے زبانا نہیں رفتار کے ہاتھ قتل کر ہاتھ پیرا اپنے یہ منم مار کے ہاتھ
---	--

نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی ہم کو آتش مر وہ اپنا نہ بڑے کا فرو دیندار کے ہاتھ
---

پاس دل رکھتا ہے ستور نظر آئینہ جب نہ تب چروھتا ہے اُفق اُفق کے تہ آئینہ چاند سے کھڑے کو دکھلا کر چھپا نا آئینہ	نیک بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اک دن مٹا آئینہ اُس خدا ناترس کو دکھلاؤن کیوکر آئینہ
--	--

<p>میںم تو دیکھیں لیکے یوسف کے برادر اکینہ یار کے دل سے بھی تھا ہر جن پر تجھ آگینہ ایسا کیا پسینے ہوئے ہے خود کو بڑا آگینہ میں وہ غلس میں نہیں جس کو میرا آگینہ مجھے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آگینہ کس طرح طوطی کو کرتا ہے غنڈا آگینہ کر چکا آراستہ اس کو مقرر آگینہ آج جو اس کو دکھاتی ہے مقرر آگینہ</p>	<p>ایماند کے اور نہیں بڑی کسی موت غلہ دیکھ کر مل بڑوں کو میرے حیران رہ گیا ہو کے اس شمشیر ابرو کے مقابل نہ چکا آگینہ بھر کر ایک دن دیکھانہ روئے صانہ یار مور و نفرت کوئی مجھ نہیں حیران ہوں رو بروئے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہے بند اب زمین پر باؤں بھی رکھ کر نہیں چلتا یار یہ نہیں ہیوجہ اسے قمری اگر تاسرو کا</p>
---	--

ہر زدہ کوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خوش  
خود پسندی تاکجا اب طاق پر دھرا آگینہ

بدا

<p>مستاق میں کس ماہ کے انجم سے زیادہ ذروں سے زیادہ میں یہ انجم سے زیادہ سجاب سے افزوں ہے یہ قائم سے زیادہ ان جہوں میں بھی جوش ہے ظلم سے زیادہ ہے سخت مرا کا سہ سر ستم سے زیادہ آگینہ نہ لڑا یا کرو مردم سے زیادہ کس جام میں یاں نشہ نہیں خم سے زیادہ شوق اندرون اس گل کو ہے گلہم سے زیادہ حالت ہو منفی کے ترخم سے زیادہ نالہ تری غمخالی کا ہے خم سے زیادہ خود گم ہے وہ بہت عاشق خود گم سے زیادہ اجلس وہ دلارام کہنے خم سے زیادہ موذی ہوئے ہیں کفر و دم سے زیادہ</p>	<p>معشوق نہیں کوئی حسین تھے زیادہ کیا کہنے ترے عاشق بیتاب ہیں کہتے کھلی مری پشیمنے سے رکھتی ہے مجھے گرم سیلاب کا کام اشک کرین خانہ زن میں ننگ بلیق یا ام نہ ہو مار کے کھٹو کر اندھیر پھل پستے ہیں سرمہ کپڑے سیخا بہ لفت میں نہیں جانے ننگ طرف منظور نظر ہے دل لب لبال کا دکھانا صوفی جوئے نالہ موزوں کو ہمارے ٹھوکر ہے تری صاحب عجاوہ سیما آگینہ میں دیکھا ہے جو غمخہ باندہ اپنا فاتح ہو غضب پر گرم اس جُت کا اتنی دشمن میں مرے خرد و کلاں عشق کین کر</p>
---	---

<p>گویا ہوں خوشی میں تکلم سے زیادہ شغل آج کل اُن کو ہے تبسم سے زیادہ</p>	<p>حسرت کی نگاہوں سے جہان مل رہا ہے بھلی کو جلا دین گے وہ لطافت دکھا کر</p>
<p>گستاخ وہ شوخ آئینہ میں عکس سے تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ</p>	<p>گستاخ وہ شوخ آئینہ میں عکس سے تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ</p>
<p>کب وفاداری زینِ محبہ نے کی شوہر کیساتھ اگر درہ کی طرح لپٹے جاتے ہیں رہبر کیساتھ کوہِ شل کاہ اڑتے پھرتے ہیں غم کو کیساتھ اس طرح اصحاب ہوں جس طرح پیغمبر کیساتھ مجھ کو بھاتی ہے بنا گوش منم گوہر کیساتھ بوسہ لب کی گزک بھی دے مجھے سارے کیساتھ حشر اُن لوگوں کا جو کاخِ پیغمبر کیساتھ حسرت بدواں بھی اڑ جائے بال دیر کیساتھ لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خیمہ کیساتھ آتشِ فروختہ یکساں ہے خشک تر کیساتھ شیرِ دایہ نے بلایا ہے مجھے شکر کیساتھ اس قدر ہوگی نہ قارون کو محبت تر کیساتھ دم نکلیا ہے سودا کی کا اس فتنہ کیساتھ چاہیے سالارِ شکر کو رہے لشکر کے ساتھ صندل اس بت خانہ میں ملتا ہے درود کیساتھ نولتا ہوں اشک کے قطرہ کو میں گوہر کیساتھ</p>	<p>مرد آلودہ نہ ہوں دنیا کے بازگاہ کیساتھ منزلِ مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ پہل سیکھنے لگ گیا اس فتنہِ عمر کے ساتھ حلقہ دیوانگان ہے اُس پر ہی پیکر کیساتھ دیکھتا ہوں حُسن کے عالم کو میں زبور کیساتھ سیکش عاشقِ مزاج لے سانی ہم دونوں سبزہ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جبین پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح جو ہراس کے اگدن اے سفاک سیرکھلے مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حُسنِ شباب اس قدر شیریں دہن لے دلربا ہوتا نہیں جقدر نفرت ہے اُس سے مجھ کو لگنِ ہمیشہ کو یہ اشارہ جنبشِ مژگان سے اُس گلہ کی ہے قدر دیوانہ کی بے ہنگامہ طفلِ لان نہیں صورتِ آباد جہان کے حُسن کا شہید لہنو جب رولانا ہے تصورِ تیرے دانتوں کا مجھے</p>
<p>ہم جی کا جو کبھی ہوتا ہے اتفاق خضرِ محراب کو دیتا ہے مزارِ مر کیساتھ</p>	<p>ہم جی کا جو کبھی ہوتا ہے اتفاق خضرِ محراب کو دیتا ہے مزارِ مر کیساتھ</p>
<p>رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ</p>	<p>اوپر چاہو لاکھ تار سے بھی سرِ دھار ہاتھ</p>



<p>کھاتے ہیں غوطے رہ گزر کھٹے یا زمین          دامن چھڑا کے جب سے کیا ہے دم جو فنا          دو کو کمر میں دو تری گردنیں ڈالتا          دو نگاہیں تار گر بیان سے باندھ کر          ہو پوائے منتظر ہیں نسیم بہار کے          رخسارہ صنم سے اُٹ کر نقاب کو          چچی شب وصال سحر تک کیا کئے          صید افگنی کا لطف دکھاتا ہے دام فکر          چھلے جڑاؤ کر کہتے ہیں وہ پور پور میں          کستا ہوں دست قاتل بے رحم جو مگر          نعمت وہ تیرے خوان کر مکی ہے بیتا          کھلائی بیٹھ اُسکی تو بولا وہ گلبرن          کیفیت حیات ہے پیری میں بہمان          زنجیر کو بہار میں تو روانہ طوق کو          منہ ہی لگا کے قتل جو چلو نہیں کیا</p>	<p>رہتا ہے میرے انکوں سے تیرا چار ہاتھ          دانتوں سے کاٹتا ہوں میں بے اعتدال ہاتھ          دیتا ہواے صنم مجھے اندھار ہاتھ          راز جنوں کر نیلے اگر آشکار ہاتھ          کپڑوں کے پھاڑنے کہیں امیر ہاتھ          دکھلا رہی ہے قدرت پروردگار ہاتھ          پائے حبیب کے رہے غلام ار ہاتھ          مضمون کو جانتے ہیں ہم آبا شکار ہاتھ          دکھلا رہے ہیں ہکو جو اہر نگار ہاتھ          وقت عطا ہے رحمت پروردگار ہاتھ          خالی نگر سلکین جسے ہر ذرہ ہزار ہاتھ          ہو جائے خشک ہو کے تراشیت غلام ہاتھ          مہر بن جامدوح ہے تن و عشاء ہاتھ          گردنے ادا ہونے سے شہسار ہاتھ          غیرت کے مارے لٹا ہے سر پہ ہاتھ</p>
--	---

ما ہے جو ہنسنی کے حق کو ادا کرے  
 آتش ہو بار تو کے گلچین کا خار ہاتھ

## دینیات کے تحتانی

<p>خدا اے کیا مجھ کو جن کی بے نیازی سے          رسانی مصر تک اس کی تو اُسکی خوش نکاح ہے          طر حداری کر مگی عاشقو تکو جامہ سے باہر          بزم سبزہ روزندنا ہوں رہ محبوب گرو میں</p>	<p>لا باہم حقیقت زنیہ عشق مجازی سے          مہ کفان کو کیا نسبت ہے خوشی و غازی سے          اگر بیان چاک ہو گئے یار کی دامن و رازی سے          یہ پامالی ہے بہتر و جہان کی سرفرازی سے</p>
--	--

<p>صفائے قلب سے زیرِ نگینِ بہنِ مجرور و دغولین          جبین ساؤنسے اسے بت تیرے کوچہ کوچہ لڑکے          بھلایا اسمِ اعظم کو فسونِ حُسنِ لولی نے          پناہ اسے پُر فریادِ قمر سے اللہ کے مانگو          ہزاروں کشتی تنِ پلاڑی سے گھاٹ سے اُسکے          تنِ محرو کا میرے پڑے اُس پر جو پر جھانوان          یہی بہنِ بندا ک کانِ ملاحظت کے قصور میں          شبِ آوینہ بھی آنا نہیں گویا غریبان پر</p>	<p>لما رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے          نہ کھلائے خدا اُس کب سے کو خالی نمازی سے          فرشتوں کی حقیقت کھل گئی عشقِ مجازی سے          سزا دیتا ہے مالکِ آدمی کو قلبِ سازی سے          رہے دریائے خونِ جاری تری تیغِ جہادی سے          یقین ہے موسمِ شراباگے آہن کی گدازی سے          منزلِ آوا ہے سکھوں نے مری نظارہ بازی سے          ہنوز آگہ نہیں وہ شمع و مسکینِ نوازی سے</p>
--	--

کمیت خاصہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش  
 قدمِ مین آگے ترکی سے رہا سر پہ بن تاجی

<p>گیسو مشکین رخِ محبوب ہمارے لگے          دور کر دیا پسینے نے نقابِ گلِ غنڈہ          جالِ لیلی کی کنارِ جو جوہ خوش قد چلا          نیلے دل کو چار بوسوں پر دیا کیا رنے          رنگِ ملائی چہرہ گل پر نسیمِ نو بہار          غلامِ مردوں پر کیا شوقِ خرامِ ہار نے          تو بھی تو اپنے شعلہِ روکشِ شبِ آئینہ سے نقاب          کم نہیں کالی گھٹا سے ہمار کی زلفِ سیاہ          گھاہِ ہستی کی دھڑکی ہے کہ لکھو ٹاپان کا          ہم جس نے عشق کا روئے کتابی کیا          اچھ بھیری تپنے جس سے دمِ خاں کا ہوا          مشک کی بو نہ گھرا کہ بدواغی ہی ہوئی          دمِ فکر نے لگی تیری کمر کی جستجو</p>	<p>چشمہ خورشیدِ مین بھی سانپ لہرانے لگے          قطرہِ شبنم بھی دیوارِ چین دھانے لگے          بیدِ مجنون کی طرح سے سروِ متزلزلے لگے          ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چلانے لگے          اپنی اپنی زمزمہ سنجِ حین گانے لگے          ہر قدم پر کا سہ سرِ متوکرین کھانے لگے          گردِ شمعوں کے بہت رہتے تھیں تپانے لگے          دیکھ لے طاؤس کا فر کو تو چلانے لگے          رنگِ عاشق سے تمھارے بھل لہانے لگے          اُس کو زلفوں کے شکنجے میں وہ بیخواب لگے          مردے کے آثارِ زندگی میں نظر آنے لگے          یادِ زلفِ یار آئی سر کو لٹکانے لگے          عاشقِ بابائزِ ہستی سے عدم جانے لگے</p>
--	--

مرکب ماؤن تو نہ آتش گورہ کے محل  
کام نکمین کو غور حزن فرمانے لگے

میر پر حیدر ہو سینہ کیلئے اس بھاری  
بوسہ غل کے کھوسے میں ہوا ہون یہ زار  
بارہستی نہیں اب مجھے سبھالا جاتا  
حال جسم ہوئی روح ہی کا وصلہ تھا  
نہ پھر اور بدرا سے دیدہ عشق طلب  
سورتن سدرہ منی میں باز آن سے  
بسکہ تھی کوچہ جلا دے الفت مجسکہ  
فوق مجنون سے رجو عشق جنون میں جگو  
زور کر توٹے کے جان دل کو اٹھا دینا سے  
نہ اٹھا ہر خدا ناز حسینان لے دل  
خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا اگر دہر  
شعروں نے سرے الٹا سر جلیج نقاب  
تا توانی سے کسان ہرزہ دردی کی طاقت  
بار خاطر مودہ عالم کا سبک باقون سے  
مجھے ہر بات میں قرآن وہ اٹھواتا ہے  
ہمرا غیر گیا جاننی گی سیر کو یا ر

نہ سبک ہو بہر مجھے اسے غافل بھاری  
تو لیے مجھ سے ترانہ دن میں تو بول بھاری  
یا الہی مجھے سمجھ کوئی وقت اتنا بھاری  
کوہ ناقہ ہو تو آتش پر ہے یہ محل بھاری  
دست صحت کو ہے اچھا ہمسائل بھاری  
پھر کھا کھا کے زکراؤن سے منزل بھاری  
ہو گیا کوہ گردان سن تن بھاری  
اسکی زخمیروں سے ہون میری سلاسل بھاری  
یہ وہ پھر یہ نہیں جس سے کوئی سل بھاری  
سینن اٹھ سکے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری  
کو سمجھتے تھے جسے عرش کے مال بھاری  
ایک پر ایک ہوا ساکن محض بھاری  
گھر سے وراذہ ملک ہے مجھے منزل بھاری  
زندگانی میں نہ ہو مودہ سے غافل بھاری  
گردن یا زمین شاید ہے حال بھاری  
ہو گیا مجکو ستارہ مہ کال بھاری

آتش ان سے سینن نظارہ کا پکا چھٹا  
میری آنکھوں کو ہے شاید کہ مراد بھاری

واقعہ دل کا جو موزوں ہے تو معنوں غم ہے  
خاکساری سے جھکا ہے سر سنو ریدہ مرا  
دل میں آتا ہے کابل پہ گئے کو کا قون  
مصطفیٰ ہر اک مرے دیوانہ صفت ہنم ہے  
دوائے بر حال ندامت سے جو گردن غم ہے  
انیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

<p>اپنے مجموعہ کا ہر اک ورقِ بزمِ ہے صفتِ مرزاگان ہے تلخ زلفِ سیہ برہم ہے نہ سمجھتے تھے ہم اُس کو کہ نک بھی سم ہے عالمِ انیسب سو کوئی نہیں محرم ہے یو چھنے جانا ہوں مردِ دن سے لکھا عالم ہے منظرِ بار کا ہوں آنکھوں میں جب تک م ہے شاہِ آئینہ نا واقف و نامحرم ہے روحِ دیوانہ سیرِ فلکِ اعظم ہے دم کو دینے کو سبھا بھی مرا ماتم ہے زخمِ فرقت کے لئے وصلِ ترا ماتم ہے دستِ مستوف کو زبیا ہے تو یہ غاتم ہے شوقِ گلزار میں آئینہ نہیں ہے شبنم ہے اس صفتِ جنگ میں جو کیت رہا تم ہے</p>	<p>دلِ کمین جانِ کمین چشمِ کمین گوشِ کمین کس نے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اُن کو دل کو آنکھوں نے کیا کشتہ رخسارِ طبع کیا کمون میں کمرِ بار ہے کیسی نازک زندگانی سے جو تنگ کسے ہے دل بھارتا کھینچ لاتا ہے جو بل جاتی ہے جذبِ دل کی زلفِ درخ کو ہین جاسے وہ چھپائے رکھے بامِ پر جب سے ہے اک غلکِ پری کو دیکھا وعدہ شربتِ دیدار ہے بیمارِ دن سے دردِ منذر ان محبت کا ہے تو تشکینِ بخش دلِ عاشق کو گینہ کے عوصن جو ہوا دُ کوچہ بار کی حسرت میں ہوں رو با کہ تا عاشقوں سے یہ اشارہ ہے نری مرزاگان کا</p>
--	---

وصلتِ حوزی حسرت نہ رہی کلی آتش  
خلد میراثِ سمجھ اپنی بنی آدم ہے

<p>خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری یقین ہے اُنکے کی جان اپنی آکے گردن وہ گل ہوں میں کہ ترانگِ جس سے ظاہر ہے چمرے ہنِ مشرق و مغرب سے تا جنوبِ شمال شبِ فراق میں اک دم نہیں فرار آیا دماغِ اپنا بھی اسے گلبدنِ معطر ہے پڑھا ہے ہنسے بھی قرآنِ قسم ہنقرآن کی میری طرف سے صبا کیو میرے یوسف سے</p>	<p>خوشا و دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری سنا ہے جا ہے فریبِ رگِ گلزار تیری وہ غنیمت ہوں کہ لبس میں ہے جسکی بو تیری تلاش کی ہے صنم ہننے جا رہے سو تیری خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری صبا ہی کے نہیں حصہ میں آئی بو تیری جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتِ گو تیری مکل چلی ہے بہت پہرین سے بو تیری</p>
---	---

<p>یقین ہوا ملک الموت میں ہے خوتیری قوی ضعیف کو کہتی ہے جستو تیری دکھائے گا ہمیں کیفیتیں بدو تیری یہ عقدہ ناف نے کھولا کمر ہے موتیری حنا بھولائے گا شوخی مرالمو تیری چراغ ہاتھ میں ہے اور جستو تیری کسی میں غور ہے ہماری کسی میں خوتیری نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے روتیری فقیر دیکھتے ہیں راہ کو بکوتیری برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری</p>	<p>فرشتے بھی تجھے کہتے ہیں بیشتر شاعر یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت شراب شرم و حیا و حجاب کو دسگی رہا نہ شبہ ہمیں اس کے حلقہ ہونے سے ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قائل ملک شب فراق میں بے روز وصل تا دم صبح جو اگر گریہ زمان ہے تو برق خذلانِ ذلالت یہ چاک حیب کے حق میں دملے بھولے ہے کسی طرف سے تو نکلے گا انوارِ شمعِ حُر جہن میں صبح کو جا کر نہ ٹھنڈ دکھانا تھا</p>
--	---

زمانہ میں کوئی سمجھا نہیں ہے سیفِ لبان  
رہے گی معرکہ میں آتشِ آبروتیری

<p>ہر کوئی بان اپنا پیچھے چھین میں مست مرد و مفلس حالتِ رخِ دھن میں مست دیکھتا ہوں جبکو میں اس آئین میں مست کون مجھا کندہ جرجھ کن میں مست ہے خوش رہیں ان طن دیلا میں میں مست لجے زلفِ یار سے آہو فتن میں مست زندہ زریہ بہر مرد کفن میں مست ہے اسے خوش طالع جو شیخ دہرچہ میں مست</p>	<p>لوچہ دلبر میں بلبلِ جہن میں مست نغمہ دولت سے ستم بہر میں میں مست دور گردوں ہے غلہ و ناکہ یہ دور شراب آج تک دیکھا نہیں میں آنکھوں میں مست گہوڑی چشمِ غزالان گردشِ ساغر میں بل ہے جو حیران صفا کے رخِ صلب میں مینہ خافِ دہشیا میں اس چشمِ میگون کے خطاب ایک ساغر و دجھان کے عم کو کرنا ہے غلط</p>
---	--

دشتِ بجنوں و آتش میں ہے بل اتنا ہی فرق

کوئی بن میں مست ہے کوئی وطن میں مست ہے

ہجر میں کرنا پڑا اس صبرِ لبو پانی مجھے

شوقِ صلت میں ہے غفلتِ امانتانی مجھے

<p>زلف کے سودھین رہتی ہے پریشانی مجھے کوئی دکھلائی سنہن دیتا ترانائی مجھے موسم گل کی جو یاد آتی ہے عیرانی مجھے اک بری نے دی ہے تسلیع سلطانی مجھے لکھدائیں خط میں ہے یہ خط پریشانی مجھے خوٹے گھلوا تہے سیل اشک کاپانی مجھے ایسی اے آنکھوں دکھاؤ صبح نورانی مجھے عید قربان مٹی سمجھئے آب قربانی مجھے آئینہ سائخ طالع ہے آنکھ پرانی مجھے آشکارا ہو گیا ہے گنج بہمانی مجھے یار کے کوچہ میں زیبا ہے غزنو خانی مجھے سیکدہ مین عالم مستی ہے سلطانہ مجھے ہوسکے تو ہمدون خجرجاد دہانی مجھے مثل گرد راہ رہتی ہے پریشانی مجھے خانہ دل میں ہے کرنی تیری گمانی مجھے کافر ہی زلفون کو زیبا ہے سلمانی مجھے</p>	<p>یاد میں آئینہ ترخ کے سہجانی مجھے فی الحقیقت قہے اسے دلبر سدا رُسجود تنگ کر لہے گریبان کٹے لگتا ہے گلا ہم وہ دیوانہ کہ اپنا نام رٹنے کیلئے ایک حرف اس کی عبارت کا پڑھا ہائین چشمہ بے چشم من گریہ ہے دریا کا ہوش خواب سے بیدار وہ خورشید و آگر کسے ذبح ہی کٹے کٹے لگنے جو دیتی تھی نہ شمر عشق میسر بان ہے حسن بندہ بار کا بوسہ لیتا ہوں دہان ناپید یار کے کونے گلشن میں بل چھپے کرتا سنہن ساقیان ماہیکر کیا کرتا ہوں حکم خشک ہنا ہے بہت شوق شہادتے گلا حاکم میں طوار ہا سودائے زلف باہر ہے اے خیال بار کہ تاملین ریاست صفا حسن کے جلوہ سے اس بلخ کا شانہ پیری</p>
<p>شہر خوبان میں نہیں آتش مروت کا لہج نقشہ لب جاوید تو ممکن نہ ہو بانی مجھے</p>	<p>شہر خوبان میں نہیں آتش مروت کا لہج نقشہ لب جاوید تو ممکن نہ ہو بانی مجھے</p>
<p>اُس شاہ جن کو یہ دعا ہے فقیر کی سید می ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی گم ہو گئی ہے عقل جنون سے شیش کی مولے مرے سوال ہے صوفی فقیر کی تاثر ایمن بھی ہے دعائے امیر کی</p>	<p>عشق کا جان کھوتا ہے برناؤ پیر کی بیوہ گفت گو سنہن مروت کبیر کی صحرائے لیلا ہے ہمیں شہر کبیر کی بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیکھے بیدار کرے گا یوسف گم گشتہ جذب عشق</p>

<p>             غافل نہ مثل برق ہوشا دیسے خندہ زن              زنجیر ہو گئیں ہیں بدن کو مری زکین              دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہٹل              اندر رہے اس صنم کے بدن کی ملکیت              خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلے              دم بند اسکا زمزمون نے میرے کرد با              وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ جن کا              دیکھا مشیر کا رنہ دیوانہ کا کوئی              چھیرا ہے سینے جا کے برہن کو دہرین              جس نو دے میں شریک لکٹی اپنی خاک سے              عیا کہ شادمان ہون میں روز و مایلین              اس فعل شوخ کا جویا ہے زبان نے نام              آنکھ تھے کدھر سے کمان بان سے جائنگا              تیری زیادتی میں نہ ہوگی کبھی کمی              اس ماہ جبارہ کو ہے مال کمال سن              تعریف تیرے حُسن جوانی کی کیا گولن              دیکھے اگر مراد لب سودا زوہ وہ زلف              اپنی سزار تون سے نہ باز آئے کمان              سوداے راہ یار کا اندر سے اثر           </p>	<p>             باران غم سے ہے گل آدم خیر کی              کھینچی ہے ناتوانی نے نصویرا سیر کی              زنجیر میں ہماری صدائے فقیر کی              جامہ ہے جسم کا کہ قبضہ حریر کی              رنگ اس میں ہے گالا کا لہو ہے عسیر کی              آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صغیر کی              سودے میں جس کے کتنی ہنگامی فیکر کی              اس بادشاہ کو نہیں حاجت بند کی              لی ہے قسم تون سے خدا کے کبیر کی              حسرت ہی رہ گئی لب مشوق تیر کی              شیدہ کو یہ خوشی نہ ہو عیت غدیر کی              جو آتی ہے ہمارے دہن میں سے شہر کی              اڈل کی نہ کچھ خبر ہے نہ ہلکا خیر کی              اسے عشق خیر چاہیے حُسن شہر کی              رخ میں صفائے بند نہ روشنفکر کی              طفلی میں تجھ پر الٹکتی تھی پیر کی              ہر سو سے مولن صد اور دیر کی              کو دک مزاجی منگو خوش آتی ہے پیر کی              جاوہ بنی جو ہم نے زمین پر لکیر کی           </p>
<p>             اس گوشِ چشم سنا تو دیکھا ہے نہ سنا              اس چشمِ چشم سے ذاتِ سمیع و بصیر کی           </p>	<p>             اس گوشِ چشم سنا تو دیکھا ہے نہ سنا              اس چشمِ چشم سے ذاتِ سمیع و بصیر کی           </p>
<p>             کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے              بیساعت عشق مرنے ہیں اس اشتیاق میں           </p>	<p>             کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے              بیساعت عشق مرنے ہیں اس اشتیاق میں           </p>

روشن جو آفتاب سار خسار دیکھیے  
 کتنی ہے کیا نگاہِ خسار دیدار دیکھیے  
 اسے شاہِ حسن پرچہِ اخبار دیکھیے  
 کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زہار دیکھیے  
 ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہیں بیدار دیکھیے  
 چلتا ہے یار کو نسی رفتار دیکھیے  
 سو جائے تو خواب میں گلزار دیکھیے  
 کیا لوٹے جو دولت دیدار دیکھیے  
 حاضر ہیں بیگناہ و گنہگار دیکھیے  
 مال اس کا پوچھیے جسے بیتار دیکھیے  
 چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے  
 حسرت سے تاکجا پس دلوار دیکھیے  
 جس میں کہ پاؤں دیکھ کے تلوار دیکھیے

رخت کی آنکھ ڈالے ذروں کی طرح  
 دل کو بغل میں مار کے لے تو بلیں بھی ک  
 بے موت روز مرتے ہیں عاشقِ غیر نہیں  
 جاتے ہیں کئے یار سے ہم ایسے ہونے نکل  
 آہستہ با آہستہ رکھیے قیامت نہ کیجئے  
 طاؤس و کبک کو ہے نکل چلنے کا خیال  
 بلبل کی طرح عشق جو ہم کو چین سے ہو  
 قزاق کی تلہ سے کم اپنی نگہ سہنیں  
 جُن جن کے قتل کیجئے انصاف شرط ہے  
 عاشقِ مسیح بھی متعین کتے ہیں مہربان  
 مشتاقِ دل ہے جنبشِ بروئے یار کا  
 اور دوازے میں سے چلے سرائے حبیبین  
 سو دے میں ابرودن کے ہون وہاں دیکھتا

مالم کی سیر کیجئے  
 یوسف جو یاہن آپ تو بار دیکھیے

جس کو سنتا ہوں وہ کہتا ہے کافی تیری  
 سو سے بار یک کمر بھی ہے کافی تیری  
 دیکھی اسے روحِ روان ہمنے دلتی تیری  
 خوش نہیں آتی ہے یہ پیڑ دلتی تیری  
 اس رکھتا ہے ہر کائناتِ دلتی تیری  
 جتو ہلو ہے اسے گنجِ نہانی تیری پڑ  
 ایک تصویر اگر کھینچ دے مانی تیری  
 نیند آتی ہے کسے سنے کافی تیری

کون سے دل میں محبت تبین جاتی تیری  
 کچھ دہن ہی سنیں وہ ہم شرانے نزدیک  
 جس کے آگے گزرا ہے وہ کہتا ہے یہی  
 شذیت ہے سے کوئی سیری زبانی کہہ دے  
 کیا تیری شان ہے قربان ہوں اے غور گور  
 اس خوابی میں ترے واسطے بے تیرے خواب  
 عین احسان ہے مرے صفحہ دل پر جو  
 صبح تک شام سے کرتی ہے زبانِ بولان



ش گل ہنس کے کسی روز قوط کو خوش کر تازہ انداز دادا میں سے ترقی وہ چند کون سے فلک کا دانہ ہے قوے دانہ نخل گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرم جان کی طرح سے رکھتا ہے مزارے گل و	خون رولاتی ہے مہین خلیج دہانی تیری قفسہ طفی بھی قیامت ہے جوانی تیری ہنسے ارزانی میں بھی پائی گرائی تیری برق ہو سکتی نہیں شوخی میں نانی تیری دلخ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری
---	--

مصرع پنج ہے ہر مصرع موزون کا نقش  
دیکھ لی بار مری سیفت زبانی تیری

مندی سے تیرے ہاتھ کی گل ضرب سے کھلے بریز کر پیالہ کو ساقی اس ابرین شیر و پنگ و گرگ سے باہر نہیں ہو میں دل کو برشتگی سے ہو حاصل شگفتگی ظالم کو سہی سے نہیں بحر جہان میں نفع پھر خوشے اتریں پھر کھینچے انگوڑی شراب طے کر چکون کہیں میں نشیب و فراز دہر اس بند و بست جسم سے جان کو نجات ہو دھوکا دے مجھے تری شوخی کی جاں کا برخاست ہو ہماری جو چپ بیٹھتے ہیں آپ جوت سے اکھیر کر میں جلاؤں تمام تاک اس لالہ رو کے حن کا چہیہ ہوا ہے عشق	چوٹی کس فتح پیچ سے سنبھل شکست کھائے انیون نہ تنگ ہو کے کوئی سے پست کھائے جو جاہے ران کھائے جو چاہے سودست کھائے دھوکا کباب مرغ کا وہ چشم مست کھائے مکن نہیں کباب جو پھیلی کاشت کھائے پھر شاخ تاک پر سچ سے دراست کھائے تاج بند ہو کر میں یہ بلند اور بست کھائے چھوٹے پری طلسم عناصر شکست کھائے بل تو کمز چھتی کی ہنگام جست کھائے غم کون دیکھ کر یہ بھاری نشست کھائے میرے جن میں دھوب اگر دراست کھائے کھانا ہوں دلخ دیون میں گزرک جیسے پست کھائے
--	--

کہنا بلے وہ بھولے نہ اسے ساقی ازل  
لغزش نہ پائے اسے اسے مست است کھائے

پیمبر میں نہیں عاشق ہوں جانی سلیمان ہم میں اے محبوب جانی	رہے موسیٰ سے یہ لن ترانی سمجھتے ہیں تجھے بلقیس ثانی
---	--

<p>پیشانی خواب تھی یہ زندگانی گردی جاتی ہے سر و بوستانی جو دیتا ہے شراب ارغوانی ہمارا جامہ تن زعفرانی سہنیں جائے اقامت دارفانی جنم ہے بہشت آسمانی جسے غسل شراب ارغوانی کرے عینک طلب یہ نالوانی وہ سبزہ ہے گلستان کی نشانی مگر لایا ہے پیغام زبانی مبارکی چاہتا ہوں مہربانی پیا ہے ہنسنے آئینہ کا پانی کوئی مٹتا ہے یہ داغ جوانی سبک کرتی ہے مردے کو گرانی لیکن سمجھے قبائے زندگانی</p>	<p>کھلا سودے میں اُن زلفوں کے مرکر یہ کیوں آتا ہے اُن سے قد کشی کو وہی دے گا کباب بزرگسی بھی رنگاہے عشق نے جس در دوسرے مسافر کی طرح رہ خانہ بدوش ترے کوچہ کے مشافقے آگے وہ میکش ہوں دیا ہے قابلہ نے یقین ہے دیدہ باریک بین کو وہ خطا ہے یادگار حسن رفتہ نکلے تنہ سے قاصد کے نہیں بات یہ مشت خاک ہو مقبول درگاہ لئے ہیں بوسہ رخسار و صاف سفیدی سو کی ہو کا فور ہر خند نہ خوش ہو فریبی تن سے فاضل سوے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ</p>
<p>جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح کسی پردہ نشین کی لہن ترانی</p>	
<p>جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی ہمیں دُور و شراب ارغوانی قلم بھولے سیاہی کی روانی رہے ہر فرد پر تیری نشانی یہ یوسف گرگ کی ہے سیلانی کباب طائران بوستانی</p>	<p>وہ امن ہے ہماری شمعِ غوانی مبارک ابر کو دریا کا پانی لمو سے اپنے لکھوں گر خط شوق دل عالم ہو عشق سخن سے داغ خراق بار کو دل نوش جان ہو وہ ترک آیا لگا اے آتش گل</p>

<p>عین ہو جائے گارا زہنانی          رہی مشتاق گوش اپنی کمانی          پیلین گے ابر ان چشمون کمانی          سلامت ہے جو اپنی نالوانی          رہے روشن چراغ مہربانی          فراق اپنا لو کرنا ہے پانی          کلام اپنا ہے ہاقت کی زبانی          سنن مومن کو لازم بدگمانی          زمین پر دے بلائے آسمانی          مگر کائناتوں کی ہے گرائی          خدا کے واسطے ہے عین دانی          دکھا کر داغ طاؤس جوانی</p>	<p>کرین گے یار کو عزیان شد وصل          ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ          بہین گے مثل دریا دیدہ تر          اڑا دے گی صبا مثل پرکاہ          ہماری قبر پر وہ شمع روا ہے          مولاتا ہے وصال یار کا شوق          خدا کے حکم سے ہے قوت نطق          کون ہر جائی تو بولے وہ کافر          برہمی ایڑھی سے چوٹی ٹاس پرگی          سنن دیتا وہ دبر بوسہ غل          سنن واقف ہم اُس بت کی گتے          رولاتی ہے مثال ابر پیری</p>
--	--

مراد یوان ہے اس آتش خزانہ  
 ہر اک بیت اس میں ہے گنج معانی

<p>ہر اک بوجھ بہا رہی ہے سوئیں کے بوجھ سے          دیوانہ آشتا سنن دامن کے بوجھ سے          آگاہ کیا سوار ہے تو سن کے بوجھ سے          سمجھا میں مل و جنس کو رہن کے بوجھ سے          کم بوجھ سنگ کا سنن آہن کے بوجھ سے          واقف سنن میں شیخ دبر ہن کے بوجھ سے          گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے          خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے          مروے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے</p>	<p>صدمت ہے دوش پر سر گردنے بوجھ سے          جوش و خروش ہے باعث تکلیف آدمی          راحت طلب کو بچ کٹھن کی خبر کمان          سار سفر کبھی نہ ہوا بار دوش یان          سخی نخت عشق بتان دونوں قہرین          رندون کو قیت درجہ و زنا کی سنن          غمازا بناد کر نہ لاوے حضور دوست          عاشق طلال خاطر اہل جہان ہنون          آتش یہ ساسے رنج ہیں اس ننگ کی کمان</p>
---	--

رنگ جو جو کچھ کہ جاہن لائیں بن میں آبلے  
 چشمِ رخِ فارس سے پار بجا نا تو اٹھیں  
 بدگمانی سے جنت پھر تارے گنجدیں سرے عالم  
 کون سرگردان نہیں ہے جستجوئے بار میں  
 آدمی کی بے شعوری ہے طلبِ راحت کی لہر  
 یا تو ن کے چھالے تو ذرا صحر اگر چلے  
 شیخ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر  
 خار بھی میرے نصیبوں کا بیا با نہیں نہیں  
 اس قدر مجھ سے زمانہ کی ہوا ہے بر غلاف  
 حالت بد کا نہیں کوئی زمانہ بن شریک

ایڑیاں درگزمین نہ آتش بھوڑا کر سر مر گیا  
 مثل مجنون تھے نہ پائے کو کھن میں آبلے

رہ گیا چاک سے وحشت میں گریبان خالی  
 ایک بوسہ دہن پار سے حاصل نہ ہوا  
 وقت فرصت کو عنایت سمجھتا ہے تو آ  
 کو چہ یار میں مشتاق رُخ و قد آئے  
 دل عاشق سے اشارہ ہے یہاں فرکان  
 چشمِ بردانہ سے دیکھا تو ہوا یہ روشن  
 مرغِ دل سینہ کو کھولے ہیں نشانے کی طرح  
 باغِ عالم میں نہیں کوئی کسی کی سنتا  
 قیدِ مذہب کی گرفتاری سے چھٹ جاتا ہے  
 عہدِ بیری میں کمان اب وہ جلتی کے فیتق  
 بیری درگم کے قہقروں کے لئے اسے محبوب

لیچے خار سے ہم گوشہ دامن خالی  
 اپنی تقدیر کا تھا چشمہ حیران خالی  
 اے اجل عالم تنہائی ہے میدانِ خالی  
 ہو گئے بلبلِ قمری سے گلستانِ خالی  
 قلعہ کر لیتے ہیں یہ دستہ ترکانِ خالی  
 حاتری دل میں ہے لے شیخِ بستانِ خالی  
 ترکِ چشمِ کھن کے کرین ترکش مرکانِ خالی  
 نہ دماغ اپنا کرے مرغِ خوش الحانِ خالی  
 ہونہ دیوانہ تو ہے عقل سے انسانِ خالی  
 صاف پہلوئے زبان کر کے دماغِ خالی  
 تخت پر اپنی جگہ کرتے ہیں سلطانِ خالی

خال مشکین سے شکار اہل قلم کو کیجئے بت کافر نہیں ہوتے جو ہم آغوش نہ ہوں ہنٹے ہنٹے تو کیا قتل گنگارون کو	گل چلے شیر سے کرتے ہیں نیتل غلی بغل گورمن ہے جائے سلمان خالی رو دیا دیکھ کے جلاوٹے زندان خالی
--	---

دل بیکینہ کدورت نہیں رکھتا آگش  
حق و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بند نقاب عارض دلدار توڑیے وہ درد دوست ہیں جو خدا ہو نہ ختم دیکھ کر اوج مصحف رو بہر من کے بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا مرغ ترانہ سنج ہوں اس بوستان کاین ابنا کچھ اختیار شفا میں نہیں طلب خزانہ صید زندہ ہے زلف باچار گردن ہی اپنی دوش پر اپنے دل ہے عاشق کی بیقراری سے آئے ہیں جاگ بو سے کسی کے چہرہ رنگین کے لیجئے انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھوں کو شوق سودائے دل نہ کیجئے گولاکھ سرکا ہوں	باغ مرا عشق کی دیوار توڑیے سو بار ٹانگے کھائیے سو بار توڑیے بت کو سلام کیجئے زنا توڑیے لازم ہے بال مرغ گرفتار توڑیے حون بہار ٹیکے اگر خار توڑیے بہیز سے نہ خاطر بسار توڑیے ٹوٹیں ہزار دل اگر اک تار توڑیے کیا چھین کر حریت کی تلوار توڑیے لنگر ایسے جو سر کو تو کسسا توڑیے اک دن تو پھول باغ سے دو جا توڑیے شیشہ شراب کا بھی نہ زہار توڑیے بند نقاب کو سر بازار توڑیے جب تک نہ خوب پائے خریدار توڑیے
---	--

نامرد آسمان سے گوارا ہے کس کو جنگ  
آتش سپر کو چیرے تلوار توڑیے

حسرت جلوہ دیدار لئے بھرتی ہے اس مشقت سے اسے خاک نہ ہو گھٹا دیکھنے دیتی نہیں اسکو مجھے بہوشی	پیش رو زن پس دیوار لئے بھرتی ہے جان جث جسم کی بیکار لئے بھرتی ہے سناٹہ کیا اپنے یہ دیوار لئے بھرتی ہے
---	---

<p>کیوں سیاہی پہنبا تا رہے پھرتی ہے          موت میرے لئے تلوار لے پھرتی ہے          وحشت دل سر بازار لے پھرتی ہے          گردش کافرو دنیا رہے پھرتی ہے          خواب میں بھی ہوس یاد لے پھرتی ہے          لکب کو بار کی رفتار لے پھرتی ہے          دوش پر اپنے صبا بار لے پھرتی ہے          بار بہنہ طلب خار لے پھرتی ہے          ساتھ یہ جنس خردار لے پھرتی ہے</p>	<p>کسی فاسق کے تو منہ کو کرے گی کالا بڑ          تو نکلتا سنہن شمشیر کب لے قاتل          مال مفلس مجھے سمجھا ہے جنوں نے شاید          کعبہ دیر میں وہ خانہ بر انداز کمان بڑ          رنج لکھا ہے فیبدون میں مہر لکھا ہے          چال میں اس کی سراپا ہے کسی کی تقلید          دربار آئے ٹھکانے لگے سٹی میری          ہنستے ہیں دیکھ کے مجھ کو گل صحرائی          سایہ ساحل کے ہمراہ ہے عشق میاں</p>
--	---

کسی صورت سے سنہن جان کو ذرا لے آتش  
 پش دل مجھے لاچار لے پھرتی ہے

<p>عالم ارواح سے صحبت کی دم کیجئے          خندہ گل دیکھ کر یاد اشک شبنم کیجئے          داغ لالہ کے لئے کیا فکر مرہم کیجئے          گھر بنا کر گردن محراب کو حرم کیجئے          حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے دم کیجئے          رشک کر کیجئے ورنہ شک بخت شبنم کیجئے          حسن کے عالم سے آئینوں کو محرم کیجئے          ہجر کی شب صبح رو کر مثل شبنم کیجئے          ہجر میں کس نے کہا تھا وصل کا غم تنہا          پردہ طے ہیں حد سے گیسو کچھ اٹھیں گے          روئے کسکے کسکے کس کا ماتم کیجئے          خون ہوئے ہیں بہت شوق خاتم کیجئے</p>	<p>رنگین کا بھی خیال لے اہل عالم کیجئے          حالت غم کو نہ بھولا جائے شادی میں بھی          حبیب لغت روزا دل سے مری طینت میں جو          اپنی راحت کے لئے کسکو گوارا ہے یہ رنج          عشق کتنا ہے مجھے رام اس بُت جی لکھو          رات صحبت گل سے دن کو ہم نپل خریدے          دیوہ دل کو دکھا جا جائے دیدار یا ر          شکل گل میں ہنسنے کو ذرا دل کاٹیں بہت          جتنی سزا جی جو شادی مرگ قسمت نے کیا          ایک کی نازک کمر پر بوجھ بڑا ہے بہت          اچھکی ہیں سانسے سے کسی سی صورت میں          روز و دم شب کئے دیتا ہے سرمہ بوجھنے</p>
---	---

<p>آئینہ کو رو برد آنے نہ دیکھے بار کے شانہ سے آتش مزاج زلف بدہم کچھے</p>	
<p>اچھرنے میں حجاب بھر کے اک جوش سنی ہے میں محبوب ہے یا مسلمانوں کی بستی ہے نظر میں کب کسی کے چڑھتی ہے جو پیر ہستی ہے ہو من باران کے میری کشت پر آتش بستی ہے بھلا تیغ ملی کو بھی کمین دیکھا کہ گستی ہے کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہستی ہے سناٹ روح آب تیغ کے خاطر نہ سنی ہے مراد دل ملے کو من تک دیکر تو سنی ہے بلندی کا بلو کے لی مال کا رستی ہے برہمن اس لئے مصروف کارب پرستی ہے</p>	<p>اثر رکھتی ہے گلگون کی کیفیت کا ہستی ہے دکھائی دیتے ہیں ہندو ہی ہندو مجھ کو فالوں سے پسند طبع محبوبان دل عاشق سنیں ہوتا وہ دھقان غریب سر زمین عشق بازی ہیں خز دمایہ کی گردن خم فلک سے بھی سنیں ہوتی عجم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع میں سنیں معلوم لذت کو ن سہی رکھتا ہے خم ہستی ظہیت جان یا ر آوے بخیر جان کھونے سے سنیں رہتا مزاج سفہ گز آیتا ہے پر ہنیں منظور بعد از مرگ پتھراؤں کی بھائی ہے</p>
<p>ستارہ اہنگ روش میں ہے آتش اس کی گردش سے فلک کی تنگ چٹنی سے ہماری تنگ دستی ہے</p>	
<p>سانپ کو مار کے تختہ ذریعہ ہے دھیر سیکر مزہ شیر و شکر لیتا ہے کبھی ہنگوڑا دی جو وہ رشک فخر لیتا ہے چھپے ہوتا ہے مجھے پہلے تبر لیتا ہے بادشاہ تخت سے بان اپنے تبر لیتا ہے کان سے محل یہ دریا سے گھر لیتا ہے زخم پہلو میں تلک پس کے گھر لیتا ہے پھولوں سے دامن نظارہ وہ بھر لیتا ہے گور میں گام تختین کو وہ دھر لیتا ہے</p>	<p>کام بہت سے جو ان مرد اگر لیتا ہے ہاگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انسان ہالہ میں ماہ کا ہوتا ہے چکرو دھو لیتا ہے وہ زبون بخت شجر پھوٹن کہ دھقان ہے منزل نفرو فنا جائے ادب ہے غافل لغج پیمان ہے نصرت میں نبی آدم کے ضبط کرتا ہے جو نالہ کا شب فرقت میں نظر آتا ہے لے گل جسے رضا ترا رہ پیر خوف محبت میں جو رکھتا ہے قدم</p>

پیش کش گل سے طلب کیے تھے نیکو عقل کر دیتی ہے انسان کی جہالت اہل نکمل لطف کی حسرت ہے بہر حال نصیب یاد رکھنا ہے عدم میں کوئی سار کوشش روح و قالب کی جدائی ہے جلدائی تیری جو میں وصل کا لٹا ہے مزا عاشق کو	سرو سے باج مرا مصرع تر لیتا ہے موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے کس طرح سرمہ گھرا دن آنکھوں میں لیتا ہے ہچکیاں شیشہ سے شام و سحر لیتا ہے دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے شوق کا مرتبہ جب حد سے گزر لیتا ہے
--	--

عزت نالہ و فریاد نہ کھو اے آتش  
آتش کوئی نہیں کون خبر لیتا ہے

اندھیا ری رات میں نہیں مابین باغ کی خواب عدم میں دیکھنے کے موتی فراغ کی اک رنگ پر ہوا نہیں رہتی ہے باغ کی رنگین مرے ہو سے ہے معارف باغ کی کرتی ہے کام خاک بھی عالی باغ کی ہمت کے آگے کسبت ہے دیوار باغ کی سینہ میں اپنے رہتی ہے گرمی اجالہ کی لالہ کو کیا خبر نہیں ہے جاو باغ کی مندی کی ٹٹی جو گرمی دیوار باغ کی اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے باغ کی کھو دے گی فکر کو تمہارے سراغ کی ہے شمع سوختہ اُسی چشمہ چراغ کی	استدرا ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی ہستی چند روز نے تو تنگ ہی رکھا بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے نہت سیر نے کام کیا بعد مرگ بھی ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے سو تاڑ سے بلند کرے باغبان تو کیا اخگر کی طرح سے خود کہتے ہیں داغ عشق میں کیا لایگا رخ رنگین بار سے ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز شاخوں میں بوئے سبب بخند لہن نہ لکھا گم ہوئے ایسے ڈھونڈ رہے بھی اپنے جھانکے اجلی ہے شوق آتش خمار بار میں
--	--

باتے نہیں زمانہ میں آتش خوشی کا نام  
عقاسے اپنے دور میں گردش ایام کی

حسن امر و کا بہت مال دل بیک ہے  
گر در او نے سواران آخر اپنی خاک ہے



<p>خطر وئے یا رجعت بہرحمن پاک ہے  سُرخ شادی سے دُرخ ساغر شہ پاک ہے  باہن کا تہہ ہے پس قدم و دن سرو کو  خیر خال سے کار کوح کا طالب ہون میں  قلب بہت سے جاے نفرت پاکان بہنو  موسن و کافر مکہ دیتے ہیں آنکھوں میں لُے  جوش گرہ سے روان ہوتا ہے دریاگرد و پیش  سخت یا ورنے دیا انکو سادہ زندا سے  دست خوش بچہ نرگان رنگ نشان ہیں  کلفت ایام سے پر وہ سنیں کچھ نہ کو  وہ گویاں گیر ہے تیرا میں دامن گیر بار  بہرہ و دریدار سے یہ وصل کی حسرت اُسے  وہ دریاغری دگرگون رنگ جاتا ہے بان  وہ موندہ لون گیارہ دین قاتل اپنے واسطے  باز سائی طالع بد کی بیلان کیا کچھے  کون سے صیاد سے نصیرا قلعی کی اختیار</p>	<p>جاننے ہیں سب کہ کعبی سیر پوشک ہے  زور وئے صفت ہے سبز شاخ تک ہے  گل کو تیرے روبرو حکم کن و خاشاک ہے  روح مدت سے گرفتار طلسم خاک ہے  جوش کھا کرے ہوا انکو رجب ناباک ہے  طور کا سرمہ کسی نفش قدم کی خاک ہے  اب پہونچنا ہے وہ نمبر تک کوئی ترک ہے  خاندان کا غریب نے سلسلہ میں تاک ہے  آستین میری گریبان کی طرحے خاک ہے  خو بردون کو مزید ملے گی پوشک ہے  عشق یان گستاخ ہے حال جس کو بیک ہے  شاد میں آنکھیں ہماری دل دشمناک ہے  سیکدہ میں لطف لکھتی گردنِ فلک ہے  وہ کھتا ہوں آسمان کو کفر و خاک ہے  باکن شل ہو جائیں قاصد کے اچالاک ہے  حلقہ نگوش عزالان حلقہ فراک ہے</p>
--	---

مرد سے بہتر ہے نام مردیج ہے یہ مثل  
پہلوانی ہے سو ہے رنگی آتش و خاک ہر

<p>کبھی جو جذب محبت کے کام ہوتا ہے  وہ صبح عید جو بالائے باہم ہوتا ہے  بلائے بزم جہان ہے وہ شہم کی گردش  ایٹھاؤن کس لئے احسان یا گردن بہر  خدا کی یاد جانی میں غافل و کر لو</p>	<p>نقاب النساء ہے دیدار عام ہوتا ہے  مہ صیتام میں روزہ حرام ہوتا ہے  نگاہ بھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے  مراؤ اس کے تغافل سے کام ہوتا ہے  وگر نہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے</p>
---	--

<p>اتھی کیوں نہیں خواہان کوئی صنم اسکا          کیسے کیا کوئی گھر اپنے دل میں کرنے دے          فرشتے سنتے ہیں آواز دور باش کا شور          زیارت اُن کی جو کرتے ہیں مومنین آگے          ہزار لال ہوئے انگڑوں سے داغ جنوں          کوئی زمانہ سے جانا ہے کوئی ہے آتا          پھنسا جو زلف میں اُس گل کے مرغِ دلِ لالا          ہمارے حلقہ میں کرتا ہے شیشہ دلِ خالی          کندِ شوق ہو درگا و عشق کی رہبر          وہ کون ہے جو نہیں اُن کو دیکھنے آتا</p>	<p>یہ دل تو شرط و فایر غلام ہوتا ہے          تنگیں سے دیکھنے پر عکس نام ہوتا ہے          کبھی ہمارا جو دان اہم نام ہوتا ہے          زبانِ حور میں اُن سے کلام ہوتا ہے          ہنوز پختہ ہے سودا کے خام ہوتا ہے          کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے          نہ تھی خبر یہ کہ سنبھل بھی دام ہوتا ہے          ہمارے دور میں لبریز جام ہوتا ہے          یہ آستانہ بلندی میں بام ہوتا ہے          نظارہ بازوں سے ایک از دعام ہوتا ہے</p>
--	---

ماز مون میں مہن سلطان عشق کے ہم بھی  
 کبھی ہمارا بھی آتشِ سلام ہوتا ہے

<p>جمالِ حور و پری پر ہے طعنہ زن مئی          قدم پڑے جو تڑا اُس پر اے گلِ رعنا          خدا کے واسطے لے آسمان حوالہ کر          یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سُنا          جلا رقیب سیرِ روحِ سد سے میں سمجھا          ہمیشہ بھاڑے تھیں گردِ پیرِ جنِ فافل          زمانہ میں کوئی عزت زدہ نہیں ہم سا          قبولِ خاطرِ مردم ہو تو تیا کی طرح          ہواے تند سے رہتا ہے ہم بربادی          ہوئے قالبِ خاکِ خباِ خاطرِ روح          نظارہ بازیہ در پردہ کون ہے اسکا</p>	<p>بلائے جان ہوئی سچ و سفید بن مئی          زمین شور کی ہو قابلِ جنِ مئی          دھڑے دھڑے تکیں پھر اکفن مئی          کرے گا اینٹ کا گھر اپنا کو کُن مئی          ہوئی ہے گبر کے مردے کی شعلہ زن مئی          نہیں سمجھتے کہ ہے زیرِ پیرِ جنِ مئی          اُڑی نہ اپنی کبھی جانبِ وطن مئی          عزیزِ تیری کریں سچ و برہن مئی          تپ درون نے کیا ہے زبںِ بلن مئی          قبولِ سینہ کے ادھر چار من مئی          دکھاتی ہے کس چشم و لبِ دہن مئی</p>
---	---

<p>ازمین سے ہو دیگا اک آسمان نو پیدا کسی کا یا ربے وقت میں نہیں کوئی اگرے ہیں اس میں مباحث کے سیکڑ کشتے بال کار کا اپنے نہیں خیال آتا</p>	<p>میں از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی نہ دیکھا صبح کو ہوئے تشریف تن مٹی عجب نہیں ہو جو بے بوسے یا مٹی بلایا کرتے ہیں مٹی میں گور کن مٹی</p>
<p>کسی نے آف بھی نہ کی صبح بل کے خاک ہوئی نہ ہو وہے کی کر آتش سخن مٹی</p>	<p>آبلون سے خار صحرای نہیں سر کھینچتے کیسا گر دغین گوگرد آتش کھینچتے نا توانی کا بڑا ہو اگر آتش ہو تا نہ کھینچتے مٹو کر بن کھائیں ہیں جو بھنسے تو کسے کشتن میں شاعروں نے تیرے قد سے دی ہو تجوید یار دیکھ کر وہ خال رخ ملتے ہیں دغین ساز باختر فکر معنی خیز صفحہ کو بناتی عبید گاہ رعشہ پیری ہے وہ جوش جوانی کا عوج میں بوالموس ماشت کے بیٹے جی نہیں تریا بان نعل جنش مزگان سے چل جاتے ہیں اسے جلن پر باد کرتے ہیں تجھے تنہائی میں اسے ناز میں جھری شب میں ہے روز و نعل کا کھو کھوٹ جب سے دیکھا ہے تجھے آنکھوں نے ابلا بند زندگی میں سیر جنت کا جو ہر تامل کو شوق میں ادا دیتا ہوں آگے کے ایک خط شوق شیر بھی صودت آگے نہ کرنا جو اس محبوب سے رہنشی حن کرنے آتش اپنی گور پر</p>
<p>بید کے پتے بھی مجنون پر ہیں خمر کھینچتے ہم تری زلفوں کو دھو کر غطر غنبر کھینچتے آزما لے کو تو تالے ہم مقرر کھینچتے آب ہو جاتے جو یہ آزار تجھ کھینچتے قریوں کو سر دین سولی کے اوپر کھینچتے ان تلون کا تیل کھینچتا تو مقرر کھینچتے دام ہو کر مرغ مصنون تار مسطر کھینچتے پہنی بدستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچتے دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خمر کھینچتے دل شکستہ میں ہیں کیوں بے معنبر کھینچتے معتکف رہتے ہیں ہم طے ہیں اگر کھینچتے دسترس ہوتا تو ہم دامن غمش کھینچتے قد کے سودے میں ہیں تصور صنوبر کھینچتے ہم تجھے اپنی طرف اسے حور یکہ کھینچتے دام میں مباد میں جو جو کبوتر کھینچتے خمر سے مردہ نہ اہم اسے سکندر کھینچتے شعروں کو شب آدینہ مر کر کھینچتے</p>	<p>بید کے پتے بھی مجنون پر ہیں خمر کھینچتے ہم تری زلفوں کو دھو کر غطر غنبر کھینچتے آزما لے کو تو تالے ہم مقرر کھینچتے آب ہو جاتے جو یہ آزار تجھ کھینچتے قریوں کو سر دین سولی کے اوپر کھینچتے ان تلون کا تیل کھینچتا تو مقرر کھینچتے دام ہو کر مرغ مصنون تار مسطر کھینچتے پہنی بدستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچتے دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خمر کھینچتے دل شکستہ میں ہیں کیوں بے معنبر کھینچتے معتکف رہتے ہیں ہم طے ہیں اگر کھینچتے دسترس ہوتا تو ہم دامن غمش کھینچتے قد کے سودے میں ہیں تصور صنوبر کھینچتے ہم تجھے اپنی طرف اسے حور یکہ کھینچتے دام میں مباد میں جو جو کبوتر کھینچتے خمر سے مردہ نہ اہم اسے سکندر کھینچتے شعروں کو شب آدینہ مر کر کھینچتے</p>

<p>چاندنی رات نہ تھی گور کی انھی بھائی تھی دل کی بیماری تھی باجہم کی بیماری تھی یا نکلتی ہی نہیں یا تو وہ سیرانی تھی یا سے بیٹے بدی شرط فادائی تھی ہاتھ کمزور نہ تلوار ترمی بھائی تھی منبط فریاد بس اب آگے دل آئی تھی میلے سے میدنی کے بھرنے کی تھی مرد مغلس کو جو اھسہ کی خریدی تھی تیرے آتش کوہ حُسن کی چنگاری تھی خواب بد میں لے جات بہاری تھی</p>	<p>بے رنج یار مجھے جان سے سیرانی تھی کام ہی ہو گیا امید شفا میں آخر کیا مزا کا لبدِ فناک میں لے روح ملا یاں مرے پاؤں میں زنجیر تھی وان گوشت نہ موابن تو ہے قسمت کا قصور اے قاتل تا لکرنے سے نہ ظرف کہو جلا د و اے قسمت کبھی کہو کچھ بھی جو ہم طالع بوسہ مل لب یار کی حسرت ہی اسی ملور جس برقع بکلی نے کیا خاک سیاہ اکاہ رو تا کبھی ہنسنا تھا نصیب دین</p>
---	---

چھوٹ کر عشق کے کھنڈ سے ہون تنگ آئے آتش  
مکھو آرا دی سے ہستردہ گرفتاری تھی

<p>کل جوانی تھی بلا آج ہی آئی ہوئی مرعہ عشق و طبیعت سے لڑائی ہوئی سرو قمری گل و بلبل میں جدائی ہوئی بجہ جیسا تھا جو دہی ہی کھائی ہوئی مانگ کر ہے جو لینا تو گدا کی ہوئی نقہ کی طوق تو زنجیر طلا کی ہوئی گھاس اکھڑتی جو چین سے تو صفائی ہوئی عدل کرتے یہ اگر اُن کی خدائی ہوئی طوق سے گردن قمری کی بانی ہوئی روح قالب میں غشی سے نہائی ہوئی چار دیوار عمارت کی گرائی ہوئی</p>	<p>ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوئی روز بھر شب تاریک جدائی ہوئی قد موزن فرخ رنگین جو دکھاتا تو گلین دست محبوب کا مر جانے دیا تھا دھوکا جبین کر دل کو لیا خوب کیا لے شہین دولت اندر سے کرتے ہو طلب دیوانے بزم رنگین میں تری سب سے قدم پہنچا دیں ذات باری کو لیا ظلم تانے نایت چھوٹے بند محبت کے گرفتار اگر حدیش ہونا چم اگر غم کوہ دنیا میں اگر گرا یا جو مر اسل حوادث نے تو کیا</p>
--	---

<p>خار پر بھمت انگشتِ حنائی ہوتی انکھ نم سے جو لڑانا تو لڑائی ہوتی</p>	<p>توڑنے آبلے دیوانہ دست رنگین غیر گورے نگہ بے تحجے جیف ہے بار</p>
<p>ان خداروں کی جو بانی یہ مباحثہ آتش یاسمین باغ میں پھولے نہ سما کی ہوتی</p>	<p>بیرہن تیرے شہیدوں کے کھتان ہو گئے آرزوئے دل رہی ناآشنائے کوش بار</p>
<p>زخمِ خندانِ بغیرت گھمائے خندان ہو گئے حربِ مطلب اپنے منہ تک آکے فدا ہو گئے چشمِ عاشق کی طرح آئینے حیران ہو گئے کسے کیسے غائب آباد ویران ہو گئے شعلہ سنی ہو گئے ہندو مسلمان ہو گئے چشم سے برکت تیرے منے مرگان ہو گئے سیکھوں میں محبوبہ محبت پریشان ہو گئے شیخ و گل ہم بسر گورِ غریبان ہو گئے چاک تادامن ہزاروں ہی کربان ہو گئے ابر و قاتل بھی جو دو تخی غریبان ہو گئے یوسف اپنی آنکھ میں داغِ عزیزان ہو گئے</p>	<p>سیرِ نیرنگِ جہان دیکھا کئے زندانِ آتش عاشقوں سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ میں ہوا آہ برب داغ بردل بسکے عبرت نے کیا موسم گل کرد باؤں کی قبائے سرخ نے زخم کھانے کا مراد کوئلے کا وقت قتل دل نے جب سمجھا ہمارے یادگارِ فنا گان</p>
<p>جو چلن چاہیں بلین آتشِ تلخ ہونا خون جب پلید ہو سب عیب پہن ہو گئے</p>	<p>کوئے جانانِ جہن سے بہتر ہے کل قبا پر ہو جامہ سے باہر ہے</p>
<p>اُس کا لقا ہرن سے بہتر ہے کب تو سبیرِ ہرن سے بہتر ہے خلوت اس انجمن سے بہتر ہے نسترن یا سمن سے بہتر ہے ہم کو غریب وطن سے بہتر ہے غرت اس پیر زن سے بہتر ہے</p>	<p>گور میں بھاگ مائل دنیا سے جہن دہر کا ہے ہر گل خوب پہننے والا نہیں ہے روتے پر حرک دنیا سمجھ جو ان مردی</p>

<p>باز دُاُس کا مکان شکم اُس کا          نہین کھلتا کسی طرح سے پھر          سیب ہے یہ تو پھر بھی ہے وہ          مانگے کیا خدا سے چشمہٴ خضر</p>	<p>دھند کی لوزرین سے بہتر ہے          عیب پوشی کفن سے بہتر ہے          غنغب اے دل دقن سے بہتر ہے          کیا صنم کے دہن سے بہتر ہے</p>
<p>دشمن جان احسب کو جان ناقص          دوستی گورکن سے بہتر ہے</p>	
<p>کون سی شب ہے جو رور کے نہین کھلتی ہو          صورتِ شمع ہون ہر حیدرِ فروغ محفل          درودِ دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہون          کس کی دیو اب کے سایہ کا مین دیو اب ہون          لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کو جب مین          بینی یا رے دعوئی ہے گلِ زین کو          حُسن سے اپنے وہ نادان ہولے آگاہ          بوسہ کا اُس لب شیرین کے زبان نام نہ          عشقِ محبوب مین غم ہے کسے مرجانے کا          طلب آرام کی بجائے گرفتاری مین          سب ہجران کی درازی کا گلا کیا کھائے          گوش وہ ہے جو سنا کرتا ہے افسانہٴ محن</p>	<p>شام ہوئی ہے اُدھر چھاتی اُدھر بھلتی ہے          بات کرنے نہین پانا کہ زبان کھلتی ہے          آسمان چرخ مین آتا ہے زمین بھلتی ہے          میری پرچھائیں سے دیوار پر ہے ہلتی ہے          کیا تماشہ ہے کہ بھر بھر نہین بھلتی ہے          بے حیائی سے گمراہ نک نہین کھلتی ہے          آرسی سامنے سے اسکے نہین ہلتی ہے          جان جاتی ہے معنائی نہین کھلتی ہے          جان جاتی نہین عاشق کی بلا کھلتی ہے          کب بھلا خانہ نہ بخیر مین چھت ہلتی ہے          خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی کھلتی ہے          وہ زبان ہے جو صنم نام تراہتی ہے</p>
<p>مسائلِ دولت دنیا ہون اسے کس کیا          کچھ قارون سے بھی اوقات نہین کھلتی ہے</p>	
<p>آنکھ پڑے ہی قرار و سبر و طاقت لیکے          خاک چھائی ہم سب کو جن نے نسل گرداؤ          زہر کھا کر اک شکر لب پر مودوں دیکھنا</p>	<p>خالِ مشکین دہری مین گہرے بھقت لیکے          وادی پر خار سے تلوار سلامت لیکے          قبر و شمن گھر بھر کے شربت لیکے</p>

<p>چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے گور میں بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے صبح کو کوسے اٹھا کر سمع تربت لیگئے کھینچ کر محکوفرتے سوئے رخت لیگئے سبز پتے اس حین سے زرد صورت لیگئے وائے بر حال آنکے جو دل میں کدورت لیگئے ساتھ اپنے ہر جگہ ہم انہی قیمت لیگئے سب کے مضمون ہر نئے مضمون فضیلت لیگئے</p>	<p>عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن نا توانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی تیرہ بجتی کے اترنے شام سے گل کربا ویرہ دل نے گھسیٹا کوئے محبوب میں بلغ عالم میں ہے نافخو بخوبی بگڑ کا غم کوئی مومن ہو نہ گل و گل راہی بعد مرگ گردش چشم عزالان نے ستیادشت میں مصحف خسار کے مضمون ہوا مضمون میں</p>
<p>دیکھ سکتے تھے کہاں کافر مسلمان کی نمود کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے</p>	<p>دیکھ سکتے تھے کہاں کافر مسلمان کی نمود کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے</p>
<p>کچھ چھینے مہرہ اٹھائے وہاں مار سے بھر دیے آنکھوں کے کاسے شربت دیلا سے بدھیاں پڑتی ہیں اس گل کے بلند ہوا سے یہ بلا سے بدتر زیادہ ہے شب بجا سے بال ہر ہر کی ہوا آتی ہے کونے یار سے سایہ بنکر روح لیٹے گی مری دیلا سے رہتی ہے بازیب نالان یار کی رفتار سے پر دے کی آواز سن لیتے ہیں موسیقار سے یہ علاقہ ہے ہمارے نام پر سرکار سے ہوئے یوسف آتی ہے گھر میں مری بلال سے شہد کا ہکومز امت ہے زہر مار سے رکھتی ہے یہ ہریرہ جب شفا ہمار سے ہنسکے دکھلا دیجئے دندان درمور سے</p>	<p>ہے یہ امید قوی زلف رسلے یار سے سا مناجب اس سب کا ہوا ہمار سے نازک اندامی میں کیا نسبت کسی کو یار سے گم ہے ایذا ہو جو کچھ عاشق کو زلف یار سے چاہئے لیکر جواب نامہ قاصد ہو پچرا بعد مردن بھی رہے گا دل کو شوق ضمیرا عاشقوں کے دل کو پیا کرتی ہے شوق خرام وہ جہاں حل سے یہ منکشف ہو ہو یا دشاہ جن نے خلعت دیا ہے عشق کا شستری جن جھسا دوسرا عاشق منین گر دیا ہے عشق زلف یار نے خوش ذلت جان سودین نکارے خلایق کے باری و امن نظارہ بریز چا ہر کیے</p>

<p>صبح کو روئی ہوئی شبنم گئی گلزار سے قتل کرتی ہے یہ شعلہ کی تلک دستار سے گوش گل بلب کی سنتا ہے بزمِ خاں سے یہ شگوفہ لپٹے اگر ہم اس گلزار سے لبک کو سیدھا کر دے گے بائے کچھار سے مست ہو کر جائیگے ہم خانہ خمار سے بھیک مانگوں زخمیے قاتلِ حرمی دیوار سے ہم سے یہ جانکا نابینا گئیں گلزار سے سامنا تو ہونگے کا دل و دست و پیرار سے و معوب بچ جاتی ہے تیرے سایہ دیوار سے دور کر کے غیبی سا گھونٹ گلِ خضار سے پھانسی دلاتا برہمن کو وہ بت زنا سے</p>	<p>شب کی شب میں ہو گئی اس مرتبہ دل کی دم فنا ہوتے ہیں دیکھے سے تھا را باطن غیر سے احوال پرسی یاد کرنا ہے مری دل کو داغ عشقِ حسن آیا زمانہ میں پسند بے سبب مشتِ خزام نازِ صاحب کی نہیں حسن سے ساتھی کے حال ہو گئی کیفیاتِ عشق اگر زوہ منہ شہادت ہوں ارادہ ہے یہی کی جن آنکھوں نے بلب کی نگہ سے سیر باغ لوٹ لینے کا ارادہ مردوم ویدہ کا ہے حشر کی گرمی میں تو یاد آئیگا اسے نصیرار خارِ خارِ دل سے جاتی ہے ہماری جانِ نار آنکھِ رغبت کی اگر مہری طرح سے ڈالتا</p>
---	---

نہیں آتی ہے کس آتشِ فراقِ یار میں

غلاب کو نفرت ہے اپنے دیدہ بیدار سے

<p>لب لب مست کی صورت سے گلستان چلیے رات بھر کے لئے گھر میں مرے مہمان چلیے پچھے پچھے ترے اے عمر گریزان چلیے مہند سے کوچ ہو کیجے تو بدخشان چلیے تیغ کی طرح سے میدان میں عریان چلیے ٹھنڈے ٹھنڈے طرف کو غریبان چلیے کس سے کہتا ہے وہ فارغِ ایمان چلیے ہتھ رہتا ہے یہی پانوں کو یان دان چلیے طوق و زنجیر ہیں لیجئے زندان چلیے</p>	<p>کوچہ یار میں چلیے تو غزلِ خوان چلیے دن کو ملتا نہیں وہ ماہِ سنین تو کہتا پانوں میں تار ہے رفتار کی طاقت باقی زلزلت میں لعل لب یار کا شوقِ ہر دل سوقِ صحر اکا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنوں دم فنا کیجئے ایسا نفس سرو کے ساتھ کا فرشتہ فرشتہ کی سنین سنتے ہیں، اکٹھ سے اکٹھ چھڑا کر وہ گئے ہیں جب سے رہنا جوشِ جنوں سلسلے بہار گل میں،</p>
--	---



زلف کے سودے میں کمر سبکی آتش  
میں بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلے

موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر میں  
مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدی  
نہیں دیکھی جہیز میں ہے شاخ بارو سیدی  
عدم کی راہ سب راہوں سے ہو اب بھری  
کمر کی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار کمر سیدی  
کد میں کمرے میں پیران خم گشتہ کمر سیدی  
دوسرے ٹکڑے ہوئی شانے کی دھڑلے ادھر سیدی  
کمان کش کر گئی جب پھر وہ ہوگی آگ سیدی  
کمر میں رکھتے ہیں تلوار رات بھر سیدی  
بس اب اسے آہ چرخ پیر پر بھی نہ کمر سیدی

برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدی  
زمین پر باؤں رکھ کر آسمان پر ناز کرتا ہے  
سرسنخ و زکوہیت دنیا جھکاتی ہے  
نہ پستی و بلندی ہے نہ ایسے پھیر کے رستے  
نہیں نور آوری میں بازوئے قاتل کی شک پر گز  
میں از مردوں بھی حسرت باقی رہتی ہو گئی  
اثر کرتی نہیں تعلیم تیرہ روز گاروں کو  
کمر کی صاف چلن ان آہوں کی گرمی صبا  
محبت ہو ہمیشہ کالم کو راست بازوں سے  
غریب آزار کا انجام کار اچھا نہیں ہوتا

جو سٹھ میں یار کی آگ ہے بک جاتا ہے اس آتش  
نہ اٹھی ہی سمجھتا ہے نہ وہ نہ رشک کمر سیدی

چشم اشک اکوہ عاشق اس میں موتی جھیل ہے  
خوبصورت جن کو کہتے ہیں وہ عزرائیل ہے  
واسطے عیسائیوں کے مطلب انجیل ہے  
گل جو ہے ننگ نختان ہے سرو جو پریل ہے  
ماو تا بان کون سے دروازے کی قندیل ہے  
روز اس یوسف کی کو میں عید اسمیل ہے  
چار دن میں رنگ رخسار چمن تبدیل ہے  
لیلی و شیرین سے نکو حُسن میں تفتیل ہے  
پا جو ہے بے گفتش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے

کوچہ تیرا عشق باغ اسے یار بے تاویل ہے  
آفت جان سامنا اس کا ہے انسان کیلئے  
مسی تو ریت موسائی سمجھتے ہیں تجھے  
ایل و قمری ہیں تالان راو کوئے یار میں  
گرد رہتے ہیں ستارے رات بھر پروانہ وار  
جلوہ قربانیاں عشق کس دن دان نہیں  
کیا سمجھ کر لبوں کو حُسن سے اٹھ کے ہے عشق  
عشق بازی میں ہیں فرہاد و مجنون کی ہر ذوق  
بے سرو پائی نے پایا ہے یہ عالم میں رواج

کیسوں کا تیرے سودا مہند کی تحصیل ہے  
فکر عالمی منزلت بھی ہمارے جبریل ہے  
بیشتر جمنے بنایا ہے جو بگڑا نیل ہے  
لو کون کو جھپٹی ہے رو جمعہ کی قلیل ہے  
نوش کیے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے  
گوش مشتاق صدائے صور اسرافیل ہے

بادشاہ وقت اس کے شیفین میں اے صنم  
شعر المامی یہ پہونچاتی ہے وہ لانا تھا وحی  
راہ پر لاتے ہیں جب گمراہ ہو اسے آسمان  
جو کہ دیوانہ ہے حاضر ہو دے باز نگاہ میں  
عشق کے غم سے کوئی نعمت نہیں لذت شربت  
منظر ہے جہنم روز و عدہ دیدار کی

بیشتر عشق و جنون کی سیر کے قابل ہو  
شیر کے مانند آتش چھین زو فیل ہو

آتش گل کس مزے کیسا تھڑکی آب سے  
کھیلنے آئے ہیں طفل اپنے دل بیتاب سے  
اک زرخندان سبب سادہ لبین غلاب سے  
مردم دیدہ چلے لیتے ہیں آنکھیں خواب سے  
جن عاشق ملے سنجہ کرتے ہیں قصاص سے  
روئے کر شک مہر ذروں کو کجا دے خواب سے  
زلزلہ سے ڈھکی گئی کج کر یہ گھر سیلاب سے  
ماگتا ہوں رات پروانے سے دن رطل سے  
کشتہ اس بوٹی سے ہو گئے سیکر وں یکجا سے  
خوبصورت جیسے ہو ماتا ہے درخواب سے  
کھنچ گئی آخر یہ کشتی جذبہ گرداب سے  
بک مردہ کا فن ہو جاوے رمتاب سے  
دوستی رکھتا ہے دل اک دشمن اجاب سے  
کشتہ لب محروم بھرتا ہے چہ بے آب سے  
کیونکر انجم پیش آئے ہمارے عالم تاب سے

کیف مے نے سرخ و دہخ کر دیا عجب سے  
تیرے سو دین کھلوانا بن گیا ہے اے پری  
باغ عالم میں ہو تسکین خاک مجھ بیمار کو  
سامنا ہو تا ہے بے تیرے ہوائے آرام جان  
دیکھتے ہیں زور اپنے ہاتھ کا و آج کل  
تم اندھیری رات میں الٹو جو چہرے سے نقاب  
رعشہ پیری تھا تن کو گریہ طفل سے قہر  
چامتا ہوں یار کو بیش نظر آنکھوں پہر  
کیسا گر دیکھ کر کہتے ہیں خط سبز یا پر  
حلقے ان آنکھوں کے ہیں یں اردوئے تنہا  
جسم خاکی ہو گیا داخل گردے میں گور کے  
حسن اگر چلنے لگے عاشق تو لڑی کا جلن  
جان بھی عشق بازی میں نظر آتی نہیں  
بوسہ دینے کا نہیں ہرگز زنیان کا چہنچہ  
یار کے رخسار روشن پر ہے امتحان کا عجب

<p>دل نے اسے آتش کیا داغ محبت کو پسند ساتھ جا دیگی یہ شے اس عالم سبب سے</p>		<p>گل سے افزون مری آنکھوں میں ہیں جو کانٹے شیفتہ سبزہ خط کا نہ ہو اسے دل ہرگز ہفتین دل نہیں اک آبلہ سا لپٹا ہے نہ تو بیل نظر آتا ہے چین میں نہ تو گل کام اک آبلہ کا اُن سے نہیں ہوتا ہے بد سرشتوں کو نہ نیکوں کا اثر ہو ہرگز گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک انگڑ ہے زاد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر پاخراشی ہے مری کو کہنی سے افزون باغ عالم میں جو راحت ہے پھر رنج بھی ہے ایک دن دعوت جہانہ لیلی ہوگی دیکھتے ہی آنکھیں تلوے مرے کھیلانے میں خار غار عمُ الف کا اثر کیا کیئے کیا سمجھ کر آنکھیں خوش چشموں سے بندھتی ہے جو نہ دے رنج کسی کو اُسے ہوتا نہیں رنج</p>	
<p>بارود غبار کو رو بستی ہے مجھے آتش گل ہی یاں سامنے آتا ہے نہ برو کانٹے</p>		<p>وہم ساک اسے بت مژدہ پر یاں میں ہے سخت امین وہ سرا پا زور یاں میں ہے مہم کے جامہ کو بھی دیکھا تو ہر تلخ مہج عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر پار کے</p>	
<p>نام کو میرا تن رنجور یاں میں ہے داغ سینہ یاں چراغ طور یہ یاں میں ہے سخت دیوانہ ہے جو مسرور یاں میں ہے نات ہے یا چہرہ کا نور یاں میں ہے</p>			

<p>روح قالب میں نہیں زبور سیرا میں ہے          بوئے آب سدرہ کا فور سیرا میں ہے          قالب سجان کے منظر سیرا میں ہے          درخ کا گل زخم کا انگویرا میں ہے          نور کا عالم تراے حور سیرا میں ہے          تار سیرا میں تن زبور سیرا میں ہے          تنگ ہے غم تو گل مسرور سیرا میں ہے</p>	<p>پیش سی لگتی ہے نئی سرفراز میں          عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ملک دن          یار کی تصویر کھینچو گن دوکتا ہے وہ شمع          چار دیواریں ہے یاں لباس خستہ تن          شبہ ہو جاتا ہے محکو شمع کا فوس میں          نالوائی سے ہے نیکان ظاہر ہواں مرا          عالم میرنگ ہے دنیا طبا کے مختلف</p>
<p>مصرع رقت کو پڑھئے کیرے آتش بھلائیے          ہے قبا میں عقر ب اور زبور سیرا میں ہے</p>	
<p>دکھلائے آفتاب کی صورت بحر ہے          یوسف سے بھی عزیز تو فلی پسر مجھے          دکھلا رہے ہیں اپنے شکوئے تجربے          جوش جنون پری کے لگانا جو پھر مجھے          دیوار بھاندی بند طاہر جو در مجھے          رکھتی ہے پیچ دتاب میں نازک کر مجھے          ہوا تھا خط شوق کا خود نامہ بر مجھے          تیری خبر سنا کے کیا ہے خبر مجھے          پہچانتا ہے خوب وہ رشک فر مجھے          میرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے          عینک کی طرح رکھتے ہیں میں نظر مجھے          و انتون سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے          رکھتا ہے شوق کعبہ میان سفر مجھے          اگر دن و بال ہو گئی ہے بوجھ سر مجھے</p>	<p>سیر می میں آئوہ رخ روشن نظر مجھے          خال رخ بیچ ہے مد نظر مجھے          اسے ہو نہال تو بھی دکھا چشم زکسی          جاتا ہوں اڑ کے شہر سے سحر بہا میں          بے قصر بار میں گئے آیا نہیں قرار          گم ہوں خیال میں دہن نا پدید کے          قاصد کی طرح قتل جو کرتے تو عید بختی          کا خون نے میرے یار مرے ہوش ادا دیے          رسوا چکوستے ہوں ہوا اسکے عشق میں          لب بند ہو گئے لب شیریں کے صوفین          کس سمت کا خیال ہوں سران ہوا          پیری میں چپ سلی جو بندوئی تو آئی یاد          برسون سے میں خواب ہوں دکلی تراش میں          سودے میں تیغ ابرو خود اریار کے</p>

دو وزن جہان کے کام کار کھانا عشق نے واماندگی سے میری نہ لانا ہوا ہے ہر مشتوق تھے غرور سزاوار تھا تھیں حلقوں سے زلف یار کے تھرا رہا ہون میں ملتا نہیں ہے دل سے بھی میرے مل مزاج طالب نہیں ہے دولت دنیا کا دل مرا جب دیکھتا ہے یا رہو ہے دانت پستا	دنیا و آخرت سے کیا ہے خبر مجھے منزل میں سب سے دیکھو تو پیشتر مجھے شکوہ نہیں ہے تم نے نہ پوچھا اگر مجھے بھانسی نہ دین کہیں یہی رہتا ہوں در مجھے صفت کا تیری بار ہوا ہے اثر مجھے اُس سیم تن کا وصل ہے غمناک مجھے ڈوبوں گا میں ڈوبے گا آب گہر مجھے
--	---

شمسیر خارجی نہیں ہوئی کی کارگر  
حُب علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ میں ابھی آنکھوں میں بدل مشتب تاریک مرتد دیکھتے ہی یاد کو دیکھے ہزار دن حسرتوں کے روز و شب ہوتی ہیں غمناک بدن سے پار کے نرمی میں کچھ نسبت نہیں اسکو قدم رکھے تو گل در گل رقیب رو سیہ ہوئے سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کا فر ہوں بنایا ہے اُسے شاید کہ دو وہ دُخ گل سے جو عالم حُسن رکھتا ہے تو حالت عشق غلت کر جو رہتا ہوں تو دو دو دن میرے آئینہ نہیں تھمتے فروغ ظاہری کہ تپے کیا باطن کو روشن کر پہونچتی ہے مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی وہی عالم ہے اب تک خاکسارانِ محبت کا ہوا ہے آج مجھ کو عشق میں لیلیٰ کے دیوانہ اند میری رات میں دیتی ہے دھوکا روشنی مجھ کو	چراغِ لالہ چشمِ غول ہے گلزار جنگل ہے دمِ آخر ہمارا عاشقی کا روزِ ازل ہے نہیں معلوم بل ہے یا میرے پہلو میں قتل ہے جو مغل وہ شکمِ نانات ہے تو طاقتِ مغل ہے اگلی میں یا رکی ایسی میرے اشکو نے دل ہے دوئی جس دل میں ہے وہ دل نہیں چھو جاؤں ہزار دن گل پھیلاتا یار کی آنکھوں کا گل ہے کہیں زلفِ سلسل ہے کہیں اشکِ سلسل ہے ہجومِ یاس سے ابر مرہ سادہ کا بادل ہے طلائی کو کہ مطلب سے خارج خطِ بطل ہے تو کل آدمی کو واسطے گویا سو گل ہے وہی نقشِ قدم کی خاکِ پیشانی کا صندل ہے یہ زنجیر اُس کی گردن میں مری طفلی کی بکری ہے فروغِ حُسن سے کس کا رخ پر نورِ شعل ہے
--	--

سلسل ہون میں دیوانہ در زندان مقفل ہے یہ مقفل کا نہیں محتاج وہ محتاج مقفل ہے جسے ظل ہما کہتے ہیں در دیویشن کا قبل ہے کہ جس کے سامنے آگ مختصر نسیم مطول ہے	ہزار آئی ہے ہنگام جنون ہے کیسے بچتے ہیں تفاوت ہے بڑا آئینہ و آئینہ رومین تفسیری جس نے کی گویا کہ اُس نے بادشاہی کی کتابی چہرہ پر زلف پریشان ہے وہ مجموعہ
---	---

لب تاب جوین جتنیک رکھتا ہے دہن سیرین  
قناعت شہد ہے آتش ہوا و حوص خنظل ہے

پیرہن تن پر مرے گرمی میں بلا پوش ہے بے نعل میں یار پر خالی مرا آغوش ہے بار خاطر زندہ ہے مرودہ بال ووش ہے نافہ لیلیٰ روان ہے پر جس خاموش ہے اے صنم اندر کہ سنتے ہیں پردہ پوش ہے موسم گل تک گریبان بھار نہ کپوش ہے نیم راضی کا نشان یعنی لب غموش ہے تقرن کے ڈھانے کو سیلاب کا پوش ہے توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہے عہد میں میری زبان نایاب غمگوش ہے طوق کا حلقہ بری کا حلقہ آغوش ہے لب تو ساعز خوش ہیں پردل مرغون پوش ہے رات اندھیری ہے چراغ خانہ نکم پوش ہے	ہاتھ مشتاق گریبان ہے جنون کا پوش ہے وہ دھون بجائی پر بھی صورت خالوں وشت کشور خربان میں مرگ درست دونوں ہوا جان باقی ہے و لیکن آہ دل کرتا نہیں کوچہ و بازار میں رسوا نہ کر عاشق کو تو عادل اتنے تو بکار خویش ہم دیوانے ہیں حال دل سنگردہ چکا ہو رہا میں خوش ہوا روتے روتے پانی ہو کر بہ گیا آخر کو میں صنعت پیری سے نہیں ہوتا تہذیب انسانم در دل کہنے کی خرچ کو نہ سننے کی اسے ہون وہ دیوانہ گر قاری ہے جس کو زندگی موت کا سامان ہے بے یار سامان نشاط گور میں کیونکر قوی ہو دے نہ اسید وصل
--	--

ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو

باندھنا مضمون غیر آتری ہوئی یا پوش ہے

گردن قاصدی میں دست رند ساعز خوش ہے تنگ اس گل کی قبلے بھی مرا آغوش ہے	فصل گل ہے خون حیف دخت رند کا پوش ہے یار سے دست و نعل ہونا ہے عفا کا شکار ہے
---	--

<p>میری اس کی گھٹو میں اب زبان خاموش ہے          صاحب آئینہ خانہ آج تک روپوش ہے          سنگ یان بہر شکست شیشہ کے کا جوش ہے          اب کت دریا بن پر میرے بالا پوش ہے          تنگ مردے پر ہماری گور کا خوش ہے          جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیوش ہے          جس جباب بھر کو دیکھا سراپا دوش ہے          خواب میں چلائے ہر چند آدمی خاموش ہے          مجلس تقویر میں کس کو کسی کا ہوش ہے          گو ہر جان گرامی مدقہ بالا پوش ہے          لوگ گتے ہیں درو دیوار کے بلی گوش ہے</p>	<p>حال دل ہوتے ہیں حسرت کی نگاہوں سے          پشت بردیو اجرت ہن ہزاروں صورتیں          جامہ ہستی ہون میں مثل گل پرزے اڑا          موسم سرما میں روتا ہے پہلوئے تنہی          وصل کی شب کھوئی شادی مرگ ہو جان زلا          غمظا الفت کا مال کار ہے عاشق کو موت          مردہ کس بیکس کا دریا میں بہایا جا کیگا          گفتگوئے اہل خلعت کی حقیقت کچھ نہیں          اہل دنیا حال ہم دیگر سے کیا ہوں مطلع          یار سرگرم خرام تازہ میں موجِ حال          تنج تنہائی میں بھی چلا کے رو سکتا نہیں</p>
--	---

گل ہر اک سا غنیمت بل ہر اک غمہ طراز  
 سیرِ آتش بجایاے ناخوش ہے

<p>صنبط نالہ ہجر کی شب میں فشارِ قبر ہے          دیدہ تر کا کسی عاشق کے دیوال اب ہے          بے تال حُسن بھی ہے عشق اگر بے صبر ہے          بتکہہ میں بدھن آتش کدہ میں گہر ہے          نور سے ایمان کے روشن ہمسایہ ہے          اختیار آگے تر اب ہجر ہو جو جبر ہے</p>	<p>باس رسوائی سے دل پر مردے کا سا جبر ہے          خراف میرے آنسوؤں کا تاب ہے اسکی جبری          پہلے پردانہ سے مخزنِ شمع میں لگتی ہے آگ          گوچہ محبوب میں غانہ کعبہ میں شمع          مصیقت رُخ کی تلاوت میں ہول ہے دم فنا          کان کھولے رکھتے ہیں سن رکھو اسے</p>
---	--

شعل سے خواری حن میں جل کے آتش کیجئے  
 فرخِ سبزے کالب جو ہے ہوا ہے اب ہے

<p>خون تیج ز لذن کے دم شمشیر پیکے          وہ حن جو انی ہے تر الفل کے مانند</p>	<p>کیا کیا نہ گمان دار ترے تیرے پیکے          دیکھے سے جسے رال لب پیرے پیکے</p>
---	---

<p>مصنوں ہے زبیں جانسی قصور سے ٹپکے  شبنم سی وہ حجت شامت تقدیر سے ٹپکے  رنگ شفق اس سفت زمین گیر سے ٹپکے  آنسو بھی نہ اندیشہ گلگیر سے ٹپکے  یون شیرہ جان جس کی کعبہ بر سے ٹپکے  قطرے ہوئے دانے مری نچر سے ٹپکے  خون بھی مرثہ عاشق دگلیر سے ٹپکے  آب ابرو خدا کی شمشیر سے ٹپکے  آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے  نادم ہو پید نہ رخ گلگیر سے ٹپکے  کوڑھی کی طرح نومی تقدیر سے ٹپکے  اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے  مے چشم کباب دل نچر سے ٹپکے  رنگ ارناں نالہ رنگیر سے ٹپکے  یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے  ربنی ہو تو زنگیر کی تدبیر سے ٹپکے</p>	<p>دیوان میں ہمارے ہے مرق کا سا عالم  شب باش ہون سایہ تلے یکس باکش  سیرنگی ہی مد نظر گو سحر و شام  گوانی ہے سرشخ جو ثابت قدمی سے  وصف لب شیریں وہ کرے اپنی زبان سے  آہن کو کیا آب تب مار خون نے  غصہ سے بھی کرے زرخ آنسو کو صفا  پونچھے نہ بخون پر سے جو مال پسینہ  جس نے کہ لکھا انکو نہایت ہی وہ دوبا  گوانے جو باشی سے سیر سیر لڑ سنا  دیکھے نگہ دے جو میلے لفسون کو  سے ہم سے غریبوں نے پی سیکر ڈون بھو  اس مست کے ہو تیر نگہ کا بوشانہ  اش شفق جھج وہ مر آئے لب بام  گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو بر سے  سیرنگ زمین ہو تو اسے کیا کرے شاعر</p>
<p>مصنوں کہو آتش انھیں یا آم انھیں سمجھو  ہاتھ آئے ہیں دو یار یہ تقدیر سے ٹپکے</p>	<p>مصنوں کہو آتش انھیں یا آم انھیں سمجھو  ہاتھ آئے ہیں دو یار یہ تقدیر سے ٹپکے</p>
<p>خاطر دست زبان خاطر دشمن ٹوٹے  سر کو چھوڑوں میں صراحی جو گون ٹوٹے  سبدین بنے لیکن دیر برہن ٹوٹے  شیشہ رنگ گل دلالہ و سوس ٹوٹے  مستحق خار سے ہو پاؤں میں سوزن ٹوٹے</p>	<p>تیرہ و تار جہان ہو دل روشن ٹوٹے  آہ کھینچوں جو بیاد کو کبھی ٹھٹھس لگے  مصعف رو سے ترے کفر کی غیاد ہی  اوشنگ کیا باذخراں نے پیدا  خاک و رمان جو گرون درود گریدہ ہو</p>



<p>ہوں میں وہ کشت بچے برق سے بالین اگر شاہد حسن کی بیدار گری سے ہے یقین ہائل منزل معقود سید بختی سے اڑا چکے پر دے جو اڑنے سے گریباں کچھ سایہ سان لگ چلی دیوار سے تری جو نگاہ پشت پانگ کو لگجائے تو تھرا جاوے جلوہ یار سے داغ دل بیتاب ہوں دور کو چہ یار کی زمینت ہے مری چشم پر آب اہل دنیا کی خرابی ہوئی ظاہر ہو چکا اُس روخت میں لائی ہے پیادہ قیامت</p>	<p>شکر مور پے غارت خرمن ٹوٹے پائے ست کو چھوے دست بہن ٹوٹے یا ام لہی کمر افنی رہزن ٹوٹے بہن نہ اب سلسلہ جنبش دامن ٹوٹے بجلی بن بن کے ہر اک ذرہ درزن ٹوٹے سر پٹھے تو در قلم آہن ٹوٹے کشت پر یاس کے بقیہ شرافت ٹوٹے رونق باغ کمان جب چہ گلشن ٹوٹے نظر آئے ہو کین گنبد مدفن ٹوٹے گر سوار آئے یقین ہے ہم توں ٹوٹے</p>
---	--

آرزو ہے ہی آتش کی خدا سے لے دوست  
تیری پالوش سے اک دن سردشمن ٹوٹے

<p>اصلی ہے ایسی زمانہ میں کچھ ہوا اُلٹی بیان حالت دل پیش یار ہو نہ سکا نہ روز تجر ہی کچھ خوب ہے نہ شام فراق نگاہ ناز ہے تر چھی کچھ اُس قسم کی نین ہمارے خون سے ہوئے دست پا کال سون کسی طرح سے نہ تو ظالم حسرت و یاس خلاف وضع ہے انسان کیوئے مایوس شب فراق میں میں نے جو بھلایا ہے گلہ ہے عشر کے دن ہم کو سخت جانی سے</p>	<p>کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا اُلٹی ازبان کبھی نہ دم عمر من مدعا اُلٹی کلمیم بخت سیدھی ہوئے بالٹی خلاف عشوہ و انداز ہے ادا اُلٹی نصیب اپنے پھرے قسمت خانا اُلٹی در قبول سے فکر آگے سرد دعا اُلٹی بدن کی زیب نہ ہوئے کبھی قبا اُلٹی خیال وصل میں ہیرون نہیں دوا اُلٹی سزا بار بھری آن کر قضا اُلٹی</p>
--	---

نگاہ یار کی بھرتے ہی ہم سے لے آتش  
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی

<p>منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے          پھلایے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے          در کی طے سے جھانستے ہیں خاک نیاریے          استر ہوئی ہیں زلفین نہایت سنواریے          اک عمر میری خاک کو بھانین گے نیاریے          زلف سیاہ پر بڑی سنبھل کو داریے          کون آتشائے حال ہے کس کو بکاریے          چین چین کو قفل جہان پر ابھاریے          آئی ہوئی بلا طلی مسدودہ آئاریے          بس خاک میں ملا چکے چلیے مدھاریے          چلائے جس کی طرح سے پکاریے</p>	<p>سر شمع سان کٹائیے پردہ نہ ماریے          معسوم کا جو ہے سودہ پہونجیکا آپ سے          طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا اول و ثانیہ          برہم نہ ہو مزاج کسی دقت آپ کا          ہو جو رنگ در دے وی قیمت طلا          زکس کو صدقہ کیجئے بہب راجہم کے          تنہائی ہے غریبی ہے صحرا ہے خار ہے          لے ماہ ناز ہے یہی اُس شاہ حسن کو          تبدیل روز و وصل سے فرقت کی شہجائی          ستم فاختہ بھی پڑھ چکے ہم دفن بھی ہوئے          دکھلائی دے جو آنکھوں کو پوسے گمان</p>
---	--

نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار  
 شیشہ خداجو دے قوری کو آئاریے

<p>سر نقد ہے اگر مرگان کا خیر تیر ہے          آج کل جوش جنون کا اپنے لوہا تیر ہے          جیسے حیوان چین پیسانہ کمر تیر ہے          آتش بہمان اس آب اشک میں آمیز ہے          فتنہ انگیز آہ سب نالہ بلا انگیز ہے          آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خور تیر ہے          کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزہ نوخیز ہے          خطا پیشانی ہمارے پاس دست آور ہے          جوان قاصد سے درو دیوار رنگ آمیز ہے          قتل میں انہیں ہے شور رستاخیز ہے</p>	<p>یار فائل ہے تو کس کو موت سے پرہیز ہے          تو دے ذخیر ہستی مثل تار عنکبوت          طول عمر خضر دے تم کو خدا سے پیچو          روئے جس جا یقین ہے دان سے پیل ہو جانہ          زندگی کی کونسی صورت فراق یار میں          سر کو لیکر ہاتھ پر رکھ کو چہ قاتل میں یافان          افسی رہزن ہے سنبھل جن کے گلزار کا          کاپ قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر          پر زے اڑتے ہیں ہمارے خطا کے کھئے یارین          یارین ساقی قیامت ہے مجھے ساعر کشی</p>
---	--

<p>وہل کی شب ہے بیاہجر کا لبریز ہے عشق سے نفرت ہے بلکھن سے بھر ہے وقت شب ہے ابر ہے صحرائے آفتاب ہے کوہکن اٹس پر مرے جو کشتہ پر دہر ہے شہرہ آفاق خون خلق سے چنگیز ہے تو من جالاک کو کیا حاجت ہمیز ہے گوش فل نا آشنائے حرف شوق آمیز ہے الحذر اسے آستین یہ آب آتش بیز ہے</p>	<p>زہر کھانا ہے نہ پینا اب شراب شوق کا غیر سوا کی کبھی ان سے نہ کچھ حاصل ہوا منزل مقصود تک اللہ دیو نیا سے بہن عشق کی نیزنگ سازی کا بیان کیا کیسے ظلم کرتے ہیں بتان سنگدل بہر نمو د فکر کی وقت سے یان طبع روان آگ نہیں بلبل بتان کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا اشک کے شامل ہے خواب دل ہوا غ بھی</p>
---	--

تختہ بارہ کی طرح ہے مال دل آتش تباہ  
بمقارسی لہو دریائے طوفان خیر ہے

<p>سیر گلزار میں دامن سے مرے خار لے رگ گردن سے مری خنجر خوار لے بھون نہ ٹیر مری ہو جو زلف سیاہ لے بھر سلجھتے تہنیں جب آنسو دکے تار لے سفیل الطیب کے ہو ہو کے خیر لے دامن سیل سے خار ہر سردوار لے سینہ میں مورت موئے سربکار لے محبے کا فرہی نہ جھگڑے نہ دویندار لے محببت گل سے دل لعل گلزار لے دن کو دو چار کے رات کو دو چار لے صاف سو بارہ گیسو سے سو بار لے</p>	<p>کو چہ یار کے نظارہ میں اخبار لے پائے قاتل پر آہی سیر مغز درجھکے چین چین پر نہ ہو ہر خیر و ہر بد لے فرصت وقت ہے تدبیر کے خاطر لازم لے باغیاں لڑن سے ترے شیعہ زلف لے گل جوش اشکوں کا یہی ہے تو یقین ہو دلگو نا توانی نے یہ دم بند کیا تار نفس لے کفر و اسلام سے آزاد ہوں بے قید ہون لے ردئے رنگین سے ترے باغ میں ہوا خواب لے کو چہ یار میں نہ کلام رہا غیرون سے حج کو ایک طرح پر نہیں اک خطہ دار لے</p>
--	--

شیشہ گر کرتے ہیں بند اپنی دکان آتش  
کس کے دیوانہ سے لڑکے سرباز آہے

<p>سرد درم بیمار کو نقل مکان درکار ہے          قصہ خوان کے بدلے یان حسین خاں درکار ہے          کشتی تن کے لئے بھی باد بان درکار ہے          یاکو سپر بہن آب روان درکار ہے          ایسے دلوں کو زنجیر گر ان درکار ہے          ساتی دسے سبزہ و آب و ان درکار ہے          صاحب تاثیر کو کیا روان درکار ہے          رہنماؤں کو صفت مل کاروان درکار ہے          ولان نہ کچھ منظور تھا ہونے یا نہ درکار ہے          ترک حُسن یا رکھتے تیرکان درکار ہے          وہ جگہ دیکھو ن مری ٹھی جہان درکار ہے          کہہ خدا سے مجھ کو اک سرور ولان درکار ہے          حُسن کو رشک بہار گل خزان درکار ہے          آسمان لے لے جوشت آتھوان درکار ہے          بہر فکر شعر اک تنہا مکان درکار ہے</p>	<p>منزل گو راب مجھے لے آسمان درکار ہے          ہجر کی شب میں کمائی سے کوئی اتنی نہیں دے          ساحل دریائے ہستی ہے کنارہ گور کار          دیکھئے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوب جائے          کچھ عمارت حشت ماشت نہیں ہر خوب گ          آدمی کیو لے کچھ اور ہووے یا نہ ہو          سیرام عرش کی دکھلاتی ہے دلی تڑپ          قیمت دل ان بتوں سے کیا سمجھ جائے          خالی یا ختم آئے ہیں خالی اتم ماشت جائے          ابرو و مژگان ماسے جو تو سمجھے اسے          شہر و صحرا میں بھرا کرتا ہوں اس اسید پر          میری پامالی اگر مقصود ہے لے آسمان          سبزہ خط کے تاشے سے مجھے ظاہر ہوا          چاہے سگ کو دے ایسے چاہے ہا کو دے اسے          بیشتر بندھتے ہیں مصنون ہم آغوشی یا</p>
<p>نادر بلبل کو سن کر کف نہیں کرتا کبھی          گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے</p>	
<p>جین سے صبح مہ عید آسکار ہوئی          زیادہ تر شفق شام سے بہار ہوئی          ہمیں حرارت قلب آتش چہار ہوئی          گھٹائیں چھوٹے بسین برق بیکار ہوئی          سفیدہ صبح کا تار کی مزار ہوئی          ہوا کے گھوڑے کے اوپر تیرن سوار ہوئی</p>	<p>شب برات جو زلف سیاہ یا رہوئی          یہ سُرخ نشہ میں چشم سیاہ یا رہوئی          تپ درون نے نہ کھا نشان تک باقی          گزر ہوا جو کبھی مر قد غریبان پر          شب فراق کی ظلمت ہو آئی کو مین باد          پیادہ پا جو چن مین بہسار کو دیکھا</p>

<p>شب فراق مجھے فیل کا شکار ہوئی ہماری روح لحد میں جو بیقرار ہوئی عنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی وہ کاہ ہون کمر کوہ پر جو بار ہوئی تڑپ گیا میں جو تلوار ابدار ہوئی بلند و پست بہت راہ کو ہسل ہوئی نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی</p>	<p>بڑی خرابی و جانکاہی سے اسے کاٹا زمین گزرا لڑائے گا پر خ کو چکڑ شب فراق کے صحنوں سے جان بچ جاتی وہ کوہ ہون میں پر کاہ ہے گران چسکو بھری ہے دل میں زبس آرزو شہادت کی یہ کیسا قیشہ سے فریاد نے اسے کاٹا دفا سرشت ہون بیوہ ہے دوستی میرا</p>
---	---

سنا ہے قصہ مجنون و دامن خسرو باد  
کیکو ماشقی آتش نہ ساز و ار ہوئی

<p>باغ فردوس میں ہے پہلو حور اخالی کون سا دل ہے سنیں حسین تر یا خالی آنکھ اٹھائی تو کیا عالم بالا خالی ناز و انداز سے ہے صورت زیبا خالی میں نے مر کر بھی کیا یاروں کا بالا خالی نظر آیا یہ مجھے گنبد مینا خالی نہ ملی بعد فنا گو رہیں بھی جا خالی فقتہ سمجھ نہ مرے حمد میں دنیا خالی سو کھ مانتے ہیں کون میں ہوتے ہیں دنیا خالی گھر کے گھر کرتی ہے وہ رنگس شہلا خالی مجلو دل گھول کے رو نیکو ملی جا خالی پائے محبوب میں جا بے کلف پا خالی</p>	<p>عجم سنیں کوئے تان میں جو سنیں جا خالی اے صنم مرد وفا سے سنیں دنیا خالی نیچی نظروں سے ہوا اسکی زمانہ پامال شب تنہائی میں کیا گرم ہو پہلو اس سے دیکھ کر جان نکلتے ہوئے بھاگے اغیار گردش چشم کہاں گردش ساعز بھی سنیں نکے پہلو میں ہر اک نام کے ستر ستر سر بجفت کو چہ جلا دین حاضر ہوں میں پیا س بھیجتی سنیں مستقی الفت کی تہے گردش چشم سنیں گردش افلاک سے کم شکر کس شکم سے کروں گوشہ تنہائی کا جوش کھایا جو مرے خون نے سنیں ہش</p>
---	--

سمجھے آتش نہ کوئی آدم خالی کو حقیر  
نہیں اصرار سے یہ خاک کا پتلا خالی

<p>موت مانگوں تو ہے آرزو خواب مجھے  سیری ایذا کیلئے مردے میں جان آتی ہے  دہن گرگ سے جیتا جو کچن مہرا میں  ہوں تصور میں صفائے بدن بار کے غرق  مردم دیدہ قربانی ہوں میں دیوانہ  اے خلک ہے دسویں ہی پرانہ گرگ بھی تم  ہنیں رکھتے ہیں اسیری کی ہوس مرد فقیر  جوش سے اشکو نکلے بھر جائے گا سپر پانی  ویر کتبہ میں ان آنکھوں نے نہیں حلقہ در  فرقت یار میں کتنی ہے قیامت بر پا  میر من عشق سے بیچ جاؤں جو تم دلواد  چین لینے نہ دیا در جدائی نے بھی  ہنیں بھولا ہے جنوں میں وہ حواس لڑ جانا  نام کو میرے بھی احباب میں اپنے لکھے</p>	<p>ڈوبنے جاؤں تو دریائے پایاب مجھے  کاٹنے دوڑتی ہے اسی بے آب مجھے  ذبح کرنے کیلئے سولے قصاب مجھے  حلقہ زناں ہوا حلقہ اگر اب مجھے  آئے دروازہ کھلے بن نہ کھی خواب مجھے  سویتا کیا ہے کن و زود کا اسباب مجھے  شیر کی کھال ہی ہے قائم و سنجاب مجھے  کھینچ لیجائے گا دریا میں یہ سیلاب مجھے  کوئی ابرو سے دکھاتا نہیں مہراب مجھے  روز عشر سے نہیں کم شب کتاب مجھے  صدقہ اپنے لب جان بخش کا عذاب مجھے  کب میں سویا کہ جگا یا نہیں بد خواب مجھے  یاد ہے برہمی محبت احباب مجھے  ذرا سمجھا رہے وہ مہر جان تاب مجھے</p>
<p>دل غنی چاہیے گوہن میں فقیر اے آتش  شیر کی کھال ہی ہے قائم و سنجاب مجھے</p>	
<p>برق بے پردہ اگر چہ نورانی ہے  ایک عالم ہے ستم میں کہ ترا فریادی  دل کے خون جھونے سے لے جان نہ تار کھلے  یار جلاؤں میں کیتا ہے زمانہ ہے اگر  حال پر اپنے کسی وقت ذکر حتم کو تر  صورت خیمہ گل ہے دل بستہ میرا  سرنگون خاک میں ملے خواجہ ملک</p>	<p>پردہ پوشی تری تلوار کی عربانی ہے  عرصہ خشر جلاؤں خاندہ سلطانی ہے  ایک دن تو بھی غم یار کی مہمانی ہے  واجب القتل نہیں کوئی مرانی ہے  اسے پھر اندھا دہ کنوں میں نہیں لانی ہے  مجھ کو دانش کی طلب فکر پریشانی ہے  کار بد کردہ کا انجسام نینانی ہے</p>

باعث بیگنی طفل کی نادانی ہے زخم دل پر دی باتک نکل فشانی ہے	بے تیزی سے بے اپنی مجھے امیدجات ہو نہ جڑا کہ ہے تاحال محبت کا مزا
زندگانی میں ہون میں مردہ سے بدتر آتش نقش نقوید لحد کا خط پیشانی ہے	
صبح صادق سے کشادہ تری پیشانی ہے صورت یار میں آئینہ کو حیرانی ہے عمر کوتاہ سے وفا چاہنی نادانی ہے عاشق نقش کف پامری پیشانی ہے شاہد مال مرا دیدہ قربانی ہے حالت نزع سے شکل مری آسانی ہے سر جھکا کر جو ہوئی مجھ کو پیشانی ہے سوز خوف شاد کو بندھایانی ہے اپنے قاتل سے مجھے اکفیت رومانی ہے اے اجل دیکھوں تو کب تک نگہبانی ہے شب کو تاہ ہے افسانہ طولانی ہے	روئے خورشید سے روشن گنج لورانی ہے تاب نظارہ کمان اور کمان دیدہ سوز شام ہونے ہی نہ معلوم ہوئی پھر شب وصل بھوکہ کین رہ گذر یار میں کھانا ہون میں نادم مرگ رہا منتظر قاتل میں صورت یار میں اٹھکا دم بارہین نیم جان چھوڑ کے نادم ہوا ہو گایار آئینہ دیکھ ہوا یار غریب حیرت دل سادہ من ہے شب و روز عزیز پہلو وعدہ ہوتا سنیں تا چند برابر میرا نوجوانی میں غم عشق نہ بڑھنا معلوم
دشمنی ہے جو من دوستی یاں آسائش درد سر ہی سبب صندل پیشانی ہے	
مسنوں کو جوش صوفیوں کو حال آچکے عاشق نقاب شاہر مقصود اٹھا چکے کیا کیا نہ اس دور لہجہ میں ہم بھیر چکے عدا دہ سے پاؤں کو آگے بڑھا چکے بازار میں بھی حسن کو آخرو کھا چکے خفاقت سے ہاتھ پاؤں زیادہ ہلا چکے	کیا کیا نہ رنگ ترے طلبگار لایا چکے ہستی کو مثل نقش کف پامٹا چکے کعبہ سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے گستاخ ہاتھ طوق گمراہ رکے ہوئے گھٹان سے شہر مصر میں دست کو لیکے پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی حلاوت تک نہ ہم

<p>ہوتی ہے تن میں روح پیام اجل سے شاد          پیما نہ میری عمر کا لبریز ہو گسین          دیوانہ جانتے ہیں ترا ہوشیار غنیمت          بیوجہ ہر دم آئینہ پیش نظر حسین          اس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو          اٹھالغاب بچرہ زیبائے یار سے          زیر زمین بھی تری بین گے اے آسمانِ سخن          آرائشِ جمال بلا کا نزول ہے          دو ابرو اور دو لب جان بخش یار کے          مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی</p>	<p>دن وعدہ وصال کے نزدیک چلے          ساتھی مجھے بھی اب تو بیاہ پلا چلے          جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اڑا چلے          سمجھے ہم آپ آنکھوں میں اپنی سما چلے          یوسف کو مول لے چلے قیمت چکا چلے          دیوار درمیان جو تھی ہم انکو ڈھا چلے          بیتاب تیرے گور میں بھی تاب لا چلے          اندھیر کر دیا جوہ مستی لگا چلے          زندون کو قتل کر چلے مردے جلا چلے          باہر ہم اختیار سے ہیں اپنے جا چلے</p>
--	--

صد مومن نے عشقِ حُسن کے دم کر دیا فنا  
 آتشِ سزا گناہِ محبت کی پاسبان چلے

<p>زلزلہ گاہ گئے جہنمِ رُخون جاری ہے          دور اتنا بھی بس اے منزلِ مقصود نہ پہنچ          شاق کیونکر نہ ہو عاشق کو جدائی تیری          علم کو مینِ فرا موش ہوا الفت میں          رات آرام سے کتنی ہے نہ دن راحت سے          نکو اے بادِ بہاری مجھے تکلیف شراب          وصل میں ہجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو          سایہ دامنِ جلا دین ٹھنڈا ہو لون          نسبت اے پردہ نشین تجھے نہیں دین کو          دل کا گاہک وہ ہلا کو ہے خدا خیر کرے          نہیں معشوق جو آتشِ نہیں میسر طلب</p>	<p>گور پر بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہے          تھک گیا لاکھ مین بہت تو نہیں ہادی ہے          کون ہے وہ کہ جسے جان نہیں بیماری ہے          لاکھ آزادی نہ اک دل کی گرفتاری ہے          زندگانی دو روزہ مجھے ہمیںادی ہے          آگے ہی گھڑی گناہوں کی مری بھادی ہے          چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیاری ہے          منزلِ سخت ہے پشاور بہت بھاری ہے          قدر اُس کی نہیں جو حُسن کہ بازاری ہے          بد بلا حاکمِ ظالم کی خسریاری ہے          سکے عشقِ مرے نام پر اب جاری ہے</p>
--	--



<p>دو آنکھ تیریں دم جھینک اپنے دامن ہے  سردوں بھو صوب میں ہے رت بھر نہیں ہے  سوہنے سے بہتر اک عیب محبت ہم میں ہے  رتبہ موائے بے وارث مجھے عالم میں ہے  صرف سینہ بزمِ بحر جان مے نام میں ہے  پھر ناسخ ہے وہی ممکن جو جامِ حم میں ہے  روشنی اس رخ کی کچھ کچھ نیرِ اعظم میں ہے  دیکھتا ہوں میں بھی کتنا دور اس رستم میں ہے  عالمِ محراب کعبہ ابو دکنے حم میں ہے  چاکہ کے دیکھا تو علاوتِ شمعِ کمالِ ستم میں ہے  وہ کرے تکرارِ حجت جسکو بیش و کم میں ہے  ایسی راز آئی ظکرِ چشم نامحرم میں ہے  نزع میں بیمار میلے دامنِ مریم میں ہے  وہ از ہو جذبِ لب میں جو از مرہم میں ہے</p>	<p>دید مشتاق کو منظور تو عالم میں ہے  خوش قدی کا تجھے دعوے کر کے اس انصاف میں ہے  اک نہ اک دن یار ہو گا مہربان کام آئیگا  خندِ زلفِ دشمن نہ گراں دوست میرے حلق میں ہے  اس قدر پیٹے خانی ہو گئے یاروں کے ہاتھ  آئینہ دل کا ریاضت سے اگر مہرِ جلی صاف  آکھ رغبت کی سنیں بیوجہ درے ڈالے  تو رتا ہے کس طرح دستِ جنوںِ بھیر و طوق  گر پھر نایتیرے اے بے عاشقو کو ہے طواف  دشمن جان سنتے تھے مہرِ محبت کا مزا  ایک سہ بھی غنیمت ہے لیجان بخش کا  غیر عاشق دیکھ سکتا ہے کچھ کون اے حسین  قدِ عفت میں ہے وہ مجھ عاشقِ جان بلب  کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخمِ فراق</p>
--	---

قالب خانی کو تیسرے ہیں آتشِ زلفِ خال

کچھ نہیں سلوم ہم کو روح کس عالم میں ہے

<p>اجل کمب میں مرے یا توں کی بیڑیاں کاٹے  شگفتہ ہو کے نہ وودن بھی ہم نے یاں کاٹے  بڑا پسار یہ فز ہا د خستہ جان کاٹے  جو ذکر سے مرے عاذا کی زبان کاٹے  ادھر یہ اور ادھر مگر اٹھکلیاں کاٹے  تو پھر بھی سروہ مرا بہرِ استخوان کاٹے  درختِ سرو کو کھوڑا سا باغبان کاٹے</p>	<p>اتنی افسی گیسوئے دستان کاٹے  برنگِ غنچہ پڑ مرده دل گرفتہ چلے  لگا لے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پر کاش  کے گا اس سے پیامِ زبانی کیا فائدہ  مٹھ کر آئینہ میں جو دیکھے وہ غیرتِ یوسف  سزار بار اگر زندہ ہوں نے سر سے  مکمل چلا ہے حسینوں کے قدِ موزدن سے</p>
--	--

<p>تڑپ تڑپ کے کمان تک یہ نیم جان کاٹے          شہید ناز ہو یاد آئے ارغوان کاٹے          زمین کی طرح غریبی سے آسمان کاٹے          جن کی گھاس کو جس طرح باغبان کاٹے          یقین ہے بات کو پیردن کی وہ جوان کاٹے          وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے          اکھڑ دن جڑے سین وہ دلت جو زبان کاٹے</p>	<p>خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل          تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن میں          قیامت آتی ہے اس عمر چند روزہ کو          بناتا ہے خط کل چہرہ یار یوں حجام          زبان چلتی ہے فینچی کی طرح سے ہر بار          سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے          ملاؤن خاک میں اہل سخن کے دشمن کو</p>
---	---

کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے  
 دور روزہ زیست کو انسان ذرا نیگاں کاٹے

<p>زیست کا لطف ملا خنجر بران کے تلے          لے جنوں طاعنین اپنے گریبان کے تلے          دب مرونگا میں کہیں ریگ بیابان کے تلے          ارہ کے نیچے سے جاتا ہوں میں سولان کے تلے          خرش آسکھوں کو کروں پائے غزالا نکلتے          نیکہ دیکھا تھا مرے بارے قرآن کے تلے          سودہ الماس کا آجائیگا دہلان کے تلے          روند ڈالے قدم گیسو مسلمان کے تلے          جائے آرام نہیں گنبد گردان کے تلے          زہر مٹی ہے پڑھائی مرے دہلان کے تلے          کھولے سے رہی ہے سند سلطان کے تلے          کمر بار بھی ہے زلف پریشان کے تلے          سرمہ آسیب پری سایہ مژگان کے تلے          ذائقہ بس ہے زبان کا مرے دہان کے تلے</p>	<p>مردم دیدہ رہے سایہ مژگان کے تلے          عیب لگتا ہے کسے جاسم عریانی سے          دست یاران وطن سے بنین سٹی دلکار          شجر خشک ہوں رہتا ہوں گرفتار بلا          لیچے دشت دل اب کی جو سحر کی طرف          تیند آتی بنین اک دم اُسے بگل نیکیے          اس قدر دانت مرے قتل پرے یار نہیں          آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے          رنج دنیا سے زیادہ ہے عذاب مرقد          حسرت بوسہ سے ہو غمخو نہ چھپا تاہلین          دستخود قسمت کی ہوئی ہے لیکن          بوجھ شائے کا نہ اُسیر پڑے لے شاطہ          بد بلا لعل لب بارے او پرستی          لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین</p>
--	--

بخت بد نے مجھے ہر چند بٹایا آتش  
رہ گیا نام مرا گنبد گردان کے تنے

مردہ بھی اٹھ کے قیغین ہے کہ گفتگ پہونچے  
لگ لگ اٹھے جو پردہ بھی در تک پہونچے  
دہن مور اگر تنگ شکرتک پہونچے  
دوست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے  
اڑا کے کاؤز کہان داغ قہر تک پہونچے  
لگ لگ کہ مرے گھر عزیز کے گھر تک پہونچے  
دو اسن خاک ہی اس دیدہ تر تک پہونچے  
سہلے سے ترے پھر کہن جو گھر تک پہونچے  
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگہ تک پہونچے  
تم سے سٹخ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہونچے  
نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے  
دست فکر ان کے کہن تیری فکر تک پہونچے  
نمر تک ذرہ چور اڑا کے قہر تک پہونچے  
اے پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے  
پھول بارے مرے سینہ کی سیر تک پہونچے  
کان تک بار کے یا قوت و کمر تک پہونچے  
مشت خاک اپنی رڑی راہ گزرتک پہونچے  
جوش مین لگا آگہی مرے سرتک پہونچے

اب کے زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے  
شعلہ حرص نے کی ہے یہ حرارت پیدا  
حسرت بے سہانی مرے سفر میں بھرائے  
دم آخرو ہی وہ لکاش آئے گلہ پھر نہیں پھر  
منت سفلہ اٹھائیں نہ کبھی عالی جاہ  
گرم جو شئی نیکو اسے یا کسی سے یہ نہ ہو  
موت ہی آئے جو آئینہ میں تھتے یارب  
صورت آئینہ حسرت سے ہوے ہیں بخود  
دل خو خواہے ہوتی ہے کہ درت کوئی دور  
آئینہ آپ نے دیکھا ہے تو زین اس کو  
جان پہننے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھوں  
رگ گل کہتے ہیں شاعر کبھی تا سہل  
خدمت یار میں ہو اپنی رسائی یارب  
حزن و غمی کا ہو انصاف جہان سودائی  
تیغ ابرو کی محبت میں گل اس رکھائے  
لو اے شجرت مہن حسرت ہی سرگوشی کی  
جسم خاک کی کتنی ہے ہی بد فضا  
آب شمشیر جو یہ تا کمر تک ہے

عشق طفلان ہے خط سٹوق ہمارا آتش

پڑھ سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہونچے

ابلیس حمد سے رہے تیر میں میری

تدبیر کو کیا دقل ہے فقہر میں میری

<p>نقطہ کی جگہ اب نہیں تھوڑی میری اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری گم عقل ہے ربط شکر و شیر میں میری دم پارے کی جاہنیں تغیر میں میری آسودگی ہے سایہ شمشیر میں میری صورت نہیں ملتی مری تصویر میں میری دن رات ہے اک زلزلہ تغیر میں میری</p>	<p>خال رخ محبوب کے مضمون میں ایک منت مستوق بھی کوئی نظر آتا ہے تو ٹھنڈا دنیا میں محبت کا کسین نام نہیں ہو ہر لحظہ ہے بیان درو زبان ذکر الہی دل کو سین اُس گوشہ ابرو کے پوچھیں ہر لحظہ درگزن ہے مرا حال پریشان اس عیشہ پیری سے تو موت آتی ہے بہتر</p>
<p>پھر بھی جگہ شمشیر گلے پر مستین آتش جلاد کو شک آتا ہے نقص میں میری</p>	
<p>عاشق بزرگ لوگ ہیں اس غرور دل کے سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کے گاہک ہوں دین ہم کبھی مردے لال کے مثل حباب اڑ گئے ہضمہ نکال کے پیتا ہوں میں شراب میں بھی لون لال کے سکر سکر ہوئے ہیں تھکے کمال کے تو دے لگائے خاک ستیاردن کمال کے ہم بھی ہیں سوختہ تری برق چال کے آئی ہوئی بلا کے سر پہے ٹال کے انہ نے بنا یا ہے سانچے میں ٹھال کے عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف داخل کے سرمہ ہوئے ہیں پیسے ہوئے تیری چال کے یوسف کی فکر میں جو بھرن لگ پال کے تغویر شمشیر بن گئے پتے خیال کے</p>	<p>زاہد فریفتہ میں مرے تو نہال کے ہر شب بات ہے ہر روز زرد و زہر مضمون رنگاں ہے طبیعت کو اپنی تنگ شان و شکوہ ہے ہمیں برباد کر دیا رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہِ ہمارہ اُس ترک کی نگر جو کرے نادک افغانی سرمہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی شامِ شب فراق سے پہلے ہوئے جواک اُس شمع و کاواہ رے جم گدار و صاف افنی ہے زلف خالی ہے افنی کی مردک آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں بالِ نظر احسن اخوان و ہر سے عجب اسکا جناح ہمنی کے شوق میں ہو ہوا دل کو میں فکر</p>

<p>دھیلے لگاتے ہیں مجھے دیکھ غزال کے پنچہ میں آفتاب کے ناخن ہلال کے</p>	<p>سودا کی جان کو تری چشم سیاہ کا شک ہوتا تیرے ہاتھ کا پوتے بولے صنم</p>
<p>آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف حیران کارہم بھی ہیں آتش کے کمال کے</p>	<p>آنکھ سے کیا ہے مری طینت کو خمیر اسے ہما صغ نہ لگاتا تو مری ہڈیوں کو</p>
<p>عمر و قوت کو مجھے یاد دلاتا ہے دامن باد بہاری مجھے بھرا کاٹا ہے سک دیوانہ مجھے کاٹ کے مرجاتا ہے سایہ دیوار سے لگ چلنے نہیں پاتا ہے عالم خواب میں گویا کہ تو بڑا تاتا ہے پردہ کاٹتا ہوں جو دامن میں اٹھاتا ہے پہلے پھنکتا ہوں میں جو آگ کو سلگاتا ہے زیر فاصل کو بھی اسے یار کوئی تاتا ہے دامن گو رمرے سامنے پھیلاتا ہے</p>	<p>رحمت یار کا جس وقت خیال آتا ہے آنکھ سے کیا ہے مری طینت کو خمیر اسے ہما صغ نہ لگاتا تو مری ہڈیوں کو ذرے اس کو چہ میں جا سکے نہیں روزن مک گوش زو یار کے ہوتی ہنسن فریاد دلا خار سے خٹک ہوں گو جہ میں اس گلدکے خس و غاشاک کا رہے مجھے عالم میں استحان عاشق صادق کا سزاوار نہیں سشت خاک اپنی ہوں گرد و مکھ جوالہ کرتا</p>
<p>جان کھوتا ہے محبت عشق بتا نہیں آتش سر کو نادان کوئی کسار سے نکراتا ہے</p>	<p>سیر قیامت میں لکھی ہوتی ہوا کی تھی آب شمشیر و دامن عشق کے بیمار کی تھی</p>
<p>شیر دایہ میں علادت نی ہر دھار کی تھی چاشنی اس میں مگر شربت دیوار کی تھی آب ابرو کی ہر اک بال میں تلوار کی تھی دھوم ہی دھوم فقط جہنم کا کار کی تھی ہر نفس کا ہنسی نزل مجھے کسار کی تھی فکر لازم دل مرغان گرفتار کی تھی بنف اول ہی سے دودی تیرے بیمار کی تھی کوچہ یار میں حالت مری دیوار کی تھی</p>	<p>جلے ہر ہوئے تن لے کاش میں گردن لٹکتا آرزو رہی اس کو چہ میں پار کی تھی دل دیوانہ زبیں عشق صنم رکھتا تھا کیا بناتا ہے شکستہ نفسوں کو صیاد گرم جوشی سے سب عشق کی کیونکر جوتا پاہ لکھ جودی شوق سے میں رہنا تھا</p>

<p>دہی کثرت ہے ہو کثرت کہ نذر یار کی مٹی          پہونچے منزل میں وہ طاقت بغین رفتار کی مٹی          سر بلبل میں ہوا مٹی وہ ہو گلزار کی مٹی          وہ سزا دی جو محبت کے گہنگار کی مٹی          دل جو تھا یار کا تھا جان جو مٹی یار کی مٹی          جتو آبلہ پاؤں کو ترے خار کی مٹی          روشنی گھر میں مرے چاند سے رنار کی مٹی          چست اس طرح کی بندش تری دستار کی مٹی          بیونک دیتی انھیں گری ترے بازار کی مٹی</p>	<p>حسنِ یوسف ہے وہی رونق بازارِ انک          ابرارِ ان راہ میں رگڑا کے ہم داماندے          پیچھے کچھ نقص میں بھی وہی باغ کے ہین          تیج ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے          مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک          مرا وہ مرا میں جوں کیوں نہ کئے سرگشتہ          سب جو مٹی بیشِ نفرت صورتِ زیبائے حبیب          مزہ سمجھا کے رسمِ منوں کو اس کے شاعر          جو محبت کی نظر سے تھے خیرِ دارے یار</p>
<p>طوبہ کیجو آتش کو عزیز و تم دین          آرزو اسکو بہت جلوہ دیدار کی مٹی</p>	
<p>ہے دشمن جات بگڑ میں جو تب رہے          آنکھوں کا بھی حجاب یہ ہے نہ اب رہے          باہر کفن سے ہاتھ نہنیں بے سبب رہے          دل سے قریب ہو کے کوئی دودھ رہے          کچھ گرو تہنیں جو یہ بالان سے دب رہے          مٹھو دیکھتے ہی یار کا محل میں سب رہے          مردہ بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے          دندان وہ بد نما ہے نہ جو زیر لب رہے</p>	<p>ہر دم تفتِ درون سے ہم آفت طلب رہے          بیا کی ہے تو نے منزلِ دل میں تو نے صتم          و اماں دوست کی ہے سکنہ کو آرزو          اندر سے بے نیازی محبوب آفرین          معدوم جو شگر یہ سے کیا ہو بکارِ دل          مانعِ معاہدہ من حال کا از بسکہ لبِ حسن          رو پوشی حبیب کا کشتہ ہون چاہیے          عزت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی</p>
<p>آتشِ ظہورِ مہدی دین ہو عذا کرے          تاجِ چند بے چراغ یہ مسمومہ اب رہے</p>	
<p>اُس سے بہتر ہے جو یہ حافظِ قرآن ہو          دوست گریبان نہ تو دشمن کوئی حمان ہو</p>	<p>ما شوقِ روئے کتابی اگر انسان ہو          میرے مرنے کی خبر ہو نہ کسی کو معلوم</p>

<p>ٹھنڈے ٹھنڈے دے سدھارے کہو تھان ہوئے          کا عشق عجب کیا جو سلمان ہو دے          کوئی مجموعہ نہ اتنا بھی پریشان ہو دے          آشکارا ہو وہ آنکھوں سے جو نہان ہو دے          حسن کی ہوت سے کارمہ تابان ہو دے          دل بیاہ کی شکل کین آسان ہو دے          جا بے سیتہ تراگوں غیبان ہو دے          نقشہ خون ہے وہ شمشیر جو زبان ہو دے          دیکھیے اس کا تماشہ جو گلستان ہو دے          بخیہ ہو نہ رعیت سے جو سلطان ہو دے          بلغ ہر چند کہ دیو الخون کا زندان ہو دے          مرے ہو کے جو دیکھے وہ پشیمان ہو دے</p>	<p>ففس سر دے یلوح کو آتی ہے مدد          قدرت اللہ کی لے بت ہے تماشہ و جمال          کون سا بال ہے اس زلت کا بکھر انہین          دو برین دل ہو مفسا سے تو تماشہ دکھلائے          جان دنی چھٹکے اندھیرے میں تم اللہ جو نقاب          جی میں آتا ہے کیلین سنون جیلے سے          جان بھی جائے تو نکلی نہ زبان سے کبھی آہ          بے جابی ہے جیلے بھی بھاری قاتل          رنج رنگین رہے منور نظرائے آنکھو          عاشقوں کا تجھ لازم ہے نہالے نین          موسم گل میں اڑا دے گی ہو صحر اکی          حسی بے عیب خدا نے وہ دیا ہے تم کو</p>
<p>کفر و اسلام کی کچھ قید بنیں اے آتش          تیغ ہو یا کہ برہمن ہو پر انسان ہو دے</p>	
<p>صاف ہیرے کی ترشی یار کی کھائی ہے          کیا دماغ بلبل میں بوئے گل سمائی ہے          عشق نے ستایا ہے حسن کی دہائی ہے          قصر یار کے در پر شوق جہہ سائی ہے          آہ کی کندون کو عذر نار سائی ہے          یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے          آنکھ کے پالے سے حسرت گدائی ہے          بے نقاب یوسف سے ہم سے آشنائی ہے          دیکھیے تو زلفوں کی کس قدر سائی ہے</p>	<p>ر شک چبہ مرجان چبہ جانی ہے          کیا ہمن شگفتہ ہن کیا بہار آئی ہے          اشتیاق و صلت میں مان لب تملائی ہے          دیر سے نہیں واقف بے خبر ہن کب سے          عرش سے بھی عالی ہے بام یار کا پایہ          مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شمع آوے          عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا          پھر رہا ہے آنکھ میں حسن پر وہ سوز اسکا          جقدر برہمین آنکھ چندر و زبر بڑھنے دو</p>

زندگی ہے دالبہ اس مسج کے دم سے سامنے سے تیرے ہے رنگ معی اڑتا اور کچھ نہیں رکھتے اس بری کے دلوانے میں منع قیدی ہے جسم کے تعلق سے جان زار باقی ہے لطف یار سے تسکین دل فریب عالم ہے حُسن اے صنم تیرا رو سپاہ زار ہے سجدہ ریائی سے	مژدہ فنا ہو یار سے جدائی ہے ماہتاب کے منہ پر چھوٹتی ہوئی ہے سر برہنگی ہے یان یا برہنہ بانی ہے صورت قس چھوڑا جب اسے راکی ہے دل شکستہ عاشق کے حق میں ہو بانی ہے دم تیری محبت کا بھر ہی خدائی ہے اسکے ماتھے کا لکھا داغ یار سائی ہے
--	--

بھاگتے ہیں وہ آتش اُن سے ہم لپٹتے ہیں  
روان دہی کو درت ہے یان دہی صفائی ہے

دہوانہ اک بری کا ہے رکھتی ہوا مجھے ہوتا ہے لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر ظاہر میں گرچہ کاہ ہوں باطن میں کوہ ہوں ہے اتحاد میرے تیرے مع آب کا نازک حباب جو ہے بھی میرے مزاج تھا کا فرے بھی نہ ہو سکے کرتا جو کچھ کہ فصل کب سے ہوں اشتیاق میں قائل کے جانب پیتا ہوں میں ہنوز چھپا کر شراب کو ناز و نیاز کی ہے ترقی دہی ہنوز دل مثل غنچہ خون نہ کیا مجھ پر ہنہ نے دانہ کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے افشان چھڑا کے چہرے سے تم نے دکھا دیا	زندان سے تنگ تر ہے یہ دشت سرا مجھے کم بختی نے کیا ہے سفاک گدا مجھے اپنی طرف نہ کھینچ سکے کمر ہا مجھے اے بحر حن اپنا سمجھ آشنا مجھے راس آئی اس چین کی نہا ہوا مجھے بندہ ہوا ان بتوں کا بنانا خدا مجھے یادش بخیر بھول گئی ہے قصا مجھے تا حال زند جانتے ہیں یار سا مجھے صد آفرین ہے یار مجھے مر حبا مجھے کیا لطف تھا جو ملتی پھٹی اک قبا مجھے ہے کام مور بھی دہن آسما مجھے ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے
--	---

صوت حرمین نصیب گلہ سے بریدہ ہے  
آتش حلال کرتی ہے بانگ دراج مجھے



تاقہ لیلیٰ کو مجنون سادھی خال چاہیے  
 تاقص من بند ہے شوق گلستان چاہیے  
 خوان نعت پر مقرر اک گلدان چاہیے  
 تیغ قاتل کا مری گردن پر احسان چاہیے  
 عمر نامہ پر مگر مہر سلیمان چاہیے  
 کعبہ کے نقشہ کا مجھ مجنون کا زندان چاہیے  
 رزمہ تم کو شغل عید قربان چاہیے  
 پیغمبر مر جان پے چاک گریبان چاہیے  
 موت سی زنجیر یا مرقد ساز زندان چاہیے  
 جامہ زیبون کی قبا سے باد دامن چاہیے  
 چیں جبین پر اپنی مانند سلطان چاہیے  
 سونگھ لینے کے لئے سیب زندان چاہیے  
 چودھوین کے چاند ساں گھر میں مہمان چاہیے  
 بید مجنون کی طرح سے سو پریشان چاہیے  
 اندون حامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

گوش گل کو نالہ مرغ خوش الحان چاہیے  
 روح کو تن میں خیال باغ رضوان چاہیے  
 چہرہ محبوب پھیکا ہے جو خال اس میں نہ ہو  
 روز عشر تو بھلا سر کو جھکا کر میں چلون  
 جاہتا ہوں اس پر پیکی سے دست و پا چلون  
 عشق میں اللہ کے ہون ہو گیا دیوانہ میں  
 دشنہ فصاں سے ہے تیر ہر موئے مرہ  
 اے جنون دیوانہ دست خانی ہوں مجھے  
 کچھ سوا اس کے علاج وحشت عاشق نہیں  
 گل چراغ زندگی کو نیکا ہے دل کو خیال  
 بادشاہ حسن بھی کہتے ہیں عاشق بیارے  
 کہتے ہیں بہا عشق اس تو نہال حسن سے  
 دل کو لازم ہے خیال چہرہ پڑ لور یا ر  
 زلف کا اس غیرت لیلیٰ کے سودا ہو جسے  
 موہم گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی

اس خرابے کو کیا کرے ہو تم زید و زبر

آتش کشا را ہو دے آتش کش پنہان چاہیے

کسی استاد شاعری یہ بیت مانتا ہے  
 تاسی کی ہے چادر بادے کا شامیانہ ہے  
 سوار شیر میں مجنون ہوں افی تازیانہ ہے  
 کرے کیا عقل دخل اس میں جنون کا کاخانہ ہے  
 مزاج باری بھی نیرنگ سازی میں زمانہ ہے  
 کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

کرمی ابرو کے پوسہ کا عالم میں فسانہ ہے  
 کفن زدوں میں خرابی دلت کا فسانہ ہے  
 جو دیوانہ ہے صحرا میں وہ بھاگے میرے سایہ سے  
 اگر بیان بھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کون پہنی  
 کبھی کبھی ہے تلون سے کبھی کبھی ہے تلون سے  
 کما مجنون نے دنیا سے گذرنا سکے لیے کا

گھر سے پار کی ہلکومت غائبانہ ہے  
لٹک پر گیسوؤں کی بیتامنت اپنے نشانہ ہے  
مرزہ مہینہ پر گیسوئے مشکین تازیانہ ہے  
تخلت بر طرف بان لا ابالی کا رخانہ ہے  
سرافعی کو کچلا جس نے مال اس کا خزانہ ہے  
ہوائے بام رکھتا ہے وہ عالی آستانہ ہے  
ترے تیرنگہ کا بلبل اے گلر و نشانہ ہے  
کرم ڈھونڈے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہے  
فقس سے تنگ بلبل کو خزان میں آستانہ ہے  
دہم بیگانگی بھر تلم سے دل سایگانہ ہے

نظر آتی نہیں آنکھوں کو باریکی کے باعث سے  
صفا کا اُس سنجہ زیبائی ہے حیران آئینہ  
سمندر حُسن کو وہ ترک اڑا دے جتنا چاہے  
پھر آتا ہے عبت و اعظا سراپنا بک کے زندونے  
سیاہی دور کر دل کی تو پیداؤ عرفان ہو  
بلند اختر بلند اقبال قصر یار کو کہیے  
چین کی سیرین لطف شکار آنکھوں کو اٹھیکا  
گلے میں اپنے باہن ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو  
و بال جان ہوا ہے جسم خالی ضعف پیری سے  
نہیں معلوم اُن آنکھوں نے دیکھیں ہی کیا ہو

نہ مطلب کشت سے رکھی نہ خرم سے غرض آتش  
سمجھ لے اپنے منہ میں مور جو قسمت کا دانہ ہے

فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے  
کوئی غربت میں جو آنکھلا ہمارے شہر سے  
ذکر کیا اُس کا کہ دیوانہ سدھارے شہر سے  
ساتے ہوتی نہیں ہے آنکھ سارے شہر سے  
کو دکان مجکو خدا حافظ بکارے شہر سے  
موسم گل کی ہوا کو اُکھارے شہر سے  
تشنہ دیدار جاتے ہیں تمھارے شہر سے  
جارے سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے  
شنگ طفلان کرتے ہیں محکوم اشارے شہر سے  
جانیا لے گور کے پونچے کنارے شہر سے  
میوہ صحرائی پر ہیں منہ فیبارے شہر سے

اے جنون ہوتے ہیں صحرا پر آتا ہے شہر سے  
خوب روئے حال پر اپنے دمن کا شنگے حال  
جان دون گامین اسیراے دوستو چپکے رہو  
موسم گل میں رہا زندان میں اور انکی نہ موت  
جوش و خروش میں جولی زندان سے میں راہ دشت  
باؤن میں مجنون کے تو طاقت نہیں لے کو دکو  
اگ نظر تشہد ہم کو صورتِ زیبا دکھاؤ  
دشت گردی کی نہیں دیوانہ کو کچھ احتیاج  
جو مٹا سی لگتی ہے دل جنگل سے ہونا ہے اجاڑ  
جوش و خروش سے نہیں پونچا میں صحرانگ ہونا  
موسم گل آئی نیست سیر دیوانوں کی ہونا

	<p>اب تو آرزو ہے تو لیکن ملے گا ہاتھ بھر جس گھڑی آتش نکلاوے گایا کے شمر سے</p>	
<p>بوسے یوسف سے یہ پیرا بن بسایا چاہیے سہا مری کا فر کو گو سالہ بنایا چاہیے خانگی مشق سے آنکھیں لڑایا چاہیے آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے ملکشی باندھیں یہ آنکھوں کو سجھایا چاہیے خانہ زنجیر میں اسے دل در آیا چاہیے پھر گلستان چند روز اس کو بڑھایا چاہیے گھر سے باز آئے ایمان لایا چاہیے ہم کو بھی آواز پر دے سے سنایا چاہیے اک نظر ساقی بلورین بھی دکھایا چاہیے صدے کر کے مخرج اس پر اڑایا چاہیے یاد میں انکسی دد عالم بھول جایا چاہیے بندہ سکین کے اڈ پر رحم کھایا چاہیے تاج لڑین کھلا ہون کے دکھایا چاہیے کشتی سے گھاٹ پر ساقی لگایا چاہیے بے خبر سوتے جو ہون انکو جگایا چاہیے</p>	<p>دل کو گھر اس گل کی الفت کا بنایا چاہیے رنگس جادو کو اس گل کی دکھایا چاہیے روزن دیوار چشموں کو بنایا چاہیے اس کے کوچہ کے تصور میں غش آیا ہے تجھے وعدہ دیدار اتنا ہے اللہ ہے نقاب کوچہ گیسو کے سودے میں فنا ہوتی ہے دُور بھولی ہے بلبل خزان کے جور سے لطف بہار برہمن کہتے ہیں تیرا معصوم رو دیکھ کر گفتگو اندر نے سوسلی سے کی ہے اسے سنم ساحد دیا تو بہن الماس کے ترشے ہوئے دل کڑھاتی ہے نہایت رنگس بیمار بار اک راہ اتحاد اسے دل یہ ہے جو ہو سکے عاشق بنو دو جو سہ دیئے مولامر سے آہمان شمس و قمر پر اپنے نازان ہے کمال سیر دریا نشہ کے عالم میں دیکھ گادہ شوخ سر بھرا میرا نہ میں بیدار ہوں اے نفع صواب</p>	<p>دل کو گھر اس گل کی الفت کا بنایا چاہیے رنگس جادو کو اس گل کی دکھایا چاہیے روزن دیوار چشموں کو بنایا چاہیے اس کے کوچہ کے تصور میں غش آیا ہے تجھے وعدہ دیدار اتنا ہے اللہ ہے نقاب کوچہ گیسو کے سودے میں فنا ہوتی ہے دُور بھولی ہے بلبل خزان کے جور سے لطف بہار برہمن کہتے ہیں تیرا معصوم رو دیکھ کر گفتگو اندر نے سوسلی سے کی ہے اسے سنم ساحد دیا تو بہن الماس کے ترشے ہوئے دل کڑھاتی ہے نہایت رنگس بیمار بار اک راہ اتحاد اسے دل یہ ہے جو ہو سکے عاشق بنو دو جو سہ دیئے مولامر سے آہمان شمس و قمر پر اپنے نازان ہے کمال سیر دریا نشہ کے عالم میں دیکھ گادہ شوخ سر بھرا میرا نہ میں بیدار ہوں اے نفع صواب</p>
	<p>کیونے مشکین کی دکھلا کر لنگ کہتا ہے دل آتش اس انہی کے اڈ پر رہ کر کھایا چاہیے</p>	
<p>پیوند نہیں چاک کر بیان کو رو سے ہر چند کہ نزدیک ہو رہا ہے گلو سے کو ناہنگی عمر اپنی جباب لب جو سے</p>	<p>عاشق پہن نفرت ہے مرے رنگ کو دوسے دامن مرے قاتل کا نہ نہ لیکن ہولو سے گلزار جہان پر نہ پڑی آنکھ ہمار ی</p>	<p>عاشق پہن نفرت ہے مرے رنگ کو دوسے دامن مرے قاتل کا نہ نہ لیکن ہولو سے گلزار جہان پر نہ پڑی آنکھ ہمار ی</p>

<p>آتی ہے جو خاک لڑکے مری بار کے کوسے  سندی ملی جاتی ہے کبوتر کے لہو سے  ہم چشم و فار کھتے تھے اس آئینہ رو سے  نازل ہے طبیعت مری بیمار کی خوش  طوطی کو گرفتار کیا حلقہ سے  ہے تنگ سے الفت تو مجھے عشق سب سے  نیں آگئی محکمہ گل گور کی بو سے  دربان سے نہ جھکوا یہ مجلس پان سنگ سے  زلزلت سیہ یار پھری رہتی ہے رو سے  رگ رگ کے مری جان نکلتی ہے گل سے  بل کھائے ہوئے سائب سے کبھر پوک سے  ہوتا ہے مجھے مرتبہ رخت عدد سے</p>	<p>میشانی بت پر اسے ملتا ہے برہمن  کرتا ہے وہ سفاک خطا مشوق کے پرزے  سنگ پھیرے ہی بار کو صورت بھی گئی بھول  عاشق ہوں مگر کرتے ہیں معشوق خوشامد  زلزلون سے بھینسا یاد دل تالان کو صم نے  دیوانہ شہزادی ہوں خرابات مغنین  تھی اس میں زبس کامل مشکین کی سیاہی  آ رہتا ہے خود یار غزل میں مری ہر شب  کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب معصیت  ہوں نزع کی حالت میں جو میں منتظر یار  عاشق ہوں بابر غنچہ اندیشہ جان ہے  ارد بیکہ سمجھتا ہوں اسے دشمن جان میں</p>
<p>کشتہ ہوں میں ہزار ی جلا د کا آتش  تلوار بنیں رنگ پکڑتی ہے لہو سے</p>	
<p>کاسہ سر کو خم بادہ کا سر پوش کرے  ہے سزاوار جو جھکو نہ کفن پوش کرے  تھک مسافر کو یقین ہے یہ کیہ پوش کرے  کھینچے خورشید تو گل جھوڑ کو گوش کرے  نشترون سے میں بھرے کعبہ پوش کرے  نشتہ حسن آملی اسے مدہ پوش کرے  راہ رو چاہیے اپنا نہ گراں گوش کرے  جلوہ فرمائی چوہہ فصیح بنا گوش کرے  گلاب ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاوش کرے</p>	<p>یہ وصیت مری سانی نہ فراموش کرے  کشتہ عالم عربانی خوبان ہوں فلک  گردش چشم بتان سے نہ ہو کونہ دل غش  صورت فخرہ شبنم ہوں عزیز ہر دل  عاشقون سے ہے اشارہ یہی اُن مترکان کا  ہو کبھی تو سبب خیر عدد و اپنا بھی  اُس گداز گاہ میں لازم ہے گنہ سے پرہیز  داغ دل ہو دین چرخون کی طرح سے مدوم  اس تماشہ کی ہیں مشتاق ہماری آنکھیں</p>

دشمن جان بھی تغافل کا سنو دے کشتہ میں ر خاطر دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے زاہد  
جھکو غم فوٹ کرے جھکو قدح فوٹ کرے

یہ آرزو تھی تجھے گل کے رو برو کرتے  
پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا  
مری طرح سے مدد مہر بھی مین آوارہ  
ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے  
لٹاتے دولت دنیا کو میکدے میں ہم  
ہمیشہ مین نے گرجان کو پا کھال کیا  
جو دیکھتے تھے ہی رنج زلف کا عالم  
بیاض گردن جانان کو صبح کتے جو ہم  
یہ کعبہ سے بنین ہو جو نسبت رخ یار  
سکھاتے نالہ بشکیر کو در اندازی  
وہ جان جان بنین آنا تو موتی آتی

ہم اور بلبل بیتاب کشتہ کرتے  
زبان غیر سے کیا شیخ آرزو کرتے  
کسی حبیب کی یہ بھی بہن جھو کرتے  
سفید رنگ مین آخو سیاہ ہو کرتے  
طلائی ساغرے فقری سبو کرتے  
تمام عمر رفو کر رہے رفو کرتے  
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے  
سارہ سحری تکتہ گلو کرتے  
یہ بے سبب بنین مردے کو قبلہ کرتے  
علم فراق کا اس جج کو عدو کرتے  
دل و جگر کو کمان تک بھلا ہو کرتے

نہ پوچھ عالم بر کشتہ طاسی آتش  
برستی آگ جو باران کی آرزو کرتے

ٹھک ہونے سے در دل دار نے جادی مجھے  
ایک دن مین منزل ہستی سے جا پہنچا مدد  
کم نصیب ایسا ہوں کہ موخری کو اذن عام  
توکل کرنا جامہ تن کا ہے یلن تک لباس  
یاد دلو اگر کو کین یار کا بھل کیا  
لج کامی شمد ہے سودائے زلف یار مین  
پا بگل جب خرقہ آزاد پایا شل سرود

ہو گئی اقبال آخو میری پرادی مجھے  
راہ زن سنتا تھا جس کو ہو گیا ہادی مجھے  
ہو نہ شادی مرگ ہو نیکی سوا شادی مجھے  
روح کی قالب سے آزادی ہے آزادی مجھے  
تیغ چمین بھی ہوئی شمشیر فلا دی مجھے  
عشق افنی نے کیا ہے زہر سے عادی مجھے  
ہو گئی بدتر کر قاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہے مرفان مضامین کی تلاش کس قدر آدم کو بھتی و لبنتی خوا کے ساتھ یہ عروس فاحشہ آتی حسین دلو پسند اے بتو تیغ تغافل سے نہ چھوڑو نیم جان حسن قاتل سے ازل سے دلو عشق پاک ہو دل کو زکامہ حسنان تھا قصو سے کبھی	فکر سے کر پڑا ہے کار صیادی مجھے مسن عالم گھر سے ہے عشق بنیادی مجھے زال دنیا کی بنین منظور امدادی مجھے سامنے اللہ کے بھیجی نہ فریادی مجھے خو بصورت کی پسنداتی ہے جلدی مجھے یاد اس ویرانی کی آتی ہے آبادی مجھے
--	---

مین نے فن سراے آتش پھایا ہے مجھے  
شکو شاگردی ہے زیبا اور اسادی مجھے

مصر دل کو ہر طرف ناوک مفرکلن کرتے دل پر دلو کو مد فون بیابان کرتے کنج تنہائی میں رہتا ہے نہایت ملنگ اور کوئی طلب انارے زمانے سے نہیں بے وفائی کا اگر عیب نہ ہوتا مین قامت بار کا عالم اسے دکھلاتے ہم یار سے وعدہ فرما ہے جو ممکن ہوتا میج زن رہتے جو دریائے مرے شکونکے اُس پر ہی رونے سنی ایک نہ دیوان کی دل میں رکھتے ہیں محبت جو تری پوشیدہ میں دل سیکڑوں ہی لٹکے ہوئے پاناہوین شربت وصل تو ناممکن و ناپید ہے دل یوسف سے نہ کیوں ملے محبت جو عزیز کیسوں کو نہ ہوا سے احنین اچھا نہ تھا دم فنا کرتی چمک اپنی دکھا کر آتش	کسی ابرو کی کان پر اسے قربان کرتے کسی ویرانہ میں اس گنج کو نہان کرتے چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے مجھے احسان جو نکرتے تو یہ احسان کرتے لے تو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے غل رہے خانہ ذخیر کے مہمان کرتے حسن یوسف سے ہیں روشن وہی زندان کرتے چیمش دام ہیں وہ گیسو سے بیجان کرتے زہر ملتا نہ علاج تب ہجران کرتے صاحب خانہ ہیں کیا خاطر مہمان کرتے اپنے سو دیوگون کے دل نہ پڑ بیان کرتے کار الماس وہ الماس سے زندان کرتے
---	--

<p>لب بند ہوے جاتے ہیں شیریں دہنی کچھ پیش نہیں جاتی ہے قیمت کے دہنی سے یہ آگ بجھانی ہے عقیقہ بینی سے اطہار فقیری سنیں بہتر کفنی سے گریہ سے کوئی خوش ہے کوئی خندہ زنی سے ہم آنکھ لڑا دین گھزال عتشی سے اندیشہ نہیں نزع کی اعضا شکنی سے کب فیض کو پہونچا ہے کوئی مال دنی سے سر پھوڑ کے مر جائے اس تیشہ دنی سے پھولے نہ سماء کبھی گل سپرہنی سے خودادی سپر لڑنی ہے بیچھی کیانی سے</p>	<p>لگا ہر ہے یہ اسے یار تری کم کشنی سے اخوان کی عدوت سے ہوا شہرہ پوست بوسہ سے لب یار کے کھونی ہے تپ عجم فسانہ سے بدتر ہے جو ہوراز ہودید ردا ہے ادھر ابرو دھڑکنی ہی ہے برق طفلی بین اشارہ تھا یہ اس شہم سیہ کا وہ حد سے اٹھائے ہیں تپ عجم سے تپ گردون سے نہ ہو دولت دنیا کا طلب گار انسوس کہ فرما د کو پہلے ہی نہ سوچھی اللہ سے مغرور زمین پر نہ لکھا پاؤں کیا چیز ہے اسے آہ ترے سانسے گردون</p>
<p>کرتے ہیں عیش یار ملاست مجھے آتش مجھو ہے یہ خاک کا بیت لاشدنی سے</p>	
<p>کلے تک حسرت جلا دین لو ہے کا پانی ہے یہ سیر ادغ دل بیلغ لالہ کی نشانی ہے مجھے بردے میں عزرائیل کو صورت دکھانی ہے وہ گل ہون میں جسے شبنم بلائے آسمانی ہے حسنی میں نے بہت تریا پر ترکی کمانی ہے اگر اگر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہے سیہ بنتی نے کلی میرے سپر لاکے تانی ہے مزار یسکان پر پھو لو کی چادر طعانی ہے تجھے ابرسیہ سے لے پر ی جلی گرائی ہے دور فریاد رس پر چل کے اب دھونی لگانی ہے</p>	<p>دوم شمشیر کی موج نفس میں بان روانی ہے جمن میں جا کے کن آنکھوں سے دیکھوں دغ لالہ دل نازک نہیں تاب جمال یار لائے گا منیم صبح سے مرجھا جاتا ہوں وہ فغہ ہوں عبت کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر گردون کا حرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا شب فرقت نہیں یہ واسطے شبنم بجانے کے آگنی طول عمر خضر دے باد بساری کو نہیں یہ بے حبت سوبان چوٹی میں تابی کا ارادہ عیش اعظم کا ہے آہ صبح گا ہی کو</p>

	کوئی دیر آتش کوئی آبادی نہیں باقی تلاش گوہر مقصود میں کیا خاک چھانی ہے	
<p>گرد ز تم کو یقین ہے کہ وہ انسان رو کے چار دیوار چن سارا یہ میلان رو کے بوسے پیراہن یوسف کو نہ زندان رو کے ابو گیسرے مجھے ہر جذبہ کاربان رو کے راستے میں نہ مجھے خار مغیلان رو کے ٹوہال پر تیری سردی کو جو انسان رو کے مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میلان رو کے مال پھیلانے نہ صیاد گلستان رو کے ہاتھ کو اپنے نہضات سے انسان رو کے ایک زوہاس کا اگر خیمہ مرجان رو کے سامناخ کا نہ وہ زلف پریشان رو کے زخم میں اپنے مجھے لشکر طفلان رو کے اے چکور اڑنے کے قوراء مہ تابان رو کے شنگ مجھ کو نہ کرے دم نہ گریبان رو کے اوس جس کلی سے چھنتی ہے وہ باران رو کے کس کو ٹھہرائے اچھلکے دامان رو کے بے طرف اسکو کرے مجھ کو جو دربان رو کے راہ گھوٹی نچرے مجھ کو نہ زندان رو کے</p>	<p>سینہ پر سنگ ملاست جو رگن جان رو کے عصہ روئے نہیں معن گلستان رو کے تکست گل ہوں میں کیا مجھ کو گلستان رو کے برق رفتار ہوں منزل ہے مرے زیر قدم جو خلش آبلوں سے ہوا ہوا محرابی ہوں حشر کے روز وہ نامرد ہے گردن ندنی کوچہ تنگ میں ملتا ہے تو کتا ہے وہ شوخ بلبلوں کے لئے ہے دام رگ گل کافی لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل انگلیاں یا خون ترا دست نگاہیں توڑے شوق سے لگے کمر بچہن کچھ کام نہیں دوڑو اتا ہوں جلو میں آئین میں دیوانہ غیرت عشق عطا شہید توفیق کرے وہمیاں کر کے رہ دامن محرابوں کا حافظ اللہ ہے ہم بے سروسامانوں کا شوق صحرائے نہیں باون میں پر پڑتے دل میں اُس بت کے اتھی مہر گھر ایسا چار دن موسم گل میں تو ہوں دست نورد</p>	
	<p>جنتے ہیں گل کی طرح اہل جہان کیا آتش مثل شبنم گئے اس باغ سے مہمان رو کے</p>	
<p>نور اللہ اکبر لغزہ ناقوس ہے</p>	<p>پوجنا بت کا ناز زاہر سالوس ہے</p>	



<p>دل و مرغ سے تیرے وابستہ ہو یا یوں ہے      قدرِ نعمت بعدِ نعمت کے جو کر تا آدمی      دلف کے سوئے کو اپنے سر میں جنے دی جگہ      یہ صدِ اوتبی ہے غلّی لگی ہنگامِ حرام      حق بے پردہ سے کیا کیا جوان ہوتے ہیں فل      خوشنما ہے یار کے اندام پر یوں پیر پرن      آہ سرد و اشک گرم و رنگ زرد و روغن      بخشے جاوین گے گندگا محبت اے صنم      دیکھئے آوازِ آفت کا ہو کیا انجام کار      باغ میں دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار      بادشاہِ وقت ہے لیلی کا دیوانہ بین      موجِ حیرت کر دیا ہے اس صنم کے سخن نے      عاشقِ بخود کو اندیشہِ ملاست کا نہیں      حجر کی شب صبح ہو گی وصل کا دن آئینا      عاشقوں سے اُس پری رخسار کا یہ ہے حکم      خطِ نکلنا روئے زنجین پر ہے پیغامِ خزان</p>	<p>چشمِ حیرت آئینہ شاد کن انسوں ہے      حمدِ پیری میں جوانی کا بھٹا انسوں ہے      یہ سمجھ لے خانہ زنجیر میں مہبوس ہے      خاک میں مل جائے جس کو حسرتِ پاؤں ہے      شمع بھی شمشیرِ جوان ہے جو بے خانوں ہے      روح کو جسے مرتبِ جہم کا لبوس ہے      دے جو اس معجون کو ترکیبِ جالینوس ہے      رحمتِ اللہ سے کافر ہے جو پاؤں ہے      بیوفا محبوب سے خاطر مری پاؤں ہے      کسرتِ گل سے جو بوٹا ہے دمِ طاؤس ہے      غلغلہ زنجیرِ معجون کا صدائے کوس ہے      وں خوشی سے ہمارے صدائے کوس ہے      مردِ دیوانہ جو ہے بے تنگ بے ناموس ہے      خوابِ بد بھی نیک ہے تعبیر اگر ملکوس ہے      بھلاؤ اگر کیرے جو دیوانہ بنے ساؤں ہے      اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا نسوں ہے</p>
<p>سر کو تیرے جب سے ہے سودائے پاؤں یار      ہاتھ ملتا ہوں میں اسے آتشِ کمالِ انسوں ہے</p>	
<p>مقبور کھینچی اُس کے رُخِ سُرخِ فام کی      اندر سے تکلفِ ساقی بہار میں      تاسا زہ ہے یہ انجنِ دہر کی ہوا      کیا اپنی انجن میں صبا کو میں راہِ دون      خطِ سیہ ہوائِ پر نورِ رشکِ باغ</p>	<p>اک صفحہ میں قلم نے گلستانِ نام کی      مے کی گلابیان ہیں مرصع کے کام کی      مطرب نے راہِ بھولی ہے اپنے مقام کی      اُکلیوں میں بوئے خلوتِ خاص اسنے عام کی      صبح بہارِ سبزہ نورس نے شام کی</p>

خدمت ہے اس جہن میں مجھے انعام کی  
 تربت ہماری سختی ہے شوق غلام کی  
 جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی  
 حالت وہی ہے نکمت گل سے شام کی  
 پتلا بنا سکے نہ منی احتلام کی  
 سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی  
 سیاد خیر مانگتا ہے اپنے دام کی  
 شل جاب ہے مجھے فرصت قیام کی  
 آزادی پر بھی خوشن بدلی غلام کی  
 حسرت ہے میرے ہاتھ کو کسکے سلام کی  
 چمکی خراب کرتی ہے مال حرام کی

اصلاح لئے آتے ہیں رنگین خیال لوگ  
 اس پر چلین گے مثل قلم پائے خوشحان  
 سر روتے محنت کا جو اس میکدہ میں آئے  
 بلبل قفس میں عرش کے اد پر دماغ ہے  
 صورت پذیر ہو حرکت بے خبر کی کیا  
 حجت ہے ہر مذہب عشق ایک ایک ان  
 اندر رہے پھر کتنا اسیران تارہ کا  
 نظارہ کرے غلام حسن و جمال کا  
 استاد دیکھتا ہوں گلستان میں سرور  
 ملتا ہوں متصل کف انوس روز و شب  
 مصنون کا جو رہتا ہے روبرو جہان میں

آتش کمال ہمدی دین کا ہے اشتیاق  
 آنکھوں کو آرزو ہے ظہور امام کی

مرد و نکی غنیمت تالون نے میرے حرام کی  
 قرآن کا سامنا تھا جو بکسر تمام کی  
 بھولی شوق دیار بدخشان کی شام کی  
 فکر سا کند ہے کبسم کے بام کی  
 صاحب سمجھ لین خود ہے یہ حرکت غلام کی  
 خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی  
 رفعت ہے آستانہ میں اس گھر کے بام کی  
 ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی  
 عمر دور و زہ ایک قبائین متام کی  
 پروا نہیں جہان میں کینہ و فسلام کی

فرقت کی شب میں گرمی ہے روز قیام کی  
 گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے  
 سُرخی بان ہو مسل سسی زیب یار پر  
 گھر سے خدا کے ملتے ہیں مصنون مجھے بند  
 اچھا سنیں ہے صورت عاشق سے بھاگنا  
 بلبل نوا پھر دک کے ڈکیا دے گا خون بہا  
 ہو نچادہ عرش پر جو در دل تلک گیا  
 پیش از سوال دون میں نکیرن کا جواب  
 باغ جہان میں گل کی قناعت ہے بجائے رشک  
 غلام دور ہیں مری خدمت کو غلام میں

<p>پہا ناحق کو چارہ مصوم کے طفیل          بیمارِ عشق ہوں مجھے جیسے جواب دے          موئے سیاہ ہو گئے دورِ زمین سفید          صرف نکلیں ہے لعلِ دِردِ بھی روزِ شب          پیدا نہ ہو گا دوسرا مجھسا شرابِ خواہ          بیماریِ فراق سے ہے تلخ ہو گئی          اندیشہ بہار سے رنگِ خزان ہے زرد</p>	<p>زمین سے رہنمائی ہوئی مسکوبام کی          کالون کو آرزو ہے اہل کے پیام کی          ثابت تھی پہنچی ہمیں اس رنگِ خام کی          حسرتِ ہمیں حقیق ہی کو تیرے نام کی          مٹی خراب ہوئی مرے بعد جام کی          شیرینیِ آب کی ٹکینی طعمِ کام کی          دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی</p>
--	---

آتشِ خدا کو اسلے موقوفِ فکرِ شعر  
 طاقتِ ہمیں دماغ کو نظمِ کلام کی

<p>شبِ فرقتِ مینِ یارِ جانی کی          منہ دکھاؤ بہت رہی تکرار          جس کو کہتے ہیں جو دھوین کا چاند          کس یار ہو گئی غائب          صورتِ مال پر ہمارے مہر          سیرِ نعمت سے دو جہان کی کیا          ہو گیا عشقِ حُسن سے ناگاہ          دلِ برشتہ ہوا جو شل کباب          لبِ جانِ بخش کے قریب وہ خط          گوشِ زد ہوتے ہی ہوئی دشمن          کھینچتے اس غزال کی صورت          جھکے بھلا کے مار سوتا ہے          رہ گیا شوقِ منزلِ مقصود          شلِ شبنم ہوں صاف دلِ قانع</p>	<p>درو پہلو نے مسرِ بان کی          ارنی اور لن ترانی کی          تیری تصویر ہے جوانی کی          سُن کے دھوم اپنی ناتوانی کی          داغ نے زخم نے نشانی کی          دے کے شبنم کو بوندِ بانی کی          پو پھتے کیا ہوا گمانی کی          مین نے ترکون کی مہمانی کی          شرح ہے متنِ زندگی کی          نیند تیری مری کمائی کی          چو کڑی بھولتی ہے مانی کی          عاشقی کی کہ پاسانی کی          یائے خفتہ نے سرگرائی کی          جھکدور یا ہے بوندِ بانی کی</p>
--	---

<p>برقی بجلی تو سرفراز کیا</p>	<p>ابراہیم مزار بانی کی</p>	<p>برقی بجلی تو سرفراز کیا</p>
<p>راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش</p>	<p>نہ رہی قدر زندگانی کی</p>	<p>راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش</p>
<p>بدلت رنگ نشہ نے اپنے خار سے توڑا طلسم جبر کو لوح مزار سے صوت ہزار کم ہنن صوتِ حمار سے کاٹن مین سرور کو جو بڑھے قبر بار سے مارا پڑا مین زخمی ابلق سوار سے عیاد مطلق ہے کین شکار سے مانند خشت سنگ تھی ہو شزار سے بھاگین گے دور شمع دل اپنے مزار سے ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے حیرت مین ہوں زمانہ کے نقش و نگار سے زخموں کی بھٹی مٹی ہے بھولونکے بار سے خالی یہ صید گاہ نہ ہو بے شکار سے مرنا نہیں قبول مہین انتظار سے مٹ جائے پہلے نام نشان مزار سے اس مطلع دو لکھت خزان و بہار سے رعیت ہنن مجھے خمر دافع دار سے ناوک فلن سوار ہو پیداخوار سے نکلانہ پائے یار حنا کے حصار سے دو دم ہوئے جو ایک ہوئے دو انقار سے دن اگر کھن قبول نہیں روزگار سے</p>	<p>واقف ہوئی خزان نہ ہماری بھال سے بعد فنا د سال ہوا ہم کو بار سے بے روئے یار کی نظر آتے ہیں غار سے توڑن وہ گل جو سونچ ہوئے نگار سے سر نہ کاچٹم یار کی دل کشتہ ہو گیا چاہے وہ جس طرح سے کرے کھنچ دل سیر افسردہ دل وہ ہوں ہماری قبر مہذب اُس جو خاک کے جہر سے تشبیہ ہی نہیں جولان مین ہے سند یہ کس رنگ ماہ کا خاموش دیکھتا ہوں گل و سرو کی بہار عشرت کہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ کوچ مین تیرے کشتیوں کا رہے جہوم اور دن سے کہے وعدہ دیدارِ حشر بعد فنا قبول نہیں ذکر نیک و بد بکھے تو بیخ و راحت بلبل ہے مدعا خدا و امارتوں سے ہوں ناقص پیش بیہودہ خاک اڑانے سے کیا مال اے صبا نکمن جو اندھون شہیدان کو دست رس کتنے ہیں میری اُس کی محبت سے مدعی رکھ دین برہنہ گوشت مین اہل جہان مجھے</p>	<p>واقف ہوئی خزان نہ ہماری بھال سے بعد فنا د سال ہوا ہم کو بار سے بے روئے یار کی نظر آتے ہیں غار سے توڑن وہ گل جو سونچ ہوئے نگار سے سر نہ کاچٹم یار کی دل کشتہ ہو گیا چاہے وہ جس طرح سے کرے کھنچ دل سیر افسردہ دل وہ ہوں ہماری قبر مہذب اُس جو خاک کے جہر سے تشبیہ ہی نہیں جولان مین ہے سند یہ کس رنگ ماہ کا خاموش دیکھتا ہوں گل و سرو کی بہار عشرت کہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ کوچ مین تیرے کشتیوں کا رہے جہوم اور دن سے کہے وعدہ دیدارِ حشر بعد فنا قبول نہیں ذکر نیک و بد بکھے تو بیخ و راحت بلبل ہے مدعا خدا و امارتوں سے ہوں ناقص پیش بیہودہ خاک اڑانے سے کیا مال اے صبا نکمن جو اندھون شہیدان کو دست رس کتنے ہیں میری اُس کی محبت سے مدعی رکھ دین برہنہ گوشت مین اہل جہان مجھے</p>

نیز نگ روزگار سے آتش عجب سنین  
بھلا اُتارے دزد خدادست یار سے

بہار آئی چھکاساتی شراب بچ پرور سے  
صفائے قلب کو حاصل کیا میں نے تقدیر سے  
نگاہ ناز کا سائل ہوں خوبان تم گر سے  
جدائی دل کو پیش آئی ہے کس پاکیزہ گوہر سے  
کیا ہے عشق پیدا اگر دش چشم فسون گر سے  
نہ خطایجائے سیرانا کوئی پھر جان کے ڈر سے  
لکھے ہین سیکڑوں یک سخت مصفون لب شیرین  
کمال عشق و حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل  
شگفتہ خاطر افسردہ کئے خالون کے بوسے نے  
پھنسا پاچا تھا ہے باغبان بلبل کو پھندہ بین  
صفت مرگان کی جنبش نے عبا خط کیا پیدا  
اکسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گھا  
خودیدار اک سنین اس کا ہزاروں اسکے گاہک ہین  
لے گادہ پری رد بھکومین دیوانہ ہوں جس کا  
جھائے مٹن کا جس کو گلہ ہے سخت نادان ہے  
فقس میں بھی بہار باغ سے حال حضور ہے  
خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبہ رومین  
عداوت بے شور دن کی صبر رہو نچا نہیں سکتی  
خدا نے حُسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب  
پر یزادوں کے کوچم میں ہوئے ہین گرد آلودہ  
ہوس بوسے کی خلاشت لب سے کوئی جاتی ہے

غزان کا غم بھلا دے بادہ گلگون کے سانوے  
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے  
قضا کے تیر کا شتاق ہوں تو کون کے لشکر سے  
قوی ہے رشتہ باریک اپنے جسم لاغر سے  
یہ کیفیت ہمیں حاصل ہوئی ہے دور ساغر سے  
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے  
گلہائے خامہ کو بھر بھر دیا ہے بن نے شکر سے  
صبا دو پھول اڑالائی تھی اکدن تیرے بستر سے  
دل بیمار کو صحت ہوئی بھون عنبر سے  
کمر بندھوائی ہے صبا کی بھولنی چادر سے  
ہمزاد کی بنیاد ہے تحریک لشکر سے  
قیامت ہوگی ہم پر گرمی غور شدہ مشر سے  
دل وحشی مرا بے قدر رہے چٹکی کوثر سے  
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچا ہے شکر سے  
سنین خالی کوئی شمشیر خود زبیری کے ہو ہر سے  
چین کی سیر کر لیتا ہوں دل کے صوبہ سے  
بھرا ہے کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے  
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے  
جو اُس کو باز سے ہے شوق تو مجھ کو کبوتر سے  
ہمارے پاؤں کو دھو دین گے آب و ہن کوثر سے  
کبھی نے شہد کو چھوڑا نہیں زبور کے ڈر سے

قیامت کی دل شتاق پر سیر گلستان نے | اکو کی بوٹا سا قد یاد آگیا مجھ کو منو بر سے

وہ نام دوست ہوں وہ دیکھا ہوں مات بھرا آتش  
چراغ گور اگر گل ہو گیا ہے باد صحر سے

وہی بتوں کی خوشخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے  
وہی نشوونما سبز ہے گو خربان پر  
تعلق ہے وہی تاحال ان زلفوں کے سودے سے  
وہی سر کا پٹکا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا  
دلچسپ عشق کے آئین وہی ہین کشورِ دل میں  
وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا  
نیازِ خادمانہ ہے وہی فضلِ الٰہی سے  
خفاق یار میں جس طرح سے مرتا تھا مرنا ہوں  
وہی سودائے کامل کا ہے مالم جو کہ سابق تھا  
جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانوں سے اپنے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش  
وہی دوست کی خبر داری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

عارف ہے وہ جو سن کا جو با جہان میں ہر  
پیری میں شغل ہے جو امانہ روزِ شب  
ہو تلبے گل کے سونگھے سے دونا گرفتہ دل  
پشت خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہوں فخرِ زن  
و کھلا رہی ہے دل کی سفاد جہاں کی سیر  
دیوانہ جو عشق سے ہوا دمِ نہیں  
پرِ داؤن کی طرح ہے جو صبح کشان  
اُس دلبر کے کوہِ مین آگے ہوا سے جلے

باہر سنیں جی پوچھ اسی کا دل میں ہے  
یوئے بہار آتی ہماری خزان میں ہے  
مجا بھی بد داغ کم اس بدستان میں ہے  
گرتا ہوں صرف تیر جو زور اس کلان میں ہے  
کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان میں ہے  
مخزنِ پری کا جلوہ ظلم جہان میں ہے  
روشن چراغِ بادہ جو مرغ کی رو کا نہیں ہے  
اتنی تو جان اب بھی تنِ ناتوا میں ہے

<p>دنیا سے کوچ کرنا ہے اک روز ہر دور چھ سکتا سرخسخت کا مطلب کوئی نہیں آئندہ روز ورنہ کی جلتی ہیں ٹھوکرین کشتے ہیں بلخ میں بھی تری تیغ ناز کے عاشق کے رنگ زرد دکھو تو ہنس پڑو مردم وہ کمر ہے نہ ہو دم وہ دہن گل لڑتے ہیں جوتے ہیں بلبل اسیر دام سرکش کی منہ پر ہے سبک پیش فلکسار سنبھل سے مال گل جوں میں یہ کیلے پچھتا دل میں خیال کیسے شکیں ہے بد بلا محنت سے ہے یہ خاک کا تیلانا ہوا</p>	<p>بانگ جس سے ٹوہی کاروان میں ہے معلوم کچھ نہیں کہ یہ خط کس زبان میں ہے جادو جو اپنا تھا اسی خواب گراں میں ہے بوسے شہید لالہ میں امداد و روان میں ہے ناشر اس میں بھی ہے وہ جو روضہ ان میں ہے کتے ہیں شاعران کے جو کچھ کچھ گمان میں ہے صیاد مستعد مرد باغبان میں ہے وہ ملک زمین کی کہان آسمان میں ہے کس سلسلہ میں تو ہے یہ کس غافل میں ہے یہ مرغ بیچ کے لئے سائب شیان میں ہے لور آکھ میں ہے اسکے تو مغر نغمہ ان میں ہے</p>
---	---

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی  
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان میں ہے

<p>طغی میں بھی شادی متوش رہی ہے ہاتھ آنا تعجب نہیں اس دشت پہری کا وہ گرم رو باد عشق جیون جیون دکھلاتے نہیں دانت وہ ہنسرین دکھلاتے جو حن کا عاشق جو مری طرح برہمن ہستی میں مری فکر سا باندھ کے اکثر آنکھوں کو رہے مد نظر شستری دل کعبہ میں بھی بت خانہ کی ٹکڑی نہ بھولا وہ دشت پہری ذکر کرتا ہے ہمارا گلابی نہیں زیبالب شیریں سے نکھالے</p>	<p>چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے جل جائے تو کیا دل غم خون کہ ہے دم سے جلتا ہے چراغ آج مرے نقش قدم سے چشمک زنی برن غضب ابر کرم سے زار کو دو تار طین زلف صنم سے مصفون کھربار کے لاتی ہے دم سے دلال خریدار لگا لاتے ہیں دم سے باد آگئی ابر و بجے محراب جہم سے کستی ہے صبا کے سلیمان کی قسم سے یہ شہد کو دفع نہ آمیزش سم سے</p>
--	---

<p>فرزند آدم کا ہے حواس کے شکم سے          فریادی بہن مرے بھی ترے ظلم و ستم سے          غامی کوئی لشکر نہیں دیکھا ہے علم سے          کاتب کوئی بہتر نہیں یا قوتِ رقم سے          کاٹنا ہو اسے سوکھ کے گلزار کے غم سے          کیفیت اٹھائی ہے بہت سائزِ جہ سے          وہ لوگ زیادہ ہوں جو جھکا جاتے ہیں کم سے          ابرو کی کچی نیز ہے توار کے غم سے</p>	<p>میراث سمجھتا ہے جو فردوس برین کو          اسے چرخِ نہیں مذہب ہی میلہ سے نالان          دیوانہ کو اطفالِ نگہ سے رہیں کو زلزلہ          ہو تا ہے خطِ پشت لب یار سے ظاہر          جانِ مخفی بلبل ہو بہار آئے خزان جائے          دیکھا ہے ناشائے جہان آنکھوں سے بیون          ایسا بھی کوئی دور ہو گردش سے ظلم کی          بر بھی سے سوا تو ہے اس مومے فرہین</p>
--	---

تا چند کرے گارم سوزِ دل آتش  
 رکھ داتھ نکلتا ہے دھواں مغزِ قلم سے

<p>شیخ کو یابیِ خوشی تیرے آواز ہے          دماغِ دل سے ربط ہے سوزِ جگر سے سنا ہے          روحِ بلبل کی نفس سے اکل پر داز ہے          نے گلو اپنا ہے نالہ شیر کی آواز ہے          کو سنا سودا نہیں سر کے لئے ناساز ہے          بے پردہ بالی میں بھی اپنی وہی پداز ہے          ہلہ زنجیرِ نوبتِ خانہ کی آواز ہے          ماشتِ تیرے کہ ہے رخِ دل جانناز ہے          گوش نے البتہ پردے سے سنی آواز ہے          گل سے گالوں پر نہیں یہ سبر کا آواز ہے          کاٹنا اپنی زبان کو دانت سے نواز ہے          شکم بچا دے جو تو اسکو تو اسے دل راز ہے          اس طرف سے ہے نیاز اور اس طرف سے ناز ہے</p>	<p>قاتلِ ماشتِ ہر اک اس ترک کا انداز ہے          گرم جوشی محبت کا وہی انداز ہے          خانہ سیاد کی ایسی ہوانا ساز ہے          مرد میدانِ وجد کرتے ہیں بوسے چین بھی          سونگھنا گیسوئے مشکین کا کرے گامِ فنا          اُڑتی پھرتی ہے ہماری خاک ہمارے صبا          بادشاہِ وقت ہے دیوانہ تیرا ہے پری          صید کا عشق سے مایوس بھرنے کا نہیں          صورتِ محبوب کو آنکھوں نے تو دیکھا نہیں          حُسن نے خطِ غلامی لکھ دیا ہے یار کو          انگلیاں کا لون میں دیتے ہیں وہ میرے ذکر سے          بے فکر نگِ فضلِ گل میں کیفیتِ نہیں          لیے جاتے ہیں ہم ان سے ہم سے ہیں بھاگتے</p>
---	---



<p>روے روشن کم یہ بیضاے موسیٰ سے بنین          باز سے ہیں شعورین مضمون چشم و لب شیک          محو رہتا ہوں میں یاد میں عالمگیر میں          دل کو رکھ دیتے ہیں یہ لکھ لکھ اندرون میں ہم          رمز کی تقریر ہم سے پیش جانے کی بنین          دھونڈنا تھا جوں اک حسین قافل نظر آئین          مرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچا بنین          فصل گل ہے شیش پیمانہ کا ہے دور دور</p>	<p>سامری وقت وہ چشم ضنون پر داز ہے          ایک صبح ہے ضنون اپنا لاکھ عجاز ہے          ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دماز ہے          اس نشانہ کو اڑا دے جو وہ تیر انداز ہے          بات اپنی بھی کنا یہ ہے جو اسے طناز ہے          صید کا وحش میں قحط شکار انداز ہے          تیز پر شاہین سے بھی اس کی نگہ کا باز ہے          خانقاہ میں بند ہیں بیخانہ کا در باز ہے</p>
--	---

نعل سے لب دُرسے دندان کے ہے مضمون بانہا  
 مرد شاعر تو بنیں آتش مرتع ساز ہے

<p>خون عمر جلے تیرے لب خندان سے          زلف سے پھٹکے نگہ ابھی رخ جانان سے          اکھڑ کر دشن چشم سیہ جانان سے          روز مولود سے ہے اصل حقیقت کا خیال          مثل گل بار کو خندان نہ کیا گریہ نے          حالت سے حرارت سے ہم پہونچی ہے          نیک طبیعت کو بدی کا نہیں مٹو جو من          وحشت آبا د جہان میں نیک آرام طلب          زہر برہ اور جہنم ہے مجھے بے محبوب          صحبت یار و رقیب آنکھیں بھر جاتی ہے          آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی          بہت ظرت کو نہ ہو رتبہ اعلیٰ حاصل          امن جا ہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ</p>	<p>برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے          لیگی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے          درہم اک خلق ہے برہم زدن خرگاہ سے          بوئے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے          تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے          سر کٹے پر نہ ٹپے پاؤں مرا میلان سے          انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا لہران سے          کب مسافر کو ملا چین وہ ویران سے          استراحت ہے زمان سے نہ تابستان سے          دافع ہوتا ہے مجھے لالہ زعفران سے          صاحب خانہ نظر آئے لیکن جہان سے          ایک نہ خانہ کو دیکھا نہ بلند اوان سے          ہاتھ آتا ہے کفن دزد کو کیا عریان سے</p>
--	--

<p>ہجر کو جو طغریٹوں کی اپنے آتش بار تک نامہ پہنچ جائے کسی جہان سے</p>		<p>انعام کو شادی ہے عہم بختہ کو ہے احسان سے گرم حق سے ہوں ایمن ستم دوران سے اسین ہوں وہ کہ مہربان گریبان سے بنین تبع قاتل سے اڑا ہوں سر شوریدہ مرا خطا نورس نے جگہ کی رنج رشک گل پر عشق آنکھوں کو ترازو کے بنائے پلے آسمان سے ہے توقع کے سرسبزی کی رج دنیا میں زیادہ ہے تو راحت کم ہے سجدہ آدم کو فرشتوں نے کیا خوب کیا شیخ کا فوری کی مہبت بنین کچھ مدفن پر نالہ کش جب سے ترے عین کو مطلوب ہوئے بخت خستہ کو جگا کر اُسے لو کر رکھوں کون سا لطف ترے روئے کانابی بن بنین</p>	
<p>شیرم اور نیستان ہے حصیر اسے آتش سلسلہ فقر کا ہے سہ مردان سے</p>		<p>انشت کو نفع ہے زمین کو سز رباران سے پائے کا ڈر بنین رہتا اثر باران سے وہ گریبان ہوں جسے قرب نہیں بیان سے جس طرح سے موت گوسے کو پوجاں سے آشنا سبزہ بیگانہ ہواستان سے عین انصاف طلب ہوئے اگر بنین سے ہوں وہ افتادہ زمین جو نہ اٹھے دھقان سے اصل کار و زہے کو تاہ شبہ حیران سے قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہے انسان سے دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے عشق گل ترک ہوا بلبل خوش ایمان سے خواب کار و کنا ممکن ہوا گرد بان سے رطب دیاس کوئی باہر بنین ہے قرآن سے</p>	
<p>کام آخر نہ ہوا اپنا صف مرتگان سے وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اسکو ترجمہ خندان سے تری تیج کے کچھ فرق بنین اگین ذخیرین ہین ہین روح ہوں یہ قالب ہے عبودیرین تافہی سے پھر تہا ہے خواب</p>		<p>حسرت تیرے جانے میں ترکستان سے ہمین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے عشق بلبل کا سبب ہے گل خندان سے ملک الموت چڑاؤے گا مجھے زندان سے دور سمجھا ہے جے ہے وہ فریب انسان سے</p>	

<p>وام کو دانہ کا مصلح کیا وہ حقان سے          مثل گردن ہے تری تیغ خنجر اس احسان سے          شمع کشتہ کو فرو زندہ کیا دامان سے          منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطان سے          حقان مجھ کو لالہ و ناز فرمان سے          بر جھینان بل لکین اسے ترک نہی مرگان سے          کبھی سنبیل سے الجھتا الجھتا کبھی بچان سے</p>	<p>قیمت مرغ گرفتار کی مانند رے بدی          ہیکر رکھتا ہے اُسے دوش پر لے قاتل تو          طوقہ گرمی مرے محبوب قبا پوش نے کی          مسائل صبر سکوت ہوں خدا سے شب روز          آتش و دود کا عالم نظر آیا ہے یا ر          خشکین آنچ و کھا کی جسے وہ قتل ہوا          باغ میں رلف خطا یار ہے یا و آجاتا</p>
--	--

گردن سخت ہے یا گردن پر کار آتش  
 پاؤں اٹھتا سنہن اس دائرہ دوران سے

<p>مرد ہوں ہوں میں اتنا عشق ہی نہیں ہے          لوح معنی ہے جو ہے بیت مری غالب ہے          جو کہ ہے خوب ہے اللہ کا عالم سب ہے          مرد و نغزہ جو ہمارا ہے تو مشکلی شب ہے          حسن عاکیر تری عشق مرا منصب ہے          وائے شیر نیتان کے لئے ایک تب ہے          اپنی بر جھائیں کی صورت سے بھی نفرت اب ہے          مثل گل بیرون یار کو غالب ہے          زلف زنجیر ہے ہر زندان مجھے کج غالب ہے          زریب ہے جو ذوق زریب ذوق غیب ہے          چاہ غشب ہے ذوق جہر و غشب ہے          تیغ معقود اسے ہر مرے مجھے مطلب ہے          میں وہ ذرہ ہوں کہ خورشید مر کو کب ہے          شمع و پروانہ کا جل جانے میں لگتے غیب ہے</p>	<p>ساغر صاف ہے حب علی مشرب ہے          سن انسان سے ہر اک غم میں یان مطلب ہے          سرو اولی ہے مری آنکھوں میں گل نسب ہے          ابلق یار کا بھرتا ہے خیال آنکھوں میں          تو امیر اسے بت سرکش تو یہ عاجز جو فقیر          مرد میدان کی حرارت ہے بجاعت کی دلیل          کج تنہائی میں آگے حقان ہوتا تھا          وصل کی شب بھی وہ کافر نہیں عیاں ہوتا          عشق نے حُسن کا دیوانہ کیا ہے مجھ کو          ایک سے ایک کو باتا ہوں میں یان بلاوت          حکمت حُسن ہو یا ہے رُسخ دلبر سے          ترک خود بخوار ہے باراد میں مسکین شاعر          جلوہ یار سے بان سینہ ہوا ہے روشن          عشق کامل ہے سبب حسن سے کونگی کا</p>
---	---

<p>موزون کا بھی ہے یہ خاک پست لاسودی شسواروں کو گراتا ہے پشت زین سے جیغ ہے سوزش دل کنواں لکھنے علاج دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سے مرغن عشق سے اک خلق خلا ہے رنجور کونسی شے ہے زمانہ میں نہیں جو اس میں حشر پر مدد دیدار نہ کر عاشق سے جسم کو جانتے ہیں صنعت دست قدرت مددے اذ سے مقدم ہے تری زلف بہار جگو لغزش نہ ہو ہر چند زمانہ ل جائے موج کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہوں</p>	<p>ذریہ پاؤں سرارہ سر عقرب ہے کس قدر ابلق ابام برا مرکب ہے بیشتر مردہ پسینے سے اترتی تب ہے مدد ماہر و محبت سے وفا مطلب ہے جلوہ سخن جہان سوز بھی فصلی تب ہے سیر کر دل ہی میں دنیا کا تاشب ہے کس کو معلوم ہے فزائے قیامت کب ہے صبح کو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امر رب ہے عید کے روز سے اول مدفن کی شب ہے قطب نارہ جسے کہتے ہیں مرا کوکب ہے گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہوں مرا قاب ہے</p>
--	--

زود فوت سے ڈھاتا ہے یہ گسلاؤ آتش

میں بھی شمشیر ملی ہوں جو عدو محرب ہے

<p>اے صنم جسے تجھے چاند سی صورت دی ہے تبیخ بے آب ہے نے بازوئے قاتل کمزور اس قدر کس لئے یہ جنگ جہل لے کر دون سانب کے کاٹنے کی لہریں ہیں شب روز آیتیں کوئی اکسیر غنی دل نہیں رکھتی ایسا آہ کا اپنے فقیہ نہیں کس رات جلا جسم کو زیر زمین بھی وہی پہونچا دے گا خزق یار میں رور کے بسر کرتا ہوں یاد محبوب فراموش نہوے اے دل گوش پیدا کئے سننے کو ترا ذکر جمال</p>	<p>اسی اللہ نے مجھ کو بھی محبت دی ہے کچھ گر ان جانی ہے کچھ موت نے فزوت دی ہے نہ نشان مجھ کو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے کاگل یار کے سوے نے اذیت دی ہے خاکساری نہیں دی ہے مجھے دولت دی ہے علی حب کی بہت ہم نے بھی دعوت دی ہے روح کو جس نے فلک سیر کی طاقت دی ہے رنگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے حسن نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے دیکھئے کو ترے آنکھوں میں نصارت دی ہے</p>
--	---

لطفِ دل سبکی عاشقِ شیدا کو نہ پوچھ | دو جہان سے اس اسیری نے ذہنت دی ہے

کمر مار کے مضمون کو بازھو آتش

زلفِ خوبان سی رسا لگو طبیعت دی ہے

یوسف کے ساتھ گدگد بھی اس پرہیز میں ہے  
شہدِ بہشت کا مزا اپنے سخن میں ہے  
زندہ نہ پرہیز میں نہ مردہ کفن میں ہے  
الماں ہے جو دانت تھارے دکھان میں ہے  
نودار دان گنبدِ چرخ کمن میں ہے  
عنبر میں ہے یہ بونہ تو مشکِ فتن میں ہے  
خوشِ حبشی کی یہ شاخ لگی جوہر میں ہے  
پردانہ اور سبغ ہنوز انجمن میں ہے  
آخر شناس کہتے ہیں سوج کمن میں ہے  
آئینہ آب جو کالنگا یا جن میں ہے  
سرخِ نینین سفیدی اگر یا صمن میں ہے  
آبِ حیات حسرت جاہِ ذفن میں ہے  
خوشِ وقتی ہے ذہبت کہہ برہمن میں ہے

غنن شقی بھی روح کے ہمراہ تن میں ہے  
حجت جو ایک دور کے شیریں دہن میں ہے  
دیوانہ تیرے دو وزن ہوئے اسے بہارِ جن  
عاشق کو زہرِ دیگے صاحب نہ پیس کر  
کیا طفلِ اشک کو مری رسوائی کا ہو پاس  
سو نگھے سے زلفِ یار کے سودیکا کیا مجب  
سر نہ لگا کے آنکھ وہ دکھلائیں تو کمان  
خالی زمانہ کو نہ سمجھ حسن و عشق سے  
زلغین مٹائیے رُخِ روشن سے مہربان  
دکھلائے گا بہار کو حُسن اپنا با عیان  
دھوکا نہ دے سکے گی مجھے رنگِ یار کا  
حسن و جمال کا ترے شمرہ ہے دور دور  
ابرہہ ہر اک صنم کا ہے رشکِ ہلالِ عید

فرقت میں دل جلاتا ہے توبہ وصال یار

اک آگ سی لگی ہوئی آتشِ بدین میں ہے

اُس زلف کی بوسہ لگے سوداگر تو یہ ہے  
پردار کو تر ہو جو عفتا ہے تو یہ ہے  
شمشاد و صوبہ بے بھی بالاہی تو یہ ہے  
غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا تو یہ ہے  
اندھے بھی کہیں گے کہ سچا ہے تو یہ ہے

نازہ ہوا بخ اپنا مٹا ہے تو یہ ہے  
تھنجی نہیں جلوائی مرے نامہ کسپر  
کچھ سرور کا رتبہ ہی نہیں قدسِ حق پرست  
مٹا جو نہیں یار تو ہم بھی نہیں ملتے  
اس نازِ معجزہ و حسن سے تیرے

عاشق کو جو اندیشہ دروہ ہے تو یہ ہے نظارہ کے قابل جو تماشہ ہے تو یہ ہے لاعل جو معنوں میں مٹا ہے تو یہ ہے کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہے تو یہ ہے عاشق کے لئے حاصل دنیا ہے تو یہ ہے سرکار جنوں کا جو سراپا ہے تو یہ ہے سے ہے تو یہ ہے اور جو مینا ہے تو یہ ہے ہنگامہ محشر کا سا فغاہ ہے تو یہ ہے	محشر کو بھی دیدار کا پردہ بچے یا ر بنیا ہوں جو آنکھیں تو فتح یار کو دیکھیں مصفون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے گم یاد مسم دل میں ہے کہ یاد آئی مستحق نے وہ خایہ غالی و شب ماہ دیوانے نہ کیوں کر غل و زنجیر پہنتے دل کے لئے ہے عشق تو مل عشق کی خاطر دیوانہ قدر کے کبھی نالوں کو تو سنبھلے
---	---

ثابت دہن یار و لیلوں سے کہ آتش  
محبت کی جو شاعر کے لئے جاہ ہے تو یہ ہے

پائے سمند اٹھا ہوا ہے رکاب سے بیچ ہے زیادہ نشہ زور ہے شراب سے مکمل وصال ذرہ نہ تھا آفتاب سے مردے نجات پاتے ہیں اپنے خراب سے پیدا کیا ہے ہم نے یہ عمل آفتاب سے خالی رہا نہیں کبھی دریا حباب سے دل ڈھنسا ہے گریہ چشم کباب سے بجلی گرا ہے نہ نگاہ عتاب سے باہر نہیں کتاب کا مطلب کتاب سے پرمان اٹھا کے لیکن میں فرش خواب سے رتہ میں اپنی خاک برابر ہے آب سے تلوار کھینچ منہ کو چھپا لے نقاب سے کچھ کم نہیں ہے خون شہیدان شہاب سے	ایذا میں بچ ہے تن خانہ خراب سے بہخود ہے یار دولت میں شباب سے افشان روئے یار وقوع محال ہے جاتا ہے جو تو گو غریبان کی سیر کو مصفون لب خیال رخ یار میں ملا نازدک خیال اب بھی ہیں ہو دلے فلک کھاتا نہیں ہوں اسکو میں کھاتا ہوں پنا گوشت برسائیں گی ہماری بھی آنکھیں ہو کاغذ سیر درون سے کہ حقیقت کھلی مجھے بیدار بخت ایسا میں دیوانہ ہوں سے اُس سے ہرے دخت ہوں اس سے ٹکٹنگل قاتل ہو کو دیکھ کے غرض آئے گا مجھے کیا سرن کر دیا مرے قاتل کا پیر میں
---	---

<p>شیشہ بھرا ہے ہم نے شفق گون فلرب سے مطمون مطلق صوفی ہے حال خراب سے</p>	<p>نیرنگ حسن یار کا دلین خیال ہے ناقصی اپنی کرتی ہے انسان کو ذلیل</p>
	<p>آتش وہ گنج حسن لے جگہ جا رہے ظاہر یہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے</p>
<p>یوسف چھپاے رکھتا تھا منہ کو نقاب سے طاؤس وجد کرتے ہیں ساقی عتاب سے اُس کو چھپایا اس کو نکالا نقاب سے نکلا ہے شیرہ بفل آفتاب سے آنکھوں نے قطعہ دام لئے ہیں دکاب سے مگر اکے پارہ پارہ ہو کشتی جاب سے چکر میں چرخ ہے قدر آفتاب سے دشت ہوئی ہے جگہ ہرن کے کباب سے اے ترک اپنی تیغ کو بھجوا گلاب سے خارج ہے سر زشت ہماری حساب سے تخیر قلب کرتے ہیں ہم نقش آب سے شیطان ہو منتقل عمل ناصواب سے تم ماضیوں کو قتل کر دے جاب سے خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے ٹیرے سوال رد ہوے بیدار جاب سے نفرت ہے جگہ صحبت برق وحاب سے</p>	<p>ظاہر ہو ابھین یہ بھارے جاب سے اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے یوسف میں اور یار میں اتنا ہی فرق ہے صیرت کی جا ہے خلاخ آفتاب سے اے شہسوار باؤن کا تیرے خیال ہے اُس بحر میں کھلاتی ہے غوطے قضا بجود ہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو یاد آگیا ہے بوسہ چشم سیاہ یار گلمائے زخم کے لئے خود بند ضرور ہے دلوئے روزِ حشر کو بوجھ نہ جائیں گے گوریہ سے اپنے اُس گلِ خندان کو آزار ہو دے اگر حقیقت آدم سے مطلع کتنے ہیں ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہن عمر دو روزہ ہو گئی اک حال پر بسر باؤن میں بند ہو گیا خازنِ بوج گو روتا ہے وہ تو ہنستی ہے بائیں کے حال پر</p>
	<p>آتش کو جن کے قتل کیا اُس نے اسلئے ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے</p>
<p>لب بام آگے کھڑے ہو نہ کھلے بلون سے</p>	<p>کوئی اچھا نہیں ہوتا ہے برسی چالون سے</p>

<p>نہ تو گورون سے محبت نہ مجھے کالون سے  سب چڑھی شیر نستان کو مرے نالون سے  تنگ آیا ہون میں اس قفسیہ کے دلالون سے  زور او بار چلے گا نہ خوش اقبالون سے  صف مرگان اُسے گھیر لے ہے بھالون سے  حال ان شکون کا کچھ پوچھیے رمالون سے  رتبہ زلفون کو نہیں مکر دیون کے جالون سے  کافرستان تو وہ رخ آگے ہی تھا خالون سے  سحق چون گے ادھر والے ادھر والون سے  آئینہ خالون میں کسرت رہی مثالون سے  بو جھنگر کا ہوئے ہن کف پا جھالون سے</p>	<p>رود و شب کس لئے رہتا ہوں الہی بناب  جوش و شست میں جو جنگ کی طرف جارنگلا  کوئی کچھ عشق کا کرتا ہے بیان کوئی کچھ  پیشتر صبح شب وصل سے ہم گذرین گے  ست ہاتھی ہے تری چشم یہ ست اسے یار  روئے خوابان سے ملے گا ہین بوسہ کہ نہیں  عارضی حُسن سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو  خط شب گون نے نخل کر عبث اندھیر کیا  دو جہان مشرکے دن ہو دین گے باہم موجود  دل حسینوں کے تصور سے بنایا خالی  کچھ تو ہلکا کرین خار رہ صحرائے جنون</p>
--	---

اُن کے بوسوں کی تمنا ہے ہون کو آتش  
آئینہ کسب صفا کرتے ہن جن گالون سے

<p>لبون پرانی مری جان اشتیاق سے ہے  اگر اہنا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے  یہ اتفاق بھی کچھ کم نہیں اتفاق سے ہے  عنیت اُس کو سمجھ حُسن اتفاق سے ہے  مشابہت بہت اسکو کیسی شاق سے ہے  یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے  گر درون ذرہ ہوا سیرِ اقلق سے ہے  کمال تنگ دل اب اس میں روق سے ہے  خوابی ہی خس و آتش کے اتفاق سے ہے  تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے</p>	<p>اُستار اُستار تارسانی جویشہ طاق سے ہے  جواب دون ترے نالہ کا کیا میں بے بلبل  نہ سوؤ ساغر مرے رکھکے درمیان کشمیر  مقام شکر ہے ایذا جو درِ عشق سے ہو  ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا  یہ وہ بلامین بے جان کے لئے جو ملے  جہاں چہرہ خورشید بھی ہے کیا نعمت  نظارہ کے لئے ہے فلا حسن و غیر ان  بہ پیچ بول کے تو شمع گل پر اسے بلبل  خدا کے واسطے کشتی سے کو لا ساقی</p>
---	--



<p>خوابان ترے ہر رنگ میں لے پا رہیں تھے  بیدار کی نفل میں سزاوار ہیں تھے  و مدہ تھا بہن سے لب بام آنے کا ہونا  کنکھی تری زلفوں کی بہن پر مہتری  نعت تھی ترے حسن کی حصہ میں تھے  سودا زوہ زلفوں کا نہ تھا اپنے سوا ایک  تو اور ہم لے دوست تھے بکمان دو قالب  بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی  بے ایسے پہلے تھی طبیعت نہ کسی سے  اک جنبش مرزاگان سے غم نہ تھا ہمیں کو  جب چاہتے تھے بیٹے تھے آغوش میں کو  ہم سیانہ کوئی چاہنے والا تھا محض ارا  برہم محبت نے تری ہم کو کیا تھا  دل بھڑک کر نہ کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا</p>	<p>پوسن تھا اگر تو تو خود بدار ہمیں تھے  تقصیر کسی کی جو گنگار ہمیں تھے  سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمیں تھے  آئینہ دکھانے کچھ ہر بار ہمیں تھے  تو کانِ ملاحظت تھا خیر بدار ہمیں تھے  آزاد دو عالم تھا اگر فنار ہمیں تھے  تھا خیر سوا اپنے جو تھا یا رہیں تھے  اک مستحق شربت دیوار ہمیں تھے  دسوز ہمیں تھے ترے غمخوار ہمیں تھے  دو زکس بیمار کے بیمار ہمیں تھے  مجبور سے رہ جاتے تھے غمخوار ہمیں تھے  مرتے تھے ہمیں جان سے بیزار ہمیں تھے  رسوائے سر کو چہرہ بازار ہمیں تھے  اک خاک میں ملے دم رضا رہیں تھے</p>
--	--

بھڑکانے سے انش کو جلائے لگے یا تو  
الطاف و عنایت کے سزاوار ہیں تھے

<p>گنگا یاے لب یار سے گویا ہووے  جتا یار کا در باب سعادت کئے  چھپ سکی بادِ سر سے نہ تری زلف کی بو  یار نے پردہ کیا ہم سے بہت خوب کیا  اُس بیابان میں پیادہ مجھے لائی ہے تصاف  تاف پر تیری ہو کیونکر نہ لگا ہوں کاہوم  دل نہیں داغ ہے جہیں نہیں کیفیتِ عشق</p>	<p>آنکھیں تلوؤں سے ملے کو روتو بیٹا ہووے  زہے دیوار ہا سایہ سے پیدا ہووے  مشک کا چور یقین ہے یہ کہ رسوا ہووے  حسن ہے وہ بھی کوئی جو کہ تماشہ ہووے  شہسواروں کی جہان گرد نہ پیدا ہووے  ہالہ بے ماہو ہو جاوے تماشا ہووے  جسم بے روح ہے بے بادہ جو مینا ہووے</p>
---	---

<p>کو دہڑا سین کوان ہو دے کہ در باہو دے کس طرح سے نہ زمانہ تو بالا ہو دے وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشہ فروا ہو دے روح کو جسم کے چھٹنے میں جو ایذا ہو دے درد سر نالہ ناقوس کلیسا ہو دے بچہ شاخہ ترے در کا ید بیضا ہو دے</p>	<p>آبرو چاہے اگر مسد کہ الفت میں روز و شب چرخ ہندو لہ کی طرح بھرتا ہے حشر کار روز گزر جائے لے حور و بہشت نفرت آنے میں جو کی تھی حوض اُس کا یہ سمجھ سیری تکبر کی آواز جو راہب سن پائے رودستی سے مجھے اس کی یہ یقین ہوتا ہے</p>
--	---

دل کو خوش رکھتی ہے نافرمانی کو عمر آتش  
کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہو دے

<p>سراٹ کے گرد بجے قاتل کے حوالے ہر قطرہ خون سوز درون سے ہر اک فکر یون دیتے ہیں وہ عاشق بے صبر کو دوسرے شمشیر بھراے ترک نہیں تیغ یہ تیری نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے نقاش ازل نے تری تصویر میں رکھے ہستی کی اسیری سے شر سے ہیں برباد سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی کچھ اور لب یار کی تعریف کروں کیا گردوغ زیا رہیں کیونکر نہ وہ زلفین صیاد چیں ہی میں کسے مرغ معین فرج پیغام اجل ہوتے ہیں اس عشق کے صدور دشمن سے سمجھتے ہیں ہم اُس دوست کو بدتر</p>	<p>ہمت مری کتنی ہے کہ احسان بلا لے جلاد کی تلوار بن پڑ جائیں گے چھالے جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے سیننی ہے مرے سر کی بلا کو جو بٹالے یوسف کی طرح تلو کو کوئی بیج نہ ڈالے اندا زرخ و زلف زمانہ سے نزالے چھوٹے تو ادھر پھر کہ نہیں دیکھنے والے پامال ہو جو راہ وہ منزل کی نکالے وہ لعل کہ دیکھے سے پڑیں جان کے لالے دو سائے حفاظت کو میں اک گنج کے بالے لبریز لموسے بھی درخون کے ہون تھالے بالا نفس سر دے اللہ نہ ڈالے مشتاق کو سمجھ انا دکھا کر جو چھپا لے</p>
--	---

مصنوع ہے تو سب رخسار کا آتش  
تاہو ہے اسے فکر کے سانچے میں جو ڈھالے

<p>آجے پاؤن کے کیا تو نے ہمارے توڑے          تو قن و خن مین نہ جاوے سون سے باقی رکھی          سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا          ست مجھ سا بھی کوئی نشہ کا ہو گا نہیں          شربت وصل ہے تنقیہ کی خاطر موجود          ختم دزدیدہ نگہ پر ہے تری طاری          آگیا کہ وہ بجز حُسن نظر جب ہم کو          عشق بے درد سے کر نیکو کہا تھا کس نے</p>	<p>خار و مہرے مجھ کو عرش کے تارے توڑے          غم و گل چین حسن کے سارے توڑے          پسینی بلا زیب انھوں نے جو آتارے توڑے          پی کے مے عام کے دانتوں سے کٹاے توڑے          حب ہجر آگے بدن کو نہ ہمارے توڑے          دل نہیں توڑے اجلا کے پٹاے توڑے          بوسہ لیکر لب شیرین کے چھوڑاے توڑے          سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے</p>
<p>کنج غزلت مین بچایا ہے خدا نے آتش          اب جو تم بان سے ہے پاؤن تمھارے توڑے</p>	
<p>پاؤن ہون نہرومہ کو کسی عدل و داد سے          سودا ہے سر کو زلف گرہ گیر بار کا          بزنہ نہ بھوڑے گی نگہ مشکین بار          پار اترن خاک بحر محبت کی کشیدیاں          شترہ تمھارے حُسن کا پہونچا ہے دودھ          زور آدمی پر اپنے نہ سرکش کو بہ عروہ          مر کر ملائی سرکشئی نفس خاک مین          عاشق کے حال سے نہیں مشوق بجز          دیوانہ ہونہ دیکھ کے دل حُسن عاشقی          اقد سے مراد دلی کا ہون بلتی          جو کچھ کہو نہیں خوب اسے جاننا ہر دو          بے درد و دروند کا احوال کھل گیا          ہنگامہ حسن و عشق کا یوں ہی رہیگا گرم</p>	<p>عالمی پیکتین ہے نفس مراد سے          دل بستگی ہے کا فر خوش اعتماد سے          نیکی کی چشم داشت نہیں بد نہاد سے          طوفان لوح رہتا ہے باد مراد سے          مکتوب مشوق آتے ہیں کسکس بلا سے          عاجز نہیں خدا کا غضب قوم عاد سے          کی جان کھو کے ہم نے فراغت جہاد سے          بندہ کو بھولتا نہیں اللہ یاد سے          اچھا نہیں ہے سالق بے اعتماد سے          سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے          دشمن ہزار بر کے میرے عباد سے          بیمار تندرست سے ناشاد و شاد سے          فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے</p>

<p>استناق ہم دگر بین دو دل اتحاد سے فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے</p>	<p>الوف یار مجھ سے مین شیدائے یار ہون خون جگر سے پرورش شعر ہم نے کی</p>
<p>دشمن جو ہو معین علیہ السلام کا آتش نہ کم سمجھ اسے ابن زیاد سے</p>	<p>یہ کس رشک سجا کا مکان ہے خدا پہنچان ہے عالم آشکارا</p>
<p>نہان ہے کج ویرانہ عیان ہے یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے قبائے گل میں گل بوٹا کمان ہے ہیشہ اپنی آہو نکادھوان ہے بنس غنچہ کی میرا آشیان ہے تقاعث بھی بہار بے نوزان ہے کمر میری ہے دست باغبان ہے خدا خوش رکھے تجکو تو جان ہے ہزاروں بت ہیں بان ہندوستان ہے کسی گرو کا غنچہ عطر دان ہے سفر میں روز و شب رنگ ان ہے گل و بلبل کے دریا دریاں ہے ہما کو مغز بادام استخوان ہے ذوق جاتان کا پارہ کائنات ہے مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے درشت الیٰ جنم کی زبان ہے</p>	<p>چین کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین انہی ایک دل کس کس کو دو نہیں یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے وطن میں اپنے اہل شوق کی طرح سحر ہووے کہیں شبنم کرے کو ج سعادت مند قسمت پر ہیں شاگرد دل بیتاب جو اس میں گرے ہیں جو جس کے ساتھ دل رہے ہیں تالان نہ کہ رنم و نکو مسرت سخت واعظ</p>
<p>قد محبوب کو شاعر کین سر د قیامت کا یہ آئے آتش نشان ہے</p>	<p></p>

<p>آتش تالہ بلب سے دھوان ہوتا ہے          دے گل کو رنج رنگین سے ترے کیا بندت          ظاہر بازی ایام ہے باطل سے ظلات          وعدہ شب نہ کرے سر لقا جھوٹ نہ بول          باتیں کرتا ہوں نگاہوں میں پر زیادہ سے          ابرو سے بار سے قوت ہے مرہ کو ساری          خزش گل پر وہ نزاکت سے نہیں سو سکتے          سخن کو دلخ گلو سے گی ہو سیر گلزار          صورت کعبہ دکھاتے ہیں جو طاق ابرو          حسرت انجام جہان گزران ہے فاعل          جذبہ دل سے الٹا ہے نقاب رخ یار          چشم تر عالم فیرنگ دکھاتی ہے مجھے          زبرد یوار جو چمکھرون تو حسد سے سیرے</p>	<p>سیر گلزار سے جھوکھقان ہوتا ہے          قد صنوبر کا یہ بو سا کمان ہوتا ہے          وا نہ ہوتا ہے حیان دام نہان ہوتا ہے          جلوہ کر رات کو خورشید کمان ہوتا ہے          دیدہ شوق سے بان کا زبان ہوتا ہے          تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہے          تن نازک میں رگ گل کا نشان ہوتا ہے          آپ پر حور ہشتی کا گمان ہوتا ہے          چاہ زمزم وہ زرخندان کا کوان ہوتا ہے          سخن رہتا نہیں گلزار خزان ہوتا ہے          پردہ خیب کا احوال حیان ہوتا ہے          برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے          سایہ سر سے دے پائوں روان ہوتا ہے</p>
--	---

جائے نامرد نہیں بزم میں اپنے آتش  
 مصرع تنج کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

<p>خدا محفوفا رکھے دل کو اسلحہ کا کل ہے          شراب سرخ کا سا غریبے ساقی لب جو پر          اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے محبت رکھ          پری لاتی ہے مندل کھسکے مجھ دیانے کی خاطر          اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی          جہن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے          خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا          ضرر پہونچاتی ہے مستحق کو مینابی عاشق</p>	<p>نہیں ممکن سلامت چھوٹا مودی کج کل ہے          جہن سر سبز ہے باران رحمت کے انفضل سے          ہوا ہے شمرہ آفاق لفظ طیب سبیل سے          جو سر میں درد ہوتا ہے کبھی زخمی کے گل سے          بنے گرداب دور دامن اشکونے تسلسل سے          طبیعت کو خفا کرتی ہے محبت خار کی گل سے          یقین ہے دولت کو نین حاصل ہو تو گل سے          پھٹے ہیں پردہ ہائے گوش گل فریاد بل سے</p>
--	---

آتش بیدار کیا گردش نے اس کے دور ساغر کا منقش کی طبعیت بار بن سامان عشرت نے شب سہ مین جو دیا کے کنارے جا کے رونا ہون قیامت میں بھی کوئی حال کو اُنکے پوچھے گا	تری آنکھوں نے کیفیت اٹھائی ساغر سے دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قفل سے گزر جاتی ہے کشتی مار کر ٹھوکر سپرل سے کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر قنائل سے
---	--

نایت مشت خاک آتش بیکس کو مسرت ہے  
کسی دامن تلک پہونچے صبا ترے تو سل ہے

بالائے بام فائدہ عالی جناب ہے دیکھے جو بے نقاب تجھے کس کو تاب ہے فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے زیر زمین بھی چین کی صورت نہیں کوئی بیدار آج جو دے تو فروئے عشرت کو فصل بہار کے خزان بار ہا ہونی دیوانگانِ حشر گرفتار حال ہیں تصویر بار دیکھی ہے فروئے حشر کو شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا دو رخ بہشت ہو اگر اس کو پہچوڑے بہلائے شراب دل کو کوئی گھڑی دور یمن ایک روز نہانے گیا تھا یا چندے میں پاک صحبت طاہرے ہونجس بیداری سے زیادہ چڑتا ہوں خواب میں خاطرہ اس کی توڑیے جام شراب سے حاصل پر آشکار ہو صورت سے حال دل ساتی لے گا باغ میں دیکھا ہے غلامین	منزل سے اپنی جلوہ نما آفتاب ہے خورشید تیرے آگے گل آفتاب ہے قامنی و مقرب کا کلیجہ کیا ہے آسودگانِ خاک کی مٹی خراب ہے حجاب اپنے نعت کا نہیں مردہ کا خواب ہے انگور میں ہنوز ہمارے شراب ہے تو اسے یسی اسیر طلسم حجاب ہے اتنا تو ہم کہیں گے دہن لا جواب ہے دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے ہریات اپنے دامن تر کا خواب ہے لہرار ہے سبزہ روان مجھے آب ہے اُس دن سے اب تک کھوین جان حباب ہے سرکہ نمک سے چار گھڑی میں شراب ہے آسودگی میں برق کا یا ان اضطراب ہے مہمان چند روزہ یہ عہد شباب ہے جین جین مرد دلیل عتاب ہے جنت ہے دستِ حور میں جام شراب ہے
---	--

گردن میں کچھ رنگو بہت ہے کتاب ہے	دور اکھینچا ہے کون سے قال کی تنہا پر
طلحے صین ہین سامنے سے اشک ایک دم	آتش ہمارا نشہ دیدار آب ہے
<p>درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے  ہر مہینے میں ہوا عید کا چاند ابرو سے  مصرع سر کیا بیت قدو لجو سے  کم ہنیں غوی میں کچھ ساق صنم زانو سے  بوسہ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے  مچھلیاں لپٹیں گی اسے یار ترے بازو سے  زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے  سنبھل بلغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیو سے  کچھ اشارت میں تو مژگان نے کہا ابرو سے  بوسے خون آتی ہے اس باغ میں آب جو سے  خم گردن کو میں تو ڈون گادم یاہو سے  دہن غنجہ کی بو گندہ بھل کی بو سے  شیر مست کو اندیشہ ہے اسل ہو سے  مرد ہون عشق میں رکھتا ہوں زن و شر و سے</p>	<p>تنگ دنیا کی غرابی میں ہوں نازک خو سے  ماہ نو دیکھ کے دیکھا کے ہم صورت یار  سیر گلشن میں ہوا یار برابر جو کھڑا  شعشع بیدو دیہ آئینہ بے رنگ ہے وہ  حسن کافر کو کیا ہم نے مطیع الاسلام  عسل کر لے ہمیں دریا میں نہلنے کو نہ جا  لب جان بخش سے ہے چشم منوں گر کاہول  جب قدر ہووے دراز اسکو صنم ہونے دے  ہنیں معلوم ان آنکھوں کا ارادہ کیا ہے  زخم خندان ہے بعینہ گل خندان ہر ایک  صورت جام بدو جگر کی شب گھبرا کر  سو نکھلے ٹٹھ کو ترے سو نکھا تو بدتر نکلی  دیکھ کر چشم سہ کو ترے کتے ہیں عرب  حور بکر فرے پاس آئیو اسے عذرائل</p>
رحم کرد واسطے امیر کے خاموش آتش	پردہ گوش طے نالہ آتش خو سے
<p>ہند میں میں ہوں پرستان میں طافانہ ہے  دام زلف مہربن ہے خلل شکنانہ ہے  آستانہ پر پرچی ہے بام پردیوانہ ہے  دل ہنیں پہلو میں اپنے آئینہ کا خانہ ہے</p>	<p>شرہ آفاق مجھ سا کون سا دیوانہ ہے  صید گاہ مرغ دل رضا رواں نہ ہے  حسن سے رہتا ہے اپنے عشق کال کا بلند  آہن رہتا ہے مغلے روئے جانان کا خیال</p>

<p>             بوسہ قیمت ہے لاج کی نظر بیجانہ ہے              آتشین رخسار مجرخل کا لادانہ ہے              نامہ بردن کو کبوترات کو پروانہ ہے              زلف و دود آہ کی آراستگی کا شانہ ہے              مطلع خورشید بہت ابرو جانا نہ ہے              آشناسے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے              حجت قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے              شہر میں جب تک ہے بمون گنج بدو پڑی              گل ہے اپنا یا ربوسف سبزہ بیگانہ ہے              خط مشکین حسن کی جاگیر کا پروانہ ہے              نفس ہے تلوار کا وصف ارہ کا دندانہ ہے           </p>	<p>             بیچنا ہون دل کو جو محبوب چاہے مول ہے              بھوئیں وہ آنکھیں نگاہ سے جو دیکھیں بچے              روز و شب اس شمع کو کھیتا ہون خط شوق              خار خار دل غنیمت جانتا ہون محنت میں              شمع لکھا چاہیے اس کی بیاض صبح پر              حالت آئینہ رکھتا ہے صفا سے دل مرا              قتل سے بچھ سخت جان کے نکلے قاتل ہنو              واسطے ہر شے کے دنیا میں مقررین محل              باغ عالم میں نہیں اس شمع سا کوئی حسین              اب نہیں اسے راہ جو بن کو ترے ہم ذوال              حال ہے جس کا اسی واسطے ہے خوشنما           </p>
---	--

یار کھینچے تیغ تبرے قتل کرنے کے لئے  
 سر جھکا آتش پہ جئے سجدہ شکرانہ ہے

<p>             رحمت بزرگ تو ہے گناہ عظیم سے              گلزار ابرو ہے ہین مضر نسیم سے              اک مشت چہرہ نہیں اس نسیم سے              خط سیہ اشارہ سمجھ لئے کلیم سے              آواز آستانہ تھی گوش کلیم سے              آتی ہے حور خواب میں باغ نسیم سے              پہرون ہی بدو بلغ رہے ہم نسیم سے              دو باتیں کہن نہ ایک صنم نے کلیم سے              کچھ مہم جھڑکے تھے ہمارے کلیم سے              بن دعوائی مندی باون میں دست کلیم سے           </p>	<p>             سائل نجات کا ہون خدا کے کریم سے              آئی تھی کس کے سنبھل حشر نسیم سے              حاضری مرغ دل جو در گوش یا لے              توشاہ حسن حسن ہے تیر فقیر یا لے              دل داد چہ سے ہون کہ مری جان کی              بیدار نعت ہون میں ہون مرے لئے              یاد آئی بوسے پیرین یار باغ میں              انشہ سے بھی آنکوز یادہ غور ہے              کشمیر و لوس لکے اگر دو شالہ بان              کھلو یا بھر کیلے سے کھائے ہوا سنبھل           </p>
---	--



<p>حسرت الم عیان ہے الف لام سیم سے  نکلے گی جان انکی عذاب الیم سے  شرمندہ ہوئے گل کے سنہین ہم نسیم سے  واقعہ نہ ہو کوئی مرے حال نسیم سے  کشتی سے دوا بڑا سید و بیم سے  گل کھا لیکو تو آپ ہی نہ لین ہم نسیم سے  یان طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے  قبر بن بھری ہوئی ہیں خدام ریم سے  قدر اس گہری گہری ہوتی ہے گوش نسیم سے  ہوا کر کو تو آگے کیا ہے نسیم سے  آنکھوں کو سینکنا ہوں میں نادر جمیم سے  ایکا کیا نہ عادی ہوئے ہمیر قدیم سے  خاف نسیم بہار خزان سے نسیم سے</p>	<p>خوش ہونہ دیکھ کر قہر زلف وہان یار  پھندے ہیں حشر کے سنہین جہا کہل پھندا  مہیا دے بہار سے پہلے کیا جلال  مر جاؤں پر نہ راز محبت ہو آشکار  اب کی بہار میں تو مجھے پار اتار دے  سائل ہیں آسمان سے سب نان کے کون کو  دنیا کو تھوکتے سنہین دیوانگان حشر  اک مشت استخوان ہے نہ اتنا غور کر  بید رہے حق جو بخند ان کوئی سنہین  الشہرے ہو اس لب بام قصر یار  دلخ عجم فراق کی کرتا ہوں ملین سیر  طفلی سے سامنا عجم و اندوہ کا رہا  بھر گل شگفتہ ہوتے ہیں تیرے ہی انجام</p>
---	--

شیشہ پر سی سے جان لے آتش بھرا ہوا  
خالی سمجھ نہ تم کو فلا طون حکیم سے

<p>سامنا آئینہ کا ہے عالم مثال سے  پہنی دجہمی ہوئی زلف پریشان حال سے  رکتی ہے بند و ق کی کوئی کہیں بھی مہال سے  کچھ خبر رہتی سنہین صوفی کو اپنے حال سے  مٹھ چھاوین سہرہ شکلیں فرعہ رمال سے  ہر گاہ ہے مطلع خورشید بیت المال سے  قدر کی ڈلیاں وہ لب میں خال لب میں خال سے  مرغ دربن مسید کرتا ہوں میں اپنے حال سے</p>	<p>آج تک واقف سنہین کوئی بہارے حال سے  پھنسکے اس میں مرغ جان چھوڑ گئے حال سے  سانے سینہ نہ کر اسے دل دہن کے حال سے  فتنہ وے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماع  مطلب دیدار کے خاطر جو پھنکواؤں اسے  جب جنا ہے روئے لولا انی پر نشان باندے  افشرے کا بوسہ بازی میں مجھے ملتا ہولناک  باندھا ہوں خیرین مضمون ملائی رنگ کے</p>
--	---

کار اعلیٰ کو کرے ادنیٰ وہی مقدر ہے ہاتھ ملکر یکساں ادا کر لے گئی تا تو ان ہر چند میں مجنون ہوں آنے دے بہار لکھو ہے فکر کفن پروانہ مردہ ہوں میں ماہ رو کیونکر کہیں تجکو نہ ہم صاحب کمال دل ابھتا ہے نہایت دیکھے ہوتا ہے کیا	دیکھے قیمت میں کم ہوتا ہے کسٹل سے ہوا نہ قیمت ہوا میرے پروں کی جھل سے لے جنوں زنجیر کوڑوں کا ترے اقبال سے شمع کشتہ ہوں مجھے کیا کام ہے غزال سے سینہ عارف نہو گا صاف ترے گل سے زلف بچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے
---	--

خستر تک ہو فے نہ وہ زلف سیاہ آتش سفید  
وہ دن جسے تشبیہ اپنے نامہ اعمال سے

خرام ناز میں شمشیر بڑا ان کی روانی ہے ہر ایک شعر اپنا معشوق کو پہنچا دیتی ہے وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہیں چاہا ترقی سخن کی کھینچنے نہیں دیتی شبیہ اُنکی خوش الحان ناکش مجھسا نہو گالغ عالم میں ہوا سے اڑ کے پہونچا اُس پری بیکر کے کچے میں مٹالے چار دن مجھ کو گیا جس روز رحمت میں تری فرقت میں اے یوسف غلیل قت میں عاشق خیال آیا ہے ہکو اندرون مضمون گیسو کا جسے دیکھا وہ ماہ چار وہ مطلوب ہے اُسکو فقر مست ہوں نعمت مری حاضر ہے جو چاہے نہیں بنے کاسوہ ہم سے اس بازار عالم میں لگے بھرتی ہے اُس کی ایک بیٹ بوانہ ہو دیگا	تری باپوش اے ترک شکر سیف خانی ہے دلیل اُسپر ہمارے نظم کا کات بیانی ہے یہ فردین جتنی ہیں اُن پر ہماری بھی نشانی ہے ادھر ہر ہزار عاجز ہے ادھر مجبور مانی ہے غذا میری دو نان گندم داو و غانی ہے وہ مجنون ہوں جسے تخت سلیمان نالوانی ہے کہان پیری وہی میں ہوں وہی میری جوانی ہے عزم و اندوہ و مان کی ہمیشہ میمانی ہے زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے عویز دل نہ ہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے کباب زر گسی ہے یا شراب ارغوانی ہے عداوت کی ہے ازبانی محبت کی گوانی ہے پری سمجھا ہے دل جبکو بلائے ناکھانی ہے
--	--

ستارہ آج کل چکا ہوا ہے اپنا آتش  
موافق ہے فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

<p>سلسل خواہ در جام و در آسانی ہے          فنون پرواز کی دولت سے یہ مجربانی ہے          مگر خبر ذرا لعل طلسم زندگانی ہے          دہن دہی کمر آفت جان کی گمانی ہے          مین ہون یعقوب کا ہم چشم و دامن گمانی ہے          یہ وہ سیلاب ہے جو فائدہ لینی کا بانی ہے          اسی بند ناصح ہے کہ پروان کی گمانی ہے          خطائیں محبوب کے خزانہ گن گمانی ہے          یہی دیرانہ ہے حسین کو گنج نہانی ہے          ہر حرکت کعبہ ادا عفتا یہ طاؤس جونی ہے</p>	<p>بہار باغ ایاے شراب ارغوانی ہے          سخن گوئی کا باعث عشق چشم یار جانی ہے          تجھے اے ترک زبیا دے صاحب قرانی ہے          کمرے ہاتھوں کو کس کا ہوس لے عاشق          فراق یا مین رد و کے آنکھوں کو مین کھوونگا          حذر کمر میرے گریہ سے نہ رولا آسمان نجو          نصیحت کرتے کرتے اُسے دیوانہ کیا مجھ کو          وہ کھڑا دیکھ کر بھولین گے اپنی کشت کو تھلن          نہ آوارہ ہو دسین و سوزندہ اُسے جو باہے قریب کا          قضیت سمیعین اس جتنی کو کلمہ سن ملامین ہے</p>
--	--

جو روتا ہوں تو کتنا ہے وہ ہنس کر مجھ سے اے ساقی  
 یہ کیا آزار ہے تجھ کو نہیں پیتا جو پانی ہے

<p>سفید ہووے باز آ سیاہ کاری ہے          بلند گرد نہ ہونے دی اشک باری سے          تنگ رہی ہے شراب ابرو نہ باری سے          سنون کا سورہ یوسف زبان قاری سے          وہ دلربا جو ملے گا تو جان نثاری سے          عجب نہیں یہ جنون کی بزرگاری سے          گھر میں آگ کے مول اپنی آبداری سے          جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری سے          رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے          ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے          ترے ڈو پٹے کی اتری ہوئی کناری سے</p>	<p>کہاں تک آنکھوں میں سُرخ قلب خواری سے          رہا نہ پیچھے مین گریان تری سواری سے          سب کو غنیمت ہے سمور و جام گل بسری سے          جمال دوست ہوں یلین کے بدلے دقت خیر          وصال شاہد مقصود ہو گا بعد فنا          مڑوڑوں کان کو مجنون کے مثل طفل شریر          دکھاؤ ہنسکے صفا اکدن اپنے دندان کی          قریب کو تری تلوار نیم جان رکھے          ہماری خاک سمجھنا اُسے ہمارے بعد          ترے دہان و کمر کا ہے دگر دروزبان          چمک رہی ہے بہت برق کو طاؤن گا</p>
---	--

قلم نے پائون نکالے ہین سرگزاری سے لنارہ کرتے ہو کیا امر اختیار می سے دماغ تازہ رہین نکت بہاری سے خیال خام ہے یہ سیری بخت کاری سے گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے	ننا سے سخن میں اسکو خدا روان رکھے سوال بوسہ پر انکار جبر کرنا ہے ہر اہجار ہے اسے باغبان ترا گلزار اکیلا پاکے نہیں چھوڑنے کا میں تم کو حقیقت چہن و ہر سے جو ہو آگاہ
--	--

دصال یار نہیں تو دصال کو رہی ہو جو کچھ کہہ جاتا ہو آتش ہو آہ وزاری سے	عاشق جان بازی گردن پراصاف کیجئے وصل کی شب حیش و حشرت کا پرمان کیجئے اپنی صورت دیکھنے سے ایک دن نصرت نہیں کلم نہیں خورشید سے دلخون میں روشنی راہ میں اکثر کونان ہوتے ہیں لوگ پ بھی لٹھ تو دکھاوے غلام ترا گلزار سے پیشتر یہ سہ دل صورت گیسو ہنو کار و سفید چھپکے آؤ آشکار امیر گھڑے تو کیا بلبل شیدائے نالوں سے یہ آتی ہے صدا اپنے کہنے سے اک لب تلخ تم پیتے نہیں یہ صدا ہے اس کے شائق کے گھر میں سے بلند
--	--

تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہیں آبی بہار بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اٹھ کر گریبان کیجئے	پیری سے مرافعہ گر حال ہوا ہے مقبول مرے قول سے قوال ہوا ہے آن ہاتھوں کی دولت سے کرا مال ہوا ہے
---	---

<p>التمہ اللہ بعد منت احوہر سے جب قتل کیا ہے کسی عاشق کو تو دان سے کس عقدہ کو اس زلف کے کھولائیں ہنہ کس سر کو مہین یار کی رفتار کا سودا بیار رہا برسوں ہی جیسی نقسوں میں جادے جو صبا کو چہ کیوں مین تو کتنا بوشک کی مہین ہے تو عنبر کی بھر اسین لڑا وانا ہے آجسین خرمیاد و کو تیرے ویدار ہے عام اہل نظر سے ہے اگر تو اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا</p>	<p>انکار تھا جس شے کا اب قبال ہوا ہے جلاد کی تلوار کو رومال ہوا ہے سلجھایا ہے الجھایا ہوا جو بال ہوا ہے سمرج وہ سمجھا ہے جو بال مال ہوا ہے پوچھا نہ کسی نے کبھی کیا حال ہوا ہے سودائیوں کا تیرے برا حال ہوا ہے کچھ زلف سے بھی طرہ تراخال ہوا ہے دلال تراقصیہ کا دلال ہو ا ہے دولت تیری خاطر سے جو کچھ مل ہوا ہے برسون مین یہ نامہ اعمال ہوا ہے</p>
--	--

جو ناز کرے یار سزا دار ہے عشق  
خوش و خوش اسلوب و خوش قبال ہوا ہے

<p>یہ کمانداری ہے دم تک عاشق و لبر کے واہو سے ہر گز نہ وہ عقدے جو تھے نقدیر کے بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار آشنا معنی سے بھی ہو جائیں گے صورت پرست ایک میرے قتل سے دو لطف اے قابل مجھے کھائے ہین دو چار گل و بان گل رخسار پر بوسہ لینا ہوں تو کتنا ہے ملاخیمہ مار کر گفتگو تو نے غرور جس سے اسے بت نہ گئی شہرہ ہے گیسوئے بچان کا تھارے ہر طرف جنش مزگان سے وہ خوشخوار کھیلے گا شکار اپنے دیوانہ کو صحرائے عدم پہونچا دیا</p>	<p>اس نشانہ کو اڑا کر پرکٹین گے نیر کے سسی کرتے کرتے تھن گھس گئے تدبیر کے نقشے ہوتے ہین مرید اس کا فریبے پیر کے دیکھ لین گے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے زنک دل تیرا سنا جو ہر کھلے شمشیر کے واغ چند اس عشق میں تھے اپنی بھی نقدیر کے دیکھے تعزیر اسے قابل جو ہو تعزیر کے رہے مشتاق گوش اپنے تری تعزیر کے فلانے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے صید کے نو دے لگا دین گے یہ دستے تیر کے چیر ڈالا ارہ سے مانگ اس پر ہی نے چیر کے</p>
--	--

ماشتون پر بسیر توڑے ہین دنیاں شیر کے	تج کل سے طن پر وہ نازنین نادان ہنین
ماشتن شہد امتحاری جاند سی قصہ پر کے	تھمتے کرتے ہین مثل کبک نالون کے حوین
دولت دنیا سے آتش ہے جب بھری نگاہ	
جس طرف آنکھ اٹھ گئی تو دے لے اکسیر کے	

سہل اس جوت کا کمال پنا ہے مشکل خالی	تج ابرو نہیں دی جانے کی ایدل خالی
کینہ سے رکتے ہین سینہ ترے مائل خالی	جو عزم چاہے سو کر یار نہ بد پرہوں کے
سر سے ہانک نہ رہے زخم سے سہل خالی	تج خوش آب سے تیری ہے توقع قاتل
کھینچ کر تیغ دل اپنا کرے قاتل خالی	کیا پیچھے کی طرح ہم سے بھرا بھرتا ہے
تیری درگاہ سے پھر نا نہیں سائل خالی	دیتی ہے شان کریمی اُسے حسبِ خواہ
روح همان اسے کرتی ہے بہ شکل خالی	نصرتن سا بھی نہ دچسپ کوئی گھر ہو گا
بوجھ ناتھ کو ہے لیلیٰ سے یہ عمل خالی	دل بیدرد سے رہتی ہے گراں خاطر و
ابر باران کی طرح رو کے کیا دل خالی	برق و ش بار کی فرقت میں ہے جب بقیاب
حُسن کے عشق سے کوئی نہیں منزل خالی	ہفت اقلیم ترا بھرتی ہے دم اسے محبوب
بیخودی رکھتی ہے مجھے مری منزل خالی	فرقت یارین جامہ سے ہون باہر رہتا
تھلیا تو تو ہوئی بار یہ محفل خالی	نیرے دم سے ہین بجا اپنے جو اس خمسہ
عقل سے جو تہا ہے فی الواقعی جاہل خالی	جنگ جو بار کا اصلاح پر آیا نہ مزاج
دل میں جا ہے تری اسے حور شائل خالی	کعبہ میں ہم کو ہے مقصود بہارِ فردوس
سر کو میرے نہ کرے شور عنادل خالی	دل کے بہلانے کو گلزار میں آنکھ بھون
شیخ رویوں سے رہیگی نہ یہ محفل خالی	روشنی حُسن کی رکھے گی زمانہ روشن
مال کھتی کو کیا کرتے ہین سائل خالی	جام میں قطرے لب نہ مرے چھوڑینگے

قیس و فراد سے دل دادہ ہزاروں آتش	
تیشہ بیکار رہے گا نہ سلاسل خالی	
یکے تیشہ کھینچا رنج و محن کیا چاہیے	جان شیریں کھو بیو اے کو کھن کیا چاہیے

<p>نیرے کشتوں کو نہیں پرواے رفت آخرت میں گداے حُسن ہوں صورت ہی میری ہے ہول دل جلا لینا کمین تیری طرح سے اے چرخ جامہ عریانی ہی سے تنگ میں دیوانہ ہوں تو تو سودا کی نہیں میری طرح سے زلف کی جان کھونے کے لئے لازم نہیں ہے عشق حُسن نبوری رہتی ہے چڑھی کچھ کم کو سودا و نہیں یہ اشارہ کرتی ہے عزت میں شمشیر قصا نکر رنگین ہم کو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار</p>	<p>ہو نہ ممکن تو شہیدوں کو کفن کیا جا ہے بہر عرض مدعا محکو دہن کیا جا ہے ہلکوا باین مزار وانجن کیا جا ہے بھاڑ کھا نیکو بدن کے پیر ہن کیا جا ہے دخل روغن میں تجھے اے باسن کیا جا ہے ڈوب مرنے کے لئے چاہ ذفن کیا جا ہے اس حسین پر گیسو کی سی شکن کیا جا ہے کھلے کنا جو جو کچھ اے بیوٹن کیا جا ہے مثل بلبل نالہ کرنے کو چن کیا جا ہے</p>
--	---

چوستانوں پائون اے آتش تو کتنا ہے دہت  
مرد مومن کو طریق برہن کیا جا ہے

<p>صورت سے اُسکی بہتر صورت نہیں ہے کوئی آئینہ کو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے یہ کیا سمجھ کے کر دے ہو تین آپ ہے میں نے کہا کبھی تو شریف لاؤ بولے ہم کیا کمین کسی سے کیا ہے طوق پنا دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر ہم شاعر دن کا حلقہ صلہ ہے عارفوں کا دیوانوں سے ہے اپنے یہ قول اُس پری کا ہنزدہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا تا زان نہ حُسن پر ہو نمان ہے چارونکا جان سے عزیز دل کو رکھتا ہوں ادنی ہوں</p>	<p>دیدار یاری بھی دولت نہیں ہے کوئی چودہ طبق سے باہر نعمت نہیں ہے کوئی ایسی دلیل ایسی حجت نہیں ہے کوئی پی جائے گا کسی کو شربت نہیں ہے کوئی سعد و در رکھے وقت فرصت نہیں ہے کوئی مذہب نہیں ہے کوئی ملت نہیں ہے کوئی حاضر جو کچھ ہے اس میں حجت نہیں ہے کوئی تا آشنا نے معنی صورت نہیں ہے کوئی نما کی و آتشی سے نسبت نہیں ہے کوئی تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہیں ہے کوئی بے اعتبار ایسی دولت نہیں ہے کوئی کیونکر کمون میں بکو حسرت نہیں ہے کوئی</p>
--	--

<p>یوں بد کہا کہ وہ بون مال کچھ نہ سمجھو میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہوں اس منہم کو ماد شاکمہ دمہ کرتا ہے ذکر تیرا</p>	<p>ہم سا بھی خیر خواہ دولت نہیں ہے کوئی جھکو بھی ایسی ویسی نہرت نہیں ہے کوئی اس دستان سے خالی محبت نہیں ہے کوئی</p>
<p>شہر بتان ہے آتش اللہ کو کرو یا د کس کو پکارتے ہو حضرت نہیں ہے کوئی</p>	
<p>یوسف نہ جس میں ہو کوئی ایسی دکان تھی ہنسوا سے جو کسی کو یہ وہ زعفران نہ تھی شیرین بون کی طرح سے انکی زبان تھی دم لینے والی راہ میں عمر روان نہ تھی ایسی کوئی کند کوئی نزد بان نہ تھی چلہ نہ ہونے سے جو وہ ابرو کمان نہ تھی یوسف کو چاہ میں خبر کاروان نہ تھی سواں روح تھی مجھے شب گلستان تھی کس کاروان کی گرد پس کاروان نہ تھی ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی مومن نہ تھا وہ جسکو ہوائے جہان نہ تھی گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی وہ کوئی نہ تھی بہار تھی جسکو حزان نہ تھی</p>	<p>بازار دہرین تری منزل کمان تھی زروی نے میرے رنگ کی جھکو لاد یا ظاہر سے خوب رو بون کو باطن غلات تھا منزل ہی دور ہے جو یہ پہونچے نہیں ہون و کھلائی سیر آنکھوں کو بام مراد کی توس قمرح سے ہم نے بھی تشبیہ دی اسے آگاہ جذب عشق زنجار سے تھا نہ حسن یاد آگئی جو سلک گم تیرے گوش کی رہ جانا پیچھے جیم کا جان سے عجب نہیں تافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا عاشق کے سر کے ساتھ ہے سوائے لکھے یار بانگ جس سے آگے ہر ایک کا قدم رہا افسوس کیا جوانی رفتہ کا پیچھے</p>
<p>تالون سے ایک دن نہ لے کر گوش یار آتش مگر تھارے دہن میں زبان نہ تھی</p>	
<p>یہ شاخ وہ بہین جو بارہم سنبھالے لکھ نہیں کہ دامن وہ بغیر سنبھالے منہم پر جو کھاتے ذکر ناہو وہ پیر سنبھالے</p>	<p>سخت جگر کو کبوتر مرغان تر سنبھالے دیوانہ جو کے کوئی بھاڑا کرے گریان تلوار کھینچ کر وہ خونخوار ہے یہ کہتا</p>



<p>امد نالواں کو دے طاقت نوا          لکھ میں آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا          اکرم نہ بھنے دیتی اُن کی تنک مزاجی          وہ نخل خشک ہوں میں اس گلشن ہمایین          اڑتے ہیں ہوش تیرے دیکھے سے اے پرورد          حرف درشت سکر میں کان دل دکھاتے          ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی          باہر کتر پلے میاں یا بھڑی بھڑی</p>	<p>ہیکل کا بوجھ اُنکی نازک کمر سنبھالے          بیٹھا رہے مسافر زخمت سفر سنبھالے          رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے          بھرتا ہے باغبان بھی مجھ پر تبر سنبھالے          ممکن نہیں جو اس حشمت نبشہ سنبھالے          اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے          لانا جواب خط کو اے نامہ بر سنبھالے          بے بال و پر نے تبر سنبھالے</p>
--	---

درد و فراق آتش تڑپا رہا ہے ہم کو  
 اک اتھو دل سنبھالے ہے اک جگر سنبھالے

<p>وہ کاوش غار غار عم کی ہم ہے گھبک بھولے          جسے دیکھا وہ دیوانہ ہے تیرا رخ عالم میں          جو دے تکلیف تیرا صحت رواں لکھا یا لکھی          کحد میں جا کے بزم دہر بھر بکھو نہ یاد آئی          فنون بدواں ہے شیریں زبانی میرے دہر کی          مزہ رکھتا نہیں ہے منہ ہم کا بجمع ہونا          نہیں اسباب دنیا کو ناکستی گردوں میں          کسی دن تو ہو اے یوسف لغاتازہ دماغ اپنا          اٹھا پڑہ دوئی کا شاہد توحید کے رخ سے          گل رخسارہ میاں سے جو عشق کامل ہو          تماشا گوشہ گیری دشت غربت کا دکھاتی ہے</p>	<p>تیری بنائش صورت دیکھ کر رخ و سخن بھولے          بربگ بوئے گل بھرتے ہیں مردم بیزن بھولے          کئے امدا کبریت پرستی برہمن بھولے          مزہ پایا یہ خلوت میں کہ لطف انجن بھولے          کلام امدا حافظ سُن کے اُس بت کا سخن بھولے          اسی تلخ کوئی کُنکے وہ شیریں دہن بھولے          وہ اٹھ کر پہننے خلعت کو جو بیٹھا جو کفن بھولے          کبھی تو راہ ادمر بھی تیری بوئے بیرہن بھولے          ہوئے ہم دم بخود ایسے کہ ساری ما دم بھولے          نقص میں آشیائے کی ہو امرغ جن بھولے          وطن میں ہوں مگر مجھ کو بہن باران وطن بھولے</p>
---	--

یہی امدا سے آتش دعا ہے مرد مومن ہوں  
 جو اس حشمت زائل ہوں جو یاد بختن بھولے

<p>صبح تک شام سے یا جو کے سوا بات نہ تھی تیری درگاہ میں کس روز سنا بات نہ تھی نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی چھوٹے سے منہ کی سزاوارہ بڑی بات تھی میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی تحفہ تر نکلت گل سے کوئی سوغات نہ تھی کون سی فصل تھی وہ جبین کہ برسات نہ تھی ظاہری یار سے ہر چند ملاقات نہ تھی دلربا سے تھی مری جان تری گات نہ تھی ناز مستوق تھا تو سن کی ترے لات نہ تھی پھرے سائل سے جو منہ کو وہ تری ذات تھی سو جھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی روذر دشن سے کم اسے ہر لغارت نہ تھی</p>	<p>دل کی اپنی ترے ذکر سے کس بات نہ تھی الٹا تجھے کب اسے قبلہ سجا بات نہ تھی اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے غنچہ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا میں اسے نیم سحری بہرا سیرا بن قفس جن دنون عشق رولانا تھا ہین صورت ابر کیا کہوں اُسکے جو مجھ پر کرم پہنان تھے جنے باندھے ہوئے گاتی تھے دیکھا پھر دکا خاک میں ملنے اسے شاہ سوار اہل نیاز لب کے بوسہ کا ہے اتکار تعیب اسے یار کمر یار تھی از بسکہ نہایت نازک جن دنون ہوتا تھا تو گھر بن عارے شبائش</p>
---	--

بے شور و ن نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش  
لنہ بخون کو لطفہ تھی تری بات نہ تھی

<p>یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کیلئے نئے جنون نے جامہ احرام کیلئے حاجت تصور کی نہیں الزام کیلئے سیخ جہن لی ہے ترے نام کیلئے آنا زہی میں روتے تھے انجام کیلئے اک دن شکست فاش ہے بادام کیلئے حاصل ہو چنگی مشہر خام کیلئے ہو گا سفید صبح ہے ہر شام کیلئے</p>	<p>لہاز داد اسے تجھ سے دلارام کیلئے دوخت میں کعبہ کو جو گیا کوئے بار سے عاشق ہوں ہر طرح سے گنگا جوں ترا کیا کیا بچے گی کیسا رٹے گی زبان اسے طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حلال وقت مرگ اچھا نہیں مقابلہ اس چشم شخص سے وہ تو نہال آئے اتنی مراد پر ہر چند اپنا نامہ عصیان سیاہ ہو</p>
--	--

<p>ہام داد و در مردین اتنا ہی فرق ہے          مثل کند اپنی رسائی ہوئی اگر          کیا چشم مست یار سے تشبیہ دیجئے          رکھو اے زلفین مارنے لاکھوں ہی مرغ دل          دل میں سوائے بار جگہ ہو نہ غیر کی          جاتا ہے بہر غسل جو اسے خوش و ملغ تو</p>	<p>وہ نان کیلئے مرے یہ نام کیلئے          اسے قصر بار بو سے لب بام کیلئے          کیفیت نگاہ بنین جام کے لئے          پیدا کئے ہیں کشکش و ام کیلئے          خلوت سرا سے خاص بنین عام کیلئے          جلنا ہے عود گرمی حمام کیلئے</p>
---	---

آتش جو جا ہے پائے توکل کی غلی  
 جو صبح کو ملے رہے شام کے لئے

<p>انسان کے پاس دست دھوے کلید ہے          جو ہر ہے آئینہ میں تو صورت کی دید ہے          مارا گیا جہاد میں جو وہ شہید ہے          حال سیاہ اس میں نگیں حدید ہے          عطار اپنے شہر کا ہر ایک فرید ہے          گوچر میں اس کے نقش قدم ناپید ہے          ہندی ملے چین میں تو لالہ شہید ہے          دنیا کا خواستگار جو ہے زن مرید ہے          مجھ زند کو شب رمضان روز عید ہے          پیر فلک کا لاکھوں ہی فتنہ مرید ہے          شاید قبائے یار کی قطع و برید ہے          اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے          زندانی چھوٹے ہیں تصدیق میں عید ہے          بولے حسین ان میں تو فوے یزید ہے          فید نماز ہے بنین قید رشید ہے</p>	<p>نفل در قبول نہ کھولے بید ہے          دل کو خیال بار نہ ہو دے بید ہے          نقصان جان بھی راہ خدا میں مفید ہے          انگشتی کا حلقہ ہے وہ نان حلقہ واد          فقر و فاقا کی بوہنیں کس کے دماغ میں          پاس ادب سے چلتے ہیں عشاق سبیل          آیا تو ہے وہ شوخ تماشائے باغ کو          یہ ترک کردہ ہے شہ مردان سبیر کی          انظار ی جامے سحری ساغر شراب          کس کس ستارے نے شب جبران دکھائی آنکھ          گل چاک چاک کر رہے ہیں اپنے پیر جن          صانع ہے وہ یہ صورتیں ہیں اسکی استغنی          ہر کو بھی قید غم سے جبرائیل گلو          لک چل نہ لکھو غم سے نسیم چین کی طرح          اسے بت اسیر عشق نکر زاہدن کو تو</p>
--	--

تجسین سچم اُسے جو یہ نفرن کرے مجھے  
انسان ان قریبوں سے آتش لبید ہے

جو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے  
یہ گوئے سعادت ہے وہ جو کانِ ظفر ہے  
میں سچم ان ہوں مجھے کیا اسکی خبر ہے  
دیدار کا سائل ہو جو یارائے نظر ہے  
پہنان یہ مسافر ہے حیاں گردِ سفر ہے  
چشمک زنی انجم کی تجھے مد نظر ہے  
میں زلف کی بزمِ ہم انہی کا اثر ہے  
ہستی میں تماشائے عدم مد نظر ہے  
دو قطرہ خون ہیں نہ تول ہے نہ جگر ہے  
خورشید سے بھی گرم مرار شک فر ہے  
اک نعرہ ہو میں دو جہان زبرد زور ہے  
حاضر لئے آئینہ خورشید سحر ہے

ہر چشم کو دیدار تیرا نظر ہے  
اُس خال اُس ابرو کی بہنِ خوب خبر ہے  
موی رگ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے  
بیکار بنائے نہیں آنکھوں کے پیالے  
غالب کی طرح روح دکھائی نہیں دیتی  
گردش ہے اشک سے تر ہے بہت فلک کو  
سو گئے جو اُسے سانپ کے سونگھے کاہِ عالم  
دید کر یار کی مشتاق ہیں آنکھیں  
یہ صدے اٹھائے ہیں جلدی میں بیکسی  
شبنم کو رولا کر وہ ہنسا ہے گلون کو  
گفت ہے کوئی ذکرِ فقیرانہ ہمارا  
گھول آنکھ کو اٹھ خواب سے بیدار و فافل

کس گل کے ہوا خوا ہو میں ہے آتشِ مسکین  
کس لور کے بکے کے لئے خاکِ بسر ہے

یا توں چیلانے کو ہاتھ لے زمین تھوڑی سی  
کن حسین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی  
بادشاہوں کے لئے چین چین تھوڑی سی  
آپ شیرین میں ہے نانِ نگین تھوڑی سی  
کسکے چہرے میں ہے یان چین چین تھوڑی سی  
اپنی قسمت کی بھی ہے نانِ جوین تھوڑی سی  
آبر و تیری ہے اُسے دُرائین تھوڑی سی

ہمسایہ مر کے راحت ہو کمین تھوڑی سی  
خوب کچھ دل شیدا کو ہے اندوہ دلال  
جو کج حیرت ہے چینوں سے بچی ہے کیونکر  
عنایتِ فقر ہے موجود جسے رنجت ہو  
کوئی گل نہیں گلزارِ جہان میں مغرور  
میسازن ہیں ہر اس خوانِ فلک کے ہم بھی  
ہر گز ان دانتوں سے کرنا نہ صفا کا دھوی

<p>عفو ہو جائیں گے ہر جہنم لاکھوں ہولناک چار دن اپنے مجنون سے محبت کرنے اے جنوں تنگ نہ ہو دوست کو زمین کو دیکھ چندر پران بھی گردن مثل سلیمان شفیق سیمان ہوں میں جگہ دین مجھے کلیت کرین آگوش زد ہو وہ کہ جو دم و گمان میں بھی نہ ہو توبہ کرنی ہے گناہوں سے تو کر لے غل مرگت المہر ہے اک جہنم زدن کا وقفہ</p>	<p>یہ خطا ہے تری رحمت کے فرین تھوڑی سی لذت محنت بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی بیمیں تھوڑی سی جگہ ہے نہ بین تھوڑی سی یہ قلم و بھی رہے زیر زمین تھوڑی سی اُسکے صحاب میسار اور ہمیں تھوڑی سی سُنین اپنی بھی جو ارباب عقین تھوڑی سی ور نہ فرصت ہے دم باز پسین تھوڑی سی اکرین ہوتی یہ زابات نشین تھوڑی سی</p>
<p>فلک زلین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش ریح سکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی</p>	<p>روح غالب میں ہے دور و زو کھلائی مشر احمد صبا مصر سے کنعان آئی اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی، شانہ کے حصہ میں وہ زلف بریشائی کی جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی، شبنم اس باغ میں جب آئی تو گریان آئی فارغ البال ہوا میں نب ہجران آئی جیل بسی صبح وطن شام عربان آئی اس بلا میں پھینسا شامت انسان کی</p>
<p>موت کو سمجھے نہ ہیں گبر و مسلمان آئی بوتے یسوع سے ہوا تازہ دماغ یعقوب اہم سے دیوانے بھی ہو دین گے پر کیے سائل اکٹہ نے رنج انور پر اجا را باندھا یہ صفات میں کہاں کتم عدم سے باہر ڈھونڈیں اپنے لئے مستحق کوئی گرا کریم کاشن دہر بھی ہے کوئی سرا سے ماتم چو گنہ و مل میں سر زد ہوئے تھے عفو ہوئے خط کا آغاز ہوا اُس رنج نورانی پر سر شوریدہ کو اُس زلف کا سودا نہیں خرید</p>	<p>روح غالب میں ہے دور و زو کھلائی مشر احمد صبا مصر سے کنعان آئی اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی، شانہ کے حصہ میں وہ زلف بریشائی کی جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی، شبنم اس باغ میں جب آئی تو گریان آئی فارغ البال ہوا میں نب ہجران آئی جیل بسی صبح وطن شام عربان آئی اس بلا میں پھینسا شامت انسان کی</p>
<p>عشق بلب میں اتر ہے تو نفس میں آتش وئے گل بیچاند کے دیوار گلستان آئی</p>	<p>عشق بلب میں اتر ہے تو نفس میں آتش وئے گل بیچاند کے دیوار گلستان آئی</p>
<p>باد بان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی</p>	<p>لشتی نے سے موافق ہے ہوا برسات کی</p>

سائے کیفیت کے جلتی ہے ہوا برسات کی  
سیکڑے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی  
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی  
بے کئے کشنی نہیں رہتی خدا برسات کی  
ماگنی اس دہقان پسرنے جو دعا بہات کی  
پرنگا دے گی بطنے کو ہوا برسات کی  
چاندنی نکری ہے خوب لے لقا برسات کی  
دختر رز ہے ہماری آشا برسات کی  
گر میوں میں چلنے لگتی ہے ہوا برسات کی  
خوف بد بھنی کار لکھتی ہے خدا برسات کی  
ابتدا جا دے کی ہے اور انتہا برسات کی  
سوزش دل سے نہیں گرمی سوا برسات کی  
دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی  
ہم نے بے ساقی کے رو رو کر جلا برسات کی

جھومتی آتی ہے ستانہ گھٹا برسات کی  
سبزہ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل،  
ویدہ تر سے ہمارے ہو گیا ہے سانا،  
پتھر مرجان بنیں گے تیرے ہاتھ بے جھن  
روئے روئے عاشق شیدا ہزاروں مر گئے  
ہڑکے ٹپکا دے گی مجھ مخمور کے منہ میں غلب  
عسل کر گئے تجھ کو بھی لازم ہے تبدیل لباس  
ابرمین بے نشہ کے اکدم رہا جاتا نہیں  
حسرت ساقی میں روتا ہوں جو میں دل کھول کر  
خیم بہت کھلوانہ مجھ گریبان کو تو اسے چہر بار  
نے ندینا مجھ کو بیدردی ہے اب تو ساقیا  
ساتھ دے گی کیا مرا، روئین سادوں کی ٹھہری  
پیکے مے دستار لالہ کی اچھا لاجا ہے  
کینے کا برابر ان میں ہوا دل کو جو درد

روئے روئے مر گیا اک برقی دیش کی یاد میں  
قسمت آتش میں لکھی تھی قصا برسات کی

قطب کو جنبش نہیں ہے آسمان گردش میں ہے  
روز و شب عام مہ و خورشید ان گردش میں ہے  
چشم خزان بار کی مثل فسان گردش میں ہے  
سیکڑ دن گرداب اسکے دربان گردش میں ہے  
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش میں ہے  
صفہ ہستی میں وہ پرکار سان گردش میں ہے  
نکست میں یہ زمین وہ آسمان گردش میں ہے

عم نہیں ثابت قدم کو گویا گردش میں ہے  
حیف ہے بے نشہ اس بیخانہ میں انسان رہے  
تیغ ابرو جعفر رجا ہے برش پیدا کرے  
پار اترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی  
گرد پھر نیچا ترے سودا ہوا ہے ہم کو بار  
دائرہ میں حش کے جس نے کہ مارا ہے قدم  
خال چشم بار کی تعریف ہو سکتی نہیں

جب تو میں تیرا نجم کی طرح اسے ماہ حسن | دژہ دژہ ہو کے خاک عاشقان گردش میں

گنبد گردون سے نکل کر ص طرح سے ہو سکے  
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش میں ہے

ما سوا تیرے نہیں رہنے کا کچھ باقی  
موجودانی کی ہے پیری میں تما باقی  
دل کو اک سر سے قد کی ہے تما باقی  
دیکھ لین ہے جو قیامت کا تما باقی  
تنگ غنچہ سے دہن کو کہ ہے اُس گرو کا  
رض کرتے ہیں جو بسمل تو یہ کتنا ہے وہ گرو کا  
جہان پر بن گئی دم گنتے لگا میں شب ہجر  
ساقیا گردش ساعین تامل کیا ہے  
میری تعظیم نے مجلس سے نکالا جگہ  
عشق کی شرط ادا کرتے ہیں انشا اللہ  
آخر کار ہے میلے سے جہان کے چلتا  
کون دارفتہ ترے گیسوئے بیجاں کلین  
فرقت یارین مردہ سا پڑا رہتا ہوں  
ٹھوکر بن مار کے مرد و نکو ہے زندہ کرتا  
یار سے کیوں یہ پیغام زبانی قاصد  
دہن یار کا مقصود بھی کوئی بانہو نہیں  
گرمیاں میں جو ہی آہ شرافشان کی  
فرقت یار مبدل نہیں صلت سے ہوئی  
قامت یار سے کس دن ہو قیامت یحییٰ  
صبح تک وصل کی شب شام سے جان کھا

جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الہ باقی  
موسم گل کے گئے بد بھی ہے سودا باقی  
روح کو ہے جو ہوس عالم بالا باقی  
ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی  
پھر بھی ہے بوسہ عاشق کیلئے جا باقی  
جلس آخر ہوئی لیکن ہے تما شا باقی  
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تار ابا باقی  
خم و خم خانہ ہے باقی بے دینا باقی  
اٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی  
کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی  
سیر کرتا نہ رہے کوئی تما شا باقی  
کس کو سودا نہیں یہ سلسلہ ہے تا باقی  
روح قالب میں نہیں جہم ہے تما باقی  
میرے بوسے سے ہے عجا ربی باقی  
کچھ نہیں باد تری یاد ہے الہ باقی  
مرد شاعر ہوں نہ بجائے تما باقی  
نہیں رہنے کا مرے یار کے پردا باقی  
تیرا ہے در مقصود کا دریا باقی  
آج تک تو ہے وہی وعدہ فردا باقی  
نرا پیر ہیں یار کا پردا باقی

<p>نفس چنکی ہے روح کو اہل باقی          نہ رہی دل میں مرے حسرت و نیا باقی          نام باقی نہیں گویا کہ ہے عنقا باقی          گورین جا کے جلا ہوئے کو احضا باقی          سر سنبل میں بھی نہ تفت کا سودا باقی          ویکھ لگا کوئی ہو دے گا جو مینا باقی          صبح ہو گی نہ رہے گی شب یلدا باقی</p>	<p>شکل نزع بھی آسان ہوئی جانی ہے          اس قدر سینہ غم عشق سے سمور ہوا          دہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے          گمراہ ایسا مجھے قائل نے کیا ہے کہ نہیں          دل میں لالہ ہی کے دغ مرغ بیدار غمین          محفل آباد ہے کھم پر سے نقاب لٹو تو          چھیر بیٹھ جو ہم افسانہ کیسویں دراز</p>
--	---

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا  
 مسکرت ہو دے مری بعد فنا یا باقی

<p>جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے          ریش پیچہ مڑا کیسو نظر آیا مجھے          سرو باغی قدے بازو نظر آیا مجھے          بھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے          جب کوئی نشہ کنار جو نظر آیا مجھے          یوسف اس بازار میں ہر سو نظر آیا مجھے          گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے          ماہ تابان کا سہ زانو نظر آیا مجھے          رنگ اڑا ایسا گل شبو نظر آیا مجھے          سو گیا تو خواب میں ہندو نظر آیا مجھے          بے طرح سمجھا اگر بھر تو نظر آیا مجھے          لالہ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے          گل بھی آوارہ بہ رنگ بظن نظر آیا مجھے          کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے</p>	<p>کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے          حُسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے          رو سے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے          راز دل افشا نہ ہوا سے دل کئے نکلتا تھا          تیری تلوار اس کو سمجھا میں سے مشتاق غم          دیدہ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف          دل شب فرقت رہا سینہ میں مرے کی طرح          لکھنجان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا          سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز          خال مشکین کا ترے جس لانا افسانہ سنا          اسے فراق اب حمد و دل دلتی ہے بار سے          جب ترے روئے تھا تار لودہ سے نشینی          تو وہ گل ہے باغ عالم میں کہ جسکے واسطے          حایوں کی طرح سے میں نے کیا اس کا طواف</p>
--	--



<p>دامین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے دست دیا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے قطعہ استاد جاوے اور د نظر آیا مجھے سامری تا وقت جاوے اور د نظر آیا مجھے شاہ باز حسن بے بازو نظر آیا مجھے اے پری دُورِ نخت میں مو نظر آیا مجھے طرہ سنبل پر بھی وہ گیسو نظر آیا مجھے جب ترابے استین بازو نظر آیا مجھے</p>	<p>تو نے دکھلائی صنم ہر حق کی جالی سے جو کچھ وصل کی شب کرد یا بیکار و عجب حسن نے مہر کی وصلی سے تھا وہ صفہ رو بیکہات چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے تو نے زلفوں کو کچھ پڑنے سے منکروا لیا ہوا تیرے دندان میں دکھائی دی جوی کی لکیر منکھ عنبر کی بھی جو چین نکلنے کے ساتھ ہے بے نصنع اُس کو سمجھا میں نے تیغ بے نیا</p>
---	---

یاد کر اس گل کو آتش مثل صنم رو دیا  
ہر بہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

<p>سنتا سنیں وہ عجب غم و فراق ایسی پھر کھل نہ سکے باندھے کس کو کمر ایسی پنبہ سے بھی گرمی نہیں کرتا شراب ایسی دیکھی نہیں البتہ سنی ہے کمر ایسی چھٹی ہی نہیں پائی ہے گرد سفر ایسی مشہوریت ہوئی ہے جھوٹی خبر ایسی وہ شام کمان ہے جو دکھائے سحر ایسی پیدا تو کرے قدر و شرافت گھر ایسی نمشیر قفار و کینہ ہے سپر ایسی اے کاش رسا ہوتی یہ عقل شہر ایسی بور کھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی وہ جو ہری ہے جس کو خدا دے نظر ایسی آتش کو آئی ہے طبیعت کو ہر ایسی</p>	<p>کیا کہے کہے سوزشِ دل و جگر ایسی کوشش کا ارادہ ہے رہ مہر و فاقہ پیری میں جلتا ہے جوں دماغ جوانی ہاؤنگ ہے رگ گل سے فروں بال سے ایک مشکل ہوئی ہے روح کو قالب سے جدائی کیونکر نہ مرا متعمر ہو عالم کی زبان زد بیلارہونِ مخم و کچھ کے اُس مہر لقا کا ہو دے نہ صفا میں ترے دانتوں کے متبادل کیا سینہ اُس ابرو سے بجا سکتا ہے دلو زلفوں کی طرح تاکہ مریا رہو پختی محبوب نہیں بلوغ جہان میں کوئی تجھ سے تیرے لبِ یلین کا نہیں سہل پر کھنا دنیا کی نہ ہے فکر نہ عجبے کا تردد</p>
---	--

<p>فی الواقعی مقام سجا بلند ہے اقبال ساغر و حسم و مینا بلند ہے گردن وہ ہے جو ہر تماشا بلند ہے سُمنوں کے سر سے آتش سودا بلند ہے دلغ جگر سے لالہ کے شعلہ بلند ہے گردن مثال گردن مینا بلند ہے کیا اندون رُصل کا ستارا بلند ہے مُرخ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے کبے سے کیا شرن جو کلیسا بلند ہے باشت بھڑمین سے جو پوتا بلند ہے شعلہ ثرے سے تابہ ثریا بلند ہے فرمان کے خط سے منزل طغر بلند ہے ہر ایک جاب محل سیلا بلند ہے اپنی نظر میں طور سے شعلہ بلند ہے</p>	<p>جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے مرد ہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہے پہوانے جلتے ہیں تری برقی جال سے بیدار غ ہونے سے رنج رنگین یار کے وہ ساغر شراب ہیں و چشم مست یار خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ طوفان نوح ہے مرے انگوٹے ہوش سے افضل نہ ہو گا پردہ کے تہہ سے رو باغ بارغ جہان میں فتنہ رومشتر سے کم نہیں دل کا مرے بھار نکالا ہے آہ نے سبزہ سے روئے یار کے پورا فو کو فو بھر جہان میں حالت مجنون بنا کیے پوشاک سُرخ پہنے ہیں وہ بام پر کھڑے</p>
<p>آتش یہ جان لے جو سر موسفید ہو شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے</p>	
<p>ساقیا کیجو میرے بھی برا بہ کڑے اُڑتے پھرتے ہیں گریبان کے ہوا پر کڑے استخوانوں کے مرے وہ ہون برا بہ کڑے ہوتے ہیں اطلس و کجواب و شجر کڑے ہاتھ آئے ہیں مجھے شیشے کے اکثر کڑے خشک کر کے انھیں کھاؤں جو ملین تڑکڑے ہم بھی دیکھیں تو ہمیں کرتے ہو کیونکر کڑے</p>	<p>مجھ سے سستی میں جو ہوں شیشہ سا کڑے موسم گل ہے جنون خیز بہار گل ہے مستی اس کا ہا بھی ہے سگ یار بھی ہے مجھ گدا کو جو ہے گدڑی میں تکیہ منظور دل صد بارہ کو ڈھونڈا ہے جاس کچھ میں نمٹ فخر سے مخلوط ہوا ہوں ایسا تری توار کی برش کا ہے شہرہ قاتل</p>

<p>آئینہ دل کا ہے پہلو میں بہتر ٹکڑے بد داعی جو یہی ہے تو ہوا سر ٹکڑے بانٹ کھاتا ہوں جو ہوتے ہیں میسر ٹکڑے برزے خط ہوتا ہے بازو کے کوڑے کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ٹکڑے دست قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ٹکڑے یہ گدا کی کا اثر ہو کہ جو خیر ٹکڑے شیشہ دل کو کمرے کی تری ٹکڑے درگھ حسن سے ہیں میرے مقرر ٹکڑے ساتھ آئینہ کے ہووے گا سکندر ٹکڑے دل عاشق کی طرح ہوں گے صنوبر ٹکڑے</p>	<p>آشنا صورت ہفتاد و دولت سے ہونین سنگ و پر کسی محبوب کے دے پلکوں کا نہمت فخر میں بھی غو سنین تنہا خوری نامہ شوق کا عاشق کے ہے دانے یہ جواب سرفراہ کے تیشہ سے یہ آتی ہے صدا جڑ دئے ہیں دہن یا رین دانوں کی جگہ زخم کاری کا جو سائل ہوں کسی ترک سے من ستم و قہر و غضب ہے روشستانہ چند بوسوں سے بسر ہوتی ہے مجھ سال کی نظر آئی مرے بد خو کو جو صورت ٹیڑھی ارہ کی جال جو گلشن میں چلا وہ خوش قدم</p>
--	---

در سلطان کا گدا ہوں میں گدا اے آتش  
ان نعمت کے کھلاتا ہے مقدر ٹکڑے

<p>فوتخون پر جو طبیعت مری آتی ہوتی آنکھ آئینہ سے تنے جو لڑائی ہوتی تار سنبھل کوئی کتا ہے رگ کوئی عہد کرتے تو تری طرح نہ جرتے لے یا خواب میں وہ قد دلکش جو نظر آجاتا کمر یا رہی آنکھوں کو دکھائی دیگی صاحب ظرت جو ہوتا نہ ہارے دل سا چشم بھل سے جو اجاب نظارہ کرتے میرے گر یہ کا فائدہ وہ پیری روشتا ہم نے چو ما دہن یا ر کو گستاخی سے</p>	<p>مجھے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی رات بھر میری طرح نیند نہ آتی ہوتی کمر یا ر جو ہوتی تو دکھائی ہوتی اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی جاننا پھر نہ قیامت بھی جو آتی ہوتی گناہ تک تو ہے نگاہوں کی رسائی ہوتی وہ جہان میں نہ محبت کی سمائی ہوتی بوئے گل پیر ہن پار سے آتی ہوتی گوش گش تک در شبنم کی رسائی ہوتی مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدا لئی ہوتی</p>
---	---

کلیان آب گہر کی بھی جو خوش رو کرتے	تیرے دانتوں کی نہ دانتوں میں صفائی ملے
سہل چھٹنا نہیں اس راحت جان کا آتش	روح و قالب میں ہے شکل سے بدلئی ہوئی
<p>ازخ و کھلائی نہیں دیتے تیرے تلو لکے          بوئے یوسف آنے لگتی ہے گلون سے ہار کے          مار ڈالا اُس پر سی پیکر نے نجر مسٹ مار کے          جن چڑھے اُس پر جو ٹھہرے سایہ میں دیوار کے          آنکھ دے اشد قابل ترے دیدار کے          و صوبے اُٹھے تو بیٹھے سایہ میں دیوار کے          گل بھی سبزہ کی طرح پامال ہوں نقار کے          سر بھی ہر بندہ آزاد و قیدار کے          یورپے پر بیٹھے ہیں قائلین کو بھوکھار کے          خار و گل دونوں بیل پروردہ ہیں گلزار کے          کوہ و صحرا و علاقے ہیں یہ اس سرکار کے          خال لب جب شفا ہے واسطے بیار کے          طرہ کے قابل ہے سرگردن جہاں لائق کے          خنجر کیا چنگ ہیں شیشے ٹوٹے ہیں عطار کے          من ترانی اُن سے ہو سائل جو ہوں دیوار کے          طرے جتنے ہیں وہ ہوا میں تری دستار کے          شتری یوسف کے ہیں خواہاں نہیں پال کے          سیر ہونے کے نہیں بھوکے ترے دیدار کے          لالہ و گل کی رنگین ہیں اور نشر خار کے          حق کے سے آدمی ہوتا ہے قابل وار کے</p>	<p>سرخ میں جو ہر کمان وہ ابرو خمدار کے          ڈال دیتا ہوں جو میں اسکو گلے میں یار کے          رہ گئے مشتاق طالب جلوہ دیدار کے          حلقہ بچشم پری روزن ہنر قہار کے          گوش افغانے نے تو تجھے خوش رو دار کے          دن بسر ہوتا ہے یوں سودے میں کئے یار کے          فرش گل کو بھی قدم سے کچھے اپنے سرفراز کے          لالہ ہی داعی غلام اُس گل سے چہر کا نہیں          چھوڑ کر ہم نے امیری کی فیری اختیار کے          چشم و حدت میں سے لازم ہے تماشائے چین          کس طرف بھجوائے ہکود کیلئے سلطان عشق کے          مریم زنگار ہے رنجی کو خطا سبزار کے          دیکھ کر آئینہ کتنا ہے وہ آرایش پسند کے          بلبلوں کا نہکت گل سے مسطر ہے داغ کے          ہکود پر پردہ محبت غائبانہ عشق ہے          خواہ مراد یلگ کے خواہ سیم و زر کے ہوں          کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ طلب نہیں          حُسن کا نظارہ و نعمت نہیں جو دل بھرے          روئے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے بارغ کو          واقعہ منصوبہ کا حُسن کر کھلا ہم کو یہ راز کے</p>

<p>کچھ جو غیرت ہے داسے سنگ لکڑا دی جو کوئی بیٹھا اٹھا پھر وہ بٹنے کی طرح باغ میں پی ہے شراب اس بھلنے بابا</p>	<p>رخسار اچھے ہنستے ہیں منہ پر تری تلوار کے ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے چپتھر دے اکثر کے ہین لالہ کی دستار کے</p>
<p>کعبہ مقصود کا کس دن ہمیں کرنا طواف گرد پھر تاجون میں آتش روز کوئے یار کے</p>	
<p>ناہمی اپنی پر وہ ہے دیدار کے لئے نور تجلی ہے ترے رخسار کے لئے خدیہ بہت اُس ابرو خمدار کے لئے قول اپنا ہے یہ بکھڑا کر کے لئے لطف چمن ہے بلبل گلزار کے لئے سیری نہ ہوگی تشنہ دیدار کے لئے اتنی ہی ہے نمود میرے یار کے لئے دشت عدم سے آتے ہیں باغ جہانیں ہم شمشاد اپنے طرے کو بیچے تو سیلجے دو آنکھیں چہرہ پر ہنسن ترے فقر کے سر مہ لگایا کیجئے آنکھوں میں مہربان حلقہ میں زلف یار کے موتی پروئے گفت و شنید میں ہوں بسر دن بہانے بے یار سر چکنے سے ہلتا ہے گھر مرا بیٹھا جو اُس کے سایہ میں دیوانہ ہو گیا بے یار ہی کو بہار کے جائے کا غم نہیں اے شاہ حسن زلف و رخ و گوش چشم دل چال بر کی چلا جو گلستان میں چھوم کر</p>	<p>ور نہ کوئی نقاب ہنسن یار کے لئے آنکھیں مری کلیم ہین دیدار کے لئے چو رنگ کی کمی نکلیں تلوار کے لئے دو بھندے ہین یہ کافر و دیندار کیلئے کیفیت شراب ہے سوزار کے لئے پانی ہنسن چہر ذقن یار کے لئے سشرہ ہے جس قدم سے اشار کے لئے بے داغ لالہ گل بیخار کے لئے اُس لالہ رو کی چٹنی دستار کے لئے دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کیلئے اکسیر یہ سنوٹ ہے بیمار کے لئے وزدان ضرور ہین دہن مار کے لئے گل کے لئے ہے گوش زبان خار کیلئے رہتا ہے زلزلہ درو دیوار کے لئے سایہ پی کا ہے تری دیوار کے لئے ہر رنگ ہاتھ ملتا ہے گلزار کے لئے کیا کیا ملاتے ہین تری سرکار کے لئے طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لئے</p>

<p>آیا جو دیکھنے ترے حسن و جمال کو          حاجت نہیں بناؤ کی اسے نارین تھے          بیمار تندرست ہو دیکھے جو روئے یار          اُس بادشاہِ حسن کی منزل میں چاہیے          سودائے زلف یار میں کا فر ہو زمین          زنجیر و طوق جو کہ ہے بازارِ دہر میں          چو نابین گے بعد فنا اپنے مستحوان          مشوق کی زبان سے ہے دُشنام دلپذیر          جان سے عزیز تر ہے مے و لکڑی و عس          وہ مست خواب چشم ہے کوئی بلا ہے بد          خلوت سے انجن کا کمان یار کو دماغ          پہنا ہے جب سے تو نے شبِ ماہ میں لے          پھکڑا ہوئے ہیں سوچ کے راہِ وفا یقین کی          جو مشتری ہے بندہ ہے اُس خوش حال کا          سونے کے پتے ہو دین ہر اکس کے کاغذ          اگھائے زخم سے ہوں شہادتِ طلبِ نبال          اندھیر ہے جو دم کی نہ اس کے ہو دشمنی</p>	<p>پکڑا گیا وہ عشق کی بیگماری کے لئے          نذر رہے سادگی ترے رخسار کے لئے          کیا چاشنی ہے شربتِ دیدار کے لئے          بالِ ہما کی چھتی دیوار کے لئے          سنبھل کے تار چاہیں زنا کے لئے          سودا ہے اُس پری کے خریدار کے لئے          دولتِ سرائے یار کی دیوار کے لئے          شیرینیِ ذہر ہے تری گفتار کے لئے          محتاب ہے لحد کی شبِ تار کے لئے          کیا مرتبہ ہے فتنہِ بیدار کے لئے          وہ جنس بے بہا نہیں بازار کے لئے          کیا کیا شگونے چھوٹے ہیں ہمارے لئے          پیہے لگائے انھیں رفتار کے لئے          یوسف بنے غلامِ خریدار کے لئے          مقدور ہو جو بیلِ گلزار کے لئے          تو فتنِ خیر ہو تری تلوار کے لئے          یوسف مرا چلے ہے بازار کے لئے</p>
<p>احسان جو ابتدا سے ہے آتش ہی ہے آج          کچھ انتہا نہیں کرم یار کے لئے</p>	
<p>ٹھہرے نہ پھر جو راہ میں تیرے نعل چلے          یوں سے اپنے زب و بلغ و ہل چلے          لیجا بیٹے بہا کے خطِ شوق یا زنگ          خطِ یاد کا رچھوڑ چلے گیسو ان یا ر</p>	<p>نسل ہو گئے جو باؤں تو م سر کے بل چلے          رنگ ان گون کے جاری توین بل چلے          قاصد سے کم نہیں ہیں جو آئینہ نکل چلے          یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اگل چلے</p>

<p>             شمشاد سرو قد سے تھارے نکل چلے              مے کیا پئے وہ دودھ جو پیکر اہل چلے              لکھنبا مین پاؤں راہ میں کے پھول چلے              وہ تیغ ناز آج چلے حواہ کل چلے              ساتھ اپنے گور میں بھی ہمارے عمل چلے              لیکر مجھے بہشت میں حُسنِ عمل چلے              ہم سانسے ہون اور تھارے رُفل چلے              دو کوہ تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے              ہنس آکے قبر پر مری موتی اوگل چلے              مندی لگا کے پاؤں میں پنجو نبل چلے              سیلاب کی طرح سے ہم آج آئے نکل چلے              عطر گلاب باغ میں صیاد دل چلے              دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے              آخر عز و حُسن سے تیوہ بدل چلے              خوانِ فلک سے ہم غمِ غصہ نکل چلے              مندی کی پٹری لیکر کے ہم ہاتھ مل چلے              غنچہ سے لڑپی لالہ سے پگڑی بدل چلے              کھڑائی گور قبر کے تختے نکل چلے           </p>	<p>             اڑہ کی پھبتی لکے انھیں کاٹے ذرا              ساتی صاف رکھ مجھے ساعہ کشتی سے تو              درگاہِ یار سے یہ کراست نہیں بید              سر ہاتھ پر لے ہوئے ہیں کشتی کھڑے              جو کچھ عذابِ زیر زمین ہو عجب نہیں              کی دلوں نے شوق کی تکلیف کئے یاد              اتنی شکار گاہ جہان میں ہے آرزو              اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس              ثابت ہوا جو کشتہ و ندانِ یار میں              بانگی اداسے قتل اُنھوں نے کیا ہمیں              بول بھر کے سیر کی نہ عزابات دہر کی              بے دام و اندہ چاہئے بیل اسیر ہو              طرفہ پری ہے کوئی نسیم ہبہا بھی              آنکھیں تمھاری پھر گئیں آئینہ دیکھ کر              آلودہ سیر ہو کے ہوئے اپنی جان سے              یاد آگے چین میں وہ مندی لگائے پاؤں              آئے جو کیف سے میں وہ گلگشتِ باغ کو              تڑپا جو میں فشارِ کمد کے عذاب سے           </p>
--	--

بستر چلے سایہ دیوارِ یار میں  
 گرمی سے آفتاب کے آتشِ گچھل چلے

دکھلا رہا ہے رنگِ گلستان نئے نئے  
 آئین تازہ تازہ ہیں فرمان نئے نئے  
 آنکھیں ہون اور خواب پریشان نئے نئے

لچکارتے ہیں مرغِ خوشِ اکاں نئے نئے  
 کرتا ہے تازہ و شہِ خوابان نئے نئے  
 سودائے زلفِ یار میں یہ جاہل ہے شوق

<p>گیو کر چاہا کے نہ باتیں کرے وہ شوق          پر دانوں کے شریک ہوں چلے میں قربان          بدتر ہے حال اُس بے غیب کے شوق میں          دریائے قمر یار جو آجائے جوش میں          ویرانہ شہر ہوں تری شمشیر نار سے          وہ زخم تیغ عشق ہوں میں روزگار میں          اسے ترک جیسے منزل سودا ہے سرمرا          گہ تر بنی ہے کبھی خنجر کبھی سنان          ہوں کہنہ عاشق رخ محبوب آئین گے          لہتی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر          رضا رخصت نکالے گا اُس شاہن کا          قید نقاب و قید حجاب و شرم</p>	<p>کھلے ہیں منہ میں یار کے دندان نے نے          روشن ہوئے ہیں سرو چاقان نے نے          دیتا ہے داغ سیب زخمندان نے نے          پیدا ہوں ہر تنور سے طوفان نے نے          آباد ہو دین گنج شہیدان نے نے          شمع سے لگے ہیں جس کے نکلان نے نے          گیسو ترے ہوئے تھے پریشان نے نے          لاتی ہے سانگ یار کی مزگان نے نے          سویم میں میرے حافظ قرآن نے نے          اس گھر میں آسکتے ہیں سماں نے نے          پیدا کرے کامور سلیمان نے نے          یوسف ہمارا رکھتا ہے زمان نے نے</p>
<p>کیا باغ کوئے یار ہے سیراسکی کیجئے          آتش شگونے پھولتے ہیں یان نے نے</p>	
<p>جو ہر نہیں ہمارے ہیں سیاد پر کھلے          شیشے شراب کے رہیں اکھٹوں پر کھلے          کچھ تو ہمیں حقیقت شمس و قمر کھلے          انصاف کو ہیں دیدہ اہل نظر کھلے          رنگ ریز کی دکان میں بھرے ہیں نرنگ          کیا جہیز ہے عمارت رنگین میں شرح شوق          جو چاہیں یار سے کہیں اغیار غم نہیں          حیدان پر آدمی کو شرف نطق ہے          یوسف کی اک دکان میں نہ توئے تلاش کی</p>	<p>لیکھ قفس کو اڑ گئے رکھا جو پر کھلے          ایسا گھر ہے کچھ نہ کبھی ابر تر کھلے          کس کجملہ کے عشق میں پھرتے ہیں ہر کھلے          پردہ اٹھا کہ پردہ شمس و قمر کھلے          خطرہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے          خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے          خواجہ کو ہیں غلام کے عیب دہر کھلے          شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے          بازار کون کون سے اسے بے خبر کھلے</p>



<p>             اعجاز ہے اگر گروہ نیشکر کھلے،              پھوٹے وہ آنکھ جو کہ نہ دقت سحر کھلے،              دھماکوں جو پاؤں کو تو لیتیں ہے کہ سر کھلے              زخموں کے منہ کھلے نین جنت کے دھلے              سن کی دکان شام کھلے یا سحر کھلے              سودائے زلف یار میں رہتے ہیں کھلے              شلوار بند ساقی رشک تھر کھلے              بازو گئے وہ جو کہ مرے نامہ پر کھلے              پرہیز کر تو تجھ کو دوا کا اثر کھلے              لے لیجے جو قیمت سلب گھر کھلے              کاؤن ہی تک رہے نہ زبان کو فخر کھلے              بندھو امین شاعروں سے جو انکی کر کھلے              ہاتھوں سے تیرے جو ہر تیغ و سپر کھلے              دیوانہ بھجال قضاؤ قدر کھلے           </p>	<p>             شیریں دہن سے تیرے عجب ہے لکھو              کٹ جائے وہ زبان نہ بچوں سے دھن خیر              کو تہ ہے اس قدر مرے قدر دوائے عیش              قاتل جو آئے خیر ملے تیری تیغ کو              فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام              پاپوش ہم نے ماری ہے ستار و تاج پر              کین شراب ناب کا انجیم ہو بخیر              ناخاندہ شرح شوق جلائے گئے خطوط              چاہے صفاتو ساتھ طہارت کے ذکر کر              ہنسکر دکھائے دانت جو ہکو تو کیا ہو              کستا ہوں را عشق مگر ساتھ شرط کے              مشتاق بند شون کے ہیں خوبن کو چلیے              دیکھتی نہ اُس سے چوٹ نہ چلتی یہ قاتلا              مطلب نہ سر نوشت کا سمجھا تو شکر کر           </p>
---	---

چلنا پڑے گایار کی خدمت میں سر کے بل  
 سمجھ جو کیا جو بیٹھے ہو آتش کمر کھلے

<p>             خار سے یاد اُجھ پڑنے کی خواہتی ہے              میری صورت سے مگر وحش کی بواہتی ہے              پانی کرنے کو شب جبر لہو آتی ہے              بڑے اڑ کے لب مست کو چھو آتی ہے              آنے دو سوزن اگر بہر رفاہتی ہے              نیند اُن کو سنیں بے قید و ضوابط آتی ہے              اُس صم کو رویش خاصہ مو آتی ہے           </p>	<p>             بگھڑت گل سے مجھے یار کی بواہتی ہے              شرم جب کو بہت اے آئینہ رواہتی ہے              صبح تک دیدہ تر سے نہیں آنسو تھمتے              موسم گل کی ہوانے کئے ساتھی بیکار              فصل گل باقی ہے کروں گا گریبان بھچک              پاک دامانی معشوق کا سودا ہے جھین              کون سا نقش قدم چاندی تصویر نہیں           </p>
---	--

<p>چھوڑنے تجھے اے عہدہ جو آتی ہے جام میں جیسے کہ صبا کے سبوا آتی ہے زلف سے سبیل فردوس کی بو آتی ہے غیب سے پہنچے ہوئے طوق گلو آتی ہے دیکھنے عورہ آئینہ درد آتی ہے کٹے دریا سے مرے بلع نہیں جو آتی ہے اس میں کب ذوبت پیوند درخو آتی ہے قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے قالب جام میں یہ روح سبوا آتی ہے میرے سربار نے کو طوق گلو آتی ہے</p>	<p>ساز کی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالان خون دل آنکھوں میں اسطر سے بھجوا آئے قد میں اُس عور کے طوباکا ہے سارا انداز کمر بار کی قمری ہے مگر دیوانی دور پہونچا ہے کمال اُس کی صفا کا شہرہ کرم حق سے ہے گلزار تو گل سرسبز خوش قماش دہ نہیں جاسے عریانی کی یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے اے بوت مے سے کرتا نہیں بریرا سے تو ساتی سرد قد کا ترے سودا جو نہ ہے قمری</p>
---	--

حلقہ نان سے یہ عقدہ کھلا اے آتش  
کمر بار کو بھی پچیس مو آتی ہے

تمام ہواد یوان اوّل  
خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش





# دیوان دوم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا  
یا علی پیر و جو تجھے پیشوا کا ہو گیا  
حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہو گیا  
سہل چھٹکارا اگر قرار بلا کا ہو گیا

ما شق شیداعلی مرتضیٰ کا ہو گیا  
قرب حق ماسل ہی اس کو مودافت ہو دی  
ساخنہ پر داخنہ تیری ہے ساری کائنات  
وقت شکل میں کہا جس وقت باشکلا

کون تجھ سا ہے ولی اللہ اسے مولا مرے  
کعبہ پیدائش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

طہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا  
نیار نامہ شرف جواب سے ہوتا  
گرمین در در ہا پہنچ و تاب سے ہوتا  
ستم بہت ہے تمھارے حجاب سے ہوتا  
عرق عرق ہوں میں بوئے گلہا سے ہوتا  
کوئی بوقفتہ ہو بیدار خواب سے ہوتا  
دہ ہم بھی کرتے ہیں جو ہے حجاب سے ہوتا  
ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

وہ رنگ سرخ ہے کیت شراب سے ہوتا  
موز و حن نے نازان کیا انھیں ورنہ  
تراکت بدن نازنین یا رنہ پوچھ  
شراب تھو دی سی پینا مناسب آکھو ہے  
ترے پیدہ کا دھوکا ہی دے دیا کرتے  
یہ کیسے نالے ہیں سودا کے چشم میں اپنے  
نظارہ بازی بھر جہان ہے شغل اپنا  
تمھارے کشتہ رخسار کی جو خاک اُڑتی

<p>جگہ کباب ہے بے کباب سے ہوتا کمال ماہ ہے حسن شباب سے ہوتا یہ بڑا نین حاصل کباب سے ہوتا کمال تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا چمن کا سبزہ ہے خارج حساب سے ہوتا کنارہ کش نین وریا جباب سے ہوتا درشت رو نین یوسف نقاب سے ہوتا جداجو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا جو کچھ کہ بہت عالی جناب سے ہوتا</p>	<p>دل برشتہ کو وہ ترک یاد آتا ہے چکور ہوتے ہیں رخسار یار کے صدقے کھلایہ روئے مخط سے یار کے ہم کو قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع وہ گلندار منڈاتا ہے خط نورس کو لمبی محال ہے تیرے کرم میں اے محبوب چھپاؤن بچائے سے میں خاک و لغت سودا کو غبار بن کے بیٹا میں دامن زین سے بھندایا یار کے گھر میں تو کیا کیا۔ کم تھا</p>
<p>شراب خواری زندانِ بھم نہ سہل آتش نثار و دن کا گذار ہے آب سے ہوتا</p>	
<p>کلام کرتے ہم اُس سے جو مردان ہوتا مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا دلیل آنگ کے ہونے کی ہے دھولان ہوتا حکیم تھا وہ جوان کا مزاجدان ہوتا اُچک کے گرتے ہم اُس میں اگر کزن ہوتا بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا ترش کے بت جو ترانگ آستان ہوتا خدا کا بندہ مومن ہے میہمان ہوتا یقین ہوا وہ کہ جس کا نہ تھا گمان ہوتا صفِ نال میں جس کا کہ ہے مکان ہوتا مکان سے تنگ ہے مشاق لا مکان ہوتا قص سے تنگ ہے ببل کا آشیان ہوتا</p>	<p>ہزار طرح سے ثابت ہے وہ وہان ہوتا بتوں کے حُسن سے ہے نور حق عیان ہوتا فغان و آہ سے ہے سوز دل عیان ہوتا بنے ہوئے ہیں یہ محبوب چارِ عنصر سے یہی رہا ذوق یار و دیکھ کر افسوس جواب رکھتا نہ گیسوئے یار گشتی میں یقین ہے مردِ مسلمان بھی سجدہ کرتے اُسے مہِ صیام میں نعمت جو کچھ ملے کم ہے نہ پوچھِ علمِ محبت سے کیا کھلا جب کو وہی ہے صدرِ رشتین بزمِ خاکساران میں اُداس قالبِ خاکی میں روحِ رہتی ہے فراغِ حال ہے دستِ رخسوا یوں کو</p>

ترے شمعید کا دھوکا تھا دیکھا اسے ترک  
 ہنساتے یار کو ہم حال تار دکھلا کر  
 زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دین  
 آگلوں سے تالہ بلبل کی وجہ کیا پوچھوں  
 جو کرتی آتش سودائے زلف یار اُسے زرد  
 یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی  
 لباس سُرخ سے کرتا ہے یار خونریزی  
 گرایا رہنے کو سودائے زلف میں لیتے  
 خدا کے خوانِ کرم سے ہو سیر جو چاہے  
 جو لکھتے ہم خمِ ابروئے یار کی توصیف  
 نیاز مند نہ ہوتا تو پوچھتا ہوں میں  
 دکھاتے ہیں رقصِ خال و مابرو کو  
 گھوڑی پان کی کھا کر جو آبِ ہنس پڑتے  
 نگاہ ناز بھاری ہی بڑخ بدھ کر تی  
 صدا جو س کی ہے غجون کے کھنے سے آتی  
 خوشا نصیب ہو افرط سے یہ جس دل میں  
 بلند پایہ کرے گی وہ زلف شانہ کو  
 تم اپنے چاند سے منہ کو نہ پھیرتے پیارے  
 حقیقت وہن یار عقل سے یہ کھلی  
 بقدرِ حوصلہ جو چاہے لے لے داغِ جوں  
 کہیں جگہ ترے مرد و کوہنیں رہتی  
 نقابِ اُٹ کے وہ دیدارِ عام کرتے ہیں  
 کوئی ہزار کے کب کسی کی سننا ہے

جو کر بلائے سلی میں ارغوان ہوتا  
 یہ رنگ زرد تماشا ئے زعفران ہوتا  
 خیال یار ہے اس گھر میں میہان ہوتا  
 زبان کا درد نہیں گوش سے بیان ہوتا  
 یقین ہے مشک سیہ نام زعفران ہوتا  
 محیطِ خون تر سی ششیر سے روان ہوتا  
 حیدون میں بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا  
 کوئی جو خانہ زنجیر سا مکان ہوتا  
 نہ مگر ہوتی ہے اُس پر نہ ہے نشان ہوتا  
 قلم جو تیر بھی ہوتا تو پھس کمان ہوتا  
 یہ ناز آپ جو کرتے ہیں بھر کمان ہوتا  
 سرِ حساب ہے اُن سے سیاق دان ہوتا  
 شگفتہ گل کی طرح غنچہ دہان ہوتا  
 نشست تیر کے قابل ہے وہ مکان ہوتا  
 روانہ نہکت گل کا ہے کاروان ہوتا  
 کمالِ ذوق سے ہے وصلِ جادوان ہوتا  
 کند سے بھی لڑے کارِ زو بان ہوتا  
 خلافت ہم سے جو ہوتا تو آسمان ہوتا  
 اُسی محل میں خوشی کا ہے مکلن ہوتا  
 بہارِ گل میں یہ سودا سنیں گران ہوتا  
 ہر اک طرف سے ہے اُس پر کمان کمان ہوتا  
 قیامت آئی اکھٹا ہے دو جہان ہوتا  
 بہارِ گل میں ہے دیوانہ باغبان ہوتا

یہ ناگوار طبیعت ہے نسبت و نیا	نوالہ طلق میں اپنے ہے استخوان ہوتا
یقین ہے آبلے پڑ پڑ کے پھوٹتے توتے	بیان حال جو آتش کا اسے زبان ہوتا
<p>کام رہنے کا حسین بند اپنا اپنی قسمت کا ہو وہ بوس لب دیکھے کتنے ہیں کب تک وہ ہمیں اسے پری رو ہوں ترے دیولنے کیا ملائے گا ذقن سے تیرے کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر سر کو سودا ہے کسی کا کل کا شجر قدس ہیں ہم عالم میں تیغ قاتل سے اڑینگے حکمران ناصحا چاہے بس اب بیک کر وعدہ بھائیں گے نہ ہم آپ کی طرح سر تراہم کو ہے مصحف کی جگہ</p>	<p>بندہ پرور ہے خداوند اپنا ہو چکھو اسے سہہ قند اپنا امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا دیکھیں سودا جو خسرو مند اپنا زر درو سیب ثمر قند اپنا کس کو پیار انہیں فرزند اپنا رزق ہے شہد شکر خند اپنا دل ہے زنجیر کا پابند اپنا ابن چین میں حسین پو خدا اپنا بند سے ہو گا جسد ابند اپنا سر بھراتی ہے تری پند اپنا پاس تم کو نہ ہو ہر چند اپنا ہے یہ ایمان تری سو گند اپنا</p>
دولت قدر سے رکھتا ہے غنی،	ہم کو آتش دل خسرو اپنا،
<p>پامال کیجئے اہلین رفتار ناز کا لکھتا ہوں وصف اُن مژہائے دراز کا ساتی سائے اُس میں ہزاروں خم شراب اشد رے صفائے بیان حدیث دوت ہوتا ہے شہد دن سے ترے آسمان سفید</p>	<p>طاؤس و بیک رکھتے ہیں ہوی بنار کا لیتا قلم سے کام ہوں میں نیزہ باز کا کشتی لے کو طرف خدا دے جہاز کا دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا آدنا ہے رنگ چہرہ نیز نگ ساز کا</p>

<p>انداز سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا مستون کو تیرے ہوش کمان امتیاز کا روئے حقیقت اُٹے جو پردہ مجاز کا سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا مشاق ہوں امام کے پیچھے نماز کا ایذائے مرغ روح کو چنگل ہے باز کا محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا دھبائے زمین کے نشیب و فراز کا طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا دیوانہ پری ہو مقید غماز کا دھوون ہے جو یار کی زلف و راز کا تکیہ ہے کیسے خسرو مسکین نواز کا بے کار کوئی فعل نہیں کار ساز کا یہ طفل کھیل کھیلین گے افتائے راز کا پرہیز سے مقام ہے یہ احراز کا کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا بیر معان کا حکم ہے اس میں جواز کا</p>	<p>کیونکر وہ نازین نہ کرے بے نیازان ظاہر ہے گرم چوٹی پودانہ کا اثر ساقی زلال و درو جو توفیق ہو سودے ہو جائے حُسن معنی بے صورت آشکار آنکھیں ہیں ہجر یار میں لبریز اشک سُج ہر جعبہ کو ظہور کا رہتا ہوں منتظر ہجران یار میں تن خاکی سے تنگ بین سودا بے عشق میں نہ رہی شان خواہی پتھون سے خاک کے یہ گرد بھڑکے کین سائل سمجھتے ہیں تہ دریا بے عشق کو حُسن و جمال نور جو اسلام کا دکھائے عمر خضر سے اُس کی زیادہ ہو زندگی اشد کے فقیر کا دل کیوں نہ ہو غنی نیرنگ حُسن و عشق کی اشدرے بہار عشق ہنفتہ ہو دے گا اشکون سے اشک بیزار عشق کے لئے ممکن نہیں شفا چھبیکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے مجھ زند کو حلال ہے گوئے حرام ہو</p>
<p>آتش جگہ نہ دل میں ہوا دھوس کو ہو کم زہر ہے اثر نہیں اس شہ آرزو</p>	<p>حُسن سے دنیا میں دل کو عشق پیدا ہو گیا بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو موسم گل کی بھرا کر نے لگی ناز پری</p>
<p>آگے اس بازار میں بوسٹ کا سودا ہو گیا جس کو ناپیدا بھتے تھدہ پیدا ہو گیا سکہ بازار جنوں کا داغ سودا ہو گیا</p>	<p>حُسن سے دنیا میں دل کو عشق پیدا ہو گیا بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو موسم گل کی بھرا کر نے لگی ناز پری</p>



<p>ہوش اڑائے صورت آباد جہان کی دل تصور کا ترے سکون ہوا ہے مجھ سے جلوہ فرمائی تھی صورت سے کی ہر رنگ میں سچ ہے جو عیا کرے دیباہی آجاتا ہے پیش اشک افشانی سے مجھ غمزدہ ہیں طفلِ عمر فی الحقیقتہ دشمن آئینہ کو کرتا ہے عیار تو جو آنکلا چین کی سیر کو اسے رشکِ حور آنکھیں دکھلائے غزال آئے جو غمزدہ کوئے آگ پر رکھو اے جلوہ ناز نہ تھا فرعون کو خکھڑے میں عالمِ طفلی کی کیفیت ملی تیغ سے وہ ابرو دھزار ہے خوریز تر گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شوق کوہِ مادر زاد دنیا اپنے جلوہ سے کئے عشق کرتے ہی ہوئے خواہانِ جان سوز و گداز مرچکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاقِ یار تو نے لٹکایا جو گچھا موتیوں کا کان میں</p>	<p>تیلیوں کو دیکھ کر محوِ شاد ہوا گیا بندِ جذبِ عشق سے کونے میں دریا ہو گیا تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زہبا ہو گیا عشق کو بد نام کر کے حُسن رسوا ہو گیا کھیلنا لڑکوں کا لڑکوں کو مت شاد ہو گیا خاکساری سے ہمارا دل مُصفا ہو گیا گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبہ ہو گیا ایک تختہ زر گس شہلا کا صحر ہو گیا پیشا خے سے بھی روشن دست ہوئی ہو گیا شیر و اہمیکشون کو خون مینا ہو گیا جو ہر ادراک سے حل یہ مہما ہو گیا دل مرا نالوں سے ناقوسِ کلیسا ہو گیا حُسنِ روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا قرضِ خواہانِ محبت کا قنصا صنا ہو گیا زندگانی وعدہ دیدارِ سرور ہو گیا آسمانِ حُسن پر طالعِ رشیا ہو گیا</p>
<p>ہو سکا ممکن نہ دامِ فکرِ آتش سے شکار مرغِ مضمونِ دہان یار عتقا ہو گیا</p>	
<p>لباسِ یار کو میں پارہ پارہ کیا کرتا بہارِ گل میں ہیں دریا کے جوش کی لہریں نقابِ اُلٹ کے جو منہ عاشقوں کو دکھلاتے شنا جو حالِ دل زار یار نے تو کسا ہلالِ عید کا ہر چہد ہو جہانِ مشتاق</p>	<p>قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا بھلا میں کشتی سے کنارہ کیا کرتا تھمیں کہو کہ تھا رانِ فضا رہ کیا کرتا طیب مرنے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا تھار ہی ابرو کو کون کا سا اشارہ کیا کرتا</p>

<p>             ہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا              یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا              کنار آب سے پیا سا کنارہ کیا کرتا              اکیلے جا کے چین کا نظارہ کیا کرتا              اثر ہے اپنا یہ مشکین ستارہ کیا کرتا              بھرا در سوزش دل کا حسارہ کیا کرتا              مری طرح کوئی اس میں اجارہ کیا کرتا              و منو میں در نہ یہ ز اہ غرارہ کیا کرتا              سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا              شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا              سر بر ہنسہ سر کو ستارہ کیا کرتا           </p>	<p>             حقیقت دہن یا رکھو است کیونکر              قدم کو پیچھے رہو فناک عشق میں لکھ              خم شراب سے مجھ ست نے بیٹھ بھیرا              بہار تھی جو وہ گل چہرہ بار بھی ہوتا              پڑی ہے حال رخ یا پر نظر کھین              گداز موم سے ہر استخوان کو باتا ہون              بڑا ہی خوار ملائم ہے گلشن الفت              شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا سان              شکستہ دل نہ ہو اس بت کے ناز سے کچھ              بہار گل میں پیالہ لگا لیا کھٹھ سے              فقیر کو نہیں درکار شان امیر دن کی           </p>
<p>             بہار گل میں تھا جامہ سے باہر لے آتش              نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا           </p>	
<p>             دکھلا دے جام مے مین مجھے جانہ عید کا              افسانہ ہی ٹٹا کئے ہم صبح عید کا              مقصود ہے یہی مری گفٹ شمشید کا              محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعد کا              شیرین کلام اپنا ہے تو شہ فرید کا              پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا              منظور ہے ثبوت ہمیں نا پید کا              یہ حال عاشقوں کا ہے جو زرد باد کا              درکار مندی گندھنے کو جو خون شہید کا              گستاخ ماتم کام کرین گے کلید کا           </p>	<p>             ساقی ہون تیس روزے مشتاق وید کا              موقع ہوا نہ اس رخ روشن کی دید کا              افسانہ سینے یار کا ذکر اس کا کیجئے              شیدائے حسن یار کس اقلیم میں نہیں              حاضر ہے جا ہے جو کوئی نعمت فقیر کی              مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار میں              جھٹ دمان یار میں کیونکر نہ کیجئے              لیتا ہے بوسہ دیکے و مہین فدا دل              آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ              بند قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل           </p>

<p>ہوش اڑائے صورت آبا جہان کی دل تصور کا ترے مسکن ہوا ہے مجھ میں جلوہ فرمائی تھی صورت سے کی ہر نگین سچ ہے جو بیجا کرے دیباہی آجاتا ہے پیش اشک انسانی سے مجھ مجنون کے ہیں طفلِ موم نی الحقیقہ تیرا دشمن آئینہ کو کرتا ہے عیار تو سچ آنکھ اچھین کی سیر کو اسے رنگِ حور آنکھیں دکھلائے غزال آئے جو مجنون کو ترے آگ پر رکھو اے جلو انا تھا فرعون کو حکمرانِ مین عالم طفلی کی کیفیت ملی تیغ سے وہ ابرو و حمزہ ہے خورِ زرت گوشِ زرد کی اُس صنم کے داستانِ شوق کو را مادر زاد دنیا اپنے جلوہ سے کئے عشق کرتے ہی ہوئے خواہاں جانِ سوز و گلزار مرچکے تھے یا س کے مارے ترے مشتاق بار تو نے لٹکایا جو گچھا موتیوں کا کان میں</p>	<p>تیلیوں کو دیکھ کر محو متا شا ہو گیا بندِ جذبِ عشق سے کونے میں دریا ہو گیا تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زہبا ہو گیا عشق کو بد نام کر کے حُسن رسوا ہو گیا کھیلنا لڑکوں کا لڑکوں کو متا شا ہو گیا فاکساری سے ہمارا دل مُصفا ہو گیا گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبہ ہو گیا ایک تختہ زر گس شہلا کا صحر ہو گیا بختا خے سے بھی رہی دشمن دستِ مہی ہو گیا شیر و اید میکشون کو خون مینا ہو گیا جو ہر ادراک سے حل یہ مہما ہو گیا دل مرا نالوں سے ناقوس کیسا ہو گیا حُسنِ روئے یارِ یوسف سے مسیحا ہو گیا قرضِ خواہاںِ محبت کا قنصا صنا ہو گیا زندگانی وعدہ دیدارِ سدا ہو گیا آسمانِ حُسن پر طالعِ رشیا ہو گیا</p>
<p>ہو سکا ممکن نہ دام فکر آتش سے شکار مرغِ مضمونِ دہان یارِ عتقا ہو گیا</p>	
<p>لباسِ یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا بہارِ گل مین مین دریا کے جوش کی لہریں نقابِ اُلٹ کے جو منہ عاشقوں کو دکھلاتے شنا جو حالِ دل زار یار نے تو کسا ہلالِ عید کا ہر چند ہو جہانِ مشتاق</p>	<p>قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا بھلا مین کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا تھیں کہو کہ مختارِ انظارہ کیا کرتا طیب مرنے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا تھاری ابرو مین کاسا اشارہ کیا کرتا</p>

<p>             ہفتہ راز کو میں آشکارہ کیا کرتا              یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا              کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا              اکیلے جا کے چین کا نظارہ کیا کرتا              اڑ ہے اپنا یہ شکنیں ستارہ کیا کرتا              بھرادر سوزش دل کا حصارہ کیا کرتا              مری طبع کوئی اُس میں اجارہ کیا کرتا              و منو میں در نہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا              سلوک شنیدہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا              شراب پینے کو میں استخارہ کیا کرتا              سر بر ہنہ سر گو شوارہ کیا کرتا           </p>	<p>             حقیقت دہن یا رکھو تاکو نکر              قدم کو پیچھے رہو فناکِ عشق میں نکر              خم شراب سے مجھست نے نہ بھیرا              بہار تھی جو وہ گل چہرہ یا رہی ہوتا              بڑی ہے غالِ مرغ یا رہ نظر کھین              گداز موم سے ہر استخوان کو بانہوں              بڑا ہی حواری ملا ہے گلشنِ اُلفت              شراب غلہ کی خاطر دہن ہے رکھتا صان              شکستہ دل نہ ہو اُس بت کے ناز سے نکر              بہار گل میں بیالہ لگا لیا کٹھ سے              فقیر کو نہیں درکار شانِ امیر دن کی           </p>
<p>             بہار گل میں تھا جاسے باہر آتش              نہ کرتا میں جو گریبان کو پارہ کیا کرتا           </p>	
<p>             دکھلا دے جامِ مے میں مجھے جانِ عید کا              افسانہ ہی ٹٹائے ہم صبحِ عید کا              مقصود ہے یہی مری گفٹِ شنید کا              محبوب ہے وہ ماہِ قریب و بعد کا              شیرینِ کلام اپنا ہے لوتہِ فرید کا              پیرِ فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا              منظور ہے ثبوت ہمیں ناپید کا              یہ حال عاشقوں کا ہے جو زرخیز کا              درکارِ مندی گندھنے کو جو خونِ شہید کا              گستاخِ ہاتھ کام کرین گے کلید کا           </p>	<p>             ساقی ہوں تیس روز سے مشتاق وید کا              موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا              افسانہ سینے یار کا ذکر اُس کا کیجئے              شیدائے حسن یا رکسِ اقلیم میں نہیں              حاضر ہے چاہے جو کوئی نعمتِ فقیر کی              مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار میں              جھٹ دمان یا زمین کیونکر نہ کیجئے              لیتا ہے بوسہ دیکے وہ زمینِ فدا دل              آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ              بندِ قبائے یار کے عقدے ہوں لاکھ قفل           </p>

<p>دل بھیجے ہیں عاشق بیتاب لہجے ابنی طرت اُن ابد وئے رخ کو پھر یے سودا گون کو حاکمِ عالم سے ڈر نہیں اُس رخ پہ ابرو خون سے سو کو سمجھ نہ کم کنجِ قفس میں پہونچی صبا لیکے بے گل شا دی بے محل سے بھی پو تا ہے دلو غم قاتل رہا کرے گی شبِ جھمہ روشنی موسیقی کی طرح ہم کو بھی دیدار کا ہنوت صورت کو تیری دیکھنے آتے ہیں تہذیب چپان بدن سے یاد کے ہو کر قبائے ناز بے جرم تیجِ معشوق سے دل ہو گیا ہے قتل دو پوائے زلفِ یار کی بزمِ کافہ دل</p>	<p>قیمت وہ ہے جو مول جو مال مرید کا اللہ زور دے جو کمان کی کشید کا دلغ جو نہ ہر ایک نگین ہے مدید کا ہر آیت ہے فصیح کلام مجید کا خطا آگیا ہر ارجن کی رسید کا اندوہ طفلِ جمعہ کو ہوتا ہے عید کا کوچہ میں تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا آنکھوں کو حوصلہ ہے تجلی کی دید کا رخ پر یقین ہے اُھنیں نکلِ سعید کا حیران کار رکھتی ہے قلع و یرید کا سینہ مرا مقام ہے مردِ شہید کا رہتا ہے مددِ روح کو قیدِ شہید کا</p>
---	--

خو یز جس قدر کہ ہو اُس سے عجب نہیں  
آتشِ خزانِ یارِ پد رہے یزید کا

<p>عشقِ مرزا گن کا مژہ بھی کوئی دم بھرتا عشق کا آئینہ دل کو ہے جو ہر ملتا تیرے ستاؤن کو جنت میں کہیں گھڑ ملتا دہن یار نہ آنکھوں کو دکھائی دے گا ہاتھ پڑھ کے اُس ترک کو دیتا خطِ شوق رحمتِ دل کبھی صحتِ اکو جو بجاتی ہے فی الحقیقت تری زلفوں کی جو ہوتی خوشبو واہ رسی بست و بلند رہ الفت اُس میں خلعتِ بال ہوا دیکے رو نہ کرتے</p>	<p>کاتے اپنے گلے ہم کو جو خنجرِ ملت تن کو سودے کے لئے یار کے ہر ملت ہاتھ سے حور کے جام سے کو تر ملتا زندگی میں ہے کسے چہنہ کو تر ملتا کوئی ایسا نہیں شاہین کو تر ملتا ہر گولا ہے گلے سے مرے اُٹھ کر ملتا مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو صبر ملتا کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا نامہ سونق کا حال جو کو تر ملتا</p>
---	--

<p>سیکڑوں مہرہ گل ہے مجھے ششدر ملتا  جھک کے اُس سرور کا ہے حضور ملتا  مہرے بھی کوئی بھاری سا جو بھر ملتا  خیر خم ہم کو بھی ساتی کوئی سا غر ملتا  زہر جو گر ہے مجھے منہ کمر ملتا  خلبہ پڑھتا ہوں تر امین جو ہے نہر ملتا  سیمبر بار جو کوئی عوص زر ملتا  دل مومن میں سمجھتا جو ترا گھر ملتا  تیرے ودان ماحدث کو نہیں گھر ملتا  خوبصورت ہنسنے دوست سا بار ملتا  گوش گل کو جو ترے کان کا زور ملتا  تنگ ہوں گنبد گردون کا نہیں ملتا  عشقنازدن سے سلیمان کا مشک ملتا  آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا  چرخ کو میری طرح سے کبھی جگہ ملتا  بواضع بھی ہے مفلس سے تو اگر ملتا</p>	<p>نقش پر نقش محبت سا نہ ہو گا کوئی  سا نہ اٹکھ اٹکھ کر نہیں زکس کرتی  دل بہت سینہ میں بیتاب ہے سپر رکھتے  عید کا روز ہے سکین ہین نظرہ لیتے  لب شیریں سے وہ و شام دیا کرتے ہین  بادشہ محسن نے اسے یار بنا یا ہے تجھے  ہم بھی اندر سے دولت کی منسا کرتے  نہ کیا تو نے تین ہی مکان کا ور نہ  و بنیان کا کرم رہتا ہے ہر سال سپر  کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کوئین میں پھینکا  نالہ بلبل کا نہ سنتا یہ عندور آجانا  وحشت دل کا قفا عنا ہے نکل چلنے کا  اسے پری شیفعتہ ہوتے ترے جن دانسان  تیری مثال سے روشن یہ ہوا آتش حُسن  بیٹھ جانا نہ کھڑے رہنے کی طاقت مہتی  کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ جو وہ دین</p>
--	--

دھجیاں خوب ہی لیتا میں ہمار گل میں  
جھک آتش جو گریبان رخو گر ملتا،

<p>گیندے سے میں نے اپنے چہرے کو زرد پایا  بے مثل بے نظیر دیکتا دُشمن د پایا  اکسیر کو تنھارے کو چے کی گرد پایا  رو کر کس کچھ اُس سے جواہل ورد پایا  گردش کا اُس کے سرسہ دنبالہ گرد پایا</p>	<p>دل کو فردن چین کی مٹی سے سرد پایا  حسن و جمال پر ہے زینب اعز و زنجو  پارس کا کام سنگ در سے عجب نہیں ہے  ہر چند حالت دل ناگفتنی تھی لیکن  اندر ہے جو تیری چشم سے کم ہے</p>
---	--

<p>شربت بنایا بہر بلبل جو درد پایا مجنون سے مجھ کو طرہ صحرا نور د پایا کانور کی طرح سے یہ مشک سر د پایا گا ہے سینہ کا ہے رنگ اپنا رز د پایا آنکھوں کو تیری ہم نے مرد بنسہ د پایا ہو تا جو ترے خط سا کچھ لاجور د پایا</p>	<p>باغ جہان میں حق انصاف سے گزرسے سودے میں گیسوؤں کی ذخیر کے جنون نے خال مخ صنم نے گولی کی کی نہ گری ہونے لگی چویدار رنگ سادی عشق کس کس ستارہ سے شب اسے نہ لقا لڑی ہیں کرتے معذور اس کو قصہ پر خضر میں صرف</p>
--	--

میں بھاگتا ہوں دنیا آ کے ہے ہلکی  
آتش مجھی کو اُسے شاید کہ مرد پایا

<p>ہماری آنکھوں کو دیدار کا خیال دیا فقر ہوں مجھے اشد نے ہے محل دیا شکار کھیلنے کو گیسوؤں کا جال دیا ہلا دیا جو ہون کو پہاڑ ڈال دیا منون سر رہنے ہے دیدہ غزال دیا زبان کو دل نے نہ اذن بیان محل دیا ہماری آنکھوں نے دل کو نوکین میں لکھ دیا ترے کرم سا ہے ہکو شفیق حال دیا قبائے سانچے میں اندام بار وصال دیا ہر ایک عضو بدن اس کو بے مثال دیا مشاہدے کو اک آئینہ جمال دیا جنون نے صدقہ حسن پر ہی ہے مال دیا رفیق سیر چمن کوئی نہ مثال دیا زبان کو مرزہ نعمۃ حلال دیا چھپا ہے جب سے دکھائی نہیں لال دیا</p>	<p>خدا نے برق تجلی تجھے جمال دیا کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا فریب حسن نے سکھائی اُن کو پٹا کھ چلا تو بتکدے کی سیر کو ٹوڈن ہے یعین ہے صورت عاشق سے انگوشت ہو لہو تک آئی ہوئی بات پی گئے سوار دکھا کے حسن زرخدان یار کا عالم شراب ابرو میں کیونکہ یکین نہ اسے ساتی گلے میں ڈالتے ہی پوست کی طرح لٹی بنا یا جب ترے پتلے کو دست قدرت نے مرید کر کے مجھے ہر عشق نے اپنا ہوا ہوں اہل و دل سکھائے داغ سے میں چلین گے باغ اگر ہم کو بھی معتد نے چمکا کے خزان کا اپنے نگ توکل نے نظر بڑا کسی دن سے نہیں وہ ابرو کی</p>
---	--

<p>صبا نے گل کو ہے آزار گو شامل دیا          شبابِ حُسن نے ہے یار کو کمال دیا          تمھاری دلف کا مشانہ نے بل نکال دیا          صنم نے راہِ خدا شربتِ وصال دیا          لیون کو زنگِ ترے لعل سے بھی لال دیا          تمک یہ حُسن نے زنگی کو خال خال دیا          جمال یار کو ہے خلعتِ جلال دیا          بتون کو کعبہ سے اللہ نے نکال دیا          ہر ایک ذرہ کو خورشیدِ لالہ دیا          قصا نے دردِ دین ہے نشہِ زلال دیا          جوابِ صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا          ملال و دست نے دل کو مرے ملال دیا</p>	<p>ہو اپنے سامنے جب تیرے دے لگین کے          چو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چو دھوین کا چاند          بہت مرے دل صد چاک سے ابھتی تھی          تب فراق سے جان اپنی جا چکی ہو تی          صفائیں تیرے سے چکے ہوئے بنائے دنت          بھئی پھلِ مُنح یار پر ملاحِ خستم          چلائے آئینہٴ مُنح سے نشہٴ مے نے          غرورِ حُسن سے بیجا جو ناز کرنے لگے          وادہ ہو خگرِ ترے فیضِ عام کا کس سے          صفائے مُنح کا لالہ خط کے بوسے سے          شرف سے دستِ یار کے پھر محروم          سرورِ یار سے حاصل ہوا سرورِ تجھے</p>
---	---

شب وصال میں اُس جہرہٴ موت سے

ہٹانے کے دلف کو آتش ملا کر مال دیا

<p>زمینِ شمر کا افسانہ آسمانِ سنتا          زمین کے نیچے بھی ہونیں تو آسمانِ سنتا          سُنا کر ہے اگر گوشِ بے زبانِ سنتا          بہارِ گل کی جو آمد ہے باغبانِ سنتا          کمانِ کمانِ مہینِ مین تیری داستانِ سنتا          پتا لگایا ہے دل ہون ترا مکانِ سنتا          جو جس سے مرزہٴ منزل ہے کاروانِ سنتا          پھر ہون تیری خبر میں کمانِ کمانِ سنتا          چمن کو آگ لگا تا جو باغبانِ سنتا</p>	<p>عزلِ جو ہم سے وہ محبوبِ مکنتہ وان گنتا          فراقِ رنج سے ہے بعدِ مرگ بھی دشوار          کھلے نہ حالتِ دل کو زبان کا احوال          خوشی سے جامہ میں بھولا نہیں سمانا ہے          زبانِ کون سی مشغول ذکرِ خیرِ حسین          قریب ہے یہ کہ حاصل کروں حضورِ رسی          خوشی کے مارے زمین پر قدم نہیں پڑتے          نہ پوچھ کل میں کیا کیا کہا ہے کس کس نے          فسانہٴ رُخِ زمین یار کیا کہتے</p>
---	---



<p>تھارے حسن کے سودے کو ہون گلاں سنتا  ہر ایک طرف سے ہون آواز ادا مان سنتا  اجل کو اپنی ہون اپنا نگاہیاں سنتا  لال ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سنتا  ہزار کیے نہیں ایک باغبان سنتا  وہ رنگ ہے کہ بو تھارنگ و غفران سنتا  شہید تب کہ ہون اسے نخل ارغولن سنتا  زبان سے جسکی ترے رخ میں ہون وہاں سنتا  کسی کے گھر میں جو ہون دوست بہان سنتا  لڑی مری سہے گوش بے زبان سنتا  بتون کو چھڑ کے دو چار گلیاں سنتا  کسی سے تیج کسی سے ہون میں کمان سنتا  گھر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا  پچھاڑ لے ہے یہ جس کو ہے پہلوان سنتا  کوئی جو ابرو دے حصار سی کمان سنتا  خفا مزاج تھارا ہون مہربان سنتا  وہ ترک اگر ملک پیر کو جوان سنتا  نہ گل سارخ نہ تو غنیمت سا ہون وہاں سنتا</p>	<p>زبان سے مرے یہ وصف نہیں کہا جاتا  نکلتا ہے جو وہ خوشوار اڈ بچی بن کر  کچھ اعتیاج نہیں جسکو حوز بازو کی  مری فغان سے ہے گیسوے یابل کھاتا  بہار آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے  کیا ہے زرد یہ سودے خال شکنیں نے  جین کو کوچہ قاتل مگر ہے سمجھا تو  یہ شوق بوسہ ہے ٹھہراؤں کا جو م لیتا ہوں  مجھے وہ رشتی حسانہ یاد آتا ہے  جواب اُس کے نہ کہو نکوین اُس کے بدلے دوں  رسائی دیر میں ہوتی جو بہمن کی طرح  اُن ابرو نکوین شاعر بھی کہہ رہے کچھ کچھ  کہوں میں بال جو اُس کو تو بال شیشہ کا  خزاق یار کو اسے صبر زور تو نہ جتا  تقنا کے تیر کو دے کر نشا نہ بنتا میں  مقصود مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کر دو  جفا و جو روستم میں مقابلہ کرتا  یہ چل رہی ہے جو ابلغ دہر میں کیسی</p>
<p>نہال قد کے ہو سودے میں جب سے زرداقتش  تھارا نام ہون میں شلخ و غفران سنتا</p>	<p>لباس سحر خہن کر جو وہ جوان نکلا  خواب بھرتے تھے عالم میں دکھ بھرتے تھے  وہ ذلن ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو</p>
<p>پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا  سکان یار کا دیوار درمیان نکلا  کمان سے جا کے ہے یہ سلسلہ کمان نکلا</p>	<p>لباس سحر خہن کر جو وہ جوان نکلا  خواب بھرتے تھے عالم میں دکھ بھرتے تھے  وہ ذلن ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو</p>

<p>عجب لطف کا کھار ہی ہے یہ کنواں نکلا          زمین شعر سے گنجینہ ہنساں نکلا          وہ سوچو جو مرے مغز سے دھواں نکلا          قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا          کوئی ہماری طرف سے جو کارواں نکلا          بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا          کھلا ہین کہ اب اُن سے ترا دہان نکلا          مرزہ نہ مرد و محبت کا مسربان نکلا          خوشی سے پوست کے باہر ہے استخوان نکلا          بلند کعبہ سے ہر گھر کا آستان نکلا          یہ گنبدِ ظلم آئینہ کا مکان نکلا          کفن ہیں کے ہے اس گھر سے میہان نکلا          ہوا ہے داغ بھے جان ہے جہان نکلا</p>	<p>ملاحظہ ذوق یار کا ہے ہر سو شور          بندھے دہان و کمر کے ہزار ہا مغن          کھلا نہ آتش سوداے عشق کا پردہ          تلاش ہم نے ہزاروں ہی لشکر و فین کی          سینکے قصہ یوسف ز بان سے اُسکی          شتاب کھو کے گئی جان بچ بیری سے          کہا جو شاعر دن نے اُس کو چشمہ شیرین          دیانتم نے کبھی بوس لب شیرین          سنا ہے شور ملک کوئے یارب ہم نے          جوں عشق میں کی کو جبہ بتان کی جویر          دکھائی دیتی ہیں آنکھوں کو صورتیں ہر سو          مقام شکر ہے دے آسمان جو خور و فقر          شب فراق میں ہے چہرہ سوز یار</p>
<p>کرے گا کیا کوئی دنیا میں سرکشی آتش          یہ وہ مقام ہے جہک کر ہے آسمان نکلا</p>	
<p>بلبل کا حال قابلِ فساد ہو گیا          ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا          موی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا          یہ احسن القصص ہے ہین یاد ہو گیا          تالہ مرا غریب کی فساد ہو گیا          اکثر ہے چہرہ نظری صا د ہو گیا          فکر سخنِ عروسِ مین داماد ہو گیا          دو پر لگا کے یار پری زاد ہو گیا</p>	<p>جا کر نفس میں ماضی صیاد ہو گیا          تو در دشنی عالم ایجاد ہو گیا          سختی جہر یار سے دل میں ہوا جو درد          حافظِ لوحِ کتابی محبوب کے ہین ہم          امیر کے سوا کسی نے کبھی سنا          پھر آئے رنگِ رفتہ جو رخ پر عجب ہین          وہ شب ہے کون سی کہ مہین لطف نوشی          زلفوں کو دکھ کے مائیے سودا ہوا وہ شوخی</p>

ساقی باہر دے پلائی شراب عشق  
 دکھلایا آب جوئے جس میں جو آئینہ  
 سایہ کی طرح سے مرے پھر تا ہے ساتھ  
 کم حکم شرع سے نہیں ایا کے حسن بھی  
 کپڑے رنگے جو خون اجا سے یار نے  
 سرسہ سے چشم یار بنی مسعدن کی جڑ  
 رنگو یا بلبلوں کے جو خون سے بہا رہیں  
 خورشید سے زیادہ ہوئی اسیں روشنی  
 اسے سو عشق نرم دل سخت یار کر  
 ہر صغہ میں بھڑکے سردل نے جان دی  
 نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے  
 قد بلند یار کو شمشاد جو کسا  
 حیرت کے مارے یار ہوا عینے غلام  
 موقوف سخت روی ہوئی خط سے یار کے  
 پھرتے ہین ڈھونڈتے نظر آنا نہیں کہیں  
 زنجیر اس بہار میں ہلکی اگر گھڑی  
 مہنگان کی طرح گردش چشمان یار سے  
 تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح  
 بلبل کے نالے لے اڑے فصل بہار میں  
 دیوانگی نے دام خود سے بجات دی  
 کر تا ہے یار دست خانی سے قتل عام  
 ساقی حدیث اُس کو سمجھتے ہین تیرے دست  
 رسوا ہو امین پر وہ کھلاتیرے عشق کا

تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہو گیا  
 کچھین باغ حسن وہ صبا د ہو گیا  
 عشق اُس پر ہی چال کا ہزار ہو گیا  
 بے جرم بے قصور وہ جہاد ہو گیا  
 مرغ چرخ کشتہ بے باد ہو گیا  
 لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہو گیا  
 گلزار رشک خانہ صبا د ہو گیا  
 جو ذرہ تیری راہ میں برباد ہو گیا  
 اکسیر ہے جو کشتہ یہ فلا د ہو گیا  
 فارغ پہاڑ کاٹ کے فرہاد ہو گیا  
 دل صاف ہو کے چہرہ آزاد ہو گیا  
 گیسو لٹک کے طرہ نشاد ہو گیا  
 یہ اتفاق بھی ہے خدا داد ہو گیا  
 بوٹی سے کشتہ بیضہ فلا د ہو گیا  
 کوئے بتان بھی گلشن شاد ہو گیا  
 ہاتھ اپنا طوق گردن خدا داد ہو گیا  
 زبرد زبر ہی عالم ایجا د ہو گیا  
 شاگرد کر کے عجب دل استاد ہو گیا  
 دیوانہ کپڑے بھاڑ کے صبا د ہو گیا  
 عشق پر ہی کے مدد سے آزاد ہو گیا  
 ہندی کا خون کر کے سہ جلا د ہو گیا  
 بیر معان کے معر سے جوار شاد ہو گیا  
 لشکون سے رنج ناخلف اولاد ہو گیا

بوسون کے بدلے ملتی ہیں آتش کو گالیان  
شایان لطف مورد و سب دادر ہو گیا

سامنے جو پڑ گیا دیوانہ بیباک تھا  
عالم ایجا د بھی طر نہ طلسم خاک تھا  
یون تو تیرے تیر کے خچیر کھے سب خوش نصیب  
بے ترے شب کو بھری چلتی تھی اے خوشیدار  
لعل لب کے جس صنون ڈھلی گئے ٹکڑا کی ہے  
جاسہ زہی مین نہ دی تشبیہ مین نے یار سے  
ایند تا تھا تیرے ستون کی طرح سے باغ مین  
بوئے گل کی طرح گرد راہ دکھلائی نہ دی  
مردم دیدہ ترار دور کے جب کرتے تھے ذکر  
بارگزار اصاف بھر بیکنا ر عشق سے  
دیدہ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا  
چشم نا حرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند  
ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرانوردی مین مرا  
تیرے کوچہ کا چین پر دل کو آجانا تھا شک  
صید بندی کا بچے جب شوق تھا اے شہسور  
جسم گل کھائے ہوئے ساند ترے پھلوں کے تھے  
جائے آب اس مست کو ملتی ہے انوری نل لب  
جب رلاتا تھا تصور لالہ رو یون کا ہمین  
عالم تشبیہ مین کتنا صنوبر کس کو مین  
رات بھر تھا چشم غزال کھوین اپنے ہر چراغ  
اگر گئی جب روح مہج کی طرف اپنے رجوع

بھار کر آنکھیں جسے دیکھا اگر بیان چاک تھا  
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کا سہ مٹی چاک تھا  
وہ بند اقبال تھا جو بستہ فراق تھا  
جو ستارہ تھا سوا مریخ سے سفاک تھا  
ان نگینوں کو ترا شا جس نے وہ حکاک تھا  
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا  
صاحب نیست اپنے سلسلہ مین تاک تھا  
یار کا گلگون نسیم صبح سے جالاک تھا  
اشک جو تھا دانہ تسلیع خاک پاک تھا  
روتے روتے مر گیا جو بھر مین تیرا تھا  
منظر نور الہی حسن مشیت خاک تھا  
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا  
جوش و جشت مین عزرا لون سے بھی مین جالاک تھا  
سنبل گل اپنی آنکھوں مین حسد و خاشاک تھا  
حلقہ دام محبت رشتہ فراق تھا  
غیرت صبح بہار اس آستین کا چاک تھا  
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا  
فعل اشک ایک ایک مست نشہ تر پاک تھا  
یار کا بونا ساقہ موزون تھا وہ کاواک تھا  
نشہ بھی بے یاراک صحرائے جشت ناک تھا  
خاک مین وہ دل گیا جو جسم آتش خاک تھا

شیشہ کی طرح مے سے شکم حلق تک بھرا  
مین بد گمان ہون اور مرا بارشک بھرا  
کان نمک مین لاکھون ہی من ہے مک بھرا  
پانی ابھی سما سے کمان تاسک بھرا  
پاؤن نے اُن مین پیس کے خاکسک بھرا  
نبر نہ بادہ جام پہا لہ گزک بھرا  
آنکھوں کو اپنی چیر گئے مین نے نک بھرا  
تارون کے نقل سے ہے بخوان نلک بھرا

ساقی شراب سے رہے قصر فلک بھرا  
صحبت برار ہونے کی صورت نہیں کوئی  
مجن طبع پر نہ کر واس قدر گھنٹہ ٹوک  
دور دور کے مین نے دل نہیں خالی کیا ہنوز  
صحر مین جا کے لائے حواریت جو آبے  
آئی بہا گھڑے مرے آگے سا قیاس  
رات انتظار یار مین چھپکین جو منید سے  
قل ہو فراق یار مین کس کس کا دیکھیے

آتش ہمیشہ سیر ہوا حوا ان حسن سے  
نیت کو رکھے دس لب کی چٹک بھرا

واغ دل خندان زن زخم جگر کوئی نہ تھا  
مردمان جہنم سا اہل نظر کوئی نہ تھا  
بلغ مین سب زخندان سائمر کوئی نہ تھا  
سل لب سائل دندان سا گھر کوئی نہ تھا  
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا  
لکھ کے خطا جب ہم نے ڈھونڈھا نامہ بر کوئی نہ تھا  
جاگتا تھا قلم جو تھا بھیر کوئی نہ تھا  
عیب الفت کے سوا ہم مین سہز کوئی نہ تھا  
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا  
خاۂ زنجیر سا آ باد کھر کوئی نہ تھا  
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا  
جلوہ فرما ہونہ تو جس مین وہ گھر کوئی نہ تھا  
کون سے قصہ کو کتا مختصر کوئی نہ تھا

عشق کے سودے سے پہلے دوسر کوئی نہ تھا  
غیر بار آنکھوں مین اپنی جلوہ گر کوئی نہ تھا  
روئے رنگین سا جوں جہین سحر کوئی نہ تھا  
جو ہری کی آنکھ سے دیکھے جو اہر ہمیشہ  
خوبصورت یوں تو بہتر سے تھے لیکن یار  
رنگی دل ہی مین اپنے حسرت اظہار شوق  
میرے نالوں نے جو شب کی تھی قیامت آشکار  
دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز  
کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبہ دل یار کو  
کون سے حلقہ مین اُن زلفوں کے تھے اک دل  
تین کے جو ہر دکھاتی تھی وہ ابر و جن و فن  
دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے  
رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک مود راز

<p>عہد پری میں جوانی تھی نہ اُس کے دل لے          بیل تصویر تھا باغ جہان میں تیری طرح          سرکہ میں عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوئے          پار اٹھا تو تھا صورت دکھاتا میں کے          عشق کس کو حُسنِ دلکش سے نہ تھا اے جاں جان          چاشنی و دوزن کی چلی ہے جو حق حق پوچھیے</p>	<p>مصل شب میں سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا          باد جو بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا          واپسین دم تک تو مجھ سے پیشتر کوئی نہ تھا          جھٹ پٹے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا          فکر سے غافل تری جن و مبشر کوئی نہ تھا          اُن لب شیریں سے شیریں نیشکر کوئی نہ تھا</p>
--	---

لے چلے ہستی سے دلعشقت آتش شکر ہے  
 نزل ملک عدم کا ہم سفر کوئی نہ تھا

<p>دلیوانہ ہے دل یا تری جلوہ گری کا          انداز کمان پر روش حور و پری کا          ہنگام گل دلالہ کی ہے جیب وری کا          ساقی کی نگاہوں نے مرے ہوش اُڑائے          ایک برٹے سے قد کا ہے لیس نقش جو بیٹھا          پیر بین رخ اُن ابرو دن کا اپنی طرف چاہ          تلوار کے مقولوں میں محسوب ہے وہ بھی          آئینہ بنین دیکھتے زلفین بنین بنین          سبزہ مری تربت کا ہر خوب ہوا ہے          کیا جائے ادب ہے ترے کوچہ کی زمین پر          اک گل کی جدائی ہے شب و روز زلانی          لکھتا ہوں جو میں شمع تری خوش روشی کی          کرتا ہوں جو میں حسرت برد ازین نالے          بیوجہ لباس اپنا بنین سرخ یہ رکھتا          کس مار سیہ تین بنین اُس زلف کی لہریں</p>	<p>مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا          دم بند ہے ٹھوکر سے تری ایک درسی کا          دلیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا          آنکھوں سے دیا جا مے بے خبری کا          دل رنگ دکھاتا ہے حقیقی شجری کا          سیفی کا سا ہے حال دلع سے مہر کی کا          کشتہ ہے جو اے ترک تری کج نظری کا          کم سن ہن وہ عالم ہے ابھی تبصری کا          ایسے میں ہرن آئین تو مرقع ہے چری کا          پایا نہ کہین نقش قدم رہ گزری کا          مردگان بنین گرد آنکھوں کے سبز ہے پری کا          بنتا ہے سرخا مہ قدم کبک وری کا          صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا          مریخ ہے پیر و تری بیدار گری کا          کس مور کو دعویٰ بنین نازک مری کا</p>
---	--

<p>گل پھولے سہائے نہیں ہیں جاسے میں اپنے اک کان ملاحت کے ہیں پامالین ہم بھی دم لاکھ محبت کا تری غیر بھرسن یار اور نگ نشین ملک جنوں میں ہنو کیونکر طے مرحلہ عشق خدا چاہے تو ہودے پیری میں رہا روشنی فکر سے عالم</p>	<p>اوتے یہ ٹنگو نہ ہے نیم محسری کا چکھا ہے مزاج بھی شوریدہ سری کا باد نہ کیا چاہے کھوٹوں کی کھری کا افسر سردیوانہ کو سایہ ہے پری کا اُس راہ میں توشہ ہے توکل سفری کا نور شید لب بام چراغ محسری کا</p>
<p>دلیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش زنجیر کا غل تہمتہ ہے کبک دری کا</p>	
<p>اک سال میں دس دن بھی جسے غم نہیں ہوتا سبل میں تری زلف کا عالم نہیں ہوتا گعبہ میں بیچ یار کا عالم نہیں ہوتا اک جام میں گھلتا ہے طلسمات جہان کا نشر کی طرح چھپتی رہتی ہیں وہ مہرگان تلاش کی موت اُسے نصیبوں میں نہیں ہے بے عشق سے زہار نہ کر تذکرہ حسن اک رشک سیاح کے تصور میں ہے یہ حال فرقت میں تری کونسی شب کو نہیں ہوتا پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گہ ازی آتی ہے ہی معرکہ عشق سے آواز اکم موت کے آنے سے نہیں یار کا جانا اُس زلف کی دوسو گلی ہوجس نے وہی جلنے مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے نشیستے میں جو ہے روشنی بادہ کلکون</p>	<p>وہ شہر ہے جس میں کہ مہر نہیں ہوتا یہ بیچ نہیں ہوتے ہیں یہ خم نہیں ہوتا محراب میں اُن ابروؤں کا خم نہیں ہوتا مستی میں کے مرتبہ جم نہیں ہوتا کس چاہنے والے کا لہو کم نہیں ہوتا ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہیں ہوتا کہتے نہیں راڑا اُس سے جو مہر نہیں ہوتا آنکھوں میں ہے جان اور فدا م نہیں ہوتا کب سینہ زنی سے مری نام نہیں ہوتا زخم دل اجاب کا مہر نہیں ہوتا یاں گشتہ نہو جو وہ سلم نہیں ہوتا قالب میں جو ڈھونڈھو کو کین دم نہیں ہوتا افنی سیہ رنگ میں یہ سم نہیں ہوتا وہ ملقفت غیر اعظم نہیں ہوتا خالوس میں یہ شمع کا عالم نہیں ہوتا</p>

بہرہ لے دولت دیدار شب و روز زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہ ہو کیونکہ انوس ہے انسان نہ ہو علم کا جو یا ولاوے اب تک ہے خصوصیت وہی باقی اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہن ہم تابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت	مشتوقون میں ایسا کوئی عالم نہیں ہوتا یہ سلسلہ درہم و برہم نہیں ہوتا وہ مال ہے یہ صرف سے جو کم نہیں ہوتا ابلیس سا بھی دشمن آدم نہیں ہوتا گل جس میں کہ اکوہ شبنم نہیں ہوتا بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہیں ہوتا الزام جو دیتا نہیں لازم نہیں ہوتا
---	---

تاجند بہار آئی نہیں دیکھے آتش  
کب تک شرف تیرا عظم نہیں ہوتا

وصف کیجئے جو تیری قامت کا نیم جان چھوڑا نہ اے قاتل نعمت عشق بیتی ہے لے لے پیروی پیشوا کی لازم ہے مرو میدان کا حال کیا جانے حسن سے عشق ہے ہمیں ازلی دہا رہی عاشقوں کی دیکھو جی وصل میں جگر کی خبر تھی کہ لکھ بنائے اگر یقین ہو تا	کیئے اُس کو الف قیامت کا فصل ہے یہ بڑی مذمت کا سحق ہو جو اس کرامت کا روسیہ منکر امامت کا راہ رد کو چہ سلامت کا ہم بھی دم بھرتے ہیں قدرت کا کس سے وعدہ نہیں قیامت کا تھانہ معلوم روزِ شامت کا اس خرابہ میں استقامت کا
--	--

حب و خواہ دے تجھے آتش  
وہ جو ہے خاتمہ امامت کا

تیری جو یاد اے دیکھا بھولا فرقت کی شب میں جانسوز دل نے کج رکھ نہ پا کو جادل سے غافل	بائش بھولا داکٹر بھولا اُٹ اُٹ کیا جو آہ آہ بھولا پھیرا اُس نے کھایا جو راہ بھولا
---	---



<p>عشق صنم میں افسر بھولا جو ذرہ تیر سی درگاہ بھولا چو کا وہ قصہ کو تاہ بھولا ہم مہر بھولا ہمسماہ بھولا اپنے گدا کو جم جاہ بھولا وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا</p>	<p>زنگار ڈالا سبچ پھینکی خور نے گرایا اس کو نظر سے زلف رسا کو تنہا جو انسی دیکھے تیرا روئے منور محر دم رکھا ساقی نے ہم کو بُت خانہ چھوڑا باز آئے بت سے</p>
<p>شرط وفا کی کس بیوفا سے آتش ساعارت آگاہ بھولا</p>	
<p>سجدہ کردن جو بت بھی ملے سنگ طور کا گل کردیا چراغ ہمارے شہور کا ایا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا قلبت میں دل مرا متلاشی ہے نور کا شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا کیا شکوہ اُن کی زلف رسا کے قصور کا کشتہ ہے کون کون تھا رے عزور کا گنبد بنا ہے قبر پر اُس کے بلور کا کھینچا گیا ہے پوست ہزار دن سمور کا دیوانہ بن کے کام کیا ذمی شہور کا بیدر دیون علیٰ ہنسن کشف قبور کا</p>	<p>مشتاق اس قدر ہوں خدا کے حضور کا دکھلا کے جلوہ آنکھوں نے کشتہ نور کا موسم ہوا بہار چین سے سرور کا سب کو خیال رہتا ہے اک رشک طور کا مٹھ کر چھپا پئے نہ مرے قتل کے لئے اگر تا ہے نعمہ صورت داؤدِ عندلیب گردن ہی اپنی بھانسی کے قابلِ ہنر کا کس کس کو خاک میں ہنیں ملو یا آپ نے دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہے یار نے کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند لیٹا میں دوڑ کر جو پریر و نظر پرٹا قبورن کو عاشقوں کی نہ کھدوا شتم نگر</p>
<p>نرس کے بھول کام کرین چشم حور کا</p>	<p>پہن قدم سے یار کے فردیں بلغ ہوا</p>
<p>حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہو گیا تو فرغِ خن سے جو شمع محفل ہو گیا</p>	<p>اس ہمارے حسن کا عنقا مقابل ہو گیا عاشقوں کو رتبہ پر داؤد کا حاصل ہو گیا</p>

تیغ سی ابرو کو دیکھا جسکی قاتل ہو گیا  
 بلبون کی فکر سے صیبا و فاضل ہو گیا  
 جب وہ خوش و شاد تھا ہلال اب ماہ کا بل ہو گیا  
 پانوں رکھنا باغ میں بلبل کو مشکل ہو گیا  
 چشم طفلان میں کھلونا مہرہ گل ہو گیا  
 جیو میں تیری ششدر مہرہ گل ہو گیا  
 اٹھ لے تم کیا درگون رنگ محفل ہو گیا  
 شمع سیلی پو گئی فانوس محفل ہو گیا  
 سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبہ گل ہو گیا  
 قطرہ بھی دریا ہے جو دریا سے واصل ہو گیا  
 خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہو گیا  
 حاصل تاتار دیوانوں کو حاصل ہو گیا  
 دولت حاتم سے مالامال ساکل ہو گیا  
 مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مراد ہو گیا  
 نیم بسل رہ گیا تھا جو وہ بسل ہو گیا

دبرون کی انجن میں حال بسمل ہو گیا  
 ہوش اڑے ایسے بہار رنگ گل کو دھک کر  
 عہد طفلی سے جو اتنی میں ہوا دچمن حسن  
 گرمیاں تیری طرح سے آتش گل نے جوین  
 گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار  
 کون سا کو نانہ جھانکا کی نہ کس گھر میں تلاش  
 چارے ضرور رہے ہیں منتشر ہوش و حواس  
 صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ  
 حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کے ظہور  
 نقش صورت کو مٹا کر آشنا معنی کا ہو  
 قطع ہو جاوے گی گام چند میں سختی راہ  
 نہکت زلف اُس پری کی جو کبھی لالی صبا  
 کرد یا تیری توجہ کے گرم نے بے نیاز  
 شب کو دم دید کے لیجا تا ہے کوئے یارین  
 جنبش ابرو نے رکھ لی ابرو سے تیغ یار

شاعرون میں کوئی آتش سا نہ کا حسن دوست

خوبصورت پر پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا

ففس میں بھی ہے وہی چھپا گلستان کا  
 کچھ اعما و ہنن ہے مزاج سلطان کا  
 گمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا  
 لبون کے کھلے ہی پردہ گھلیکا دندان کا  
 نواب بنجئے گا ہر کو ختم قرآن کا  
 جو سر فراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قوی دماغ رہے بسل خوش الحان کا  
 پھر ہے ہم سے رخ اُس بادشاہ خوبان کا  
 اُن ابرو نے اشارہ ہی ہے مرگان کا  
 منساوہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی  
 دکھائیے گا اگر چہرہ کتابی آب  
 جگہ ہے دل میں ترے دماغ عشق کی ظالی

تفس من نالہ بلبل سے یہ صبا ہے بلند دکھائی دے مرے یوسف کی تسکین کو نقاب الٹ کے دکھایا چہرہ رنگین وہ اپنی زلفوں میں گھڑیوں کی کرتے ہیں نکلی لباس ہی نہیں اُس گل کا قتل کرتا ہے جنون کے جوش میں روتا جو بون دوانہ منا ہے اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے	بہشت ہے جو تصور رہے گلستان کا حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا کبھی تو کھولے دروازہ اس گلستا کا خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا برہنگی میں بھی عالم ہے شیخ عربان کا ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا اشارہ رہتا ہے لڑکوں کو گنگان کا
--	--

چھوٹنے سے تیغ پر نور پئے اے ماہ  
ستارہ بن گیا ہر ایک ذرہ افشان کا

کعبہ و دیر میں ہے کس کے لئے دل جاتا خدمت یارین میں جبکہ ہوں سائل جاتا ترے دانتوں سے جو ہونے کو مقابل جاتا پھل ملا ہے یہ تری تیغ سے ہلکا ہے ترک تیغ کے ہوتے ہوئے دھوڑھانہ ہیں کانٹوں پر تو کترے ہیں یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے زخم کاری کی تری تیغ سے اندری خوشی راہ چھوٹے ہوئے حاجی ہے بھٹکتا احق طرفہ رکھتی ہے حجابات معان کیفیت راہ میں شان کریمی ہے تری بھر دیتی اے صبا تو ہی اُڑا کر تیغ سیلی دکھلا لی کون سی راحت جان کی ہیں یہ اکیلی شات	یار ملتا ہے تو پہلو ہی میں ہل جاتا کچھ نہ کچھ بوسے و دشنام سے ہل جاتا صورت اشک گسٹ خاک تین مل جاتا بھوٹے کی طرح ہر اکب خم چل چل جاتا سہل کو بھوڑے کیوں جانب شکل جاتا زمزمون سے مرے صیاد ہے ہل جاتا رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے سہل جاتا کعبہ مشہور جاتا تو سوسے دل جاتا ہو شیار آگے ہے اس بزم سے غافل جاتا پھر کے جالی کسی در سے جو ہے سائل جاتا دست مجنون سنیں تا پردہ نمسل جاتا کر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا
--	--

آمد یار کی کانوں سے سنی ہے جو خبر  
چھپکے پہلو سے ہے آنکھوں کی طون دلتا

<p>باران کی طرح لطف کرم عام کیے جا          غم نے اسے سرگل اندام کیے جا          اسے نرس خود کام لے خاک میں کوئی          کامل کا اشارہ ہی اس رخ سے ہے رہتا          مرغ دل احباب خود اڑاڑ کے پھنسنے میں          مژگان ہی اس چشم سیم کوہن بوجھاتین          رکھتا ہے اثر شوق کا اٹھ سا بھی غافل          عاشق کا جاذبہ ہے ملاراہ میں پیار سے          مشتالے لب کو کبھی تا کا تو وہ بولے</p>	<p>یا ہے جو دنیا میں تو کچھ نام کئے جا          جو کام ہے مشوق کا وہ کام کئے جا          تو پیر و می گردش ایام کئے جا          شتاق سے اپنے سحر و شام کئے جا          اسے زلف سیم کش دام کئے جا          چٹمک طرف نرس و بادام کئے جا          یار آئے ہی کا ہنس و پیغام کئے جا          تو بھی تو مشیت کوئی دو کام کئے جا          ملنے کا نہیں کچھ طمع خام کئے جا</p>
---	--

امی ہے مست امی مجھے بوسہ ہی لے گا  
 آتش حرکت قابل دشنام کئے جا

<p>صحرائے میخان کا گھر حلقہ آیا          استادہ کمر باندھے ہوئے راہ میں ہیں ہم          سودا ہی رہا کیسے بیجان کاٹھارے          یا توئی لب کی تری اندری تفریح          ہر چند کرے ظلم و ستم جو رجو جفا یا ر          کہ دم نہ جدا ہوئے تھے یا ہر دن ہون فضا          فریاد کو میری نہ سمجھ لے اترے بت          بے آہ کئے جان نہیں بچتی اب لے دل</p>	<p>چھوٹی ہوئی قسمت کھلے آبلہ آیا          لوٹا اسے یوسف کا اگر قافلہ آیا          شانہ کی طرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا          پیری میں جوانی کا مجھ و لو لہ آیا          دانتوں سے ہی کاٹا جو زبان پر گلہ آیا          کیا اس کا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا          کسار کو ان نالوں سے ہے زلزلہ آیا          بیتابی سے تھکے احوالہ آیا</p>
---	---

تھا شوق زبس منزل مقصد کا آتش  
 طے اس کو کیا سامنے جو حسلہ آیا

<p>طریق عشق میں مارا بڑا جو دل بھٹکا،          سزا ہے اپنی جو دے یار تجر کا جھٹکا</p>	<p>یہی وہ راہ ہے جس میں ہے جا بٹکا          شب وصال کی گستاخوں کا ہے کھٹکا</p>
---	--

علاج ہی نہیں کچھ ترے نام کی رٹکا  
کسی کے سر میں ہو اور دھنچھ مرا چھکا  
کیا ہے باہماری نے بلبون کو ست  
نہ دور یا بھی میسر ہوا بچھا نے کو  
شب فراق میں اس غیرت مسج بغیر  
کہوں جو عرش برین بھی تو کہہ نہیں سکتا  
خدا نے دی ہے تجھے اے صنم نصیحت سن  
شب وصال میں کھولے قبائے یار کے بند  
پری سے چہرے کو اپنے دہ نازنین کھلائے  
سطح نفس نہ اٹھرنے کیا مجھ کو  
شراب پیئے گا کیا ذکر یار بے ترے  
چمن کی سیر میں سبیل سے پہلونی کی  
شراب صاف نہ باقی ہی تو اے سانی  
کبھی تو ہو گا ہمارے بھی یار پہلو میں  
بس اپنی مستی کو گردش ہے چشم سانی کی  
خدا کو حشر کے دن منہ دکھائے گا تو کیا  
سر لے یار میں پہنچیں گے ہم لگا کے کند  
کلاہ کی کاہے طرہ قبائے چسپان پر  
نہ تیغ عشق کے منہ چڑھ دلا خدا سے ڈر  
ڈرائی ہے تری زلفیں ادائیوں نے تیند  
نہ بھول بیٹھ کے بالائے سروست قمری  
پری سے چہرے کے اوپر نہیں ہن اہلے  
یہ جانتے تو تمہیں ہم نہ باندھے دیتے

چھوٹا لے سے نہیں چھٹا دبا بن کا ٹپکا  
کسی کے پاؤں میں موج آئی مینے ٹپکا  
ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا ٹپکا  
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کے کچھ کھٹ کا  
اٹھا اٹھا کے مجھے درد دل نے دے ٹپکا  
بہت بلند ہے پایہ ترے چھوٹ کا  
زیادہ طرہ کیسو سے شلہ کو ٹپکا  
کمر سے کھینچ کے چلے کو ہم نے دے ٹپکا  
حجاب دور ہو ٹپے طلسم گھوٹ کا  
نہ میں نے پیروی غول کی نہیں ٹپکا  
پیا جو پانی بھی ہمارے قلع میں ٹپکا  
چڑھ کے پیچ پر ان کیسو دن نے دے ٹپکا  
لوٹا لگا بچے کچھ دین نشہ ٹپکا  
کبھی تو قصد کرے گا زمانہ کرٹ کا  
ہمارا پیٹ نہیں ہے شراب کا ٹپکا  
یہی جو شرم پر اسے بت ہے طرہ کھٹ کا  
بلند بام سے رتبہ ہے اس کی چوٹ کا  
جو ان آج نہیں ہے تری سجاد کا  
اسی گڑھے میں تو جی چھوٹا ہے جوٹ کا  
عس کے دل کو پہ مندی کے چوکا ٹپکا  
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہے ٹ کا  
یہ منہ چڑھاتے ہیں کیسو کے پاؤں ٹپکا  
کمر کے ساتھ لپیٹے گا نات کو ٹپکا

عجیب بھل بھلیان ہے غفلت ہستی	جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا
عجب نہیں ہے جو سودا ہو تو کوئی سے	خراب کرتا ہے آتش زبان کا چٹکا
عزیز روح کے دم تک ہے کابلد گل کا ہو سے سٹخ رہے رنگ تیغ قاتل کا بہار آئی ہے دیوانے جب کرتے ہیں نُخ تیغ کے خالوں سے یہ ہوا غاہر عجب نہیں شرف خواہی مری خاطر کہا جو میں نے مجھے ذبح کیجئے تو کہا فراق یار میں ممکن نہیں محل و صبر ہمیشہ یار رہے پیش چشم عالم میں پھرا ہوں گرو میں سوداے خالین گھڑوں نکے جو دوست اٹھیں کوئی تو یہ کہتے ہیں خیال زلف ہے اُس نِخ کے شوق میں آکا گئی ہے روح بدن میں سے وجد کوئی ہوئی نظارہ نِخ لیلیٰ کر دیاں مجنون کھلا یہ ہم کو دم نزع کے نفس سے	خراب حال ہے بے مغرب ہوا چھلکا وہ ترک اور تا شاہور قص بسل کا سرو و کی ہے صدا غنفلہ سلاسل کا تک کے ساتھ مزا ہے سیاہ غفل کا ذلیل بندہ ہوں کیسے عزیز ہر دل کا یہ کام ہے ملک الموت نام قاتل کا ہنوسے گایہ ہم سے ہے کام شکل کا نہ منہ دکھائے خدا ہے چراغ انفل کا نظر پڑا ہے کہیں پیر جو کوئی تل کا ہیں بھی سمجھے ہو تم بیچنے کے قابل کا دکھائی دینے لگا ہے سودا منزل کا عجیب حال ہوا ہے تمہارے بسل کا بھٹاکے ناقہ کو پر وہ اٹھا و محل کا کشان کشان لئے جاتا ہے شوق منزل کا
خدا سے تاک جو کچھ مانگتا ہے آتش	کریم روئین کر تا سوال سائل کا
رعد کا شور ہو سودا کی صد سے پیدا اسے جنون خار ہوں صحر کی ہل سے پیدا نہ تو بھوکے ہو تھے ہم نہ تو پیاسے پیدا چاہیے اشک بھی ہوں نالہ کے پیچھے پیچھے	جھومتا رہا بہاری ہو ہوا سے پیدا آہے ہوتے ہیں اپنے کف پا سے پیدا ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا آمد قافلہ ہے بانگ در اسے پیدا

<p>لالہ دگل ہین زمین پر تو خاک ہے شفق قد کشی آج وہ سرودن سے ہین کہے جانے تخت پر یون کے اڑالائے جو دیوان تک وہو پ مین تو جو نکلتا ہے کبھی سے شمع کن شک بوزلف کا ہے لطف رخ نکلیں ہر شاہد گل کو ہے مقصود شکارِ بلیں یا برہنہ سرعریان و تن گرد آلود حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا فی الحقیقت ہے اگر چشمہ حیوان وہ بن بوسہ بازی سے مر می ہوتی ہے یذا لگو حمد پیری مین جو انی ہے بہت یاد آتی اب نقاب اٹے ہو ابھی تو مین کچھ ہوتا جھکوڑ ہے کمین طوق کسر یا زنون بند کو دے گی تری بوق جلال آنکھوں کو ویکھ کر آئینہ میرا نہ ہو صورت سے بندہ عالم ہین ہو سکے کایے دل جوئی لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہ ہوئی اے شمع حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے</p>	<p>ازنگ کیا کیا ہوئے خون شہدائے پیدا گل کی ہے بات ہوئے تھے جو ذرا سے پیدا یار اب ایسی کوئی آزمہی ہو ہوئے پیدا سایہ ہوتا ہے پردہ بال بھاسے پیدا سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا نٹیان باغ مین ہوتی مین حنا سے پیدا ہے کرامات گدا حال گدا سے پیدا حال ہوتا ہے ہی عشق خدا سے پیدا لیکھو دون خضر سے ہو جلیقے پیاسے پیدا سمجھ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین ماسے پیدا کیجئے زور کمان پشت و داسے پیدا تم نے کئی ہے بڑی آرزو صبا سے پیدا طعنے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا ہونے دے شربت دید لہ کپاے پیدا ہونے ہین جوش جوانی مین مہا سے پیدا بت گمراہ کو مین راہ خدا سے پیدا رس سے شکر ہوئی شکر سے بتا سے پیدا لو لکے ہوتے ہین خیر و ن کی دما سے پیدا</p>
---	--

عود ہو موسم سرما ہے قریب اے آتش  
کیجئے دلب کسی ماہ لقا سے پیدا

ار دلیف بائے موحده

گفتار و لغزب ہے رفتار و لغزب  
اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار و لغزب

نہر حال مین ہے اپنے مرا بار و لغزب  
مترکان کی طرح گرد ہون لچین و لغزب

<p>جائگاہ جان خراش دل نزار و لغریب          رکھتا ہے ہر شکوہ یہ گلزار و لغریب          ابرو سے تیرے ہوتی تلوار و لغریب          چشم پر ہی سے روزن دیوار و لغریب          دلکش ہر ایک دکان ہے بازار و لغریب          یہ جنس چاہتی ہے خریدار و لغریب          جلاؤ دھونڈھتا ہے گنگار و لغریب          کیونکر نہ ہو وہ ابرو دم دار و لغریب</p>	<p>مرزا کن چشم یار کی معرفت کیا کروں          انداز حسن یار ہیں اک اک سے تنہا          شتاق زخم کے رہیں اسے ترک نشینی          دیوانے گرد رہتے ہیں گھر میں ہیں کس          دنیا میں آکے جی نہیں جاتے کو چاہتا          سو داسے عشق کے لئے ہے خوشحال          عالم میں ممکنہ قابل خوشی کی ہے تلاش          دیوان حسن میں سے ہے اکیت انتخاب</p>
<p>اس گل نے کوش دل سے سنا لیکن نہ حیف          آتش یہ کیسے ہیں ترے اشعار و لغریب</p>	
<p>یادوں کو بوجھے ہیں پرستار آفتاب          آنکھیں میں اپنے بند ہے بازار آفتاب          وہ لوٹے ہیں دولت سرکار آفتاب          آتے ہیں سجدہ کرنے پرستار آفتاب          پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب          عقل حکیم ہے نہیں رفتار آفتاب          لب لعل سے دکھائے جو خسار آفتاب          مجرم ہوں آپ کا نہ گنگار آفتاب          وہ گرد میان ہوں ہوں جو سزاوار آفتاب          ظاہر ہیں رخ سے آپ کے آثار آفتاب          دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب          سن لیتے ہیں سچ سے اجار آفتاب          شب کو ہمارے گھر میں ہوا قرار آفتاب</p>	<p>چلتے ہیں تازے ہو وہ رفتار آفتاب          منہ پر نقاب ڈالا ہے جیسے کہ یار نے          پیکر شراب مست جو رہتے ہیں نشہ سے          حسن و جمال یار کا اندر سے ضرور غ          اس طفل مجہین نے رکھی کلاہ کج          زیر زمین ہے گاہ گئے آسمان پر          البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ          جھٹلائیے نہ دھوپ میں ہو کھنڈا بھے          آسٹرنے دیا ہے رخ آتشیں ٹھین          بلکہ جن میں بختہ کرو میوہ ہائے خام          پید ہوا ہوں عشق رخ یار کے لئے          کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے          سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہیں</p>



<p>وہ کام کیجئے کہ جو ہو کار آفتاب آتے ہیں دیکھنے تجھے نظار آفتاب ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب کھوٹا ہے جلے سائے دینار آفتاب آنکھوں میں رہ دو کی ہونکار آفتاب خواہاں ماہ ہوں نہ طلب کار آفتاب</p>	<p>گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہیں بندھتی ہیں یار لعلیان اب تری طرف چوتھے فلک سے کم نہیں مستون کو بیکدم ایسا کھر ہے سکھ ترے دلغ عشق کا ہنگام صبح تم بھی جو بالائے بام ہو رخسار و لغزب ہو نظر رہے کے لئے</p>
<p>اندر میری آنکھوں میں آتش ہے روشنی بلے رعبے یار داغ ہے رخسار آفتاب</p>	
<p>حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب ہم کسے رکھتے ہیں آگے احتیار آفتاب رات بھر رہتی ہیں آنکھیں انتظار آفتاب گوں سا کھر ہے نہیں جس میں گزار آفتاب کیجئے اپنی کف پا کو دھپار آفتاب بیساب اُن عارضوں میں ہے شمار آفتاب روشنی طور دے پروردگار آفتاب ہم بہار بلخ لوٹی ہم بہار آفتاب دیکھیے بیج شرف میں اقتدار آفتاب ظاہر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب یاد آتا ہے جو شبنم کو کفار آفتاب ہجر کی شب میں ہیں جو امیدوار آفتاب روئے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب خوڑے اپنی خاک کے ہوں گئے شمار آفتاب ہاتھ آجائے جو پشت زرنگار آفتاب</p>	<p>روشنی اس رُخ کی کر جاتی ہے کار آفتاب سامنا اس آفتین رخسار کا اندھیر ہے ہجر کی شب میں زبس ہے اشتیاق و وصل نقش کس دل میں نہیں رخسار روشن کا ترے منہ ملاتا ہے بھارے چہرہ پر نور سے حسنِ خلوقات سے اشرف جمال یا ہے یہ دعا کرتے ہیں اُس رُخ کو تیری خواہش کیف نے سے سرخ جوہ چہرہ روشن ہوا خانہ دل میں جگہ دیجئے خیال یار کو دم فنا اُس روئے روشن کے نظارہ لئے کیا روستے روتے پہلو گل میں گدز جاتی ہے رات صبح محشر کا ہے آنکھوں کو آنکھوں کے اشتیاق حور رہتے ہیں تصور سے شب سرمای گرم مرگے پر بھی نہ بھولے گارُخِ زیبائے یار یا زون تیرے اُس میں اسے محبوب دیو یا کیجئے</p>

دل جلا ہے گرمیوں سے اُنکی بے یارِ بقدر | بھاگ جاؤں دان نہ جس جا ہو گزرا آفتاب

روئے یارِ باہی طرف سے پھرنے لے آتشِ ندین

ہو جو ہاتھ اپنے عنانِ اختیارِ آفتاب

روایتِ بائے فارسی

رکھتا ہے ترے حُسن کا گلزارِ عجب روپ  
لایا ہے ترا جلوہ دیدارِ عجب روپ  
بدلے جوے ہے مصر کا بازارِ عجب روپ  
دیکھا نہیں سنتے ہیں گریا عجب روپ  
پاتے ہیں ترا ترے حزیں عجب روپ  
ہو تا ہے طرورتِ بیمارِ عجب روپ  
ہر بارِ عجب رنگ ہے ہر بارِ عجب روپ  
ہر گام دکھا دیتی ہے رفتارِ عجب روپ

لو کھلاتی ہے رنگینیِ رضا و عجب روپ  
کتا ہے گلِ دلالت کوئی کوئی مہرِ عجب روپ  
فخارہ یوسف ہو زینسا کو مبارک،  
شفاق نہ کیو نہ کر چون تری دید کی آنکھیں  
ولاونکی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو  
اُس رشکِ سیجا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر  
جب دیکھیے کچھ اور ہی عالم ہے تھا را  
چلتے ہو جو تم ناز سے آنکھیں کی چالیں

کھل جائیں مجھے معنیِ توحیدِ ازلِ آتش

پھر دیکھے تو کھلائیں گلِ دفارِ عجب روپ

توڑے مڑوڑے اپنے برن کو ہزارِ سانپ  
دو زلفینِ یار کی نظر آتی ہیں چارِ سانپ  
سودائے زلفِ یار میں ہے تارِ تارِ سانپ  
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدارِ سانپ  
کرتے ہیں گنجِ یار کے اوپر نثارِ سانپ  
کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزارِ سانپ  
کٹ لاکے زہرِ اگل کے ہوئے شہرِ سانپ  
طاؤس کو سمجھتے ہیں اپنا شکارِ سانپ  
دہتا ہے رات دن مرے سر پر سوارِ سانپ

بل کھاسکے زور سے کیسے بارِ سانپ  
احل کی آنکھ سے ہون میں سودائی دیکھتا  
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکوں میں ہر ہن  
افشان چھڑک کے یار نے زلفِ سیاہ پر  
مودی بھی متفق از حُسن سے ہوئے  
ہر عقدہ کا غم زہر کی مودی ہے بلِ بال  
دھو دن کے زلفِ یار کی پائے تہیت  
اُس زلف میں ہے جیسے مرادِ غدارِ دل  
سودائے زلف میں ہے جو کچھ حال کیا لبت

<p>ہو یا کے یا مہین کی ہے بے اختیار سانپ ہو یا بنایا کرتا ہے یہ بد شمار سانپ</p>	<p>دوے صلیح پر نہیں لہرا رہی وہ زلفت ہو ذی کو چاہتا ہے قوی آسمان دون</p>
<p>آتش یہ شاعر دن کا قضا اختر ع ہے رخسار پنج بہن نہ تو کیسے یار سانپ</p>	<p>آتش یہ شاعر دن کا قضا اختر ع ہے رخسار پنج بہن نہ تو کیسے یار سانپ</p>
<p>ارو لیت تارے قرشت</p>	
<p>ہو آج ہی ہونا ہے جو فزائے قیامت دیدار کے بھوکون کو ہے سودائے قیامت جنت کے نہ دوزخ کے بھولے قیامت بے دانہ دبے آب ہے صحرائے قیامت کیا مصروفہ جہت ہے بالائے قیامت فزوائے قیامت پس فزوائے قیامت ہم سے نہ سنا جائے گا غمائے قیامت پامال چوے فتنہ صحرائے قیامت اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت ہو یا نہو ہم کو نہیں بردائے قیامت احصا جو کریں گے تجھے سوائے قیامت گرمی سے تری جوتی ہے ازلے قیامت مردوں کو مبارک ہو تمناے قیامت</p>	<p>قیامت سے دکھایا تماشائے قیامت اعلا سے تری جلوہ منائی جو سنی ہے دو دوزن سے ملائے نہ رہا جا کے تم کو اس مرحلہ میں خون جگر کھانا پڑے گا شاعر چون ہی عرصہ محشر میں کہو نہ گا رحمت سے تری در نہیں ہر چند کہ ہو کشتے تری ظلال کی آواز کے ہیں ہم و دو گام جو محشر میں چلے تم روش ناز ہاں قدر کشیدہ کا نہ مشاق ہوئے دل فزا دبتوں کی سنیں اللہ سے کرتے ہمراہ میرے یہ بھی جہنم میں پڑیں گے اسے دل غنجدن حشر کا فریاد بھی کشتے ہیں محبت کے ترے زندہ جاوید</p>
<p>آتش نہیں بچ رہے تے کو بھی کرے گا صحت کا شریک انجمن آوازے قیامت</p>	<p>آتش نہیں بچ رہے تے کو بھی کرے گا صحت کا شریک انجمن آوازے قیامت</p>
<p>نظر سے گر گئے سب خوبصورت اس آئینہ کو ہے مطلوب صورت نہیں بھاتی ہلین محبوب صورت</p>	<p>عجب تیری ہے اسے محبوب صورت صفائے قلب سے ہوتا ہے روشن نقاب الوتر رخ زیبائے</p>

<p>جبین پر سے گرد چین دشمن صاف پروی و خور بھی رکھتے نہ ہوں گے وہ عاشق ہوں مرے آگے ہے آتا مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے اڑے گاشق سے پیکرے گا سر بازار تم سے جبکہ چاہے</p>	<p>حسینوں کو ہے یہ محبوب صورت تھاری شکل سی محبوب صورت بنا کر حسن خوش سلب صورت اگر دیکھیں تم ہی ایسا ب صورت کہوت کی مرا مکتوب صورت ملا لے پوست یعقوب صورت</p>
---	--

ہلا دین دل نہ کیونکر شمع آتش  
صفا بندش ہے معنی خوبصورت

<p>لب شیرین تک اگلے آئی بات دہن یار میں نہ آئی بات واسن اس گل کا کیا چھوٹکی صبا قہقہہ کو تہ دہان یار کا ہٹا کھیل زلفوں کو ہے الجھ پڑنا نہ کسی کو گڑی کھی رہم نے دہن تنگ یار میں کیا کیا درد دل کہنے میں ہے کیا پس پیش ہازگی فکر کی کبھی نہ گئی دم ہے میں چین یار سے بند چشم پوشی ہے قمر آن آنکھوں کو کہہ آگے تم کتا یہ میں کیا کیا تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے یہ صدا آتی ہے خون نشی سے</p>	<p>بگلی قند کی سٹھائی بات شاعروں نے بہت بنائی بات یہ کسی نے ہے جھوٹا ڈائی بات جھوٹوں نے مری بڑھائی بات انکی آنکھوں کو ہے لڑائی بات نہ کسی کی کڑی اٹھائی بات تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات کمی جاتی ہے مٹھائی بات جب سنائی نئی سنائی بات کرنے دیجی نہیں رکھائی بات سر نہ نے بھی نہ یہ سبھائی بات نہ کسی نے تھاری پائی بات غنیہ سے بٹھ میں رنگ لائی بات مٹھ سے نکلی ہوئی پرانی بات</p>
<p>تیرے شیریں کلام کو سنکر</p>	<p>بھر نہ آتش کسی کی بھائی بات</p>

<p>ہندی سے کمال مال ہوئے دست دپائے دوست حصہ میں دوستوں کے ہے جو رجنے دوست دل کو ہوئے ہیں معنی تو حیدر شاکست لائق چلین گی سینہ پر اپنے شب وصال کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو زندہ مئے تو مردہ ہو ہو جائے دم فنا</p>	<p>خون شہید ناز ہوا ہے خاکے و دست دشمن خدا خواستہ ہوں خاکپائے و دست آنکھوں کو کچھ نظر نہیں آتا سوائے و دست کیا کیا نہ غل بجائے گی خلیاں پائے دست ہم بھی ہیں سائل درد و دست مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دست</p>
---	---

### ارویت تاپے ہندی

<p>دوست حسن کی بھی ہے کیا لوٹ جل رہی ہے دلا ہوا اے بہار سانے تیرے جو پڑے اے ترک چار دن ہے بہار اے بلبل کہ صفِ مژگان سے کہہ ہی ہے وہ چشم صرف شرمال دنا کر نہ صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو بار نصرت خوان حسن جو مل جائے گھر آبلہ ہوئے تو چلے کیا عجیب جو وہ گیسو سر منگ جانے ہیں کہ فوج جنگی سے</p>	<p>آنکھوں کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ لالہ پھولا ہے داغ سو دا لوٹ اس میں کبہ ہو یا کلیسا لوٹ زر گل کا ہزار توڑا لوٹ دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ آئینہ ہو تو ہوتا شا لوٹ یہ سمجھ لے ہے سن و سلوا لوٹ لین گے دیوانہ حصار صحر لوٹ لین متاع دل اجا لوٹ نہیں سیر دار پھیر لیتا لوٹ</p>
--	--

کام مردوں کا ہے یہ اے آتش  
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹا لوٹ

<p>دھل کی شب نہیں عاشق سے نرادر اپڈٹ شل گل تو نے جو ہوتی ہے قبا اے محبوب جان پر ہوتی ہے ہو جاتا ہے اک سو داسا</p>	<p>نہیں کا حیلہ نہ کر منہ کو نہ اے یار اپڈٹ لالہ کی طرح سے بھی اپڈٹ دستار اپڈٹ دل کو لیے تین ترے گیسو خرم دار اپڈٹ</p>
---	--

<p>خوب کسکھراے ترک جفا کا لپیٹ          ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دلنا لپیٹ          بلک و طاؤس کو بھی اپنی طرف لپیٹ          رکھے کس کس کو ترے نقر کی دیوار لپیٹ          روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ          اُس خوش اندام کو اسے جانے کھٹا لپیٹ          منہ کو لیتے ہیں کنن سے ترے ہال لپیٹ          خون نافرین مرے اپنی نہ لگا لپیٹ</p>	<p>تمہل پر میرے اٹھایا ہے جو بیڑا اتنے          دارع عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلا بند          چاند سے منہ کو دکھا برسہ سی زلفین          پھر مٹی پھر ہار کتنی ہے دروازے پر          خط شکن سے رخ یار کے اوپر یہ کھلا          شان مرج بھی دکھلا چکے قاتل مجھ کو          آمد آمد کی طلبا کی جو سنتے ہیں جس          کافی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اسے قاتل</p>
---	---

یہی بازار جہان میں ہے تنہا آتش  
 جنس دل لے کوئی خوش و ساز یا لپیٹ

روایت جیم تازی

<p>گھرا کر تے ہیں زر گر چاند سورج          جو ان ہے تو مہر چاند سورج          بنیں تیرے برا بھر چاند سورج          سرائے یار کا در چاند سورج          کھل جاتے ہیں دب کر چاند سورج          پھرا کر تے ہیں گھر گھر چاند سورج          رہیں روشن نہ کیونکر چاند سورج          چھپاتے منہ مہر چاند سورج          سفید و زرد اکثر چاند سورج          رہیں حیران و ششدر چاند سورج          ہوئے تیرے قلندر چاند سورج          ہلال آساہون لایا چاند سورج</p>	<p>بنیں گے کس کا زور چاند سورج          چرخین کیا تیرے منہ پر چاند سورج          قسم تیرے ہی سر کی اسے رخ یار          جبین ساہو تے ہیں جب دیکھتے ہیں          وہ رخسارے جو ہوتے ہیں مقابل          ترے جو یاہین اسے محبوب یہ بھی          چرخین میں ہیں تیرے راستے کے          وہ رخ ہوتے تو پھر اندھیر کرتے          بھٹارے رو بردہ کر ہوئے ہیں          وہ لگاؤ رکا ہے تو جو دیکھیں          صفا ابتلا کے چار ابرو کو اپنے          چرخے میری طرح سے جو تپ عشق</p>
--	---

اڑین پیدا کرین چہ اند سورج	دو بالون میں اگر کھین نہ باندھیں
	ہم اس سہ خالے کے بہن ست آتش کب جس کے بہن دو سارے چاند سورج
روایت جیم فارسی	
<p>خام اندر خم ہے ہر موچ در ہنچ ستم ہے گوشتارہ قمر سر ہنچ اُدھر وہ زلف ادھر تازگ کمر ہنچ تری دستار کے بیداد گر ہنچ گلستان جہان میں ہنچ پر ہنچ سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر ہنچ نہ پڑنے پائے کچھ لے نامہ ہنچ سراسر خم ہے سنبھل سر ہنچ اگر سے جو ہنچ اے یاد اس سے کر ہنچ</p>	<p>بلا اس زلف پیچان کا ہے ہر ہنچ تری دستار پر عاشق کشتی کو الہی خیر کجیو کھسا رہی ہے ہوئے بہن زلف پیچان سے بھی طرہ اٹھائے عشق پیچان کی طرح سے ہنو اس زلف پیچان کا جو سودا جواب خط خبر داری سے لانا تری زلفون کا دھوکا ہم کو دے گا سین دہم باز ہم کو نہ دم دے</p>
	فراق یاد سے کشتی بڑی ہے پچھاڑا جہل گیا آتش اگر ہنچ
<p>کھین ہر چند مسک بجو ڈر خرج یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرج تماشے میں ہوئے بہن گنج زر خرج نزاکت کرتی ہے ان کی کمر خرج نہ ماتم لے کیا ہو اس قدر خرج سزن کرتا ہے جو رازق شکر خرج ترا ہوتا ہے کیا اے سمیر خرج اگر سے کیا عقل مندی بان بشر خرج</p>	<p>رہ الفت میں نقد عمر کمر خرج کمان اب طاقت صبر و تحمل وہ کالے سانپ وہ گیسو بہن جٹے مہنین یہ یار گیسو سنی چھپکتی خدا دے دولت قارون تو بچے وہی دے گلاب شیرین کا بوسہ ہم اپنے نقد جان پر کھیتے ہیں جنون عشق ہے غارت گر ہوش</p>

<p>رہا کرتی ہے فکر کشمکش کی چلے دنیا سے داغ عشق لے کر ملا جو اس کو بجھے من و سلولی</p>	<p>کیا کرتے ہیں ہم خونِ بکر خروج یہ نوشتہ ہے یہ ہے ہر سفر خروج پتیل پر رہا شام و سحر خروج</p>
<p>حینون نے بھی خوب آتش کو لٹا دلفینوں سے خروج پر خروج</p>	<p>حینون نے بھی خوب آتش کو لٹا دلفینوں سے خروج پر خروج</p>
<p>دلفین حائے حسی</p>	<p>دلفین حائے حسی</p>
<p>ہمارا کی جین میں چلی ہوائے قدح و کھا رہی ہے عجب آئینہ صفا کے قدح نکالے دل سے کدورت اگر صفا کے قدح زمانہ میں نہیں مجھ سا کوئی ہے دریاؤں شراب خواہ کرے گی بہار صوفی کو صریحی واری گردن نہیں فقط ان کی مڑے کے ساتھ جو غم ہو کہ اس میں شادی ہو شراب خانہ میں کرنا ہون سیر دیا کی بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی سبد و شیشہ و حرم کس کی کی نہ پاؤسی عوضِ طیب کے بیکش ہے ڈھونڈھنا سانی جہان کی سیر دکھاتا ہے نشہ صبا ان ہاتھ ملیں میں جو کندن کی سنج ہوئیگی جہاں دور کیا کیف مے نے اس بت کا و دچم دست کا ساتی کے وصف ہے مقصود شراب عشق کی پیٹے ہی جوش ٹپے ایسے فرق یار میں دور ان سر ہے دور شراب</p>	<p>پڑھے وہ ست جے یاد ہو دھائے قدح سرور اُسے ہے جو ہے صورتِ ثناء کے قدح نثار شیشہ کے ہو محتسبِ فدا کے قدح جہاں دار ہے سر میں بھری ہوئے قدح دکھائے گی اب بیگانہ آشنا کے قدح و دچم دست کی گردش بھی ہے ادائے قدح مثال گر یہ مینا و خند ہائے قدح و کھایا کرتا ہے لہر آبِ با صفا کے قدح بنے گی خشتِ سرخ کی خاکِ پا کے قدح کسی نے سہ نہ لگایا مجھے سوائے قدح ہوا ہے خونِ صراحی سے استلا کے قدح و داغ رکھتے ہیں جھنڈ کا گرائے قدح کمون کا نشہ کے دور و کمونِ طلا کے قدح جڑے خیر وے ساتی تجھے خدا کے قدح کنا یہ ہے جو یہ کرتے ہیں ہم ثناء کے قدح کہ ابتدا میں ہوا حالِ انتہا کے قدح لڑا کے شیشہ سے توڑوں یہ ہے نر کے قدح</p>



یہ جلوہ دمہ و غور شید سے کھلا آتش  
ہنوز باقی ہے دور فلک میں جائے قح

رو لیف خاکے سمجھ

لگا دے پھر دی اس گنج زر شاخ  
چمن کی سیر کو بے پی کے چلیے  
یہ خوش چمنوں کے سودے میں ہوں ہوکھا  
قدم سے تیرے اے ابر کرامت  
تربیون کی جدائی کے الم سے  
کھڑے سایہ تلے جبکے ہوئے تم  
تماشا غل ہے نخل تو کل  
جوانی کو عنینت جان غافل  
نہال حسن جو ہم نے کسا ہے  
سر اے یار کی منتقل میں جہلتی  
وہ نخل خشک ہوں ہر ایک جبکے

ہوا ہے دست خالی بے تر شاخ  
بہار آئی لدی پھولوں سے ہر شاخ  
ہرن کی بھی نہ سوٹھے اس قدر شاخ  
پھلے پھولے برا بر خشک و تر شاخ  
ہوا ہوں سوکھ کر بے برگ و تر شاخ  
کمالی اُس شجر نے شاخ و تر شاخ  
ہر اک سیوہ ہے رکھتی اُس کی ہر شاخ  
ہری ہوتی نہیں پھر سوکھ کر شاخ  
لگائی جاتی ہے دان شاخ پر شاخ  
ورخت عود کی ہوتی اگر شاخ  
ہرے پن سے ہے شتاق تر شاخ

مقدور میں اگر ہے سیوہ چھنا  
ملیگی جھبک کے آتش بادر شاخ

ہوا بہ حسن سے خال سیاہ جان سرخ  
حلال ہو نیکو سب سے ہیں پہلے ہم موجود  
یہ اشتیاق شہادت میں خون روتا ہوں  
ہوئی ہیں غصہ سے کیا لالہ ان آنکھیں  
عجب عداوت اخوان دہرے نہیں  
ترا وصال ہے اسے سیر عجب دولت  
ہمیشہ کرتی ہے اُس بحر حسن سے پنجر

نحو سکارخ کافر کو ذرا ایمان سرخ  
وہ بان کھا کے کرین توب اور دندان سرخ  
بریدہ حلق سے ہے حلقہ گریبان سرخ  
نظر وڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سرخ  
کرے جو خون سے یوسف کے لڑکے نلن سرخ  
نوحی سے ہوتا ہے کنکد سے نلن سرخ  
حقا کا رنگ ہو کیونکر نلن سرخ

<p>ہزار رنگ سے ہولالہ گلستان مسخ سنی ہے جب سے کہ تاج قبا کے سلطان مسخ دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامن مسخ ہوا نہیں ابھی رخسار چندان مسخ</p>	<p>ترسے شہید و نکلی آگے نہ رنگ یکو دیگا سفید کپڑے نہیں پہنتا وہ جسے خوشن چمن میں لالہ دگل رہتے ہیں گربان جاک شراب دینے میں وقفہ نہ کچھو سانی</p>
<p>اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش کیفیت سے ہوں آنکھ کی طرح مرکان مسخ</p>	
<p>انہو نہیں تو ہم سے مئے گانقاب تلخ کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ ہر چند تیغ کا ہو کھارے لعاب تلخ شان کریم ہے نہ اگر دے جواب تلخ تخل سے ہیں ترسے سخن ماصوب تلخ سم ہے طعام میرے لئے ادراب تلخ اس درد سرے کرو یا کھون کو خطاب تلخ لے سے قند کے نہیں رہتا گلاب تلخ ٹپکے ہیں اشک صورت اشک گلاب تلخ شکر کو مور شہد کو سمجھے تراب تلخ عیش و نشاط کرتا ہے اُنکا عتاب تلخ</p>	<p>کرتا ہے زندگی کو کھارے لعاب تلخ آغازِ شمع عشق کا انجسام ہے خبیر شراب کے گھونٹ کا مزہ لے لیکے پیجیے سائل ہوں بوسہ لب شیرین کا یا رے عاشق ہی ہیں جو سنے ہیں اسے ذہن لگ بیچار کا مذاق ہوں میں ہجر یا رے سو داسے زلف یا رے فیندا کی مری شیرین بیو کی کیوں نہ گیارہوں گالیان جھنستا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا شیرین ادا یوں سے جو محفوظ کو کرے وصلت کی شب میں ہوتا ہے ہر آن پرش</p>
<p>غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا یہ چاشنی ہے آتش خانہ خواب تلخ</p>	
<p>رویت دال مہملہ</p>	
<p>ہلال سامنے سے اُسکے ہووے سا را چاند اتریے بام سے تم جیتے اور ہمارا چاند اندھیری رات میں ہے ایک یک را چاند</p>	<p>فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند نقاب اُلٹ کے رُخ رشک ماہ دکھلا د</p>

<p>نشاط و میش میں گزرا کبھی نہ سارا چاند نگاہ بکک میں سورج سے ہے پیارا چاند مکڑ سکا ترے ابرو کا یا ر ا شارا چاند حرارہ لائے گا خورشید کا تمھارا چاند گران ہے مہر جہاں تاب و آگوارا چاند یہ بیقرار ہو اڑ جائے بنکے یارا چاند جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند طلوع تیرا عظم ہو اسد صارا چاند پری کے بدلے ہے اُس شیشہ میں آگارا چاند کبھی ادھر سے کرے گانہ کیا گزرا چاند</p>	<p>وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیسا عرتہ وہی ہے خوب جے جو پسند خاطر ہے ہلال بدر سے ہر چاند میں ہوا ہر چند شراب پی کے کرو گے رُخِ مہدیج کو سرفرخ فراق یا زمین کوئی حسین نہیں بھلا مقابلہ جو رُخِ آفتین یا ر سے ہو تری غلامی کا دعویٰ ہے یا اسکو بھی زمانہ یا ر کا آیا گزر کیا یوسف ہمارے دلمین نہیں نقشِ روئے روشن بلو ملاؤں گا تری پاپوش کے تاروں سے</p>
---	---

رُخِ حبیب سے ممکن نہیں فروغِ آتش  
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

<p>کہ جبکہ دے ہیں مانند آفتاب بلند ہوا ہے اُڑ کے یہ طوائس تا سحاب بلند کیا ہے سر سے مرے ایک نیزہ آب بلند ہماری آنکھوں سے اُڑ کر ہوا یہ خواب بلند تری ہوانے کے ہیں سر حجاب بلند قریب صبح ہی ہوتا ہے آفتاب بلند نہ اُڑ کے ہو سکے تیرے لئے عقاب بلند ہوا ہے عیب سے آواز نہ جواب بلند بولب سے ہے قدر ابو تراب بلند ہوئے ہیں تارے بھی سر و بھساب بلند ترے قدم نے کیا پایہ رکاب بلند</p>	<p>وہ آستان ہے تر اے ملک جناب بلند اسیرِ زلفتِ دل داغ دار ہے اپنا خیال نے قد بالا کے جب لایا ہے نکہ نہ پہونچی اٹھا کر جو آنکھ کو دیکھا یہ تیرے عشق سے جوش و خروش دیا ہے شبِ فراق میں گھبرا کے کھونہ جان ایدل یہ اپنے خط کے کہتر کو ہے دعا اپنی کیا ہے جس نے کمر میں ترے سوال لے دیا خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز کھینچی ہے دورِ تیشبہ قد بالا سے شرف ہے دین کو تیری نشست سے تک</p>
--	---

<p>مطالب اپنے ہے رکھتی مری ملک بلند نگاہ یار کرے نشہ شراب بلند</p>	<p>قد کشیدہ ہمنوں ہر ایک شعر میں ہے برین حجاب و حیا کی یہ پست نظرتیان</p>
<p>مری طرف سے یہ اسے خواہ کد و آتش سے جناب عشق ہے اسے خامان خراب بلند</p>	
<p>تھارے بندے ہیں ہم کھولیں حضور پسند وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند برہنگی کی قبا ہے جنون عو ر پسند مبغروں کی کچھ اس میں ہنیں ضرور پسند پری سے چہرہ کے اوپر بچے چشم عو ر پسند زیادہ تر بچے میرے سے ہے بلور پسند کیا ہے آنکھوں نے اپنی چرخ طور پسند زبان کو ہے مری ذکر یا عفو ر پسند سنا نہیں ہے خدا کو نہیں عو ر پسند ہو اسے دل کو بھی آنکھوں کی طرح نور پسند اکھلنے سٹی کے کرتے ہیں بے شور پسند</p>	<p>پری پسند طبیعت نہ ہے نہ عو ر پسند ہر ایک شہر خیزار ہے دل دجان سے تارے پرے اڑا کر بساتین ابکی نگاہ اپنی ہے دلیستگی کے سودے میں نگہ میں اپنے سنا نہیں ہر ایک حسین ہو اسے جب سے کہ ساقین یار کا سودا ہوئی ہے خانہ دین جو روشنی منظور گناہ عشق کا جب سے کہ مرکب دل ہے نہ دور بھیج کے ملا آنکھوں کا من لے بت خیال یار کا رہنے لگا ہے اُس میں بھی نہ طفل بن نہ دلا محو حسن صورت ہو</p>
<p>دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیجا آتش کرین جو آپ اسے بے صرف و مقصود پسند</p>	
<p>ملاق کعبہ سے ہیں یہ طاق خوش آثار بلند سروش شاد سے ہیں مصرعہ اشعار بلند رکھتے ہیں دست دعا کا فرویند ابلند تری آواز ہوائے مرغ گرفتار بلند محاسب لاکھ کرے گنبد و تار بلند آستان سے کسی گھر کی نہیں دیوار بلند</p>	<p>رہتے ہیں ترسے بارو سے خدا بلند کیا کمون کہتے ہیں مضمون قدیار بلند دیکھئے کسکو شرف ہو تری بابوسی کا گوش گل تک ہوقفس میں سے رسائی کسی ایک سرخیاک میں میں زندے ڈھاؤنگا تری درگاہ کی اللہ سے رفت اید دست</p>

<p>نعرۂ فاعیر وایا دلی الابصار بلند چاہیے اختر اقبال خسرمیدار بلند یایہ رکھتا ہے ترے سُن کا گلزار بلند شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرر بار بلند</p>	<p>گوش عارف سے تو توہر اک قبر ہے سیکھرون مصر محبت میں مہ کنان سے تخت پر بیٹھ کے کر سیر چین اسے محبوب شمع رو یا شب بحر میں جو یاد آ یا</p>
<p>نقشہ از رحم ہے دل دیکھئے کب کونی ہے پانی اپنا مے سر سے تری تلوار بلند</p>	
<p>دوسیا ہی کو جو کرتا ہے توبہ باران سفید مسل سے لب سُرخ ترا لباس سے دھنل سفید ہوں مبارک باد شاہوں کیلئے ایوان سفید سُرخ ہو مہر درختان یا مہ تابان سفید رنگ انے ایسا کہ موتی سے بھی ہو جو چاند سفید یاسمین سے لالہ ہو شبو سے نا فرمان سفید فرش یوسف کے لئے پیدا کرے زندان سفید کین ہین آنکھوں نے ترے نظارہ میں ترنگ سفید چاندنی میں جا ہیے سب عیش کا سامان سفید جاتے ہیں اس گھر میں کپڑے بہن کوہان سفید خواب غفلت میں نہ مونس کرے انسان سفید</p>	<p>ارو کے آب اشک سے کرنا مہ عصیان سفید دل لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہیں خوش سیہ خانہ ہی میں اپنے ترے دیوانہ ہیں سُن روئے یار کی مکن نہیں سبہ دلکشی دست ملازک میں ترے دیکھے جو شوخی جنا، پان ہستی کا جو لب پر اپنے تو دکھلائے رنگ دل صفا ہو پہلے پیچھے جلوہ گاہ یار ہو عہد پیری تک جوانی سے رہا عشق جمال جام بلوری صراحی فقرتی پیری میں ہو خانہ شادی کا شک ہوتا ہے مجھ کو گور پر تازہ رکھے سو گھر سبب ذوق اینا دماغ</p>
<p>قتل آرایش کرے کیونکر نہ آتش باریکی سُرخ رنگ رو غضب اس پر ہے تر نشان سفید</p>	
<p>بڑھ کر جو لے تو آگے خدیوہ کی پسند مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند سکہ کھرا ہے کیون نہ ہو ہزار کی پسند کر دمی دواہنیں دل بیمار کی پسند</p>	<p>مول اک نگاہ ہے جو ہو دل باریکی پسند اے قصر بار خوب ہے پتے کے واسطے عالم فریب حُن دلا دیز یار ہے ہوتا ہے عبرت جاناں میں ناگوار</p>

افشان ہوا ہے بار کے رخسار کی پسند جلا خوب رو ہے گندگار کی پسند وہ دربار ہے کافرو دیندار کی پسند مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند پل یار دیکھ لی ترمی رفتار کی پسند وہ گھر بنا کہ ہو گیا سمار کی پسند آنکھوں کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند یوسف ہو اہر ایک خسریا کی پسند ہون گے کسی تو روزن دیوار کی پسند	حسن و جمال کو بھی طعیم و زور کی ہے قاضی نے حکم قتل دیا تو کمون گامین سو دے میں اس کے شیخ و بہن ہیں ایک مرد و نیک و بد چین ہر دین رہے چن چن کے عاشقوں کو ملائی ہے خالین دل خسانہ خدا جو سنا تو یقین ہوا موج تصور رخ رنگین یار ہیں اسے جا رہا زیب سیر چین کو گیا جو تو کس کو یہ عشق حسن خدا داد سے ہوا ہرے ہمارے خاک کے برباد تو رہیں
---	--

یوسف کا مول دیکھے ابھی بے جوا تھا لے  
جنت العنب ہے آتش میوہ کی پسند

اردیف وال ہندی

ہٹ کے سوئیگا وہ گل رہے گلستا تھا بن کو دیتی ہے لڑک کی تپ کی ایٹھا پھٹکے دیتی مہین گرد و داغ سودا تھا شراب خوار کو ہے باعث تماشا تھا ہوئی ہے گرمی میں جا رہے کمر بیٹھا نہ کرے گا گوند ایسی کر کے پالا تھا	نہ دے لگی زستان میں جگہ ایٹھا پڑا ہے جب سے دم سرو سے مجھے پالا بوسہ بھرے ہیں جاڑے میں تیرے دھانے دکھائی ہے گلے گلزنگ سبزہ میں خزان یار میں لی ہے جو میں نے ٹھنکی خفتب خدا کا صنم تیری سرو مری ہے
---	---

گردن کا سو زردون سے جوان میں پہن  
پھرے گی ڈھونڈتی آتش کنار دیا تھا

اردیف وال معجم

چلنا و حسن کا سپہ نور ہے ملک لہریں	مرغوب طبع کیون نہ ہوا ایسی حبیب لہریں
------------------------------------	---------------------------------------

<p>اے حور اپنے سبب زقن کاغزوہ پیچ مستی میں بوسے اس لب لعلین کے کیجئے کس کس طرح کے ذائقہ و پذیر ہین شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہیں شیرین وہ لب ہو یا گلین جو خوب ہے</p>	<p>جنت کا میوہ مغز ہے پست تک لذیذ کیفیت شراب میں ہے یہ گڑک لذیذ کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان ملک لذیذ شیر و شکر کے ہے یہ بلاشبہ شک لذیذ شکر نک سے ہے تو شکر سے نک لذیذ</p>
<p>بریان ہو سو زخم سے محبت کے ساتھ دل آتش کباب کرتا ہے دغل تک لذیذ</p>	
<p>روایت دس کے مہملہ</p>	
<p>بیت ہیں دو ابرو کے زیبائے یار حو کر دیتا ہے سر تا پا سائے یار دو لون ہیں اپنے لئے ایذا دہند لج کل کے کچھ میں دیوانہ بنیں مصلحت ہے واسطے اپنے وہی شہر غبان میں ہیں دوسرے خطاب عشق نورا گلیر پیدا کیجئے سامی دے شیشہ و ساغر ہیں ب سیرے گھر میں جو قدم رنجہ کرے آئینہ سے یہ ہمیں روشن ہوا وصف چشم سر گلین کیا کیجئے حسن میں کچھ ماہ کو نسبت نہیں باز بیٹے معنون تو معنون وہن</p>	<p>مصرعہ جڑستہ ہے بالائے یار کیا مناسب تن کے ہیں اعضاء یار عشق بے خود حسن بے پروائے یار سر نہ تھا جب سے کہ ہے سودا کے نام جو رمنائے یار ہے جو اس کے یار عاشق دل دادہ و شیدا کئے یار جلوہ گر ہے حُسن شوق افزائے یار خالی ہے یادش بغیر ایک جائے یار اپنی آنکھوں سے لگاؤں بائے یار محو حیرت رستے ہیں بنیائے یار دیکھتی ہے نگہ کش شہلائے یار بے کلفت بے داغ ہے پلائے یار کیجئے پسیدا تو تا پیدا کئے یار</p>
<p>خود کمی بوجہ آتش کی نہیں یہ بھی ہے میری طرح جو یائے یار</p>	

<p>دکھائے صحن کی اپنے جسے کہ یار بہار ظہور داغ محبت ہے یون مرے دل سے فراق یار سب دل وصال سے ہووے چمن کی سیرین مجھ سے کدلاتی ہے یاد شباب کا ترے اسے یار رنگ لکے پہنی شگفتہ فنجہ سے اس گل کو آتی ہے یہ صلہ پیادہ پاہون پر سی کی تلاش میں پھرتا منو کی خطا شکیں نے لالہ روئخ پر کنار جو ہے چمن جھونستے ہیں مست ترے وہ رنگ و بو بدن یار میں ہے سو کمان کرم سے اگر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام مصور روئخ رنگین میں بند رکھتا ہوں شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غیم ہوں گل</p>	<p>یہ عشق ہو کہ پکارا کرے ہزار بہار چمن کی جیسے ہو پرور وہ کنار بہار تکالے دل سے خزان کا یہ خاں بہار دکھائے آتش گل آب غرقوار بہار بلائے عالم کا شوبہ روزگار بہار ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار جنون کو رکھتی ہے سر پر مرے سوا بیدار یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یاد گار بہار بطر شرب کا کھلواتی ہے شکار بہار شکوہ نے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار خود دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار چار فصل میں آنکھوں سے ہے دوچار بہار اٹھائے پردہ کردے نقاب دار بہار</p>
<p>نظارہ دیدہ بلبل سے کیجئے اب کی خدا جو چاہے تو آتش ہو ساز دار بہار</p>	
<p>پڑ گئی آنکھ جو ان چاند سے رخسار و سپر ابرو سے یار کا سر میں ہے جنھوں کے سودا دو زو شب رہتے ہیں بلبل کی طرح نالانہ باد کے جھونکے کے گنے سے ہیں سیلے ہوتے سو بھگم میں جو ہوتا ہے زیادہ سودا جگر و دل میں کیا بون کی طرح سے بھنتے عشق باز دن کو دکھا روئخ رنگین تم بھی سُن جو پائین ہیں تری بار سیسی زلفین</p>	<p>لوٹتے بک نظر کئے انگاروں پر رقص وہ لوگ کیا کرتے ہیں تلوار و سپر ٹوٹی چھوڑی چھڑی ہم سے گنہگاروں پر ماز کی ختم ہے ان پھول سے رخسار و سپر وہ لڑتے بھرتے ہیں ہم بلوغ کی دیوار و سپر کثرت داغ جنون رکھتے ہیں انگار و سپر مست بلبل ہوئے ہیں رنگ ہے رخسار و سپر رقص ملاؤں کیا کرتے ہیں کسار و سپر</p>



<p>کر رہی عجب جبران کی سیاہی اندھیر بزم خوابان میں تھک سنین کس کو ہے پند مردنی بھائی ہوئی دھکین کے منہ پر چلیب جانکلتا ہے جو بازار میں وہ شوخ مزاج خاک چھنوائی ہے سو داسے گلستان نے دل احباب کا دم بند ہے ان زلفوں میں</p>	<p>چاند پر ہے نہ وہ رونق نہ چمک تار و پیر طرے ہی طرے نظر آتے ہیں دستار و پیر خنگین ہون گے تری چشم کے بیمار و پیر پھپھیاں ہوتی ہیں پوست کے خویلا و پیر ایڑیاں برسوں ہی رگڑا کے ہیں خار و پیر کیا تقدی ہے شگنے کے گرفتار و پیر</p>
--	--

شور نالے کامرے جب سے سنا ہے آتش  
قفل مرغان چین رکھتے ہیں متقار و پیر

روایت رائے معجم

<p>و کھلائیے کیا یار کا شمس و قمر انداز موسیٰ کو غش آجا کیا جلو سے تھارے یووانہ ہوا جسے رخ یار کو دیکھا دل صید کہ عشق میں کب سے ہے نشا یابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر میں تو بھیر نہ بوسے کے طلکار سے ظالم و کھلائی ہے دانتوں کی صفایاں جیسے جانبہر کوئی ہو دیکھ نہ دل تھے لگا کر واپس دل احباب کو نیلے کے ہو کر تے</p>	<p>ایجا دے جوتے ہیں شام و سحر انداز دم دو گے سجا کوئی ہے اگر انداز رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز لہڑا دے اسے کوئی قدر انداز ٹپکا کے سر کو پس و دیار و انداز دل توڑ کے کعبہ کو نہ دھا خانہ بر انداز سوئی مری آنکھوں کے کیے ہیں نظر انداز جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز یہ غم نہ پاس ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز</p>
---	---

گل سننے کو نالے ہم تن گوش ہیں آتش  
بلبل نے اڑایا ہے تمھارا مگر انداز

روایت کاف فارسی

<p>ایک سے ایک ہے تاشا رنگ سانے تیرے روئے و نگین کے</p>	<p>ویدنی ہے جہان رنگارنگ لاہ گل نے بھی نہ پڑا رنگ</p>
--	---

آسمان میں ہیں اور زلفِ یار کا حیان تم جو غمخاناہ میں نہیں آکے زلفِ دروغ سے ترے کھلا کہ نہیں ست تیرے نہ لین جو نڈ بھی دے حسن نے کیسوڈن کو تیرے دیا	کچھ نہ کچھ لائے گا یہ سودا رنگ نئے گل رنگ کا ہے پتلا رنگ ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ مے سرخ آسمان میں نارنگ مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ
---	---

فلکِ زکین نے تیرے اے آتش کیسے کیسے کے ہیں پیدارنگ	
--	--

روایتِ لام	
------------	--

کاٹون میں ترے دیکھے سو نیلے کرن پھول پیدا کرے سودا رنگ کے گو خاک چین پھول ساتی یہ بہار چستان ہے دو ہفتہ دل سادگی یار کے ادب ہے نکلتا دلعون کی تلک دیکھ کے سودا بی ہو سنبھل کھینٹے ہیں جو شہرت تری تاوک ننگی کی دکھلائے گی کیا شام عزیزبان کے شگونی عشرت کہہ عاشق و معشوق نہیں باغ تو دن کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا بیل سے جو کی ہے کبھی اُس شیخ نے لگی یغما قرہ قمری کا ہے یہ درد سر عشق جو دیکھے بہار چستان کو وہ رودے اکھڑ کو نہ دکھلائیں ترے غضب کی صورت یہ جو یہ انکار ہم آغوشی کا کیسا قرآن کے حوض چلے پڑھو مطلعِ زکین	اے سرورِ دان بھول گئے مرغِ چین پھول ملک نہیں مرغِ سارے اک غنچہ دہن پھول بانی بھی جو مانگوں تو پلا شفق من پھول جھکا ہے نہ نہ نظر اپنا نہ کرن پھول نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہیں ہرن پھول ہر جذبہ کہ عجبوں کو کرے صبح وطن پھول دو بھابی بیل نہ تو اک شب نہ دھن پھول سو نکھے ہوئے بیل کے جموہ غنچہ دہن پھول جھکواے کے بھار دین میں سیکڑوں من پھول پھل ہی نہ تو کھتے ہیں نہ کچھ سرور چین پھول ٹھیک آئیں تو نہیں ترے نشوونگے فن پھول صاف اپنی جبین پر کی کرن چین و شکن پھول کامتا نہ تن اپنا ہے نہ انکا ہے بدن پھول آتش سے سخن کو کے ہیں لے اہلِ سخن پھول
---	---

<p>             بنی آدم نہ لے یہ درد سرمول              فلک پیچے تو لین شمس و قمر مول              اگر ہوا ز دہے کا گنج زر سول              لڑائی لین وہ انگھین ڈھونڈھکول              نہیں رکھتے ہیں یہ نسل و گھرمول              سپاہی لیتے ہیں سر بیچ کر سول              گرے کالا جو مخدہ سے سیر مول              ہماری جان کی تھی ایک نظر مول              نہ دے گا لیکے دل وہ مفت بر مول              لئے ہم نے ہزار دن نیشکر مول              مہتر کو بھی ہے لے لیتا بستر مول              جو کچھ ہو مشک کا اسے سیمبر مول              خدا کا لے لیا اس بت نے گھرمول              نہ تھا یوسف کا ور نہ اس قدر مول           </p>	<p>             محبت کو ڈیون کے ہو اگر مول              پسند دل ہوا ہے حسن صورت              تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے              ہوا صف بندی مرگان سے ظاہر              لب و دندان تھارے بے بہا ہیں              وہ سودا ہے تری زلفون کا جس کو              بہادر تیج چہرے پر ہیں کھاتے              اٹھائی آنکھ تم نے مر کے ہسم              ملین گی گالیاں قیمت کے بدلے              لب شیریں سا اک میٹھا نہ نکلا              عجب دولت ہے یہ احسان اس سے              سو نکھا زلفون کو پیچھے پہلے لے نے              حوص میں دے لے بوسہ دیکے ہمو              یہ حسن یار نے قیمت بڑھائی           </p>
<p>             بھروسہ سازندگانی کا سب میں کچھ              کفن لے رکھے اسے آتش بستر مول           </p>	
<p>             دوست و عالمند ذکر ہے دعا قبول              حاضر یہ گنج ہے جو کہے اژدہا قبول              ہوتی نہیں محال طلب کی دعا قبول              سب کچھ قبول ہے یہ نہیں نہ تقا قبول              کرتا ہے بندگی کو جو آنکھ خدا قبول              جو کچھ کمون کہے وہ مراد لہر با قبول              کرتی نہیں ہے انکی طبیعت دعا قبول           </p>	<p>             درگاہ میں کریم کے ہے التجا قبول              باندھے گردہ میں اپنے مرے دلوں یار              شب کو کہا جاتا تو بولادہ مروش              داغ فراق جو ہے کے بجا قبل صبح کے              یہ وقت ہووے لب میں کھو دے ناندی              ایسا اثر زبان میں مری اسے گرم دے              وہ لوگ ہیں جو درد محبت سے آشنا           </p>

<p>دل کو نہیں ہے کوئی تمہارے سوا قبول کرتے ہیں آشنا سخن آشنا قبول</p>	<p>عالم سے کچھ غرض نہیں اسے جان جان نہیں کھنے کو میرے یا جو مانے ڈکھا عجب</p>
<p>روایتِ مہم</p>	
<p>چھالے ہوئے ہیں کوئے نرنگی محلِ تمام چلنے ہوئے ہیں بلعِ جہان کے ہیں تمام اب تک ہلک رہی ہے ہماری نفسِ مہم اپنے کئے ہوئے ہیں یہ جب کے عملِ تمام یوسف کے واسطے ہیں یہ گرگِ نبلِ مہم اس ششِ جہت میں ہیں یہ تمہارے عملِ تمام ہو جائے اس علاقہ میں ایسا عملِ تمام روشن نہیں ہوئے ہیں ابھی یہ کنولِ تمام آنے نہ پائے تو کہ پھینکے اہلِ تمام پتھر ہوں نرم ہو کے روئی کے پیلِ تمام لکھی کے چاٹنے نے کیا یہ غسلِ تمام ناخن سے زلفِ یار کے عقدِ ہر محلِ تمام کبر و غرور رکھتے ہیں اہلِ دلِ تمام سمجھے ہیں اپنے حصّہ میں بھونکے نعلِ تمام آئی نہ اب اجل تو ہوئے بے اجلِ تمام فرقت کی شب میں ہو گئی تھائی نرنگی ایسا تھکائیے کہ بدن ہوئے شلِ تمام سر سے ہے تا قدم وہ صغیر بے بدلِ تمام جان آج بچ گئی تھیں ہر کمالِ تمام کرتی ہے عشقِ باز کو لبت و نعلِ تمام</p>	<p>وٹھلتی ہے ماسقانہ ہماہی غزلِ تمام وہ پھول کو نسا ہے کہ سونگھا نہیں جب زیب کنا عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہیں اثر اہلِ جہان برادرِ مومن بنیں ہزار ٹوٹھو نہ دھاسے جس جگہ دہن پایا ہے کچھ مصفون بستہ آئین سراپائے یار کے دواغولنے بھر چکا نہیں سینہ مرا ہنوز ایذا ہے جبرِ یار سے اتنی ہے آرزو آتشِ قدم وہ ہوں مری کھو کر کھلے کوہ شیریں شکر سی جان گئی سودے خال میں شانہ کا کام لیے گستاخِ ہاتھ سے کیونکر کریں نہ ناز وہ حسن و جمال پر عالم کے دل بجاتے ہیں خللِ محبِ حبیب آنکھوں میں جانِ حسرت ویدار لائی ہے کستا ہے شکے حالتِ دل روز وصلِ یار دوڑا کے راہِ محبت میں پاؤں کو ہر حصّہ ہے مناسب اندامِ نازنین دل کو لگا ہے دگِ محبت کا بی طرح حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترکِ تیغ کا</p>

صورت سے اس کی بھالیں دہی غل تمام	سبب ذقن سو گھائے جسے وسیع وقت
آتش کی فکر کھو دینی ہے اسے زمین شعر گنج ننان ہین جتنے کہ تجھ میں اگل تمام	✓
گرتی ہے روح مرحلہ آب و گل تمام وم بھرتے ہین ترابت حین و چگل تمام خالی ہین تیل سے ترے پھر کے تل تمام غیرت سے ہو گئے ہین حین منفصل تمام تھکوا کے خون کرتا ہے آزار سل تمام مارے بڑے ہین متصل و منفصل تمام اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام مہر و نئے ہے پی ہوئی اپنی سبیل تمام الفت سے ہو گئے ہین موافق غل تمام بھلنی ہوا ہے سینہ شبک سے دل تمام دعدہ کا دن سمجھ لے وہ بیان گل تمام	ہوتا ہے سو زعنتی سے جل جلے دل تمام حقا کے عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین دہر تکاتے زخم ہجر پر اسے ترک کیا کرین و نکھا ہے جب تجھے عرق آگیا ہے بار عشق بتان کا روگ نہ اسے دل لگا مجھے قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے دور و فراق یار سے کتا ہے بند بند ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال تیرنگا و ناز کا رہتا ہے سامنا ہوتا ہے پردہ فاش کلام دفع کا
خلوت میں ساتھ یار کے جانا نہ تھا تھمیں ارباب انجمن ہوئے آتش نخل تمام	
ردیف لون	
دل نلایا ہوا ہے حسنا بیما رہلو میں ٹھہر سکتا نہیں دم بھر کوئی غمخوار پہلو میں نہ کبھی میں نے جب تک کھینچ کر تلوار پہلو میں وہ گل ہے کونسا رکھتا نہیں جو خار پہلو میں اندھیل ہے نہ ہو چاند سا رخسار پہلو میں بٹھا لیتی ہے قصر پار کی دیوار پہلو میں	رہا کرتا ہے درد اک رات دن بے پایہلو میں سب ہجران کی گئی دور ہی سے چھوٹے پتی ہے کسے گرد سے نیند آئی نہ اس اہر کے سوچ میں عجب کیا ہے خط نورس کا گرد اس روئے زین کے شب مقام ہو ہر چند یقین لاکھ روشن ہون کھڑا رہو میں حسرت سے درد اذ سے کو نکلتا ہون

دعائیں مانگ کر آتش سے جھکو چکا یا ہے قبائے یار کو دتے کے ٹکنے نے ہے چکا یا بھولا دین شاخ گل پچھوین کو تیرے اسے بلبل پوری سی شکل اکھون نے آئینہ میں جبے دیکھی ہے	سولا دے یار کو اسے طالع بیل پہلوین جگہ طرہ کو بھی دے پٹیلی دستار پہلوین ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلوین لگائے رکھتے ہیں دیوانے بھی دو چار پہلوین
--	--

اڑا دیتا ہے بیانی دل سے تیکہ پہلو ۲

فراق یار بن بیٹھا ہے کیا نماز پہلوین ۲

بازی عشق جزا نہ عظم و رنج تسنیں پھیر کر کٹھ کو دکھاتے ہیں وہ زلفین یعنی ہاتھ ملتا ہوں جو میں دیکھ کے سینہ کا اُبھار تم خفا ہم سے ہو تم سے نہیں آرزو دل سے آتی ہے محبت کے مجھے میں جھلک	گیل کے ہر کوئی جھکویہ وہ نہ طرح نہیں سانپ پاؤں توں موجود مگر گنج نہیں کتنے ہیں توڑیے جھکویہ وہ تاج نہیں ہم سے ہے رنج نہیں تھے ہمیں رنج نہیں جان پر کھیلے والوں کو کشش و رنج نہیں
--	--

غزل خواجہ ہے مطلب کو پہنچاے آتش

نالا بے اثر مرغ نواسخ تسنیں

باہر نہ پانچے سے ہوں اس گلبند کے پاؤں ہستی سے جاؤں بے سرو پا باب عدم ایک سالہ راہ سے ہے چلی انی باغ میں بے اختیار صنعت تب ہجر سے ہوں میں کو شمش سے راہ عشق کے ازا کیلئے نہ ہم جوش جنوں میں بھٹ کے نہ بجا ناسا ساتھ سے سارایہ خندہ ہے تراے حنائے بار حاصل ہو لطف رقص بھی ہر چوڑی کے ساتھ کوئی جو چھتا ہو کہ کیا حال ہے ترا صحرا میں خاک چھاتا پھر تا ہوں ہر طرف	پھیر میں پھری نہ پنجرہ نقاب بنکے پاؤں اندر کفن کے سر ہو نہ اندر کفن کے پاؤں شبنم دھولا رہی ہے بہار چمن کے پاؤں کتنے میں اتھ ہیں نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤں ہر چند سوچ سوچ کے ہر ن لاکھ میں کے پاؤں ہوئے مری طرح جو مرے پیر ہیں کے پاؤں مرجان کے ماتھ ہیں نہ عشق میں کے پاؤں سو نیکے گھونگھروں کے ہیں ظل ہر نیکے پاؤں خلوت میں چلیے بوجھے اسل نہیں کے پاؤں پھلنی ہوئے ہیں مازخیلان سے چھٹکے پاؤں
---	---

مرج کو اپنے کسلی نہیں ہوتی بازگشت پھر جائے سوئے کعبہ جو صفحہ اس گناہ پر دنیا کو تھوکتے نہیں مردان راہ عشق	عزبت سے جب پھرے توہین اندرون کے پاؤں کو بچوں سے کاٹتا ہے وہ بت برہمن کے پاؤں نامور رکھیں آنکھوں پہ اس بیرون کے پاؤں
---	---

آتش زمین شمر ہو ہر چند نیک لاف  
لغزش سے آشنائیں اہل سخن کے پاؤں

آرزو ہے مجھے سحر سے سحر دھام کریں سیرے ماتم میں نہ کپڑے نہ سیہ فام کریں گریہ شادی مینا سے ہے ظاہر ہونا کوچہ یا کابین پاؤں ارادہ رکھتے منہ پیارے ہوئے ہیں ہم بھی مزہ چکھتے ست رکھتی ہے تری گردن چشم سے سلی مرخ روشن میں ہے خورشید قیامت کی ہل دیکھیں جو باد خدا کفر بتوں کا ہے خیال اک نظر حسن رخ زلف جھین تو دکھلائے نسب کو جاتا ہوں تو سمجھیں کہ وہ کہتے ہیں	ہمہ تن ہو کے زبان دور و ترا نام کریں خود بھی رسوا نہ ہوں مجھ کو بھی بزم نام کریں حال پر صوفیوں کے خندہ زنی جام کریں کعبہ اللہ کے چلنے کا سرا انجام کریں پیشگی تو کمین پیدا مخر نام کریں وہ نہیں ہم کہ جو تجھے طلب جام کریں حشر بربا ہودہ دیدار اگر عام کریں خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کریں نشہ محنت سے سستی سحر دھام کریں نیند آئی ہے ہیں آپ بھی آرام کریں
--	---

بیٹھ کر گوشہ عزت میں نہ بول اتنا جھوٹ

قصد بھٹ پڑنے کا آتش نہ دروہام کریں

حمید نوروز بہ عشرت کا سرا انجام کریں باغبان خیر جن کا بھی کوئی کام کریں مہر کن دیکھ کے کہتے ہیں تجھے اس محبوب ہم فقیروں کو ہے دیوار کا سایہ کافی گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہوں سیر یوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات اس محبوب	شیشے لبریزے ہوش ربا جام کریں سر و قمری کو خادوں کو گل انعام کریں وہ نیچے ہیں کہ پیدا ہو تو انام کریں خوش رہیں وہ جو کہ خندانہ میں آرام کریں کوئی توراہ خدا کا بھی یہ بت کام کریں چاہ کر تجھ سے وفا کیا طمع عام کریں
--	--

<p>تپ ہجران سے بوجھت ہو تو کام کریں ساتھ لیکر عین خفا نہ مین آرام کریں آنکھ پھوٹے جو تر اسانا بادام کریں جب قدر جاہیں وہ کشمکش دام کریں جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کریں سجدہ شکر تری راہ مین ہر گام کریں کیا تماشہ ہو جو وہ سیر لب بام کریں حرکت یار سے کیا قابل دشنام کریں چاہے خود وہ ملاقات کا بیغام کریں وہ بھی سنتے ہیں منہم جو کچھ احکام کریں</p>	<p>شریبت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو وہ ہر گریہ کی لطف سے گریے گراں تو گس باروہ آشوب زمانہ تو ہے دلو کو پھیندے مین نہ ان گیسوؤں کے پھینا تھا کیونکر ان گیسوؤں سے جان بچے دل یہی اسے کتبہ مقصود تمنا ہے ہمیں حسن نے جو دھوین کے چاندی صورت نکلی غیرت آتی ہے ہمیں بوسہ کا ساں ہوتے کشمکش دل عل جب کا اثر رکھتی ہے ہم تو کہتے ہیں وہ ہو گا جو خدا نے چاہا</p>
<p>آتش آفا ز محبت کا ہوا جب ام بھیر نہ خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کریں</p>	<p>آتش آفا ز محبت کا ہوا جب ام بھیر نہ خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کریں</p>
<p>اندھیر ہے جو کیسے اس کو چراغ روشن شب باش بھی جو ہو تو ہو جائے باغ روشن پردانے بھی ہن حاضر تا ہے چراغ روشن رہتی ہے شمع فکر عالی دماغ روشن دے جھکو داغ دست موسیٰ سے داغ روشن مردے ہیں زندہ ہوتے کشتے چراغ روشن شیشہ مدام رکھیں چشم ایاغ روشن اقید حیات مین ہے حال فزاغ روشن</p>	<p>خورشید حشر سے ہے سینہ کا داغ روشن دن کو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل مین بل ہزار ہا ہن جنتک بہار گل ہے پردانے بنے مقنون آتے ہن عرش پر سے اسے سو رشتن تجھ سے اتنی ہی التجا ہے کوئے حبیب مین ہے چلتی ہوائے جنت طرز نگہ ہمیشہ دکھلا مین موج سے مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہن ان کو</p>
<p>آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا مشعل کی طرح ہو گی منقار داغ روشن</p>	<p>آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا مشعل کی طرح ہو گی منقار داغ روشن</p>
<p>جن چہار ہوتا ہے دیوانوں کے سر پراندوں</p>	<p>موسم گل ہے جنوں ہے شور فچر بران دنوں</p>



<p>روئے روشن بار کا پیش نظر ہے روز و شب          ہوس لب ہائے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق          پہلوؤں میں درو رہتا ہے فراق یار سے          بادشاہ وقت ہے حُسن جوانی نے کیا،          دیکھتے ہیں ہنس کے دانتوں کی چمک وہ آجکل          رخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہیں کیسے یار          بانس لگو آتا ہے اکثر جا کے وہ بالابلند          سُرُخِ کندن سے ہے رکھنا فتنے منگ یار          عشقِ دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان          کوٹ کر ہی زور سودا کے برسی نے بھروا          متصل عاشق روانہ ہوتے ہیں سوئے عدم          کون اُس محبوب کو لکھتا نہیں حالات شوق          سوں آہن کرتے تھے یا دل بگھل سکتا نہیں</p>	<p>تم کھ کسکی پڑتی ہے شمس و قمر پرانِ دِلن          رال ٹھکی پڑتی ہے شمس و شکر پرانِ دِلن          گاہ دل پر ہاتھ ہے گا ہے جگر پرانِ دِلن          لال پردہ ہے فلکا اُنکے در پرانِ دِلن          کوذنی بجلی نہیں کس کس کے گھر پرانِ دِلن          شام کا قصہ نہیں رہتا سحر پرانِ دِلن          سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پرانِ دِلن          زرِ طلب مر جاتے ہیں اس سیمر پرانِ دِلن          دوڑتی نیت ہے سجون گھر پرانِ دِلن          دیو بھی چڑھتا نہیں اپنی نظر پرانِ دِلن          ہاتھ رکھے پھرتے ہیں نہ بھی کمر پرانِ دِلن          مار رہتی ہے خطون کی نامہ پرانِ دِلن          آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پرانِ دِلن</p>
---	---

کون فصل گل میں اسے آتش نہیں بیجا تراب  
 بھیروسی ہے بھیرامی نہ کے در پرانِ دِلن

<p>ہمارا لالہ گل سے لگی ہے آگ گلشن میں          چلے تو سیر کو میں آپ سنی ملے گلشن میں          حزانہ میں بلبلوں سے رکھیے بحثِ گلشن میں          لگا تی آگ بجلی کی چمک ہے خانہ تن میں          یہ سوداے شہادت ہے ہمارے سر کو آفتاب          سنا ہے عاشقوں سے برقِ دیش بھی نہ جوا بنا          زبانِ جنم کا اُس گل کو سہو کا کھا چکے عاشق          نہیں روزِ دل جو قہرِ دین پر دانیوں پر کو</p>	<p>گربان بھلا کر چل بیٹھے صحرائے دین میں          اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمانِ دوسرے میں          شراکت کیجئے ماتم زوون کی چلے شیون میں          برتا سحر نہیں بے یا خاک اڑتی ہے ساوین میں          تری تلوار کا دم بھرتی ہے جوگ ہے گردین میں          ہاتھ ادا کیے ہیں وہ لگا کر آگِ خرمین میں          نہ مینائی ہے زکس میں نہ گویائی ہے سبکین میں          نگاہِ شمعِ رخسہ کرتی ہے دیوارِ آہن میں</p>
---	--

<p>طریق محبت میں آتش قدمچسپانہ گزریگا          بلا تائے نہیں ہوں دوستی سے اس شکر کو          پریشان عاشق کی خاک کے ذرے نہیں بھین          جنوں کے جوش میں کیا نہیں دم بھر قرار آ          عذاب گور کاوان ساسنا یان رنج دنیا کا          ملا کر تے ہیں آنکھیں اپنی دیوانے رکابوں سے          کھلا زلفوں کے لہرائے سے اس خسارِ سخن پر          گوارا ناگوار ابھی ہو بد گروی دوران سے</p>	<p>گر سیانہیں بکھی ہے جب لگی ہے گل اس میں          پھری دیتا ہوں اپنے کوچ میں بست دشمن میں          بلکہ کس کس کو دے دیوا قصر باروز میں          بھی گلشن سے صحرا میں کبھی صحرائے گلشن میں          نہ گھر میں چین زندو کو نہ مرد و کو کہ دین میں          بری کی شویان ہیں اس بری بیکہ کے دشمن میں          زنگ کی نگہبانی کو دو کالے میں گلشن میں          ابالی بر قناعت کرتے ہیں سب خطروں میں</p>
--	---

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش  
 بتوں کے گھور نیکو جالتے ہیں دیر بہمن میں

### روایت واو

<p>سرخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہم کو          مطلب ہے رخ صاف سے خطے ہیں مطلب          گلزار ترا جگو مبارک رہے بلبل          دیوانے ہیں صحرائے جنوں نیز محل ہے          خواہان سے ترے رشک ہے بغیر یوسف          کافی ہے ہمارے لئے دل ہی کا اشارہ          جب جوش جنوں نے نہیں پھری سے نکالا          اندھ ہے شکل میں بدو گار ہمارا</p>	<p>گل سے ہے عرض خام سے کیا کام ہے ہم کو          آئینہ ہو رنگار سے کیا کام ہے ہم کو          بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہم کو          بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہم کو          یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہم کو          رسال سے جہاز سے کیا کام ہے ہم کو          پھر سایہ دیوار سے کیا کام ہے ہم کو          اخوان سے انصار سے کیا کام ہے ہم کو</p>
---	--

مرتا ہوں جو کتا ہوں تو تے میں وہ ہنر  
 عیسیٰ نہیں تیار سے کیا کام ہے ہم کو

<p>حسرت شادی نہیں جان عم آلود کو          داغ غم عشق کو دل میں جبکہ دیکھے</p>	<p>لالہ سمجھتا ہے دل داغ تنگ سود کو          ڈھونڈھے لیکر چراغ شاہد مقصود کو</p>
---	--

<p>لعل شکر باز کے بوس میں کیونکر نہ لوں پردہ غفلت اٹھا پیش نظر دیا رہے سجدہ کے انکار سے فوق نہ ہو جائیگا صبح تھی شب بھر کی نالہ کیا جس گھڑی سینہ بے معرفت حلقہ میں اپنے نہیں صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا طار دل ہو گیا بستہ زلف ایاز خاک سے بھرے اُسے چاہ جو بے آب ہو بھاڑ دے مغز سے کبر کے کڑے جو تھے یاد الہی میں جو نسرہ یا ہو کیا، ہجر کی اید اسے چھٹ دلو جلاہر وصل</p>	<p>کوئی نہیں چھوڑا تعلق وہ بید و کو ویر و حرم میں بجاؤ تھوڑے سے موجود کو خالی مقبول پر ناری مرود کو ایک شرارہ ہے بس تو دہ باد کو رہ نہیں اس زم میں بحر بے عود کو آنکھ خدا نے ہے دی کو کب سود کو بندہ کیا حُسن کا عشق نے نمود کو آگ لگا دیجئے مطبخ بے دود کو خاک برابر کیا چھٹے سے غرود کو بھول گئے وحش و طیر نمنہ داود کو داغ لے اچھا کر اس زخم تک سود کو</p>
--	---

راہ کی آفات کا کچھ افسانہ بیان  
سانے آنے تو دے منزل مقصود کو

روایت ہائے ہونزل

<p>ظاہر کسی کے دل کا ہو کیا خار خار کچھ توفیق خیر رکھتی ہے جو تیج یا رکھ پوچھی کسی نے فکر خستہ میں نہ بات</p>	<p>ستائیں وہ گل کے کوئی سزا کچھ زخم اتنے کھا دے گا نہ رہیگا شمار کچھ تھہرے نہ ہم حساب میں بدستار کچھ</p>
---	--

روایت یا کے تحتانی

<p>گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیچلے سر میں ہوائے کوچہ و دلار لیچلے نیت کو عاشقوں کی کیا سیر حُسن نے کرتے ہیں سیر چشم خزیدار سے مدام سودا بانہ یا رکے احسن و جمال کا</p>	<p>عریان بدن وہ لالے جو تھے خار لیچلے باغ جہان سے حسرت گزار لیچلے آنکھوں کے جام شربت دیدار لیچلے یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیچلے اُس لالہ رو کا وایع خزیدار لیچلے</p>
---	--

<p>جس گھاٹ جا ہے یار کی تلوار پہلے  عذاب لب کو توڑ کے پیار پہلے  بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار پہلے  سیلاب اشک توڑ کے دیوار پہلے  تشریف اب تو پیر ہن یار پہلے  بحرین سے یہ کشتی مے یار پہلے  طاؤس و بک اڑا کے جو رفتار پہلے  مسجد سے شوق خانہ مخمار لے چلے  چلے جبرہ درہ ابرو خم دار لے چلے  خلوت میں انجمن سے ہمیں یار پہلے  ور سے اٹھا کے ہمیں دیوار لے چلے  دنیائے ہم یہ عاقبت کار لے چلے  سودا جو تھادہ تیرے خریدار لے چلے  سودا کے خواب فتنہ بیدار لے چلے  جلاد اپنے ساتھ گنہگار لے چلے  بازار آ کے رونق بازار لے چلے  ول میں غبار کا فرد و نیندار لے چلے</p>	<p>مقصود دل ہے تلزم خون میں ثنآوری  اے وہ نال جن جو انکی نظر پڑے  ہوئی یہ روح پھینک کے پشاور جسم کا  آجائے جوش پر تو ابھی قصر یار میں  جاسم سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہے  کیف شراب سے دو جہان کا ہر غم غلط  وہ ڈا ہے اُن کے پیچھے کس انداز سے وہ شوق  وار السرد و زمین بھی کر دن سجدہ پائے غم  شمشیر سے بلا کا ہو ہر چند سامنا  ایسی رسائی کیجئے سپید اکہ کھینچ کر  سایہ نے دی دھڑی جو تیرے آستان پر  واغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل  بازار و ہر مین نہ رہی جنس دل پسند  نالون نے اپنے ہتھ بھینکے نہ دی کبھی  انصاف ہو تو حکم عدل و داد میں  تم سیر کر کے کیا پھرے اندھیر ہو گیا  ماصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع سے</p>
<p>آتش جو جس کے نالون کی پھر ہو نہ اٹھیں  ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لے چلے</p>	<p>آتش جو جس کے نالون کی پھر ہو نہ اٹھیں  ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لے چلے</p>
<p>لجین کو نام سے تیرے جلدی شکل ہے  یون کو تیری طرح سے غلطی شکل ہے  نخاندہ ہو تو کمون خوشنوائی شکل ہے  تھاری ابرو و کن کی کج ادائیگی شکل ہے</p>	<p>سیر لطف و گرم کی رہائی شکل ہے  ہزار دعوے باطل کیا کرین یار ب  پھر یا سر کو ترے زمر مون نے لے لیں  بہت سی دیکھیں مین خم دار ہم نے تلوائیں</p>

<p>وہ اتنا دہشین ہے کہ حسین فرق پڑے          کمرے بڑھ چلے گیسوئے یار قمر کیا          دلائی بھی جیتون کو ہم نے دیکھ لیا          پھرین گئے ہم نہ ہزار آپ ہم سے بھر پھرین          بھلا کیا کریں آئینہ ساز آہ کئے          حیاے یار نے بد بلا جو کف میں رنگ          عنایت اُس کو ہو بے مانگے بوسے حسن          ہزار خیمہ مرجان کا چھپا ہوزنگ          کنارہ کش نہ ہوا سے بہر حن عاشق سے</p>	<p>ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے          عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے          منش تری سی کمان میرانی مشکل ہے          تمھیں سے سہل ہمیں پیوفانی مشکل ہے          صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے          یقین ہوا یہ ہمیں بارسائی مشکل ہے          فقیر مست کو تبرے گرائی مشکل ہے          وہ دلربائی دست خانی مشکل ہے          نہیں تو کہتے ہیں ہم آشنائی مشکل ہے</p>
---	--

خلیل کا اے کبہ جانو آتش  
 خدا کا گھر ہے یہ دل تک رسائی مشکل ہے

<p>دور زبان جناب محمد کا نام ہے          مومن پسند یار کا شیرین کلام ہے          حق ہے جو سنگات کا اس میں کلام ہے          اک حال پر کبھی نہیں اُس کو قیام ہے          عاشق کا نالہ سنے یہ اُن کا کلام ہے          زنجیر ہے وہ طرہ مشکین نہ دام ہے          آزاد کردہ سرداک اُس کا غلام ہے          مطلب ہے دفتر گل دلالہ میں مختصر          صبح بہار ہے مجھے سانی پلا شراب          اُس شاہ حسن کو یہ سمجھاتی ہے نکمت          حسن و جمال یار کی شہرت کمان نہیں          عاشق نواز حسن کی تعریف کیا کردن</p>	<p>قابل درو دیڑھنے کے اپنا کلام ہے          کیا جاشنی ہے کیا مرہ ہے کیا قوام ہے          دیکھا کمزور یار کی نازک مقام ہے          دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے          باقی دھوان ہے عود میں جہلک غلام ہے          شاعر کما کرین انھیں سودائے خام ہے          قد بلند یار کا عالی مقام ہے          دودن کی سیر میں یہ گلستان تلام ہے          سب جانتے ہیں عید کار و زہ حرام ہے          وہ کام اشاریے ہوزبان کا جو کام ہے          روشن تر آفتاب سے اُس مہ کا نام ہے          یوسف سے بھی عزیز اُسے اپنا غلام ہے</p>
---	---

و کھلا رہی ہے سیرِ جن گشتگوئے یار  
 کس کشتنی کو عشقِ تری تیغ سے نہیں  
 زمیندہ چشمِ یار میں سُرخِی ہے نشہ کی  
 ایک سجدہ نیاز میں ہے فرضِ عشقِ ادا  
 ہم جہنم کو کوساٹنے کرتے ہیں ابر کے  
 رہتے ہیں جبہ سا جو ترے آستان پر  
 خورِ نیرِ نئی نقابِ مرغِ یار سے کھلا  
 بے معنی ہے وہ عشق کہ جس میں کشتن نہیں  
 نیکے بجا دل جو زبان سے عجب نہیں  
 سودا کی زلفتِ یار کا جبے ہوا ہے دل  
 حبیبک حلال کر لے نہ مجھ بیگناہ کو  
 رکھتے ہیں وہ قدمِ تن بیجان میں مگر  
 کیا کیا شگونے بھولے رہتے ہیں رات بھر  
 دولت کے سامنے نہیں کچھ قدس بھی  
 اکدن حضورِ قلب سے ہوتی نہیں ادا  
 مہندی ہمارے قتل کی خاطر پہلک ہی  
 معشوق ہی نہیں جو نہ وعدہ خلاف ہو  
 خنخال پائے یار سے آتی ہے یہ صدا  
 بتانہ کھو ڈالے مسجد کو دھائیے : کو  
 جس سلسلہ میں شک ہو جسے آکے پوچھ لے  
 ہوتا ہے خوشنوائی بلبل سے آشکار کو  
 انگشتری ہنوز نہیں دستِ یار میں  
 بیباکمی زبان سے نہیں کون خوفناک

بھڑتے ہیں بھولِ منہ سے یہ رنگین کلام ہے  
 شاق جوئے آب ہے جو نشہ کام ہے  
 کیفیتِ شراب کے قابل یہ جام ہے  
 مینِ نقدی ہوں اور مرادِ دلِ مام ہے  
 تم ہنس پڑو تو برق کا نقشہ تمام ہے  
 آنکھوں میں انہی بست بندیِ بام ہے  
 جو ہر ہرینِ حسین تیغ کے یہ وہ نیام ہے  
 دلچسپ ہو نہ حسنِ قصورتِ حرام ہے  
 پھلکے تو کیا بید ہے لبریزِ جام ہے  
 قالبِ مینِ مرغِ زور کو ایذا سے دام ہے  
 قاتل کو دہنے لاکھ کا کھانا حرام ہے  
 پاؤں یارِ بیک سے بھی خوش خرام ہے  
 صبح بہارِ یار کے کوچہ کی شام ہے  
 محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہے  
 زہدِ تری ناز کو میرا سلام ہے  
 خونِ خاکِ ہم سے انھیں انتقام ہے  
 جا ہے جو تجھے بختی عہدِ خام ہے  
 مُردے سے بچے وہ جو زندہ کا کام ہے  
 دل کو نہ توڑے یہ خدا کا مقام ہے  
 مسجد ہے وقتِ صبح ہے موجودِ امام ہے  
 یہ پشت پر بھی شاعروں کا احلام ہے  
 نا آشنا گھنہ کی صورت سے نام ہے  
 ہر عضو اٹکے صبح کو کرتا سلام ہے

آتش برانہ مانو حق حق جو پوچھے  
شاعر بہن ہم دروغ ہمارا کلام ہے

باغبان انصاف پر بل سے آیا چاہیے  
قرش گل بلبل کی نیت سے بچایا چاہیے  
یاں ہیں کھاؤ بھائی ہے جو منی کی دھڑی  
آئینہ میں خط و زرس کا نظارہ کیجئے  
ہوسہ اس لب کا ہے قوت بخش ریح مملو ہے  
عشق میں حداد بے آگے کہتا ہے دم  
دیکھیے کہتا ہے کینو کہتا ہے گستاخان  
چو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان غموش  
فصل گل ہے چاروں ساقی تکلف چھوڑو  
خم میں جوش مے سے جھکویہ صدا ہے آہی  
حال دل کچھ کچھ کہا میں نے تو بلائے یار  
شیر سے خالی ہنڈین رہتا ہنڈیاں زینہار  
رنگ زر و چشم تر سے کیجئے دھولے عشق  
رام ہوتے ہی ہنڈین جتنی مزاجی ہے سوچا  
و جھگر خلوت سرا سے یار کہتے ہیں فقیر

بیمیں اسکو ز رگل کی بچایا چاہیے  
شع پر واذن کی خاطر سے جلایا چاہیے  
شام تو دیکھی شمع کو بھی دکھایا چاہیے  
آہو ان چشم کو بچان چرایا چاہیے  
ایسی باتوں میں سر ہو دکھایا چاہیے  
شاخ گلشن پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے  
شوق کے بھی حوصلہ کو اڑایا چاہیے  
باغ میں چل کر اسے بل سنا یا چاہیے  
پر جو اہر کے بڑے کو لگایا چاہیے  
ظرف مستی ہو تو کیفیت اٹھایا چاہیے  
بس عبارت ہو جی مطلب پر آیا چاہیے  
بوریا سے فقر بھیا چھوڑ جایا چاہیے  
دو گواہ حال اس فقہ کے لایا چاہیے  
اُن سیہ چشموں کو چو پہرہ جگایا چاہیے  
عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیے چند جبر شاعر بھی  
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے  
حسن میں تیرے کوئی عیب نہیں  
صلح کی دل سے ہیں یان مصلحتیں  
ازنگ بے رنگ رہا کرتا ہے  
قیع میں رنگ رہا کرتا ہے  
دان سر جنگ رہا کرتا ہے

محبوب کو ترے ستاروں سے دل مرانی کے محبت کی ثلث حارسی عار ہے مجھ مجنون کو جو ہر تیغ دکھاتا ہے حسن گفتنی حال نہیں ہے اپنا حلب رخ بین ترے خالوں سے منزل گور کے دیوانوں کے عالم وجد ترے مستوں کو فندق دست صنم سے نادم تیرے گوش شنوا کا شتاق	خون سرچنگ رہا کرتا ہے نشہ میں جھنگ رہا کرتا ہے نگ سے ننگ رہا کرتا ہے عشق چو رنگ رہا کرتا ہے کچھ عجب دھنگ رہا کرتا ہے شکر رنگ رہا کرتا ہے سینہ پر سنگ رہا کرتا ہے بے وف دچنگ رہا کرتا ہے گل اور رنگ رہا کرتا ہے ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے
--	---

بندش جیت سے تیری آتش  
قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

زخم دل میں تیری فرقت سے جگمگین داغ ہے رخ تر ابدی داغ ہے روئے قمر میں داغ ہے عشق کی دل سوزیوں نے مجھ کو برین داغ ہے دیدہ اجاب سے پیچہ پوشیدہ نہیں آج کل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار ٹھک کے پانی سے مٹا دے مجھے اچھٹم تر ناکوں سے اہل عزت کو کہ لازم استوار گل ترے چیلے کا سینے پر نہیں اسے تیغ زن اشتیاق گور میں دیتی ہے ایذا طول عمر کو تہی کرتے ہیں راہ دشت وحشت میں قدم زلف و خال یا پر جب سے پڑی ہے اپنی آنکھ	ایک گھر میں گل محبت ایک گھر میں داغ ہے دیکھ لے جو ہے آنکھوں کی نظر میں داغ ہے یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک دہریں داغ ہے لالہ رو شاید کوئی تیری کو میں داغ ہے بوسے گل دیتا ہے جو جاپنے برین داغ ہے گر سیوں سے سوزش دل کی جگمگین داغ ہے میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر میں داغ ہے چار بھولوں کے عوض اک اس سپرین داغ ہے منزل مقصود کی دوری سفر میں داغ ہے آبلہ بانی کے ہاتھوں مغز سر میں داغ ہے مشک عین عنبر سارا نظر میں داغ ہے
--	--



<p>وان تلاش ایذا ہے دیتی اور بیان عشق مہال          ناگو ار اپنے سوا ہے بار دل کو دخل غیر          دیتے ہیں تشبیہ روئے روشن محبوب سے          زامہ سالوس کے ماتھے کے گھٹے سے کھلا          کوئی گردن پر ترے زبندہ ہے حال سیاہ          داغ کھانے نے فزا ایسا دیا ہے عشق میں</p>	<p>ازخم باہر اپنی قسمت کا ہے گھر میں داغ ہے          سایہ کا بھی ساتھ تیرے رہ گذر میں داغ ہے          داغ ہے اُس کا ہیں وہ جو سر میں داغ ہے          لگ ہی رہتا ہے جو تقدیر بشر میں داغ ہے          خوش ناخوشید سے بھی اس سحر میں داغ ہے          دوڑتی ہے روح اُس پر جس ثمر میں داغ ہے</p>
---	---

عجب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نصیب

داغ جب بھیل میں لگا عین شجر میں داغ ہے

<p>چستان کی گئی منتو دنا پھرتی ہے          خال شکین کو ترے کرتے ہیں قفسے سجدے          خاک چھنوا رہی ہے کوچہ قافل کی تلاش          کچ نکمے تو نے تو کی ہم سے کہے رکھے ہیں          ملتی جو تری درگاہ کے ہیں بے محبوب          شہرے نے نقاب رخ زیبا اُٹھا          تسکس کو کرے دیکھے ہنگام حرام          پائین تاک یار کے بونچلی ٹک کرے          وہ حیون خیر ہے وہ مایہ سودا ہے وہ فلف          اپنے جاہ سے ہو میں میکش مفلس باہر</p>	<p>رت بدلتی ہے کوئی زمین ہوا پھرتی ہے          عین گیسو دن کے گرد بلا پھرتی ہے          ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی تصا پھرتی ہے          آنکھ اپنی بھی صمم سوئے خدا پھرتی ہے          اپنے تشریف قبول آنکی دما پھرتی ہے          مٹو کرین کھاتی اُن آنکھ کی جیا پھرتی ہے          یہ قدم سے جو لگی اُنکے خا پھرتی ہے          پھرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے          دیکھتی ہے جو پری برسہہ با پھرتی ہے          ہر ہن ہوتی ہوئی دسارو قبا پھرتی ہے</p>
--	---

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہیں

یہ بلاد نہیں آتش جو بلا پھرتی ہے

<p>آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے          تالہ کابت کہہ میں ہم کیا خیال کرتے          جنس کو کلام ہم سے یوسف جمال کرتے</p>	<p>دنبہ کے بدلے فریب عاشق حلال کرتے          سنتا تھا کون کس سے نظار حال کرتے          کانون کو آشنا سے فرخندہ فال کرتے</p>
--	---

<p>             بڑا سا ذوق کھاتے جس کو ہنسنا کرتے              صورت جو تم دکھا کر حو جا ل کرتے              دل ہارتے تو جان سے گھر کو مال کرتے              ایک دم نقاب لٹے تو تم کمال کرتے              تم در میان بڑ کر رخ ملا ل کرتے              اندیشہ کو نہ سوچھیں وہ احتمال کئے              بازو کی پھیلین کا زلفون کو جا ل کرتے              چشم یہ کو کیف سے زلال کرتے              قربان شک نامے اسپر غزال کرتے              اندھیرا بروں کے دو دن ہلا کرتے              مجھونے بھی بہن چشت شہری غزال کئے              ناقص بہن آشکارا اپنے کمال کرتے              پھروں کا کام روئے قائل کے خال کرتے              جھٹے بنگ دشیر درگ و شمال کرتے              حاتم فتح تم نہ رد جو میرا سوال کرتے              ظاہر شگونے اپنے اپنے نہال کرتے              اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے              دیتا جو دُر بھی تو شکر زلال کرتے              یادوش بخیر ذکر روز وصال کرتے              ہم پا مال ہوتے تم پا مال کرتے           </p>	<p>             حسن شباب اُن کا موسم بہار کا ہے              حیران کارہوتے معنی تلاش شاعر              باہر سباط سے تھے ہم عشق کے جو بین              ماہ چار وہ ہے رخسار و منور              آکر وہ دل سے جان ہے داغ لے کلا              منظور ہوتی ہو کجبت جو اُس دہن میں              بھکاتے دوش سے بھی تھوڑا سا اکو صاحب              ہچکشی آہو دن سے زبان تھی وہ کیونکر              سو واز وہ جو تیرے خانو کا جاکھتا              رخ یار کا نہ ہوتا تو چاند چودھوین کا              سو وازدہ سے اپنے پھر جانی میں وہ آنکھیں              ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے کم روشن              ہمایہ ہے دغلی بندوق سے وہ بینی              لاشہ پڑا ہے میرا صحر میں زخم کھا کر              بوسے کے مانگے پر شمع کو نہ پھرنا تھا              فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا              ہڈتا سنیں ہے اک دم آئینہ سامنے سے              کافی تھی بہرستی ساقی کی مہربانی              فرقت کی شب میں سنتا باتیں جو دل لگی              تربت پر اپنی شوق رنار جا بے تھی           </p>
<p>             خم سے زیادہ پیدا کرادہ طرف آتش              مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے           </p>	<p>             تانائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے              گل و سبیل سے یان خار فتن دلا بہتر ہے           </p>

<p>مگر کیم کو تیر دوست کی دیوار بہتر ہے          علامہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے          ہم پہونچے تو اٹھکو شربت دیدار بہتر ہے          تمہارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے          اہل عید سے وہ ابرو خدا بہتر ہے          سب شیرین کے بوسہ لیے نین تھار بہتر ہے          ملے لوٹے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے          خدا جو فکر زنجین دے تو یہ گلزار بہتر ہے          جہان کے تندرستوں سے تر یا بار بہتر ہے          تباہے تنگ پر تھوڑی سی کج دتا بہتر ہے          تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے          وہ قامت سر سے لگے وہ خدا بہتر ہے          تمہارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہے</p>	<p>جبین سانی کو رنگ آستان یا بہتر ہے          یہی آواز آتی ہے درمہر محبت سے          عبادت بیکھو بیکھو کتب سے یہ کتب ہیں          کہا کرتے ہیں عاشق لوگ اکڑ پارسہ ہیں          صبا سے ہے رشک صبح نور و ہفتالی          منہا ہے شاعر دن سے بیشتر قند کر بھی          نگاہیں مردم دیدہ کو ہر دم یہ سجھاتی ہیں          بہار بلبل غزلانی نہیں کوئی سخن رکھتا          اسیر عشق کو ہے فوق آلودان عالم ہر          رہے جانے ہیں عاشق نچان کیا تھر کرتے ہو          چلے گا بک کیا طوطی کرے گا کیا سخن سادی          بہار باغ ہے نظارہ محبوب دکھلاتا          کہان نظارہ روزن رہا پر وہ خج باقی</p>
---	--

سوال پوسر پر شکوہ بت لکھا ہے اس آتش  
 خیال بد اگر گزرے تو استغفار بہتر ہے

<p>کس درد کے ہیں آپ دو اکچہ نہ پوچھیے          عجز و عذر شاہ و گدا کچہ نہ پوچھیے          چلتی ہے کس طرف کی ہوا کچہ نہ پوچھیے          کیا یہ آئینہ ہے صفا کچہ نہ پوچھیے          کھوئے ہیں کے بند تبا کچہ نہ پوچھیے          ہے سلوک شرم دیا کچہ نہ پوچھیے          سر پر ہے کس کے گل ہا کچہ نہ پوچھیے          کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچہ نہ پوچھیے</p>	<p>غائب لب کا اپنے مزا کچہ نہ پوچھیے          تاز و نیاز عاشق و مستون کیا کمون          خوشبو سے ہو رہا ہے سطر و بلع جان          کیا کیا نگہ بھلتی ہے رخسار یار پر          جامہ سے مارا ہے جو ہر نین مجب نہیں          آئینہ لیکے کیجے اسنا مشاہدہ          ہاشم نے کیا ہے شگے بادشاہ حسن          زنجین کے ہیں یار سے جیسے کہ دست چا</p>
--	---

<p>اہر حال میں ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے آتی ہے غیب سے یہ صد کچھ نہ پوچھیے کتنی ہے زلف یار سا کچھ نہ پوچھیے</p>	<p>آگشتی ہے عشق تان کا معاملہ کیا شے ہے وہ کہ جو گزرتا ہے یہ خیال کو تاہ خال روئے سوز ہے کس قدم</p>
<p>آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہیں مشفق جو کچھ ہے اس کی سیر کچھ نہ پوچھیے</p>	
<p>بہرین اس جو ہے میں ہم اپنی بساط سے دو طاق ہیں بلند فلک کے ربا ط سے عالم حصار میں نہ ہوں اس جتیل سے خوش روئے خوش چال سے خوش اقلاد سے بہل بھاری تیغ کے کسک نشا ط سے بیزار روح جسم کے ہے ارتبا ط سے</p>	<p>باز آئیگی نہ بازی عیش و نشاط سے حیران ان ابروؤں کو ہیں مہار و دیکھ کر حلقہ میں آہوؤں کے ہیں دیوانے فصیح چور و جہاز کرے ہم خفا نہ ہوں کھا کھا کے کھرتے ہیں مستوی طرہ رقص خواہاں مرگ دل ہے جلدی ہیں باہکی</p>
<p>انجام ہو بخیر قیامت کا آتش داخل بہشت میں ہو گزر کر صراط سے</p>	
<p>باقی جو ہیں سو قبر میں مردے بھرے ہوئے مثل جاب اپنا پیالہ بھرے ہوئے موتی ہیں کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوئے بیٹھے ہیں ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے دو طاق پر ہیں دو گل گرس دھرے ہوئے بے خشت خم کھد میں سرھائے دھرے ہوئے بیدا ہوئے ہیں طفل ہزار دن مرے ہوئے راج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوئے تیر مرزہ سے دہم دہم پرے ہوئے</p>	<p>دندے وہی ہیں جو کہ ہیں تم پر مرے ہوئے مست است قلم ہستی میں آئے ہیں اشترے صفائے تن تارین یار دو دن سے بالوں جو نہیں دلوئے یار نے ان ابروؤں کے حلقہ میں وہ انکھریاں نہیں بعد فنا بھی آئے گی مجھ مست کو نہ نیند سکین جو اشک بے اثر آنکھوں نے کیا عجب لکھے گئے بیاضوں میں اشعار انتخاب اٹا صفوں کو تیغ نے ابروئے یار کی</p>
<p>کو دے جوابی ہم تو دوسے سے پرے ہوئے</p>	<p>آتش خدا نے جا تا دیر بے عشق میں</p>

<p>دو دن کی زندگی میں رہے ہم مرے ہوئے          ناخوس میں سے آئی صدائے ہوا غفور          خطر بوجہ آئینہ میں بڑی ہے نگاہ یار          شوق شکار مجھ کو جاتے ترک ہے سنا          ہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو          آرایش آنکھ حسن کی موقوف کب ہوئی          کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ میں تباہ          وہ صید سخت جان ہوں میں جس پر زار بار          دینے میں جام کے ہے تال کا کیا سبب</p>	<p>جوش جھون نے زرد کیا جب ہرے ہوئے          اہم تکرے کے جو خدا سے ڈرے ہوئے          آہوے بچشم مست ہیں سب سے چہرے ہوئے          چہرے کے سبزہ آہو ہیں کیا کیا ہرے ہوئے          سونے کے ہوئے درخت خاک کے ہرے ہوئے          فوج کے درخت حجاب ہرے ہوئے          کوچے میں بار کے ہیں کو ترچہ ہوئے          خالی ہوئے ہیں تیرے ترکش بھرے ہوئے          ساقی شراب سے ہیں قرا بے بھرے ہوئے</p>
<p>بعد فنا بھی عشق کا آتش اتر رہا          تربت سے اپنی بید مولد ہرے ہوئے</p>	
<p>کتنے ہیں ذکر ملی و جھون چو پھیر دیے          خوشحال ہیں شاگے مجھے ہفت آسمان          ساتی ہے نے ہے یار ہے نرم نشاط ہے          تیرے تو کام نہ تفتدیر کا ہوا          آئی بہار گل نے قبا اپنی جاک کی</p>	<p>چپ رہے بس نہ گور کے مردے کھڑے          یوسف کو کھاکے ہو گئے ہیں شیر بھڑے          پھیرے جواب نہ ساز تو مطرب کو پھیر دیے          ایک خدا پہ کیجئے دروازہ بھڑے          بخیہ جو پیر ہیں میں ہے اسکو ادھر دیے</p>
<p>آتش قمار عشق میں تیرے حضور یار          جالون کو اپنی بھول گئے ہیں کھڑے</p>	
<p>بہار آئی مراد چمن خدا نے دی          دکھائے روئے غلط نے یار کے اعجاز          گئی ہے دیر سے اتک نہیں پھری شاید          کفن کی فکر ہمارے لئے بھی واجب ہے          ورم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا</p>	<p>آنگنہ غمیر ہوئے بوسے گل صبا نے دی          گلیم پوش تو پیچھی خدا نے دی          در قبول کے اوپر ڈھکی دھانے دی          نقاب کی جو تھیں مشورت حیا نے دی          طاف کو کعبہ کی کر دے مجھے قصا نے دی</p>

<p>شکست اُنکو تری چشم سرمہ سائے دی          تمھاری راہ میں جان ایک شکتہ بانے دی          گلو میں بھانسی ہے اُس کا گل سائے دی          ہمارے خون کی رغبت اُھین جانے دی          جگہ ہے سایہ میں اپنے اُسے ہانے دی          پری کے سایہ کی ایذا ہے اُس بلانے دی          صدائے قافلہ اشک میں درلانے دی          خیر کچھ اُسکی نہ لاکر اک آشنا نے دی          گلے کو تھامے صحت اگر دوانے دی          دماغ اُس شہہ خزان کو کس گدائے دی</p>	<p>لڑائے آئے تھے آنکھیں غزال میں ختن          جہان سے حسرت منزل کا داغ نیکے گیا          محال کیا کوئی سودا زودہ جودم مارے          یہ جا بڑھکے دونوں میں جیہا ہے کون          فقیر ہو کے جو بھیر ہو اے سہ حسن          کیا ہے عشق نے بالائے یار کے بے خود          رہ عدم میں سب آواز اپنی بھول گئے          وہ بھر حسن ہے کس لہر میں رہا کرتا          مرین عشق کو ہے مرگ زیست سے ادلی          ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شا کر کہ</p>
--	---

عزیز داغ محبت کو رکتے ہو آتش  
 نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبائے دی

<p>افس امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے          طفل خیرون کے لئے سنی کاھوڑا چاہیے          جب بلا کا سامنا ہو سمجھ نہ موڑا چاہیے          گل بہت ہستے ہیں کان اُنکے مروڑا چاہیے          یک جکا ہے خوب اب بچوٹے یہ پھوڑا چاہیے          بادشاہن کے سنے کا توڑا چاہیے          بڑی اپنی ہے ایک لالون کا جوڑا چاہیے          نکسے آگے جا کے اپنے سر کو پھوڑا چاہیے          ساتھ کیفیت کے اڑنا کھو گھوڑا چاہیے          وہ بھی گھوڑا ہے کوئی جھکوڑا چاہیے          افضل دیکھ گنج پر مفتاح توڑا چاہیے</p>	<p>اعلیٰ ملکوت پندار توڑا چاہیے          تنگ اگر جسم کو اسے روح پھوڑا چاہیے          زلف کے سود میں اپنے سر کو پھوڑا چاہیے          گھورتی ہے کم کو رگس آنکھ پھوڑا چاہیے          آج کل ہوتا ہے اپنا عشق پہان آشکار          مانگتا ہوں میں خدا سے اپنے دلے دل عشق          اُن بون کے عشق نے ہے جیسے دیوانہ کیا          دے رہا ہے گیسوے خشکین سودے کو جگہ          بادہ لگلوں کے شیشہ کا ہون سائل ساقیا          یہ صدا آتی ہے رفتار سمندر سے          قطع مقرض محوشی سے زبان کو پچھے</p>
---	---

<p>اپنے دیوانہ کا دل لیکر یہ کتاب ہے وہ فضل          زلفین روئے یار پر بوجہ لہراتی ہنرین          باغبان سے چھپ کے گل حنی جو کی ڈلگیا          فصل گل میں بڑیاں کافی ہیں سرسبز          بلغ عالم میں ہی سیری دعا ہے روز شب          عشق کی شکل پسندی سے ہوا یہ آشکار          زمزم سے سکر مرے میاں دگر وے کما</p>	<p>یہ کھلوتا ہے اسی قابل کہ توڑا چاہیے          کچھ نہ کچھ بھر گئے یہ کالے کا جوڑا چاہیے          آنکھ بیل کی چاکر بھول توڑا چاہیے          ہاتھ میں حداد کے سونیکا توڑا چاہیے          خار خار عشق گر خار توڑا چاہیے          خود بصورت کو عذر حسن بھڑا چاہیے          فوج کچے ایسے بیل کو نہ چھوڑا چاہیے</p>
<p>پیر ہوا آتش کفن کا سانپ ہے عقرب          تو بجھے دامن ترک کو بچوڑا چاہیے</p>	
<p>گر اس کو فریب نرگس مستانہ آتا ہے          نہایت دل کو ہے مرغوب درمخل شکین کا          خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہونین سستی          خرق یار میں دل پر ہنرین معلوم کیا گزری          بگولے کی طرح کسکس خوشی سے مال زنا ہوں          سمجھتے ہیں مرے دل کی وہ کیا انہم کوان ہیں          طلب دنیا کو کر کے زن مریدی ہوں کتنی          ہمیشہ فکر سے بان عاشقانہ شہر ڈھتے ہیں          تماشائے ہستی میں عدم کا دھیان ہے کسکو          صبا کی طرح ہر اک غیرت گل سے ہن لگ چیتے          زیارت ہوئی کعبہ کی ہی تعمیر ہے اسکی          خیال آیا ہے امینہ کا سہم انہیں وہ دیکھینکے          بھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام زلف بچیاں میں          عتاب و لطف جو فدا و ہر صورت سے زنی ہیں</p>	<p>النتی ہیں صفین گردش میں جیہ پانا آتا ہے          دہن تک اپنے کنگل دیکھیے وہانہ آتا ہے          گریبان بھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے          جو اشک آنکھ میں آتا ہے سو مٹا پانا آتا ہے          تلاش گنج میں جو سامنے دیرانہ آتا ہے          حضور شمع بے مطلب ہنرین پر دانہ آتا ہے          خیال آبرو سے محبت مروانہ آتا ہے          زبان کو اپنی بس اک حسن کا اسانہ آتا ہے          کسے اس سخن میں یاد غفلت خانہ آتا ہے          محبت ہے سرشت اپنی ہیں یادانہ آتا ہے          کئی شب سے ہلے خواب میں تھانہ آتا ہے          اب اچھے بال سکھانے کی خاطر شانہ آتا ہے          اتھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے          شکایت سے نہیں وقف ہیں شکرانہ آتا ہے</p>

<p>خدا کا گھر ہے بنگانہ ہمارا دل نہیں آتش مقام آتش ہے یاں نہیں بیگانہ آتا ہے</p>	<p>جاں بخش لب کے عشق میں ایذا اٹھائیے قدسی نگاہ لطف کے امیدوار ہیں اب کی بہار میں جو بہن پہلے جنون عاشق سے کام لیجئے ہنگام فکر شعر دکھلائے حسن یار کا جلوہ ہمیں جو عشق کچھ ساحلین ہو یا روتی کوئی نہ اس کے بھر مفسس ہوں لاہر پر ہی دلوں بندھی ہے شوق سختی راہ کھینچتے منزل کے شوق میں فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب جام شراب ناب ہے ساتی لے کھڑا آواز کوٹنا کے کے کان ستغنیض جوش جنون میں دیکھیے سچے نہ مڑ کے بھر</p>
<p>شمسیر زن ہو یا رہا در جوان ہو آتش جہا عشق پر جہر دا اٹھائیے</p>	<p>دہن پر بہن ان کے گمان کیسے کیسے زمین چین گل کھلاتی ہے کیا کیا تمہارے شیدو نہیں داخل ہوئے ہیں بہار آئی ہے نشہ میں جھومتے ہیں عجب کیا چھاروچ سے جامہ تن تپا ہجر کی کاہشون نے کے ہیں نہ مڑ کر بھی بیدار قاتل نے دیکھا،</p>



<p>نہ گور سکدر نہ ہے قبر دارا بہار گلستان کی ہے آمد آمد توجہ نے تیری ہمارے سیجا دل و دیرہ اہل عالم میں گھر ہے غم و غصہ و رنج و اندوہ و حوران ترکی کلک قدرت کے قربان آنکھیں</p>	<p>ٹے ناسیون کے نشان کیسے کیسے خوشی پھرتے ہیں باغبان کیسے کیسے توانا کے ناتوان کیسے کیسے کھارے لے ہیں مکان کیسے کیسے ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے وگھائے ہیں خوشرو جوان کیسے کیسے</p>
<p>گرے جس قدر شکر نعت وہ کم ہے مزے لٹتی ہے زبان کیسے کیسے</p>	
<p>چب ہو کیون کچر مٹھ سے فرماؤ خدا کیواسطے کنگ کی آنکھوں نے نظارہ کو عاشق آئے ہیں ورد دل سے دم فنا ہوتا ہے مائے رحم ہے بھومتی زلفین توہین کالی گھٹا کیواسطے</p>	<p>ادھی سے بت نہ نجاؤ خدا کے واسطے چاند سی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے جان جاتی ہے مری آؤ خدا کیواسطے سہنس پڑو کلی بھی چکاؤ خدا کیواسطے</p>
<p>پاس رسوائی کا دونوں جانب سے شرط ہے میں بچھین تم جگہ سمجھاؤ خدا کیواسطے</p>	
<p>جلادہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی بنائیں میں ہیں دیوانے جامہ سے باہر لیا جو بوسہ تو ہنس کر یہ اُس صنم نے کہا شراب اُن کو بلا کر جو بی یثمانی لباس کعبہ کا حاصل کیا شرف اُس نے سر و بیان میں نہیں دونوں ابرو خدا ہماری خاک ہی ہوئے سار کی شقائق نہ روز حشر بھی فریاد جو کسی مجھ سے</p>	<p>گھٹ گیا جو کمین بوسے آشنا کی پری کا بھیس ہے بدلے ہوئے بلائی خدا سے شرم نہ اے بندہ خدا کی وہ بے حجاب ہوئے تو مجھ حیا کی جو کوئے یار میں کالی کوئی گھٹا کی وہ منہ چڑھے ترے جلی کہ ہو تقنا کی پہونچتی آؤ کے نہ ایسی کوئی ہوا کی جھٹکے یار کے آڑے مری وفا کی</p>
<p>میرے عشق کی احسن یار نے جب سے</p>	<p>مزاج سے نہ موافق کوئی دوا آئی</p>

<p>آہوئے چشم چھلاوے کوہین چھلنے والے لو زمانے کی طرح رنگ بدلتے والے پھر کھڑے ہوتے ہیں منہ پھر کے چلنے والے شب کو باہر نہیں وہ گھر سے نکلنے والے خاک میں ملے ہیں دیکھ کے چلنے والے کف افسوس دی ہاتھ میں ملنے والے جل گھرے ہوں گے کہ بازہ کے چلنے والے صورت موم ہیں نولا دھلنے والے ارہیں سرسبز سحر بھولنے چھلنے والے گر بھی بڑتے ہیں بہت دور کے چلنے والے مر گئے کیا غم و غصہ کے نکلنے والے جگر و دل میں لہو ہو کے نکلنے والے</p>	<p>سانپ کا زہر وہ گیسوہین اگلنے والے کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہیں باور ہے کشش عشق میں باسے اثر اتنا تو ہوا حسن نے روشنی جو رشید کی پید کی ہے آئینہ رکھ لے کیا ہے جو بھی تم نے بنا د پائون تک تیرے جو ہونچے نہیں لے مایہ ناز گوش زد ہو تو کمین کوں سفر کی آواز یہی سوزش ہی گرمی ہے اگر نالوئی بلغ عالم میں ہی اپنی دعا ہے ہر صبح اُن سے کمد و نہیں آہستہ جو کھٹے دگم نعمت عشق کا رعب نہیں کوئی پاتا اشک باقی جو آنکھ میں رہے تو نہ رہے</p>
--	--

بس قلم صوفیہ ہستی سے اٹھا اے آتش  
دھل چکے شمع جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

<p>وہ یار رہ گئے کہ جو تھے غش پڑے ہوئے بلبل کو سنکے کان گلوں کے کھڑے ہوئے ساتی کے در پر اب تو ہیں ہم بھی اڑے ہوئے بانی لباس چھوٹے ہوئے یا بڑے ہوئے ارہ کے سچے حشر میں ہوئے کھڑے ہوئے سوئے کی بیڑیوں میں ہوں ہیرے بڑے ہوئے پھوٹے نہ تھے جو دل میں پھپھو لے پڑے ہوئے شمیر ناز سے رہے بے دم پڑے ہوئے گردن میں اُن کی ہاتھ میں اسٹے پڑے ہوئے</p>	<p>اٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اٹھ کھڑے ہوئے نالوں سے میرے ہلکے رنگین اداسے دہر بے نشہ شراب محبت نہ جائینگے ٹھیک آئی تن پہ اپنے قبائے بر سنگی جو بچکے ہیں جنبش مرزاں یار سے دو انگن عشق جو زینت پسند ہوں بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا لشون کی طرح زیست میں تیرے نیاز مند آئینہ نے کیا ہے جو صورت سے آشنا</p>
--	---

<p>باتن میں اُن کی ہو گئے عاشق غریب تھل روز وصال آنکھوں کو اپنی دکھائے گا ساتی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر اب پاؤں رکھنے وہ نہیں چلے زمین پر بوسہ جو خال لب کا لیا یا رہنے کہا تلاش کی طرح جو وہ لمحہ کے کرے ہوئے روز و شب فراق کے کچھن جھڑے ہوئے خم کے تلے ہیں سیکدے میں ہم گئے ہوئے اک ایک کر کے ساتھ ہیں دو دو جھڑے ہوئے اس تل کا تیل پیکے ہو چکے گھر سے ہوئے</p>	<p>باتن میں اُن کی ہو گئے عاشق غریب تھل روز وصال آنکھوں کو اپنی دکھائے گا ساتی کی بندگی نے کیا خاتمہ بخیر اب پاؤں رکھنے وہ نہیں چلے زمین پر بوسہ جو خال لب کا لیا یا رہنے کہا تلاش کی طرح جو وہ لمحہ کے کرے ہوئے روز و شب فراق کے کچھن جھڑے ہوئے خم کے تلے ہیں سیکدے میں ہم گئے ہوئے اک ایک کر کے ساتھ ہیں دو دو جھڑے ہوئے اس تل کا تیل پیکے ہو چکے گھر سے ہوئے</p>
---	---

یہ فکر شعر ہے نہ مضمون تلاشیان  
آتش سے تو نہیں کہیں خواہ لڑے ہوئے

<p>مگر ہوتی ہے بسر کعبہ میں سیم اللہ کے بے طلب کوئی نہیں پہونچا حضور اللہ کے رات بھر دوڑا ہوں کیا کیا پیچھے پیچھے گم گھر دی سے بھی بہرین اس شب کو تھکے سیر دل ہیں کھانے والے اس غم جانکاو کے مرد عاشق ہیں مگر میں ہم تو اس افواہ کے دوم نکلا جاتا ہے اپنا سا تھرہ اک آہ کے پاؤں کو صدمے سے پست و بلند راہ کے بدون روئے ہیں جا جا کر کنارے چاہ کے عشق عالی منزلت سے حسن والا جاہ کے ذکر یوسف کرنے لگتے ہیں کہو تر جاہ کے آبلون میں یہ جو ہیں بیست کاٹے راہ کے اس بلا میں وہ پھنسین عاشق ہیں جو ہند کے</p>	<p>مطلق ابوہن پند طبع اک و خواہ کے جاؤں کیو تخرن بلائے کس بت و خواہ کے روئے نورانی کا تیرے ہو گیا ہے شکھ یار شام وصل آئی ادھر موجود تھی صبح فراق دفع عشق حسن کا لقمہ نوالہ ہے کر دیا گتہ میں شاعر قیامت ہوگی قندار سے ما توفی سے ہے حالت غیر چہ چار میں عشق بت میں کوہ پر جا جا کے سرشکا کے سالما عشق زرخندان نے سو مانی گیا حشر تک یلین ہی رہے گئے غم و انداز و ناز جان نکلا ہے جو چھ ساتھ ویدار حسن منزل مقصود میں چل کر نکالو نگاہین اس بت بے دین کی زلفوں کا شاہ پیری</p>
--	---

کب ساتی ہے نظر میں مدنی آفتاب  
چشم بیار کھتے ہیں درستی درگاہ کے

<p>تو ان چمن سے ہے جاتی بے لادہا میں ہے</p>	<p>ہوئے دور سے خوشگوار راہ میں ہے</p>
---	---------------------------------------

بلند آج نہایت غبار راہ میں ہے  
ہنوز حسن جوانی بار راہ میں ہے  
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ میں ہے  
کسین چڑھا کسی جا آتا راہ میں ہے  
ٹھکون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ میں ہے  
ستید ناز کا تیرے مزار راہ میں ہے  
عنان گستہ و بے اختیار راہ میں ہے  
فقط عنایت پروردگار راہ میں ہے  
بہت سی گر دہشت سا غبار راہ میں ہے  
ہمارا سایہ ہمیں ناگوار راہ میں ہے  
شریک حال ہمارا غبار راہ میں ہے  
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہے  
ہزار راہ زین امید دار راہ میں ہے  
خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ میں ہے  
بیونکا عشق نہنیں کوہ سار راہ میں ہے  
یہی وہ شہر ہے جو ہمارا راہ میں ہے  
بجائے سنگ نشان اک مزار راہ میں ہے  
اجل مری مرے سر پر سوار راہ میں ہے  
خوشا نصیب وہ جو شکار راہ میں ہے

گداؤ کوئی شہسوار راہ میں ہے  
شباب تک نہنیں پہنچا ہے عالم طفلی  
عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر سستی میں  
طریق عشق میں اے دل عصائے آہ ہے غلط  
طریق عشق کا سالک ہے اعطیٰ بن  
جلگہ ہے رحم کی یار ایک ٹھوکر اُس کو بھی  
سمندر عمر کو اکثر سے شوق آسائش  
نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے  
نجان میں آپ ابھی دو پہر ہے گرمی کی  
تلاش یار میں کیا ڈھونڈھے کسی کا ساتھ  
جوزن میں خاک اڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے  
سفر ہے سفر طاسا فرنا از بہتر سے  
کوئی تو دوش سے بار سفر اُتارے گا  
مقام تک بھی ہم اپنے پیچ ہی جائینگے  
بہت سی ٹھوکر بن کھلائے گا جس اُٹھا  
بلائے جان مسافر ہے خواب شیریں بھی  
پتیا یہ کوچہ قافل کا سُن رکھ اے قاصد  
پناہ یا ہوں روان سوئے کوچہ قافل  
چلا ہے شیر و کمان لیکے صید گاہ وہ ترک

ٹھکین جو پاؤں تو بیل سر کے بل نہ ٹھہر آتش  
گل مراد ہے منزل میں خار راہ میں ہے

ہوئے گل میں ہم کس داوی پڑھا میں آئے  
لگا خامی کا دھتابل جہان تلوار میں آئے

عدم سے جانب سستی تلاش یار میں آئے  
یہ عین اے ترک برج ابر محمدار میں آئے

<p>اٹھائے بار عشق اس عالم غدا میں آئے          اشارہ ہے یہی اگلے لب شیریں کے غلاؤ نکا          ندی بویا یک نے اسے گلبند تیرے پسینے          گندون سے نہیں کم سبب زنا کے حلقے          خرمیادوں میں عاشق اپنے نام کو نہیں لکھواتے          نوے سبزہ نورس نہیں اس روئے یقین پر          ہر اک حلقہ میں اُن زلف کے ہیں ہو سولہ عشق          بہارِ حسن دکھلائی نہ شاقون کی آنکھوں کو          رہا ہے بادشاہِ حسن تو جس قصر عالی میں          گئے جس بزم میں روشن چراغِ سخن سے کڑی          وہ منوہوتے ہیں نے سے خشتِ خم پر شاہ کے جد سے          کیا ہے حسن نے سلطانِ خوبان چاہے نکو          اڑے ہوش اپنے نظارہ میں اس گل تری صورت سے          جوانی ہے کمان اب یار کی وہ صورتِ مہلی          مشقت کر کے دیوانے نہ تھے جو بے سبب آئے</p>	<p>کمان سے ہم کمان پڑے ہوئے بیگا میں آئے          ملا نیکنگ ہم شربت دیدار میں آئے          ہزاروں عطر کھنچ کر طبلہ عطار میں آئے          پھینے وہ جو فریب کا فرد ویندا میں آئے          لانا ہے وہ یوسف بنکے ہیں بازار میں آئے          جنابِ خضر بہرِ سیر میں گلزار میں آئے          بہت سے مشتری شک میں تار میں آئے          نہ نکلے گھر سے تم گل باغ سے بازار میں آئے          ہا ہر سعادۂ سایہ دیوار میں آئے          بہار تازہ آئی تم اگر گلزار میں آئے          نمازی لوگ بھی ہیں خانہ نماز میں آئے          لے دلو اچھی فریادی جو ہیں سرکار میں آئے          شمس آیا جب مقامِ نرگس بیمار میں آئے          ہوئے مٹکا رہی رنگ ہی رخسار میں آئے          بری کو دھوڑ دھنے اس قصر دنیا کار میں آئے</p>
<p>بجا کرتے ہیں کوئی احوال صدق و کذب آتش          بہت سے مختلف احوال بھی اجازت میں آئے</p>	
<p>معرفت میں تیری ذات پاک کے          گل کھلے پرزے اُردا پوشاک کے          نام لے سکے نہیں محبوب سے          وہ گریبان آگ میں رکھ دیجئے          خوشنویس نے میں لکھواتا ہوں وصف          قید رکھتے موسمِ گل کی نہیں</p>	<p>اٹھتے ہیں ہوش و حواس یاد رک کے          پاؤں پھیلا تا بدمین چاک کے          کیا کمین کشتے ہیں کس سنگ کے          موسمِ گل میں جو ہوں بے چاک کے          لام کے کاگل الف سے ناگ کے          دلو لے تیرے گریبان چاک کے</p>

<p>صید گاہ عشق میں مر وار ہے          مست ہو کر جائیکے اسے منہجو،          حیرے دیوانوں نے بننے کی نہیں          توڑنے والے گل زنبق کے ہیں          بحر الفت میں بہار باغ ہے          نیشکر کی پور اسے شیریں دہن          آفرین صد آفرین دست جنون</p>	<p>صید جو قابل نہیں فراق کے          آئے ہیں بنت العنب کوتاہک کے          آگ کی پر یان ہیں انسان خاک کے          کاٹنے والے جہن کی ناک کے          پھولتے ہیں دست دیا تیراک کے          پھیلکی ہے آگے تری سولک کے          خوب ہی لے لے پود شاک کے</p>
---	--

عشق میں رہتے ہیں آتش سانسے  
 بے مروت بے وفائے باک کے



الحمد للہ واللہ کے اس زمان میں منت اقرار میں کلام انصاف الفصحی خواجہ حیدر علی متخلص ہنر مند شمس موصوف لکھنوی  
 نہایت سعی اور اہتمام سے شایع ہوا اور اس پر نظر ثانی کر کے ایک بہت قدیم نسخہ سے اس کا مقابلہ کر کے  
 بہت سی غلطیوں کو درست کیا اور بعض اونس شعروں کا جو اس نسخہ میں نہ تھے اور اس میں موجود تھے اضافہ کیا  
 اب یہ کلیات آتش مطبع منشی نوکلشور لکھنؤ میں حسب ایماے جناب منشی لٹن زائیں صاحب مالک مطبع  
 دوبہا تمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بمقام ستمبر ۱۹۲۹ء بحسن و خوبی طبع ہو کر مرثا لکھنؤ ہوا۔

قطعه تاریخ طبع بیان  
از حسن انور

کیا کیا کلیات شاعر مجرب بیان  
حکایت طالع بینی آئین در قوانین صدق

روح انجمن مطبعی

قطعه تاریخ از نتیجه فکر و روح کاظمی بزمین انصاف

مفک کمی پیمان بویان شاعری کا  
توین بیساخته که رنگا که نظم و انضام

۱۵۱۸





# تلیخ ادب اردو

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اردو زبان کی درجہ بدرجہ ترقی اردو کی نشوونما کا بتلائی  
 مناظر ملاحظہ فرمائیں۔ اگر آپ کو شوق ہے کہ اردو کے قدیم سخن گو اور سخن سنج  
 حضرات کے حال اور ہر طبقہ شعرا کے مفصل سوانح دیکھیں اگر آپ کو تمنا ہے کہ  
 تمام شاران جدید و قدیم کے واقعات و تصنیفات کا حال ملاحظہ فرمائیں تو  
 مندرجہ بالا کتاب ملاحظہ ہو جسے انگریزی سے مرزا محمد عسکری صاحب بی۔اے  
 نے مطبع کی جانب سے ترجمہ کر کے مقبول عام بنایا اور اس سے ضروری  
 باتوں کا اس میں اضافہ فرمایا۔ یہ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک دو صفحہ  
 پڑھنے کے بعد ہرگز آپ چھوڑ نہیں سکتے یہ مصور چھاپی گئی ہے اور قریب  
 ایک سو کے اس میں مشاہیر شعرا و نثاروں کی تصویریں نہایت عمدہ کاغذ  
 پر دی گئی ہیں۔ ایک فہرست مضامین اور ایک مفصل اندکس دیا گیا ہے۔  
 کاغذ و لکھائی چھپائی نہایت نفیس ہے کتاب دو حصوں میں ختم ہوئی ہے فرحت  
 یکجائی ہے قیمت مجلد لہر ایک اس قسم کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔

المشتر  
 نیچر لکچر پریس صیغہ بکڈپولکھنؤ









